

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تذکرہ

محمد مصطفیٰ ﷺ پاکستان

مولانا محمد عبدالدین قادری

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی - پاکستان

تذکرہ محدث اعظم پاکستان

جلد دوم

محمد جلال الدین قادری

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور-کراچی-پاکستان

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

تذکرہ محدث اعظم پاکستان (جلد دوم)	نام کتاب
حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد قدس سرہ العزیز	
مولانا محمد جلال الدین قادری	مؤلف
پیر طریقت قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی	زیر سرپرستی
مفتی محمد محمود احمد و ایم بی سمیر و حافظ محمد شعیب	کمپوزنگ
مولانا قاری محمد حبیب احمد و مولانا غازی محمد سعید احمد	پروف ریڈنگ
مولانا قاضی محمد سعید احمد نقشبندی	باہتمام
محلہ لطیف شاہ غازی کھاریاں، ضلع گجرات	
اگست 2005ء	تاریخ اشاعت
1Z467A	کمپیوٹر کوڈ
325/-	قیمت

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلسٹی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ فون: 7221953-7221953۔ ٹیکس: 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-2212011-2630411۔ ٹیکس: 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

عرض مرتب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ . اَمَّا بَعْدُ .

”تذکرہ محدث اعظم پاکستان“ کا دوسرا ایڈیشن آپ کے سامنے ہے۔ اس ایڈیشن کی اشاعت کے موقع پر حضرت مصنف مدظلہ کی صحت چونکہ علیل ہے، اس لئے اس کی ترتیب وغیرہ ان کے مشورہ سے فقیر غفرلہ القدر نے کی ہے۔ خیالیں وجہ کی کوتاہی کو فقیر کی طرف سے سمجھا جائے، اور مصنف دامت برکاتہم العالیہ کی صحت یابی کے لئے خصوصی دعا کی جائے۔ اس کتاب میں مصنف علام کی پہلی تجویز کردہ ترتیب کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ مکتوبات کا باب چونکہ قبل ازیں ”نوادرات محدث اعظم“ میں شائع ہو چکا ہے اس لئے اس کتاب میں شامل نہیں کیا جا رہا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے چند معاصرین کرم کے حالات زندگی شامل اشاعت ہیں۔ کرامات کے باب میں چند مزید کرامات شامل کی گئی ہیں۔ محترم محمد زبیر قادری فیصل آبادی کا مضمون اخلاف کے باب میں بعنوان ”حضرت قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی اور آپ کی خدمات“ بھی شامل اشاعت ہے۔

یہ کتاب نہایت قلیل عرصہ میں طبع کر کے آپ کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے، اس لئے اس میں اغلاط کا رہ جانا غیر متوقع نہیں۔ اگر کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو اطلاع دیں تاکہ آئندہ طباعت میں اصلاح کی جاسکے۔

مفتی محمد محمود احمد عثمانی عنہ

ابن حضرت مولانا محمد جلال الدین قادری مدظلہ العالی

محلہ لطیف شاہ غازی، کھاریاں ضلع گجرات

﴿ فہرست ﴾

﴿ تذکرہ محدث اعظم پاکستان جلد دوم ﴾

صفحہ نمبر

نمبر شمار عنوان

8	حضرت شیخ الحدیث محدث اعظم کی حیثیت سے	1
11	تدریس حدیث میں تمام عمر وقف فرمادی	2
12	جامع علوم حدیث	3
13	مرجع طالبان حدیث	4
15	معرفت اقسام حدیث	5
18	امہات کتب احادیث پر تعلیقات و حواشی	6
31	مرجع علمائے اعلام	7
34	اعتراف مقتدر علمائے اعلام	8
43	برصغیر کے موجود محدثین کی اکثریت آپ کے تلامذہ ہیں۔	9
45	بعض تلامذہ شیخ الحدیث کی علم حدیث میں تصنیفی خدمات	10
46	تدریس حدیث کی چند امتیازی خصوصیات	11
60	ملی خدمات	12
61	آل انڈیائی سائنس کانفرنس میں فعال کردار	13
67	تحریک حصول پاکستان اور آزادی ہند میں موثر فعالیت	14

73	جمعیت علماء پاکستان کی تاسیس میں نمایاں حصہ	15
73	فلاحی کمیٹی برائے مہاجرین (۱۹۴۷ء) میں بنیادی اور نمایاں حصہ	16
75	تحریک ختم نبوت (۱۹۵۳ء) میں بصیرت افروز کردار	17
81	مدارس اسلامیہ میں مروجہ نصاب کی اصلاح مدارس اسلامیہ کو مربوط اور منظم کرنے میں نمایاں کردار	18
87	تعمیر ملت، اصلاح و ترقی امت کے لئے مختلف تنظیموں کی تاسیس اور ترقی میں مرکزی کردار	19
88	جمعیت خدام الرضا (بریلی)	20
90	جمعیت اصلاح و ترقی اہل سنت (بریلی)	21
91	مرکزی جمعیت اصلاح و ترقی اہل سنت (لاہل پور)	22
93	انجمن فدایان رسول صلی اللہ علیہ وسلم (لاہل پور) وغیرہ کی تاسیس	23
97	یادداشت انجمن فدایان رسول	24
98	قواعد و ضوابط انجمن فدایان رسول لاہل پور	25
102	جمعیت رضویہ اہل سنت و جماعت (رجسٹرڈ) لاہل پور	26
103	یادداشت جمعیت رضویہ اہل سنت و جماعت لاہل پور	27
104	جمعیت رضویہ اہل سنت و جماعت کے قوانین، اصول، ضوابط اور دفعات	28
108	تحریک مسجد شہید گنج لاہور میں شرعی احکام کا اظہار	29
111	تعمیر مساجد	30
121	مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام لاہل پور	31
131	مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ کا نصاب تعلیم	32
132	مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام کی شاخیں	33

صفحہ نمبر

نمبر شمار عنوان

150

جذبہ نشر و اشاعت کتب دینیہ و رسائل و جرائد

34

161

تدریس حدیث سے متعلق معاصر علماء کرام کے تاثرات

35

163

معاصرین

36

213

اخلاق و سیرت

37

224

طلباء سے سلوک

38

241

حزم و اتقاء

39

250

صلاحت دینی

40

270

تواضع

41

272

صلہ رحمی

42

277

امراء و غربا سے سلوک

43

279

شجاعت

44

282

عام عادات

45

287

اوراد و اشغال

46

288

ذوق مطالعہ

47

294

ذوق نعت شریف

48

295

انداز بیعت

49

299

انداز اصلاح

50

322

انداز تربیت و اصلاح

51

331

وعظ و ارشاد

52

صفحہ نمبر

نمبر شمار عنوان

337	پیکر حسن و جمال	53
341	لباس	54
342	عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	55
367	مشائخ عظام سے وابستگی	56
403	یہ حضور داتا گنج بخش قدس سرہ	57
405	اولیاء کرام کے حضور قدر و منزلت	58
421	مقبولیت عامہ	59
425	استقبال کا ایک یادگار منظر	60
431	ملفوظات	61
440	تصانیف و تالیفات	62
455	کرامات	63
525	اخلاف	64
526	حضرت مولانا قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی	65
532	حضرت مولانا قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی اور آپ کی خدمات	66
536	حضرت مولانا غازی محمد فضل احمد رضوی	67
539	حضرت مولانا حاجی محمد فضل کریم رضوی	68
542	خلفاء	69
545	پرتو تجلیات سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	70
549	عکس نوادرات	71

حضرت شیخ الحدیث محدث کی حیثیت سے

حضرت مولانا محمد سردار احمد علیہ الرحمۃ کی زندگی کا امتیازی وصف یہ تھا کہ آپ ”شیخ الحدیث“ اور اپنے زمانہ کے ”محدث اعظم“ تھے۔ آپ کے یہ دونوں اوصاف بطور علم مشہور تھے۔ علماء و مشائخ کی محفل ہو، یا طالبان علم کی مجلس، یہاں تک کہ عامۃ المسلمین کی گفتگو میں بھی آپ کے نام کے بجائے یہ دونوں القاب مقبول و مشہور تھے۔

آپ کی سیرت کی ان حیثیات سے کوئی محدث ہی کما حقہ بحث کر سکتا ہے۔ تذکرہ نویسی میں اس حیثیت سے متعلق گفتگو کرنا مجھ ایسے قلیل البھاعہ کے لئے انتہائی مشکل ہے تاہم اس عنوان پر چند طور لکھے بغیر میرے لئے گذرنا مناسب نہیں۔

اولاً یہاں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ محدث کسے کہتے ہیں واضح رہے کہ اصطلاح محدثین میں ”شیخ الحدیث“ کو ہی محدث کہتے ہیں۔

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔

”وَلَمَنْ يَشْتَغِلْ بِالسُّنَّةِ النَّبَوِيَّةِ الْمُحَدَّثِ“

اور جو سنت نبوی کی تدریس میں مشغول ہو اسے محدث کہتے ہیں۔ (۱)

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۳ھ) فرماتے ہیں۔

”وَلِهَذَا يُقَالُ لِمَنْ يَشْتَغِلْ بِالسُّنَّةِ مُحَدِّثٌ“

اور اسی لئے جو شخص سنت نبوی کے درس و تدریس میں مشغول ہو، محدث کہلاتا ہے۔ (۲)

(۱) نزہۃ النظر فی توضیح نوحیۃ القلوس ۶

(۲) مقدمہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علی مشکوٰۃ ص ۶

محدث عراقی فرماتے ہیں۔

”الْمُحَدِّثُ فِي عَرَفِ الْمُحَدِّثِينَ مَنْ يَكُونُ كُتُبَ وَقَرَأَ وَسَمِعَ وَوَعَى إِلَى الْمَدَائِنِ وَالْقُرَى وَحَصَلَ أَصُولًا مِّنْ مُّتُونِ الْأَحَادِيثِ وَقُرُوعًا مِّنْ كُتُبِ الْأَسَانِيدِ وَالْعَلَلِ وَالتَّوَارِيخِ الَّتِي تَقْرُبُ مِنَ الْفِ تَصْنِيفِ“ (۳)

”محدثین کے عرف میں محدث وہ ہے جو شیخ سے حدیث لکھے، اس کے حضور حدیث پڑھے، اس سے سنے اور یاد کرے، اس کے لئے دور و نزدیک کے قصبات و دیہات کا سفر کرے، متون احادیث سے اصول اور کتب اسانید، کتب علل اور کتب تواریخ سے فروع حاصل کرے اور یہ کتابیں تقریباً ایک ہزار ہیں۔

محدث کو کن امور کی احتیاج ہے؟ اس کا جواب علامہ احمد علی محدث سہارنپوری (م ۱۲۹۷ھ) کے الفاظ میں

سنئے۔

”وَأَمَّا اسْتِعْمَادُهُ فَمِنَ اقْوَالِ الرُّسُولِ وَأَحْوَالِهِ وَأَمَّا قَوْلُهُ فَهُوَ الْكَلَامُ الْعَرَبِيُّ فَمَنْ لَمْ يَعْرِفِ الْكَلَامَ الْعَرَبِيَّ بِجِهَاتِهِ فَهُوَ بِمَعْرُوفٍ عَنِ هَذَا الْعِلْمِ وَهِيَ كَوْنُهُ حَقِيقَةً وَمَجَازًا وَ كِنَايَةً وَصَّرِيحًا وَعَامًّا وَخَاصًّا وَمُطْلَقًا وَمُقَيَّدًا وَمَحْدُوفًا وَمُضْمَرًا وَمَنْطُوقًا وَمَقْهُومًا وَ اِقْبِضَاءً وَإِشَارَةً وَجَبَانَ قَوْلًا لَّهُ وَتَنْبِيهًا وَإِيمَاءً وَنَحْوَ ذَلِكَ مَعَ كَوْنِهِ عَلَى قَانُونِ الْعَرَبِيَّةِ الَّتِي بَيَّنَّ النُّحَاةَ بِتَفَاصِيلِهِ وَعَلَى قَوَاعِدِ اسْتِعْمَالِ الْعَرَبِ وَهُوَ الْمُعْتَبَرُ بِعِلْمِ اللُّغَةِ“ (۴)

”محدث کو اقوال و احوال النبی ﷺ سے استمداد کرنا پڑتا ہے۔ اقوال رسول تو کلام عربی ہے۔ پس جو شخص عربی کلام سے تمام وجوہ واقف نہیں وہ علم حدیث کی معرفت سے بے بہرہ ہے۔ نحو یوں کے بیان کردہ قانون عربی کی مطابقت سے حقیقت و مجاز، کنایہ و صریح، عام و خاص، مطلق و مقید، محذوف

(۳) حاشیہ شرح تجرید الفکر ص ۶

(۴) مقدمہ صحیح البخاری للحلا مہارنپوری۔ مطبوعہ خان کبڈ پولا، ہورس ۱۴۔ بحوالہ بیہی شرح بخاری

و مضمّن، منطوق و مفہوم، اقتضاء النص، اشارۃ النص، عبارة النص، دلالة النص اور تنبیہ و ایما وغیرہ سے اس کے ساتھ نحویوں کے بیان کردہ عربی کے قواعد اور اہل عرب کے استعمال سے جسے علم لغت کہتے ہیں، واقفیت ضروری ہے۔“

گویا محدث کے لئے ضروری ہے کہ وہ عربی زبان و بیان کے تمام علوم و قواعد کا ماہر ہو۔ محدث کے مذکورہ بالا اوصاف حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ میں، تمامہا بدرجہ اتم موجود تھے۔ آپ نے بہترین اساتذہ حدیث سے حدیث پڑھی۔ علماء عرب و عجم نے آپ کو حدیث میں اشتغال کی اجازت دی۔ عربی زبان و بیان پر آپ کو پوری دسترس حاصل تھی۔ ساری عمر درس حدیث کے لئے وقف فرما رکھی تھی۔ آپ کے بے شمار تلامذہ جلیل القدر محدث بنے۔ آپ کی ذات طلباء اور علماء کا مرجع تھی۔ آپ نے امہات کتب حدیث پر تعلیقات چھوڑیں اور آپ کے تلامذہ حدیث نے کتب احادیث کی شروح لکھیں، جلیل القدر محدثین اور مقتدر علماء نے آپ کو شیخ الحدیث جانا، مانا اور لکھا۔ محدثین کی اصطلاح کے مطابق آپ اس دور کے محدث اعظم تھے۔

اس اجمال کو ہم درج ذیل عنوانات کے تحت مزید مختصر طور پر بیان کرتے ہیں۔

ا تدریس حدیث میں تمام عمر وقف فرمادی۔

ب جامع علوم حدیث

ج مرجع طالبان حدیث

د معرفت اقسام احادیث

ہ امہات کتب احادیث پر تعلیقات و حواشی

و مرجع معاصر علماء اعلام

ز اعتراف معاصر علماء اعلام

ح برصغیر کے موجود محدثین کی اکثریت آپ کے تلامذہ ہیں

ط آپ کے تلامذہ، محدثین نے امہات کتب احادیث کی شرحیں لکھی ہیں۔

ی آپ کے درس حدیث کی امتیازی خصوصیات

(۱) تدریس حدیث میں تمام عمر وقف

دارالعلوم مظہر اسلام بریلی کے قیام (۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء) سے قیام پاکستان (۱۳۶۶ھ/۱۹۴۷ء) تک بریلی میں اور قیام پاکستان کے بعد وصال مبارک (۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) تک دارالعلوم مظہر اسلام جامعہ رضویہ، فیصل آباد میں پچیس برس سے زائد عرصہ حدیث پاک پڑھائی۔ اس سے قبل دارالعلوم مظہر اسلام بریلی میں پانچ برس تک مختلف علوم عربیہ کی تدریس فرمائی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد..... آخر عمر تک طالبان علوم اسلامیہ اور طالبان درس حدیث کی بھرپور انداز میں اس طرح خدمت کی کہ شیخ الحدیث اور محدث اعظم کے پیارے لقب سے ملقب و متعارف ہوئے۔ ان کی قبولیت و شہرت کی کیفیت یہ ہے کہ آج (۱۴۰۵ھ) آپ کے وصال کے ربع صدی بعد بھی آپ اسی لقب سے پجائے جاتے ہیں۔

مولانا علی احمد سندیلوی، لاہور بیان کرتے ہیں۔

”ہم ہندیال شریف حضرت استاذی المکرم علامہ عطاء محمد بندیا لوی سے شرح تہذیب پڑھ رہے تھے۔ استاذ مکرم نے لفظ اللہ پر بحث کرتے ہوئے فرمایا۔

لفظ اللہ میں اختلاف ہے علامہ تفتازانی اور علامہ بیضاوی کا۔ علامہ تفتازانی کا مذہب ہے کہ لفظ اللہ وصفی طور پر علم ہے اور وضعی طور پر جزئی حقیقی ہے اور وضعی لحاظ سے تکلف سے مانع ہے۔ اور علامہ بیضاوی کا مذہب یہ ہے کہ لفظ اللہ کی وضع تو کلی معنوں کے لئے ہے۔ لیکن غلبہ کے طور پر علم ہو گیا اور غلبہ کے طور پر جزئی حقیقی ہو گیا۔ اور غلبہ کے طور پر تکلف کو مانع ہو گیا۔ جیسے لفظ شیخ الحدیث وضع تو کلی معنی کے لئے کیا گیا ہے۔ یعنی جو حدیث پڑھائے اس کو شیخ الحدیث کہہ سکتے ہیں لیکن غلبہ کے طور پر قبلہ حضرت مولانا سرور احمد صاحب کا علم ہو چکا ہے۔ جب ہم لفظ شیخ الحدیث بولیں تو فوراً ذہن

انہی کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ اور غلبہ کے طور پر جزئی حقیقی اور مانع تکثر ہے۔“ (۵)

(ب) جامع علوم حدیث

محدثین کی تصریح کے مطابق حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ ان تمام علوم میں بہ کمال مہارت رکھتے تھے، جو حدیث نبوی کے لئے لازمی ہیں، کم و بیش آٹھ برس تک اجلہ اساتذہ کی خدمت میں رہ کر اکتساب فیض فرمایا۔ عام روش سے ہٹ کر، شب و روز اساتذہ کرام سے سبق پڑھتے، ان کا تکرار کرتے۔ اس محنت کا نتیجہ یہ تھا کہ آپ کے اساتذہ کرام بھی آپ کے علم و فضل کے معترف نظر آتے ہیں آپ کے استاذ گرامی صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ (م ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء) فرمایا کرتے تھے۔

”میری زندگی میں دو ہی باذوق پڑھنے والے تھے۔ ایک مولوی سردار احمد تھے اور دوسرے حافظ عبد

العزیز“ (۶)

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے ہم درس اور جامعہ اشرفیہ (عربی یونیورسٹی) اعظم گڑھ کے بانی اور شیخ الحدیث حافظ عبد العزیز علیہ الرحمۃ نے علماء کے ایک مجمع میں آپ کا تعارف یوں فرمایا۔

”آپ عدل العلم یعنی علم کی گٹھڑی ہیں“ (۷)

واقعی کتنی عمدہ تشبیہ ہے آپ کے گنجینہ علم و معارف ہونے کی۔

آپ کے استاذ گرامی، مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا ربیلوی نوری (م ۱۳۰۲ھ / ۱۹۸۲ء) (جن کی جلالت علم

(۵) مکتوب مولانا علی احمد سندیلوی، لاہور بنام فقیر قادری عثمانی عندہ محررہ ۱۴ جنوری ۱۹۸۶ء

(۶) روایت مولانا ضیاء المصطفیٰ قادری ابن حضرت صدر الشریعہ، قلمی یادداشت مولانا عبدالعزیز نعمانی جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ (اشٹیا) یہ قلمی یادداشت مولانا محمد رفقا تاجپوش قصوری کے پاس محفوظ ہیں۔

(۷) ماہنامہ نوری کرن، بریلی۔ مارچ اپریل ۱۹۶۳ء، ص ۳۲

عیاں ہے اور آپ الفاظ کے استعمال میں انتہائی محتاط تھے) حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے وصال پر اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔

”اگرچہ مولانا سردار احمد صاحب کو میں نے پڑھایا۔ مگر آج وہ قابل تھے کہ مجھے پڑھاتے“ (۸)

شاہاں چہ عجب گر ہوازند گدارا

اگرچہ بندہ پروری اور کمال محبت سے حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمۃ نے ان خیالات کا اظہار فرمایا۔ تاہم اس سے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے کمال علمی اور جامعیت کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔

(ج) مرجع طالبان حدیث

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ دورہ حدیث کی تمام کتابیں عموماً خود پڑھاتے۔ صحاح ستہ اور مؤطا اور طحاوی کے علاوہ تفسیر اور فنون کی بعض کتابیں بھی پڑھاتے۔ آپ کا درس حدیث اس قدر مؤثر اور مبارک ہوتا کہ سب سے زیادہ طالبان حدیث آپ کے حلقہ درس میں شامل ہوتے۔ محتاط اندازے کے مطابق پچیس برس میں ساڑھے چھ سو ۶۵۰ سے زائد فضلاء نے آپ سے حدیث پڑھی۔ (۹)

اس طرح ہر سال اوسطاً پچیس تیس طلباء آپ سے علم حدیث پڑھ کر علماء و فضلاء کی صف میں شامل ہوئے۔ (۱۰)

(۸) روایت مولانا مجیب الاسلام اعظمی، ماہنامہ نوری کرن بریلی۔ مارچ اپریل ۱۹۶۳ء ص ۱۳

(۹) آپ کے حلقہ درس سے فارغ ہونے والے فضلاء کا تفصیلی تذکرہ خلافتہ کے عنوان سے کتاب ہذا میں ملاحظہ فرمائیں۔ یہ وہ تعداد ہے جنہوں نے

آپ سے باقاعدہ حدیث پڑھی اور سند حدیث حاصل کی۔ بعض فضلاء نے تبرکاً آپ سے سند حدیث حاصل کی، ان کی صحیح تعداد معلوم نہ ہو سکی، وہ

فضلاء جنہوں نے آپ سے جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی میں فنون کی تکمیل کی وہ اس کے علاوہ ہیں۔ آپ کے معاصر محدثین اساتذہ کرام سے آئی

بڑی تعداد میں فضلاء درس حدیث لے کر فارغ نہیں ہوئے۔ فقیر قادری علی عن

(۱۰) مولانا محمد شریف الحق امجدی نے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ سے مظہر اسلام بریلی میں دورہ حدیث پڑھا۔ وہ فرماتے ہیں۔

”میں نے ۶۲-۱۹۶۱ھ میں دورہ حدیث پڑھا۔ میرے ساتھ تیس طلباء اور تھے۔ ماہنامہ نوری کرن بریلی مارچ اپریل ۱۹۶۳ء ص ۳۸

حدیث کے ماہر علماء و مشائخ بھی اپنے شاہزادوں اور متعلقین کو آپ ہی کے درس حدیث میں حاضر کرتے۔ (۱۲)
آپ کے حلقہ درس میں وہ طلباء بھی شامل ہوتے جو دیگر مدارس سے کئی کئی مرتبہ دورہ حدیث پڑھ کر آتے۔
مدارس اہل سنت کے علاوہ دیوبند، سہارنپور، دہلی وغیرہ سے حدیث کی تعلیم مکمل کر لینے والے بعض طلباء بھی آپ کے پاس آ کر حدیث پڑھتے۔ مولانا محمد شریف الحق امجدی مفتی دارالافتاء بریلی فرماتے ہیں۔

”میں نے ۶۲-۱۳۶۱ھ میں دورہ حدیث پڑھا۔ میرے ساتھ بیس طلباء اور تھے جن میں بعض افغانی طالب علم وہ تھے جو دیوبند، سہارنپور اور دہلی وغیرہ سے دورہ حدیث پڑھ کر آئے تھے۔ انہیں میں ایک طالب علم عبدالوہاب نام کے تھے۔ یہ پانچ جگہ دورہ پڑھ کر سندیں لے کے آئے تھے۔ یہ قدرے ذہین اور سمجھ دار تھے۔ اکثر وہابیوں میں پڑھنے کی وجہ سے توہب بھی تھا۔ بہت قادر الکلام

(۱۲) مفسر قرآن و دارالعلوم مظہر اسلام بریلی کے شیخ الحدیث و سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ بریلی، مولانا محمد ابراہیم رضا خاں صاحب (م ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء) نے اپنے خلف اکبر مولانا ریحان رضا عرف رحمانی میاں کو فیصل آباد میں آپ کے درس میں ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء دورہ حدیث پڑھنے کے لئے روانہ فرمایا۔ ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۵ء کو مولانا قطب الدین بھنگوی نے اپنے صاحبزادہ مولانا محمد عبدالرشید کو بریلی میں دورہ پڑھنے کے لئے روانہ کیا۔ پیر سید فقیر حسین راؤ والی ضلع گورداسپور نے اپنے صاحبزادہ مولانا نذیر الدین کو بریلی میں ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۲ء کو مولانا محمد سعید اور مولانا عبد القادر ساکنان ماگھت ضلع سمرات بہایا مرشد خود حضرت سید نور الحسن شاہ کیلانووال، ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۷ء کو مولانا سید محمد جلال الدین بھکھی ضلع منڈی بہاؤالدین بہایا مرشد خود سید نور الحسن کیلانووال ضلع گوجرانوالہ، ۱۳۶۹ھ/۱۹۵۰ء کو مولانا محمد شریف نقشبندی بہایا حضرت امیر ملت محدث علی پوری، ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۴ء کو مولانا غلام نقشبندی بہایا محمد شفیق چوہہ ضلع کیسبل پور (انک)، اسی سال مولانا محمد نقشبندی بہایا پیر محمد اکبر علی نقشبندی پاک پتین، ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء کو مولانا مختار احمد بہایا حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خاں بدایونی، ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۸ء کو مولانا سلطان باہو بہایا مناظر اسلام مولانا محمد عمرا چمروی، ۱۳۷۹ھ/۱۳۸۰ھ کو مولانا محمد اشرف سیالوی بہا جازت شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی اور مولانا مفتی عبدالشکور بہا جازت شیخ القرآن مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی، حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ کے حلقہ درس حدیث میں شریک ہوئے۔

جلیل القدر مشائخ عظام اور عظیم المرتبت علماء اعلام نے اپنے اخلاف اور متوسلین کو آپ کے درس حدیث میں شامل کر کے آپ کی علمی عظمت کا اعتراف فرمایا۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

۱ رجسٹر اسماء فارغ التحصیل مظہر اسلام بریلی

ب رجسٹر اسماء فارغ التحصیل جامعہ رضویہ مظہر اسلام لاکھ پور۔ فقیر قادری عقیلی عہد

تھے۔ اسباق شروع ہونے کے ایک ہفتہ بعد میں نے دریافت کیا۔ ”آپ تو گھاٹ گھاٹ کا پانی پی چکے ہیں۔ بتائیے یہاں اور دوسری جگہوں میں کیا فرق ہے؟“ جواب دیا ”شروع شروع میں ہر جگہ جوش و خروش ہوتا ہے۔ وہ یہاں بھی ہے۔ لیکن دوسری جگہ خاص خاص جگہ جوش و خروش ہوتا ہے۔ اور یہاں نقطہ نقطہ پر علم کا دریا بہا رہے ہیں“ آخر میں ایسے گرویدہ ہوئے کہ ہر وقت تعریف میں رطب اللسان رہتے۔ کہتے تھے۔ ”میں نے دورہ حدیث کی حقیقت صرف یہی سمجھی تھی کہ برکت کے لئے پڑھا جاتا ہے مگر اب یہاں آ کر معلوم ہوا کہ فن حدیث کیا ہے اور دورہ حدیث کی حقیقت کیا ہے۔“ اختلافی مسائل پر بہت کثرت سے سوالات کرتے اور ان کے معقول جوابات پر مسرور ہوتے۔ چند ہی ماہ کے بعد خود کہنے لگے۔ ”اب تک ہم اندھیرے میں تھے اب آنکھیں کھلیں“ وہابیت سے بالکل بیزار ہو گئے۔ سچے سچے سنی صحیح العقیدہ ہو گئے۔ (۱۳)

(د) معرفت اقسام احادیث

محدث کے لئے ضروری ہے کہ روایت حدیث کے ساتھ ساتھ سند اور متن پر پوری آگاہی رکھتا ہو۔ نیز اصول روایت کے مطابق مختلف احادیث کے درمیان بعض کو بعض پر ترجیح دے سکے۔ معرفت اقسام احادیث از قسم شذوذ غریب پر اس کی نظر ہو۔ تعارض کی صورت میں تطبیق کا ملکہ رکھتا ہو۔

کتاب احادیث بلکہ خود صحاح ستہ میں ایسی احادیث بھی ہیں جو ایک ہی واقعہ سے متعلق ہیں، مگر مختلف راویوں

(۱۳) ماہنامہ نوری کرن بریلی۔ مارچ و اپریل ۱۹۶۳ء ص ۸۸، ۳۸

نوٹ: ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء میں اس قلیل البضاعت فقیر قادری کے ہم درس بعض طلباء وہ بھی تھے جو برصغیر کے مشہور مدرسوں سے دورہ حدیث پڑھ کر آئے تھے اور بعض انتہائی طلباء ایسے بھی تھے جنہوں نے دیگر مختلف مدارس سے چار چار مرتبہ دورہ حدیث مکمل کر لیا تھا۔ لیکن جامعہ رضویہ فیصل آباد میں وہ اپنے آپ کو ایک نئی پرست کیفیت میں پاتے۔ ان کا کہنا تھا کہ اگر ہمیں حضرت شیخ الحدیث سے دورہ حدیث پڑھنے کا موقع ملتا تو شاید ہم احادیث سے صاحب حدیث کی حقیقی مراد نہ سمجھ سکتے۔ فقیر قادری علی عن

کے باعث ان میں بظاہر اختلاف نظر آتا ہے۔ مثلاً حضور نبی اکرم ﷺ نے مکہ معظمہ سے مدینہ کو ایک بار ہجرت فرمائی۔ راستہ میں قباء میں چند روز قیام فرمایا۔ ان ایام کی تعداد میں صحیح بخاری میں تین مختلف روایات آئی ہیں۔

۱ "بَابُ هَلْ يَنْشَأُ قُبُورُ مُشْرِكِي الْجَاهِلِيَّةِ وَيَتَّخِذُ مَكَانَهَا مَسَاجِدَ" میں ہے۔
"فَأَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ أَرْبَعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً" (۱۳)

ترجمہ: اہل قبا (بنی عمرو بن عوف) میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چوبیس رات قیام فرمایا۔
"بَابُ هَجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ" میں ہے۔

۲ "قَلْبُكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَنِي عَمْرٍو بْنِ عَوْفٍ بِضَعِ عَشْرٍ لَيْلَةً" (۱۵)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بنی عمرو بن عوف میں کچھ اوردس رات ٹھہرے۔

۳ "بَابُ مَقْدَمِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ" میں ہے۔

"فَأَقَامَ فِيهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً" (۱۶)

ترجمہ: آپ نے ان میں چودہ رات قیام فرمایا۔

قیام قبا میں پہلی روایت چوبیس رات، دوسری روایت کچھ اوردس رات اور تیسری روایت چودہ رات کے عرصہ کی ہیں۔ یہ روایات اگر صحیح بخاری میں ہیں اور نقاد محدثین کی تصریح کے مطابق "صحیح" ہیں۔ مگر اہل سیر اور اہل معاذی کی تصریح کے مخالف ہیں۔

اسی طرح ارباب سیر کی تصریح کے مطابق حضور اکرم ﷺ کی حیات ظاہری میں صرف ایک بار سورج گرہن ہوا۔ آپ نے سورج گرہن کی نماز پڑھائی۔ مگر مختلف روایات میں اس نماز کی کیفیت مختلف وارد ہوئی۔ رکعات کے اختلاف کے علاوہ ہر رکعت میں رکوع کی تعداد میں اختلاف مروی ہوا۔ ہر رکعت میں ایک رکوع سے چھ رکوع کی تعداد تک روایات موجود ہیں۔ صحیح بخاری میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی۔

(۱۳) صحیح بخاری، مطبوعہ پرنٹنگ پریس، لاہور۔ ج ۲۔ ص ۶۱ (۱۵) ایضاً۔ ج ۲۔ ص ۵۵۵ (۱۶) ایضاً۔ ج ۲۔ ص ۶۱

”خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالنَّاسِ فَقَامَ فَاطَلُ الْقِيَامِ
ثُمَّ رَكَعَ فَاطَلُ الرُّكُوعِ ثُمَّ قَامَ فَاطَلُ الْقِيَامِ وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَاطَلُ
الرُّكُوعِ وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ.....“ (۱۷)

صحیح بخاری میں حضرت ابو موسیٰ اشجری کی روایت یوں ہے۔

”خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَعَا يَخْشَى أَنْ تَكُونَ السَّاعَةُ فَاتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى
بِاطْوَلِ قِيَامٍ وَرُكُوعٍ وَسُجُودٍ.....“ (۱۸)

اس قسم کی صد ہا مثالیں کتب احادیث بلکہ صحاح ستہ میں موجود ہیں۔ ان ثابت غیر وضعی احادیث کے درمیان
واقعیہ تو کوئی تعارض نہیں۔ صورت تعارض راوی کی روایت ہے۔

ان متعارض مقامات کی تشریح و توضیح کے دوران حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے علمی کمالات کے جوہر کھلتے۔
جب آپ کسی حدیث پر نقد و نظر، جرح و تعدیل، شرح و بسط فرماتے تو قلب کا ایک ایک گوشہ، دماغ کا ایک ایک کونہ سرایا
توجہ بن جاتا۔ راویوں کی ضروری تعدیل و تخریج، تعارض کی صورت میں تطبیق اور دل نشین تاویل، طلبہ کے مختلف سوالات
کے جوابات..... انداز بیان ایسا سادہ، سلیجھا ہوا اور جامع کہ پیچیدہ مسائل میں طالب علم کی ایسی تسکین کہ تمام
اعتراضات خود بخود رفع ہو جاتے۔ (۱۹)

(۱۷) ایضاً۔ ج ۱۔ ص ۱۳۶

(۱۸) ایضاً۔ ج ۱۔ ص ۱۳۵

(۱۹) مولانا ابوالانوار محمد اقبال، فاضل جامعہ رضویہ مظہر اسلام، لاکل پور، خطیب جامعہ مسجد محمودیہ سرگودھا روڈ فیصل آباد نے ”مسک اولیاء“ نامی تصنیف
کے آخر میں محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے بعض ملفوظات اور فوائد دورہ حدیث مرتب کر کے شائع کئے ہیں۔ یہ کتاب اسوڈ آرٹ پریس فیصل
آباد سے شائع ہوئی۔ کتاب کا حصہ فوائد دورہ حدیث پڑھنے کی چیز ہے۔ نیز مولانا ابوالحسن محمد علی نے فوائد دورہ حدیث شریف، مطبوعہ نوری کتب
خانہ اسلام گنج لاہور (۱۹۶۳ء) میں آپ کی بعض تقاریر نقل کی ہیں، مزید تفصیل کے لئے اس کتاب کا مطالعہ مفید ہوگا۔ فقیر قادری عقی عنہ

(۵) اہمات کتب احادیث پر تعلیقات و حواشی

علماء حضرات اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ کتب احادیث بالخصوص صحاح ستہ کی صد ہا شرحیں اور حواشی لکھی گئی ہیں۔ شارح اور محشی کو کن مراحل سے گذرنا پڑتا ہے اور اس کا پایہ علمی کیا ہوتا ہے.....؟ یہاں اس کی تفصیل کا موقع نہیں۔ مختصر یوں سمجھئے کہ تحقیق و تدقیق، استنباط و استخراج مسائل علمیہ، دلائل عقلیہ و نقلیہ اور علم و فضل کے دریائے بے کراں کی شناساوری کے بغیر شرح، حاشیہ نگاری اور تعلیقات نگاری ممکن نہیں۔ شرح، حاشیہ نگاری اور تعلیقات نگاری میں سے تعلیقات مشکل فن ہے۔ تعلیقات سے مراد متن کے کسی نکتہ کی ایسی وضاحت مقصود ہوتی ہے جو صاحب متن نے ترک کر دی ہو، یا صاحب متن کے بیان کردہ مسئلہ کی دلائل و براہین سے مزید تائید، یا متن کے کسی مسئلہ کا استخراج، یا کسی اختلافی دلیل کو متن کے مقابلہ میں پیش کر کے متن کا تعقب کرنا مقصود ہوتا ہے۔

کتب احادیث بالخصوص صحاح ستہ کی صد ہا شرحوں اور حواشی کی موجودگی میں محشی یا تعلقہ نگار کے لئے ضروری ہے کہ ان شروح اور حواشی پر اس کو عبور حاصل ہو۔ ورنہ وہ اپنے قول، اپنے اعتراض یا اپنی دلیل کی تائید میں حوالہ دے سکتا ہے اور نہ کسی کے قول کو دلیل بنا سکتا ہے۔ غرضیکہ محشی یا تعلقہ نگار کے لئے فنی کمال کے علاوہ مطالعہ، قوت استخراج و استدلال، جودت فکر و ذہن، تبحر علمی، کمال فن..... ایسے لوازم ہیں کہ ان کے بغیر یہ کام مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ قوت حافظہ کے ساتھ ساتھ زبان و بیان پر ایسی قدرت حاصل ہو کہ اپنے استدلال، اعتراض یا تعقب کو مختصر سے مختصر الفاظ میں بھی بیان کر سکتا ہو۔ کیونکہ حاشیہ یا تعلقہ شرح کی طرح تفصیل کا متحمل نہیں ہوتا۔

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے کتب احادیث پر عربی میں تعلیقات و حواشی لکھے ہیں۔ سند حدیث، متن حدیث، حدیث کی مختلف شروح اور حواشی پر آپ نے حواشی اور تعلیقات تحریر فرمائے ہیں۔ یہ حواشی تا حال قلمی صورت میں موجود ہیں۔ یہ حواشی و تعلیقات آپ کے تبحر علمی اور علوم احادیث پر آپ کے تعلق نظر کا واضح ثبوت ہیں۔ درحقیقت یہ تعلیقات اہل علم کے لئے سرمایہ علم اور اہل سنت کے لئے سرمایہ افتخار ہیں۔ کاش کوئی محقق اس طرف متوجہ ہو اور ان کو مرتب کر کے پیش کرے۔

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ دوران تدریس زیر تدریس کتب احادیث کی متداول و مشہور کے علاوہ نادر شرحوں کا مطالعہ فرماتے۔ اسی مطالعہ کے دوران علمی، فقہی اور اختلافی مسائل میں حاصل شدہ دلائل کو زیر مطالعہ کتاب پر رقم فرمادیتے۔

طالبان و خادمان علوم حدیث پر بخوبی واضح ہے کہ آپ کا یہ علمی ورثہ کتنی قدر و منزلت کا حامل ہے۔ نیز یہ کہ آپ کی نگاہ علوم حدیث پر کتنی گہری ہے۔ ان تعلیقات اور حواشی کے مطالعہ سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ اس دور میں آپ کی ذات فن حدیث میں ”امتیازی حیثیت“ کی حامل تھی..... آپ کی ان نگارشات، گوہر ہائے آبدار کو دیکھتے ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ اصطلاح محدثین کے مطابق حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ ”حافظ الحدیث“ ہیں۔

آپ کی ان تعلیقات کو کوئی محقق یا محدث ہی تفصیلی طور پر بیان کر سکتا ہے۔ اس فقیر غفرلہ القدر میں اتنی علمی استعداد نہ اس مختصر تذکرہ میں اتنی وسعت کہ ان کو یہاں تفصیلی طور پر بیان کیا جائے۔ اختصاراً بطور تمبرک چند تعلیقات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

بخاری ج ۱۔ ص ۱۵۷

حدیث ابن عباس

قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَمَّا بَيْنَا جَمِيعًا وَ سَبَعًا جَمِيعًا قُلْتُ يَا أَبَا شُعْبَةَ أَظُنُّ
آخِرَ الظُّهْرِ وَعَجَلَ العَصْرَ وَعَجَلَ العِشَاءَ وَآخِرَ المَغْرِبِ قَالَ وَأَنَا أَظُنُّ

فقہائے احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک حج کے موقعہ پر عرفات میں ظہر اور عصر اور مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کے ماسوائے کسی نماز کو دوسری نماز کے وقت میں ادا کے قصد سے (قضاء نہیں) جمع کرنا جائز نہیں۔ جب کہ بعض ائمہ کرام بارش، سفر یا مرض کے عذر سے ادا کے قصد سے جمع بین الصلواتین کے قائل ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے احناف کے مسلک کے مطابق وضاحت اس طرح فرمائی کہ وہ بے غبار نظر آتا ہے۔ آپ کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

”لَا شَكَّ أَنَّ المُرَادَ بِالتَّعَجُّلِ آدَاءَ الصَّلَاةِ فِي أَوَّلِ الوَقْتِ وَ كَذَلِكَ المُرَادُ بِالتَّأخِيرِ

أَدَاءُ الصَّلَاةِ فِي أَحْسَرِ الْوَقْتِ فَهَذَا يَدُلُّ صَرِيحًا عَلَى أَنَّ الْمُرَادَ مِنَ الْجَمْعِ هُوَ الْجَمْعُ
الصُّورِيُّ وَهُوَ الْحَقُّ. فَتَدْبَّرْ ۱۲. فقیر سردار احمد غفرلہ

یعنی دو نمازوں کا جمع کرنا دو طرح سے ہو سکتا ہے۔

(۱) جمع حقیقی۔ یعنی ایک ہی وقت میں وقتی نماز اور اس سے بعد کے وقت کی نماز کو جمع کر کے ادا کرنا۔

(۲) جمع صوری۔ یعنی ایک وقت کی نماز کو اس وقت کے آخری حصہ میں ادا کرنا اور اس سے اگلی نماز کو اس کے اول

وقت میں ادا کرنا۔ درحقیقت یہ دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں ادا ہوں گی۔ مگر صورتاً جمع ہوئیں کہ دیکھنے
والے کو وہم ہوا کہ اس نے دو نمازیں اکٹھی پڑھیں۔

حدیث مذکور میں جمع صلا تین سے مراد جمع صوری ہے نہ کہ جمع حقیقی۔ یہی مسلک احناف ہے۔

بخاری ج ۱۔ ص ۱۵۹

حدیث نافع

”أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يُصَلِّي مِنَ الضُّحَى إِلَّا فِي يَوْمَيْنِ يَوْمَ يَقْدُمُ بِمَكَّةَ فَإِنَّهُ كَانَ
يَقْدُمُهَا ضُحَى فَيَطُوفُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ يُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ خَلْفَ الْمَقَامِ وَ يَوْمَ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءَ
فَإِنَّهُ كَانَ يَأْتِيهِ كُلُّ سَبْتٍ فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَرِهَ أَنْ يُخْرَجَ مِنْهُ حَتَّى يُصَلِّيَ فِيهِ قَالَ
وَكَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَزُورُهُ رَاكِبًا وَمَا شِئَا قَالَ وَكَانَ يَقُولُ لَهُ إِنَّمَا أَصْنَعُ
كَمَا رَأَيْتُ أَصْحَابِي يَصْنَعُونَ وَلَا أَمْنَعُ أَحَدًا أَنْ صَلَّى فِي أَيِّ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ
أَوْ نَهَارٍ غَيْرَ أَنْ يَتَحَرَّوْا وَأَطْلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبِهَا“

حضرت محدث اعظم علیہ الرحمۃ نے ”وَلَا أَمْنَعُ أَحَدًا. الخ“ سے امور مستحبہ کے لئے تعیین اوقات کے اختیار
کو ثابت فرمایا۔ آپ کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

”فِي أَيِّ سَاعَةٍ شَاءَ“ يَدُلُّ عَلَى اخْتِيَارِ تَعْيِينِ الْوَقْتِ فَإِنَّ عَيْنَ أَحَدٍ وَقْتُ النَّفْلِ مَا سَوَى
الْأَوْقَاتِ الْمَكْرُوهَةِ فَهَذَا التَّعْيِينُ لَيْسَ بِمَمْنُوعٍ كَمَا قَالَ ”وَلَا أَمْنَعُ أَحَدًا الخ“ قَالَ حَاصِلُ

إِنْ تَعَيَّنَ الْوُكْتُ لِلْأَمْرِ الْمُسْتَحَبِّ الْمَطْلُوقِ جَائِزٌ كَتَعَيَّنَ وَثَبَتْ صَلَاةُ النَّفْلِ وَتَعَيَّنَ يَوْمُ
الْفَاتِحَةِ لِإِصْطِلَاقِ النَّوَابِ وَالْأَعْرَاسِ وَمَجَالِسِ الْمِيلَادِ وَغَيْرِهِمَا مِنَ الْأُمُورِ
الْمُسْتَحْسَنَةِ“ سردار احمد غفرلہ

حنافین اہل سنت ہمیشہ کہا کرتے ہیں کہ تیج، دسواں، چہلم، گیارہویں، میلاد وغیرہ امور کے لئے تعین اوقات کی کوئی دلیل نہیں، لہذا یہ امور خیرنا جائز ہیں (العیاذ باللہ) حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے امور مستحسنہ کے لئے تعین اوقات کو حدیث شریف کی روشنی میں جائز ثابت کیا۔

بخاری - ج - ۱ - ص - ۱۵۹

حدیث ابی سعید خدری

”وَلَا صَوْمَ فِي يَوْمَيْنِ الْفِطْرُ وَالْأَضْحَى وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاتَيْنِ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ
الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ. الخ

شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے اس حدیث سے ایک فقہی مسئلہ استنباط فرمایا ہے کہ نماز فجر ادا کر چکنے کے بعد طلوع آفتاب تک کوئی نماز جائز نہیں حتیٰ کہ اس روز کی فجر کی سنتیں اگر رہ جائیں تو طلوع آفتاب سے پہلے ان کا ادا کرنا جائز نہیں۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے کلمات یوں ہیں۔

”لَا صَلَاةَ هَذَا بِعُمُومِهِ يُفْعَى آدَاءُ سُنَّةِ الْفَجْرِ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَعَلَيْهِ الْحَفِيَّةُ وَيَخْصُ
مِنَهُ الْقَضَاءُ بِحَدِيثِ فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا أَوْ كَمَا قَالَ وَالْقَضَاءُ أَيْضًا لَا يُقْضَى فِي الْأَوْقَاتِ
الْمَكْرُوهَةِ وَالنَّاقِصَةِ. فَتَدْبِيرٌ ۱۲. سردار احمد غفرلہ

ایک اور حدیث ”فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا“ سے تو وہم ہوتا ہے کہ اداء فجر کے بعد اس روز کی سنتیں ادا کی جاسکتی ہیں۔ اس کا جواب حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے یوں دیا کہ اس حدیث میں کہ جب یاد آئے نماز پڑھو، میں اوقات مکروہہ اور ناقصہ میں نماز ادا کرنا مستحبی ہے۔ لہذا بعد اداء فجر طلوع آفتاب سے پہلے سنتیں ادا کرنا جائز نہیں۔

بخاری ج ۱ ص ۲۶۹

حدیث عائشہ فی صلوة رمضان

”قَالَ مَا كَانَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً. الخ“

محشی نے صلوة تراویح کی تعداد رکعت میں اختلاف کی روایات بیان کرتے ہوئے لکھا۔

”وَأَمَّا رَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَغَيْرُهُ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عَشْرِينَ رَكْعَةً مِثْلَ الْوَتْرِ فَضَعِيفٌ. الخ“

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے محشی پر گرفت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”لَكِنَّهُ صَارَ قَوِيًّا مَقْبُولًا بِإِغْتِنَارِ عَمَلِ الْأُمَّةِ مِنْ لَدُنْ عَهْدِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ إِلَى يَوْمِنَا هَذَا فَصِيرٌ حَسَنًا لَغَيْرِهِ بِلَا شُبْهَةَ وَهُوَ كَفَى بِالْحُجَّةِ. فَتَدَبَّرْ ۱۲. فقیر سردار احمد غفرلہ

یعنی ابن ابی شیبہ وغیرہ کی حدیث مذکورہ اگرچہ باعتبار سند ضعیف ہی تھی مگر جب امت اجماع صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے آج تک نہیں رکعت پر ہے تو اصول حدیث کے مطابق عمل امت سے ضعیف حدیث بھی قوی ہو کر حسن وغیرہ کے مرتبہ پر فائز ہو جاتی ہے۔ اور حسن وغیرہ احکام میں معتبر ہے۔ پس محشی کا روایت مذکورہ کو محض ضعیف کہنا درست نہیں۔

بخاری ج ۱ ص ۲۶۹

حدیث عائشہ

”قَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنِي تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي. الخ“

اس حدیث پر محشی بخاری نے مجمع البحار کے حوالہ سے یوں لکھا۔

”هَذَا لَا يَنَامُ فِي نَوْمَةٍ عَنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ فِي لَيْلَةِ التَّعْرِيسِ إِذَا الْقَلْبُ يُدْرِكُ مِثْلَ الْحَدِيثِ وَلَا يُدْرِكُ طُلُوعَ الشَّمْسِ ۱۲“

گویا محشی کے نزدیک قلب صرف معقولات کا ادراک کر سکتا ہے۔ محسوسات کا نہیں۔ اس پر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے یوں مواخذہ فرمایا۔

”وَفِيهِ لِنَظَرٍ لَّأَنَّ الْقَلْبَ يُدْرِكُ الْمَعْقُولَاتِ وَالْمَحْسُوسَاتِ، وَالْأَوْلَى وَجْهٌ أَنْ يُقَالَ إِنَّهُ
كَانَ مُسْتَعْرِفًا فِي مُشَاهَدَةِ الْأَنْوَارِ الْمَلَكُوتِيَّةِ وَالنَّجَلِيَّاتِ الرَّبَّانِيَّةِ“

خلاصہ کلام یوں ہے کہ قلب (دل) معقولات اور محسوسات کا ادراک کر لیتا ہے۔ لہذا الیٰلہ التعلیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر صحابہ کی غماز فجر اس لئے قضا نہ ہوئی کہ دل طلوعِ شمس کا ادراک نہیں کر سکتا بلکہ وہ فجر یوں قضا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت خاص میں انوار اور تجلیات کے مشاہدہ میں آپ کے دل کو مستغرق فرمایا تھا، تاکہ امت کو قضا و صلوٰۃ کی مشروعیت حاصل ہو سکے۔ لہذا حدیث اِنْ غَيَّبْتَنِي تَنَامَانٍ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي اور حدیث الیٰلہ التعلیٰ میں کوئی تضاد و تعارض نہیں۔

بخاری - ج ۱ - ص ۳۳۲

حدیث ام سلمہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا

”..... لَعَلَّ بَعْضُكُمْ أَنْ يَكُونَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَاحْسِبْ أَنَّ قَدْ صَدَقَ وَقَضَيْتَ لَهُ بِذَلِكَ
فَمَنْ قَضَيْتَ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ فَلْيَتْرُكْهَا“

قولہ۔ قَضَيْتَ لَهُ بِذَلِكَ سے وہم ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حقیقت حال کا علم نہیں ہوتا۔ اس کا جواب حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے یوں دیا۔

”النَّظَرُ رَوَايَةٌ عَمْرَ الْفَارُوقِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فِي صَفْحَةِ لِمَبْرِ ۳۶۰ وَإِنَّمَا نَأْخُذُ. لِأَنَّ
بِمَا ظَهَرَ لَنَا مِنْ أَعْمَالِكُمْ الْحَدِيثَ وَالنَّظَرَ الْمُصْفَى وَالْمُسَوَّى وَالزُّرْقَانِي عَلَى الْمَوَاهِبِ
ج ۱. وَأَنْظُرُ ص ۱۲۶، وَص ۱۲۵ مِنَ الْبُخَارِيِّ الشَّرِيفِ“

یعنی ہم تو ظاہر دلیل پر اس لئے حکم کرتے ہیں تاکہ بعد میں آنے والے قضا کے لئے آسانی ہو جائے، کیونکہ اگر ہم ظاہر دلیل کے علاوہ باطن حال کے علم کا بھی مکلف کر دیا جائے تو ان کے لئے قضا محال ہو جائے۔ ہمارا فیصلہ.....

ظاہر حال پر..... تعلیم امت کے لئے ہے۔ اس کو علم مصطفیٰ ﷺ کی نفی پر دلیل بنانا کسی طرح بھی درست نہیں۔

قَوْلُهُ: فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّي مُسْلِمًا - اس سے علم مصطفیٰ کے ساتھ ساتھ عدل مصطفیٰ پر بھی حرف آنے کا وہم ہوتا ہے۔ اس کا جواب حضرت محدث اعظم علیہ الرحمۃ یوں دیتے ہیں۔

”وَفِي التِّرْمِذِيِّ ص ٢١٢ بِحُثِّ أَحْكَامٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ فَإِنَّ قَضَيْتُ لِأَخِي مِنْكُمْ بِشَيْءٍ؛ الْحَدِيثُ بِحَرْفِ الشَّرْطِ وَالْتَعْلِيْقِ لَا يَقْتَضِي وَفُوعَ الشَّرْطِ وَالْجَزَاءِ بَلِ الْحُكْمُ لَوْ فُوعَ الْجَزَاءِ عَلَى تَقْدِيرِهِ وَفُوعَ الشَّرْطِ حَاشَا أَنْ يَقْضَى النَّبِيُّ ﷺ بِغَيْرِ حَقٍّ. فَتَدَبَّرْ. فَقَبْرُ مُحَمَّدٍ سِرْدَارِ أَحْمَدَ عَفْرَلَهُ

خلاصہ یہ کہ حدیث کا اصل مفہوم یہ ہے کہ اگر میں کسی ایک کے حق کو دوسرے کے لئے فیصلہ کر دوں یعنی یہ کلام شرط و تعلق سے مشروط ہے۔ وقوع شرط کے بغیر وقوع جزاء کا تصور محال ہے۔ اور یہ کیسے ممکن ہے کہ صاحب عدل نبی ﷺ کسی مسلمان کے لئے وہ فیصلہ کریں جو درحقیقت دوسرے مسلمان کا حق ہو۔

بخاری۔ ج۔ ۱۔ ص۔ ۳۶۵

حدیث برات ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حشی بخاری نے ”لا اقوم“ کی وضاحت یوں کی ”قَالَتْ هَذَا أَوْلَاوَعَلَيْهِمْ وَعَتَابًا لِكُذِبِهِمْ شَكْوَا فِي حَالِهَا. الخ“ شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے ”شكوا في حالها“ پر گرفت فرمائی۔

”مَا شَكُوا كَيْفَ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِى الْآخِرِ أَوْ قَالَ الْخُلَفَاءُ الرَّاهِدُونَ سَيِّدَنَا عُمَرُ الْفَارُوقُ وَسَيِّدَنَا عُمَانُ الْعَنَبِيُّ وَسَيِّدَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ بِبِرَائَتِهَا بِالذَّلَائِلِ اللَّطِيفَةِ النَّفِيسَةِ كَمَا صَرَّحَ بِهَا الشَّيْخُ الْمُحَقِّقُ قَدِيسِ سِرُّهُ الْعَرَبِيُّ فِي مَدَارِجِ النُّبُوَّةِ وَالْعَلَامَةِ النَّسْفِيِّ فِي الْمَدَارِكِ حَتَّى قَالَ عُمَرُ الْفَارُوقُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَا قَاطِعٌ لِكُذِبِ الْمُنَافِقِينَ وَقَدْ قَالَ الْأَمَامُ الرَّازِيُّ فِي التَّفْسِيرِ الْكَبِيرِ أَنَّ قَوْلَ الْمُنَافِقِينَ كَانَ مَعْلُومًا قَبْلَ نَزْوِلِ الْوَحْيِ وَصَرَّحَ أَنَّ امْرَأَةَ النَّبِيِّ لَا تَجُوزُ أَنْ تَكُونَ فَاجِرَةً

قَالَ نَبِيُّ ﷺ مُتَعَالٍ أَنْ يُشَكَّ فِي شَأْنِ الْمَخْجُوبَةِ لَهُ أَمُّ الْمُؤْمِنِينَ الَّتِي نَزَلَ الْوَحْيُ فِي
لِحَافِهَا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَجَاءَ جِبْرِئِيلُ بِصُورِهَا قَبْلَ النِّكَاحِ عَلَى سَرِقَةٍ حَرِيْرَةٍ مِّنَ
الْجَنَّةِ فَمَنْ كَانَتْ هَلْدِهِ شَأْنَهَا كَيْفَ يُشَكُّ النَّبِيُّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَالصَّالِحِينَ فِي
شَأْنِهَا فَبِتَّ وَلَا تَزَلْ وَكُنْ مِنَ الْمُتَعَادِلِينَ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُعَادِلِينَ الْوَهَابِينَ الَّذِينَ ضَلُّوا
وَأَضَلُّوا وَالْعَيَادِيَاءَ لِلَّهِ ۱۲. فقير محمد سراد ار احمد غفر له

بخاری - ج ۲ - ص ۶۲۱

حدیث عبداللہ بن مسعود

غزوہ حنین کی غنیمت کے تقسیم کے موقع پر ایک منافق کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض ”مَا أُرِيدُ بِهَلْدِهِ
الْقِسْمَةَ وَجْهَ اللَّهِ“ پر محشی نے قسطلانی کے حوالہ سے لکھا۔

”وَلَمْ يَنْقُلْ أَنَّهُ عَاتَبَهُ عَلَى ذَلِكَ فَيَحْتَمِلُ أَنَّهُ لَمْ يَبْئُثْ عَلَيْهِ ذَلِكَ وَأَنَّانْقَلَهُ عَنْهُ وَاحِدًا
وَبِشَهَادَةِ وَاحِدٍ لَا يُرَاقِ الدَّمُ أَوْلَانَهُ لَمْ يَفْهَمُ مِنْهُ الطَّعْنُ فِي النُّبُوَّةِ وَالْمَانِسَبَةِ لِتَرْكِ
الْعَدْلِ فِي الْقِسْمَةِ“

”تَرْكُ الْعَدْلِ“ کی نسبت بارگاہ مصطفیٰ ﷺ کی جانب منصب نبوت کے منافی اور خلاف ادب ہے۔ اس پر
حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے تعاقب فرمایا۔

”أَقُولُ تَرْكُ الْعَدْلِ مَنَافٍ لِمَنْصَبِ النُّبُوَّةِ وَلَا رَيْبَ أَنَّ النُّبُوَّةَ هِيَ الْعَدَالَةُ الْمَخْضَةُ فِي
الْحَقِيقَةِ“

بخاری - ج ۲ - ص ۲۶۹

”بَابُ مَنْ قَالَ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيِّ لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَّغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا
تَحْضُرُهُنَّ“ پر محشی نے لکھا۔

”.....وَأَيْضًا فَصِيَّةُ الْأَزَارِقَانَةِ ﷺ قَالَ لَهُ رَوَّجْتُكُمَا وَلَمْ يَسْأَلْ هَلْ لَهَا وَلِيُّ أَوْلَا“

حاشیہ پر آپ کا تعقب ملاحظہ ہو۔ عظمت مصطفیٰ ﷺ کے بلند نشانات نظر آئیں گے۔

”أَقُولُ النَّبِيُّ ﷺ وَلِيُّهَا بَلْ وَلِيُّ الْمُسْلِمِينَ جُمْلَةً بِلَا رَيْبٍ وَهَذَا مِنْ خُصُوصِيَّاتِهِ ﷺ فَهُوَ الْمُخْتَارُ السُّلْطَانُ الْوَلِيُّ لِمَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ حَقِيقَةٌ وَهُوَ الْمُخْتَارُ عَلَى الْإِطْلَاقِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ بِأَذْنِ الْمُؤَلَّى تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَلَهُ ﷺ التَّصَرُّفُ النَّامُ فِي الْعَالَمِ كُلِّهِ وَجَلَّ وَفِي خَزَائِنِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ خُصُوصًا فِي نَفُوسِ الْمُؤْمِنِينَ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ الْآيَةَ فَيَتَصَرَّفُ كَيْفَ يَشَاءُ وَيُعْطَى وَيُقَسِّمُ مَنْ يَشَاءُ مِنْ خَزَائِنِ الْحَقِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَيَمْنَعُ مَنْ يَشَاءُ بِأَذْنِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى. فَتَدْبِيرُ ۱۲“

الفقير سردار احمد غفر له

مسلم ج-۱ ص-۱۳۲

حدیث خذیفہ رضی اللہ عنہ پر شارح امام نووی علیہ الرحمۃ کے قول ”خُرُوجُ الْحَدِيثِ الْآخِرِ وَالرَّايِحَةُ الْكُرَيْهَةُ“ پر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے تعقب فرمایا۔

”أَقُولُ أَيْنَ لَهُ الرَّايِحَةُ الْكُرَيْهَةُ وَأَفْضَلُهُ ﷺ كَانَتْ طَاهِرَةً طَيِّبَةً كَمَا هُوَ الْمُخْتَارُ صُرِّحَ بِهِ فِي شَرْحِ الشَّمَائِلِ وَنَصُّ عَلَيْهِ فِي الْيَوَاقِيْتِ بَلْ كَانَ الطَّيِّبُ يَفْرُحُ مِنْ مَوْضِعِ غَايِبِهِ ﷺ وَتَبْلُغُهُ الْأَرْضُ كَمَا جَاءَ فِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ فَاِطْلَاقُ لَفْظِ الرَّايِحَةِ الْكُرَيْهَتَيْنِ الشَّارِحُ مَكْرُوهٌ جِدًّا كَمَا لَا يَخْفَى. فَقِيرٌ مُحَمَّدٌ سَرْدَارٌ أَحْمَدُ غَفَرَ لَهُ

مسلم ج-۱ باب قضاء الصلوة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها

حدیث لیلہ التعریس

روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر امام نووی علیہ الرحمۃ نے بحث کرتے ہوئے لکھا۔

”لَإِنَّ الْقَلْبَ إِنَّمَا يَذْرُكُ الْحَسِيَّاتِ الْمُتَعَلِّقَةَ بِهِ كَالْحَدِيثِ وَالْأَلَمِ وَنَحْوِهِمَا وَلَا يَذْرُكُ طُلُوعَ الْفَجْرِ وَغَيْرَهُ مِمَّا يَتَعَلَّقُ بِالْعَيْنِ.....“

اس پر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے ان الفاظ میں تعجب فرمایا۔

”يَقُولُ الْعَبْدُ الضَّعِيفُ بَلِ الْأَصْحَ أَنْ الْقَلْبَ يُدْرِكُ الْحَدِيثَاتِ وَالْحُزْنِيَّاتِ وَالْكَلْبِيَّاتِ
وَالْمَحْسُوسَاتِ وَغَيْرِ الْمَحْسُوسَاتِ وَفِي الْحَالَةِ الْمَذْكُورَةِ قَلْبُهُ الْأَنْوَرُ كَانَ مَشْغُولًا وَ
مَضْرُوبًا فِي مُشَاهَدَةِ الْمَلَكُوتِ وَالسَّجَلِيَّاتِ الرَّبَّانِيَّةِ وَالْأَنْوَارِ الْإِلَهِيَّةِ لِلْمُصْلِحَةِ وَهِيَ
تَشْرِيعُ قَضَاءِ الْفَائِتَةِ عَمَلًا وَقَعْلًا.....“

مسلم - ج ۱ - ص ۳۹۱

حدیث کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متن ”أَمَّا هَذَا فَقَدْ صَدَّقَ فَقُمَّ حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ فَيْكِ الْخ“

سے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے علم مصطفیٰ ﷺ پر استدلال فرمایا۔ الفاظ ملاحظہ ہوں۔

”فَيَعْلَمُ مِنْهُ أَنْ نُزُولَ الْوَحْيِ وَالنِّظَارَةَ لَا يُنَالِي سَبَقَ عِلْمَ النَّبِيِّ ﷺ بِصِدْقِ الْحَادِثَةِ أَوْ
كُذْبِهَا فَعَلِمَ النَّبِيُّ ﷺ بِصِدْقِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَكَذْبِ الْمُنَافِقِينَ حَيْثُ قَالَ
”أَمَّا هَذَا فَقَدْ صَدَّقَ“ يُسْتَفَادُ مِنْهُ صِدْقُ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ بِعِبَارَتِهِ وَكَذْبِ
الْمُنَافِقِينَ بِإِشَارَتِهِ وَلَكِنَّهُ ﷺ سَتَرَ عَلَيْهِمْ وَقَبَلَ عَذْرَهُمْ وَعَلَانِيَتَهُمْ ظَاهِرًا وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ
كَمَا كَانَ خُلُقُهُ الْعَظِيمُ لِأَنَّهُ رَحْمَةٌ مُهْدَاةٌ لِلْعَالَمِينَ ثُمَّ نَزَلَ الْوَحْيُ بِتَوْبَةِ كَعْبٍ وَصِدْقِهِ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَيَكْذِبِ الْمُنَافِقِينَ وَمَكْرِهِمْ. كَذَلِكَ عِلْمَ النَّبِيِّ ﷺ بِسِرِّهِمْ وَمَحْبُوبِيَّتِهِ
عَائِشَةَ الصِّدِّيقَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا وَكَذْبِ الْمُنَافِقِينَ وَالْقَادِفِينَ لِأَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ قَالَ وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ بِأَهْلِي الْأَخِيرِ أَوْ مَعَ الْعِلْمِ أَنْتَظِرُ الْوَحْيَ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
فَسَدَّرَ. وَالْحَاكِمُ الْكَبِيرُ قَدْ عَلِمَ الْحَادِثَةَ يَقِينًا وَلَكِنَّهُ يَنْظُرُ الْحُكْمَ وَالْقَوْلَ الْفَيْضَلُ مِنَ
الْحَاكِمِ الْأَكْبَرِ مِنْهُ لِلْحِكْمَةِ وَالْمُصْلِحَةِ. الْفَقِيرُ مُحَمَّدُ سَرْدَارُ أَحْمَدُ غَفَرُ لَهُ

مسلم - ج ۲ - ص ۸۶

شارح مسلم امام نووی علیہ الرحمۃ نے حدیث اول نزول وحی پر بحث کرتے ہوئے لکھا۔

”هَذَا الْإِحْتِمَالُ الثَّانِي ضَعِيفٌ لِأَنَّهُ خِلَافُ تَصْرِيحِ الْحَدِيثِ.....“

اس پر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے معارضہ پیش کیا ملاحظہ ہو۔

”أَقُولُ هَذَا الْإِحْتِمَالَ لَيْسَ بِضَعِيفٍ وَلَيْسَ بِخِلَافٍ تَصْرِيحِ الْحَدِيثِ مُطْلَقًا لِأَنَّهُ رَبَّمَا يَحْكِي الْحَاكِي حِكَايَةً فِي صُورَةِ الشُّكِّ مَعَ الْعِلْمِ الْيَقِينِيِّ لِفَائِدَةِ إِخْتِيَارِ الْمُخَاطَبِ كَمَا فِي بَعْضِ حَوَاشِي الْبُخَارِيِّ. فَقِيرُ سَرْدَارِ أَحْمَدَ عَفْرَلَهُ

مسلم ۲- ص ۲۳۳

حدیث ”مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَسِيرَانِي فِي الْبَيْتَةِ“ کی شرح میں امام نووی علیہ الرحمۃ نے تین احتمال بیان کر کے لکھا۔ ”وَلَعَزُودُ لِكَ وَاللَّهُ أَعْلَمُ“

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے نئے احتمال کی طرف اشارہ کر کے اس کی ترجیح ثابت کی لکھا۔
”الرَّابِعُ أَنَّهُ يَرَاهُ فِي الْبَيْتَةِ قَبْلَ الْوَفَاةِ كَرَامَةً لَهُ كَمَا وَقَعَ لِسَيِّدِنَا قُطَيْبِ الْأَقْطَابِ قَرَدِ الْأَفْرَادِ مَرْجِعِ الْأَوْتَادِ سَيِّدِ الْأَسْيَادِ سَيِّدِ الْأَوْلِيَاءِ مُسْتَنَدِ الْأَتْقِيَاءِ الشَّيْخِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيلَانِيِّ الْمَعْرُوفِ بِالْقَوِيَّةِ الْأَعْظَمِ وَغَيْرِهِ مِنَ الْأَوْلِيَاءِ الْكِرَامِ قَدَسَتْ أَسْرَارُهُمْ وَهَذَا الْإِحْتِمَالَ الرَّابِعُ رَجَّحَهُ الْعَلَامَةُ جَلَالُ الْمَلَّةِ وَالِدِينَ قُدَّسَ سِرُّهُ فِي رِسَالَةِ تَنْوِيرِ الْحَلَكِ فِي النَّبِيِّ وَالْمَلَكِ“ سردار احمد عفرلہ

نسائی ص ۱۲۰

حدیث ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

”إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي عَلَيَّ الْخُمْرَةَ.....“

میں لفظ ”الْخُمْرَةَ“ کا اعراب علامہ سندھی محشی نسائی نے فتح الحاء کے ساتھ لکھا۔ اس پر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے تعقب فرمایا۔

”أَنْظُرُ ص ۵۳ صَرَّحَ الْعَلَامَةُ أَنَّ الْخُمْرَةَ بِضَمِّ حَاءٍ مُعْجَمَةٍ وَسُكُونِ مِيمٍ مَا يُصَلِّي عَلَيْهِ الرَّجُلُ مِنْ حَصِيرٍ وَنَحْوِهِ فَأَعْلَمُ أَنَّ التَّصْرِيحَ بِفَتْحِ الْحَاءِ مُخَالِفٌ لِلتَّصْرِيحِ السَّابِقِ وَ

مُخَالَفَ لِتَضْرِيحِ وَهْرِ الرَّبِّي أَيْضًا لَعَلَّ هَذَا مِنْ زَلَّةِ قَلَمِ النَّاسِخِ أَوْ مَبْنَى عَلَى جَوَازِ الْفَتْحِ
عَلَى سُذُودِ وَاللَّهِ تَعَالَى وَرَسُوْلُهُ الْأَعْلَى أَعْلَمُ. الْفَقِيرُ مُحَمَّدُ سَرْدَارُ أَحْمَدُ غَفَرَلَهُ

نسائی - ص - ۱۳۷

حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

”إِذَا مَنَّ الْقَارِئُ فَامِنُوا.....“ سے فقہ حنفی کے موافق فاتحہ خلف الامام کے بارے میں استدلال فرمایا۔
”فِيهِ اِشَارَةٌ اِلَى اَنَّ الْقَارِئَ الَّذِي يَقْرَأُ حَقِيْقَةً هُوَ الْاِمَامُ دُوْنَ الْمُقْتَدِي لِاَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ
لِلْمُقْتَدِي اِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوا كَمَا مَرَّ فَاَلْمُقْتَدِي هُوَ الْمُنْصِتُ مُطْلَقًا فِي وَقْتِ قِرَاءَةِ الْاِمَامِ
فَتَدَبَّرُ“

نسائی - ص - ۱۷۵

”بَابُ التَّخْفِيفِ فِي التَّشْهَادِ الْاَوَّلِ عَبْدُ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ
فِي الرَّكْعَتَيْنِ كَاَنَّهُ عَلَى الرَّضْفِ“

سے محشی نے شوافع کے مسلک کے مطابق استدلال کیا کہ چار رکعت والی نماز میں پہلی اور تیسری رکعت کے بعد
مختصر تعدہ سنت نبوی ہے۔ اس پر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا معارضہ ملاحظہ ہو۔

”أَقُوْلُ يَا بِي هَذَا التَّوْبِيلُ رَوَايَةٌ لِتِرْمِذِي عَبْدُ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فَانَّهُ فِيهِ
اِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاَوَّلِيَيْنِ فَالْمُرَادُ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ فِي الْكِتَابِ الرَّكْعَتَانِ الْاَوَّلِيَانِ
وَعَلَى هَذَا التَّقْدِيرِ الْمَفْهُومُ مِنَ الْحَدِيثِ اَنَّهُ ﷺ كَانَ لَا يَزِيْدُ عَلَى التَّشْهَادِ شَيْئًا فِي الْقَعْدَةِ
الْاَوَّلَى وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ بَعْدَ رَوَايَةِ الْحَدِيثِ وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ يَخْتَارُوْنَ اَنْ
لَا يَطْبُلَ الرَّجُلُ الْقَعْدَةَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاَوَّلِيَيْنِ وَلَا يَزِيْدُ عَلَى التَّشْهَادِ شَيْئًا فِي الرَّكْعَتَيْنِ
الْاَوَّلِيَيْنِ فَبَيَّنْتُ مِنْ هَذَا اَنَّ حَاصِلَ الْحَدِيثِ التَّخْفِيفُ فِي الْقَعْدَةِ الْاَوَّلَى. فَبِيْ دَلَالَةِ
الْحَدِيثِ عَلَى التَّخْفِيفِ فِي التَّشْهَادِ تَامُّلٌ اِلَّا اَنْ يُقَالَ اِنَّ التَّخْفِيفَ فِي الْقَعْدَةِ مُسْتَلْزِمَةٌ

لِلتَّخْفِيفِ فِي الشَّهَادَةِ أَوْ الْمُرَادِ مِنَ الْبَابِ التَّخْفِيفِ فَعَوُذُ الشَّهَادَةِ الْأُولَى عَلَى حَذْفِ
الْمُضَافِ أَوْ الْمُرَادِ مِنَ التَّخْفِيفِ عَذْمُ الزِّيَادَةِ فِي الْقَعْدَةِ الْأُولَى الشَّهَادَةِ بَلِ الْقِيَامِ إِلَى
الرُّكْعَةِ الثَّالِثَةِ بَعْدَ الْفَرَاحِ الشَّهَادَةِ مِنْ غَيْرِ تَوَقُّفٍ فَتَدْبِرُ حَقَّ التَّدْبِيرِ. وَظَهَرَ مِمَّا سَبَقَ أَنَّ
الْمُحْسِنِيَّ إِنَّمَا رَأَى مِنَ الرُّكْعَتَيْنِ الْأُولَى وَالثَّالِثَةِ لِأَنَّهُ مَارَّ جَمْعَ إِلَى رِوَايَةٍ أُخْرَى بِإِسْنَادٍ أُخْرَى
وَلَكِنْ أَخَذَ بِظَاهِرِ الْأَلْفَاظِ وَمَقَالَ وَإِنْ صَحِيحًا وَعَلَيْهِ عَمَلُ الْحَنَفِيَّةِ فَغَيْرُ ظَاهِرٍ مِنَ الْأَلْفَاظِ
الْحَدِيثِ بِإِعْتِبَارِ تَعَدُّ دُخْرِهِ وَأَيْضًا غَيْرُ مُنَاسِبٍ لِلْبَابِ عُنْوَانُ الْبَابِ فِي الْكِتَابِ التَّخْفِيفِ
فِي الشَّهَادَةِ الْأُولَى فَإِذَا رَأَى الْمُحْسِنِيُّ مِنَ الرُّكْعَتَيْنِ الْأُولَى وَالثَّالِثَةِ فَكَيْفَ الْمَطَابَقَةُ بَيْنَ
الْحَدِيثِ وَعُنْوَانِ الْبَابِ فَالْحَقُّ مَا قُلْنَا وَبِهِ حَصَلَ الْمَطَابَقَةُ بَيْنَ الْبَابِ وَالْحَدِيثِ فَتَدْبِرُ“

نسائی - ص ۲۲۱

حدیث ”دُعَاءُ النَّبِيِّ ﷺ بِوَقْتِ قِيَامِ اللَّيْلِ وَالنِّيُّونَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ“ پر علامہ سندھی محشی نسائی کے
قول ”قِيلَ هُوَ مِنْ عَطْفِ الْخَاصِ عَلَى الْعَامِ تَعْظِيمًا لَهُ وَمَقَامُ الدُّعَاءِ يَأْتِي ذَلِكَ“ پر تعجب فرماتے ہوئے
حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ یوں معارضہ کرتے ہیں۔

”أَقُولُ مَقَامُ الدُّعَاءِ لَا يَأْتِي ذَلِكَ كَيْفَ وَاسْمُهُ الْمُبَارَكُ الْمُعْظَمُ هُوَ الْوَسِيلَةُ الْعَظِيمَةُ
لِقَبُولِ الدُّعَاءِ وَقَدْ جَاءَ فِي الْحَدِيثِ مَوْقُوفًا أَنَّ الدُّعَاءَ مُعَلَّقٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ
لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتَّى تَصَلِّيَ عَلَى نَبِيِّكَ ﷺ أَوْ كَمَا قَالَ سَيِّدُنَا عَمْرُ الْفَارُوقِيُّ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهُ فَتَدْبِرُ. الْفَقِيرُ مُحَمَّدُ سَرْدَارُ أَحْمَدُ غَفَرَلَهُ

ابن ماجہ - ص ۸۹

حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
”إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ أَمْرِ أَنْتَ بِهِ عَالِمٌ وَأَنَا بِهِ جَاهِلٌ“
سے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے علم مصطفیٰ ﷺ پر استدلال کیا۔

”أَذْكُرُ سَوَالَ الْأَعْرَابِيِّ مَعَى السَّاعَةِ يَا رَسُولَ اللَّهِ حَيْثُ اعْتَقَدَانِ النَّبِيُّ ﷺ عَالَمٌ بِوَقْتِ قِيَامِ
السَّاعَةِ وَلَمْ يَنْهَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَبَتَّ التَّقْرِيرَانِ اعْتِقَادَ السَّائِلِ حَقًّا. فَتَدْبُرُ

بخاری - ج ۱ - ص ۴۷۰

حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

”قَوْلُهُ ﷺ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ الْآتُونَ إِلَى مَا أَنْتُمْ فِيهِ إِلَى مَا بَلَغَكُمْ أَلَا تَنْظُرُونَ إِلَى مَنْ
يُسْفَعُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ أَبُوكُمْ آدَمُ قِيَاتُوكُهُ..... الْحَدِيثُ

لفظ ”بَعْضُ النَّاسِ“ پر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے لکھا۔

”بَعْضُ النَّاسِ لِلتَّعْظِيمِ“

در اصل اس مختصر جملہ میں ایک بہت بڑے سوال کا جواب ہے۔ محدثین کی عادت کے مطابق امام بخاری علیہ
الرحمۃ جب کسی حدیث سے مسالک فقہاء کا تذکرہ کرتے ہیں تو اکثر فقہاء کا نام لکھتے ہیں مگر سراج الائمہ امام اعظم
ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب مسلک بیان کرتے ہیں تو ان کا انداز یوں ہوتا ہے۔ ”قَالَ بَعْضُ النَّاسِ“

بعض شارحین نے یوں سمجھا کہ العیاذ باللہ امام بخاری علیہ الرحمۃ حضرت امام اعظم کا نام تحقارت یا نفرت کی وجہ
سے نہیں لیتے۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ اس وہم کو کہ امام بخاری، امام اعظم کا تذکرہ نہایت کم تر الفاظ میں کرتے
ہیں، یوں دور فرماتے ہیں کہ لفظ ”بَعْضُ النَّاسِ“ امام بخاری علیہ الرحمۃ کے نزدیک کلمہ تعظیم ہے۔ اس پر امام بخاری کی
اپنی روایت مذکورہ بالا ہی شاہد ہے۔

یاد رہے کہ صحیح بخاری میں امام اعظم علیہ الرحمۃ کا تذکرہ ”بَعْضُ النَّاسِ“ کے لفظ سے پچیس مرتبہ آیا ہے۔

(د) مرجع علماء اعلام

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے حدیث شریف کی تدریس اور خدمت اس انداز سے فرمائی کہ خود بارگاہ مصطفیٰ
ﷺ سے قبولیت کی سند عطا ہوئی۔ اس قبولیت کا اثر تھا کہ آپ کی ذات اکابر علماء معاصرین کا مرجع و ماویٰ بن گئی۔ علماء

کرام اپنی علمی مشکلات آپ سے حل کرواتے۔ مشکل مسائل میں آپ سے رجوع فرماتے، اور جلیل القدر علماء اہل فتاویٰ کی تصدیق و تصویب آپ سے کراتے۔

مولانا معین الدین شافعی مہتمم جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد اپنے ایک استاذ محترم مولانا حامد بخاری علیہ الرحمہ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔

”مولانا حامد بخاری، بخارا شہر میں فاضل اور مدرس تھے۔ ان کو مشکوٰۃ شریف پڑھانے میں ایک مقام پر کچھ وقت محسوس ہوئی۔ ان کو خواب میں جناب رسول کریم ﷺ کی زیارت حاصل ہوئی۔ آپ کی مجلس میں اور بھی بہت سے لوگ تشریف فرما تھے۔ مولانا سردار احمد صاحب بھی اس مجلس میں شامل تھے۔ مولانا حامد بخاری نے حدیث کی وہ مشکل آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔ آنحضرت ﷺ نے مولانا سردار احمد صاحب کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے حدیث پاک کی وہ علمی مشکل حل فرمائی اور مجھے اطمینان نصیب ہوا۔ جب صبح ہوئی تو مولانا حامد بخاری نے بخارا سے بریلی کا قصد کیا اور آپ کی خدمت میں آکر فیض حاصل کیا۔“ (۲۳)

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی شہرت اور قبولیت صرف برصغیر تک ہی محدود نہ تھی بلکہ عالم اسلام کے علماء آپ کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ غالباً نہ طور پر آپ کی خدمات اور عظمت کے معترف تھے اور آپ کے وجود کو عالم اسلام کے لئے ایک نعت عظمیٰ تصور فرماتے تھے۔ چنانچہ ۱۹۵۶ء میں حج کے موقعہ پر آپ سے عالم اسلام سے آئے ہوئے علماء نے استفادہ کیا۔ مولانا معین الدین شافعی اس سفر حج میں آپ کے ہمراہ تھے۔ حرمین طہیین میں پیش آنے والے واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

(۲۳) قلمی یادداشت مولانا معین الدین شافعی، بخارونہ جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد

نوٹ: مولانا حامد بخاری نے ۱۳۵۹ھ/۱۹۳۹ء میں دارالعلوم مظہر اسلام بریلی میں آکر دورہ حدیث پڑھا، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، رجسٹر اساتذہ دارالعلوم مظہر اسلام بریلی۔ فقیر قادری علمی عہد

”حرمین شریفین میں آپ سے شام، مصر، حجاز وغیر سے آئے ہوئے علماء نے سند حدیث لی، طریقت کے سلاسل میں بیعت ہوئے اور اجازت حاصل کی۔“ (۲۳)

ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین فاضل بہار (۱۳۸۲ھ تا ۱۹۶۲ء) تلمیذ و خلیفہ امام احمد رضا قدس سرہم نے جامعہ لطیفیہ کٹھیار (بہار) کے زمانہ تدریس میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ سے فتویٰ کے لئے آپ کی طرف رجوع فرمایا۔ (۲۵)

برصغیر میں جب کسی فقہی یا علمی مسئلہ کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہوتا تو اس بارے میں حتمی اور متفقہ رائے معلوم کرنے کے لئے آپ کی طرف رجوع لازمی سمجھا جاتا۔ آپ کے بغیر کوئی رائے حتمی نہ سمجھی جاتی۔ بارہا اس کا مشاہدہ کیا گیا۔ اس سلسلہ میں صرف ایک مثال پیش خدمت ہے۔

۱۳۷۵ھ تا ۱۹۵۵ء میں علماء اہل سنت کے درمیان بعض مسائل پر خالص علمی و تحقیقی اختلاف واقع ہوا۔ مقتدر علماء کرام نے کوشش کر کے لاہور میں خالص علمی مذاکرہ کا اہتمام کیا۔ اس اجتماع میں حضرات علماء کرام کثیر تعداد میں شریک ہوئے تاہم آپ کی شرکت کتنی ضروری سمجھی گئی..... اس کا اندازہ ایک مکتوب سے لگائیے۔

مولانا محمد عمر نعیمی (۲۳ ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ تا ۲۳ فروری ۱۹۶۶ء) نے مجلس مذاکرہ میں شرکت کے لئے آپ کے نام ایک پیغام لکھا۔

واجب الاحترام حضرت صاحب القضاۃ مولانا الحاج سرور احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج مبارک بخیر

یہ خالص سنیوں کا اجتماع کیا گیا ہے، اس میں آپ کی شرکت اہم ضروری ہے۔ اگر آپ کی عدم

(۲۳) قلمی یادداشت مولانا معین الدین شافعی، مجزوءہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
(۲۵) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

۱ رجسٹر نقل فتاویٰ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ
ب کتاب مذاکرات ”ممتاز مفتی“

شرکت کی وجہ سے کوئی کوتاہی رہ گئی تو افسوس ہوگا، آپ تشریف لا کر اپنی رائے اور دینی و مذہبی ہدایات سے اہل سنت کی سربراہی کریں۔ انتظار شدید کے بعد مولوی حکیم محبوب رضا خاں صاحب اور مولوی اعجاز ولی خاں صاحب کو آپ کے لینے کے لئے بھیجا جا رہا ہے۔

والسلام محمد عمر

اس مکتوب پر مفتی اعظم پاکستان مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری (م ۲۰ شوال ۱۳۹۸ھ / ۲۲ دسمبر ۱۹۷۷ء) ناظم اعلیٰ و شیخ الحدیث مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور نے تائیدی انداز میں یوں لکھا۔

”محترمی زید مجیدہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی تشریف آوری اس وقت ضروری ہے تمام خامیاں جو متصور (ہیں) دور ہونے کی قوی امید ہے۔ پھر ایسا زریں موقع نہ ملے گا۔ لہذا آج شام تک ضرور تشریف لے آئیں۔ شدید انتظار ہے۔

والسلام فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد غفرلہ۔ ناظم حزب الاحناف لاہور“ (۲۶)

﴿اعتراف مقتدر علماء اعلام﴾

”معاصرت“ اکثر و بیشتر وجہ منافرت و مخالفت بن جاتی ہے۔ با کمال حضرات کے کمالات علمی و روحانی معاصرت کی بھیشت چڑھ کی منصفہ شہور پر نہیں آتے، اس مسلمہ امر کے باوجود حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی شخصیت اتنی جامع الصفات، با کمال اور باوقار تھی کہ عوام الناس سے بڑھ کر جلیل القدر علماء کرام اور مشائخ عظام بھی آپ سے تعلق اور واسطہ رکھنے میں فخر محسوس فرماتے اور آپ کے وجود مستعد کو نہ صرف اپنے لئے بلکہ اسلام، عالم اسلام، علم، اور معالم علم کے لئے باعث غنیمت شمار فرماتے۔ جلیل القدر علماء و مشائخ کی یہ شہادت تاریخ کے طالب علم پر واضح کرتی ہے کہ برصغیر میں کوئی ایسا صاحب علم و فضل نظر نہیں آتا جس نے آپ کے کمالات کا اعتراف نہ کیا ہو۔

(۲۶) مکتوب نام حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ محررہ ۱۰ دسمبر ۱۹۵۵ء نوٹ: مکتوب کا نگل کتاب ہذا کے مکتوب کے باب میں ملاحظہ فرمائیں۔

اختصار کے پیش نظر، اس موقع پر چند جلیل القدر علماء و مشائخ کے کلمات کے صرف وہ حصے پیش خدمت ہیں جن میں آپ کی خدمت دینی، رسوخ فی العلم اور شان تدریس حدیث کا بیان ہے۔ دیگر صفات و کمالات کا بیان کسی اور موقع پر ہوگا، آپ کے اساتذہ کرام، ہم درس اور ہم عصر علماء و مشائخ کے یہ کلمات پڑھ کر واضح ہوتا ہے کہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ باصطلاح محدثین اپنے دور کے محدث اعظم ہیں۔



مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان (۱۳۰۲ھ / ۱۹۸۲ء) خلف اصغر و خلیفہ امام احمد رضا، آپ کے اساتذہ عظام میں شامل ہیں۔ انہوں نے آپ کے وصال (۱۹۶۲ء) کے موقع پر جن خیالات و احساسات کا اظہار فرمایا۔ اس کا ایک حصہ ملاحظہ ہو۔

”..... حاوی فروع و اصول، محقق معقول و منقول، عزیز اولیاء، حقائق آگاہ و معارف دستگاہ،

علامہ زمانہ، سعادت مآب مولوی محمد سردار احمد صاحب ذکی و محدث باکمال“ (۲۷)

نظم کی صورت میں احساسات مفتی اعظم علیہ الرحمۃ۔

وہ محدث ، وہ محقق ، وہ فقیہ
عالم علم ہدی جاتا رہا
اس زمانہ کا محدث بے مثال
جس کا ثانی ہی نہ تھا ، جاتا رہا
مسند آرائے سریر علم تھا
صدر دین مصطفیٰ ، جاتا رہا (۲۸)

(۲۷) ماہنامہ نوری کرن بریلی۔ مارچ اپریل ۱۹۶۳ء ص ۷

(۲۸) ایضاً ص ۸

﴿۲﴾

مولانا مفتی تقدس علی بریلوی سابق ناظم تعلیمات منظر اسلام بریلی و حال شیخ الجامعہ مدرسہ قادریہ راشدیہ پیر گوٹھ (سندھ) نے ایک بیان میں فرمایا۔

”ان میں حدیث پڑھانے کا وہ جذبہ و کمال تھا کہ اس دور میں اس کی مثال نہیں ملتی یہی وجہ ہے کہ انہیں محدث اعظم کہا جاتا ہے۔“ (۲۹)

﴿۳﴾

حافظ الحدیث مولانا عبدالعزیز شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ (انڈیا) آپ کے ہم درس ہیں۔ ان کے احساسات ملاحظہ ہوں۔

”حضرت موصوف علم و فضل کے آفتاب تھے، زہد و تقویٰ کے ماہتاب تھے، امانت و دیانت کے خورشید درخشاں تھے، ہر کمال کے جامع تھے، عالم دین تھے، علامہ زماں تھے، استاذ محترم حضرت صدر الشریعہ قبلہ علیہ الرحمۃ کے صحیح جانشین تھے، جامع معقول و منقول تھے، ہر علم میں آپ کو کمال حاصل تھا، بالخصوص فن حدیث میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا، بلا مبالغہ آپ بخاری زماں تھے۔ آپ کے درس وسیع میں درس حدیث کو امتیاز خصوصی حاصل تھا۔ عالم حدیث تھے اس کے ساتھ عامل حدیث تھے۔“ (۳۰)

﴿۴﴾

نبیرہ امام احمد رضا، مفسر اعظم مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی میاں (م ۱۱ صفر ۱۳۸۵ھ / ۱۱ جون ۱۹۶۵ء) سجادہ

(۲۹) قلمی یادداشت مولانا تقدس علی مخروند جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

نوٹ: ”محدث اعظم“ کی ترکیب سے یہ ہم پیدا کرنا کہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ سے پہلے کوئی محدث اعظم نہ ہوا یا آپ کے بعد کوئی محدث اعظم نہ ہوگا۔ جہالت ہے۔ کمال علمی تحقیقی انداز سے اس کا جواب مولانا محمد شریف الحق امجدی مفتی دارالافتاء بریلی نے لکھا ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ

ہو: ماہنامہ پاسان، الدہلاد۔ جلد ۳۱۔ شمارہ ۱۰ (۳۰) ماہنامہ نوری کرن بریلی، مارچ اپریل ۱۹۶۳ء ص ۲۷

نشین آستانہ رضویہ، متم دارالعلوم منظر اسلام بریلی ۱۳۷۹ھ (۱۹۶۰ء) میں دارالعلوم مظہر اسلام جامعہ رضویہ فیصل آباد کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت کے موقع پر تشریف لائے۔ آپ نے عظیم الشان جلسوں کی صدارت فرمائی اور جامعہ رضویہ کا معائنہ فرمایا۔ اس موقع پر آپ نے جن تاثرات کا اظہار فرمایا۔ اس کا ایک حصہ ملاحظہ ہو۔

”فقیر بے بضاعت نے اس سال ۱۳۷۹ھ میں جامعہ رضویہ لائل پور کے جلسہ دستار فضیلت میں شرکت کی، سُبْحٰنَ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ. وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ بریلی کے ایک لعل بے بہا کو لائل پور میں درخشاں دیکھا۔ جس کی آب و تاب سے پنجاب کو چمکتا ہوا پایا اور جس شمع ہدایت کے گرد گرد ہزاروں پروانوں کو تصدق ہوتے ہوئے دیکھا۔ وہ عظیم الشان مجمع اہل حق کا، اہل سنت کا دیکھا جس کی مثال اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس شریف میں دیکھتا ہوں اور حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں نظر آتی ہے۔ ویسا ہی یا اس سے بدرجہا زائد۔

علماء فضلاء، مشائخ، عوام و خواص، مہمان رسول اللہ ﷺ اور فدائیانِ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس نائب اعلیٰ حضرت خلیفہ حضرت حجۃ الاسلام، شمع ہدایت، فخر اہل بریلی، محدث بے مثال، فقیہہ باکمال کے گرد گرد مجتمع ہیں.....“ (۳۱)

﴿۵﴾

غزالی دوران مولانا سید احمد سعید کاظمی شیخ الحدیث انوار العلوم ملتان ۷ ارب ستمبر ۱۹۷۵ء کو اپنے ایک بیان میں فرماتے ہیں۔

”آپ کو محدث اعظم پاکستان اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ نے علم حدیث کی اشاعت میں بڑا کام کیا ہے۔ جس طرح حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ کے شاگردوں نے فقہ اور حدیث کی کتابیں لکھی ہیں مگر خود امام اعظم نے کتابیں نہیں لکھیں اس طرح حضرت مولانا سرور احمد صاحب کے

(۳۱) قلمی تاثرات، محررہ ۲۲ شعبان ۱۳۷۹ھ۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا مجذوبہ کتب خانہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ

شاگردوں نے بھی قابلِ قدر کام کیا ہے۔ علمِ حدیث میں آپ کو منفرد مقام حاصل تھا۔“ (۳۲)

﴿۶﴾

نبیرہِ نحوث الاعظم، حضرت سید طاہر علاؤ الدین قادری گیلانی مقیم کوئٹہ ایک موقعہ پر فیصل آباد تشریف لائے۔ آپ کے شاندار استقبال کی تیاری ہوئی۔ آپ کی گذرگاہ میں کپڑے کے تھان بچھائے گئے، بے پناہ ہجوم میں آپ چلنے میں دقت محسوس فرما رہے تھے۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے انہیں سہارا دیا۔ نبیرہ نحوث الاعظم نے فرمایا۔

”أَنْتَ عَالِمٌ كَبِيرٌ وَ شَيْخٌ عَظِيمٌ وَ مُحَدِّثٌ عَظِيمٌ“ (۳۳)

﴿۷﴾

فخر الاساتذہ مولانا حافظ عطاء محمد چشتی بند یالوی شیخ الجامعہ دارالعلوم اہدایہ مظہریہ بند یال ضلع سرگودھا نے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے وصال کے موقعہ پر انہیں خراج عقیدت پیش کرنے اور اپنے احساسات بیان کرنے کے لئے ”علم و عمل کا بہترین امتزاج“ کے عنوان سے ایک مضمون لکھا۔ اس کے چند سطور ملاحظہ ہوں۔

”وہ عشقِ نبی میں ڈوب کر حدیث پڑھاتے تھے۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ حال و قال کے بہترین جامع تھے۔ پڑھنے والے ان کی زبان سے علمی موشگافیاں سنتے اور ان کے دماغوں میں حقائق و معارف موج در موج اتر آتے۔ پھر نگاہیں کام کرتیں اور سامعین کے سینوں میں عشقِ رسول کی بجلیاں بھر جاتیں۔ جب وہ تحقیق و تدقیق کے مقام پر آتے تو اس اعتماد کے ساتھ حدیث بیان کرتے جیسے خود رسول اللہ ﷺ سے سن کر حدیث بیان کر رہے ہیں۔“ (۳۴)

(۳۲) قلمی یادداشت مولانا سید احمد سعید کاظمی مخزنہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

نوٹ: بہت کم لوگوں کی طرح شاید حضرت مولانا مسحوف کے علم میں یہ بات نہ آئی ہو کہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے اہمات کتب احادیث پر قابلِ قدر تعلیقات لکھی ہیں، اس لئے انہوں نے آپ کی علمِ حدیث پر تصانیف کا تذکرہ نہیں فرمایا۔ فقیر قادری عفی عنہ

(۳۳) قلمی یادداشت مولانا شمس الزمان قادری لاہور مخزنہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔

(۳۴) ہفت روزہ محبوب حق لاگل پور۔ مجریہ ۱۲/ دسمبر ۱۹۶۳ء ص ۲۸

خط کشیدہ الفاظ دوبارہ پڑھئے، بارگاہ مصطفیٰ کا کرم اور حضرت شیخ الحدیث کا جذبہ عقیدت اور حدیث میں شغف اس کمال درجہ کو پہنچا جو عام محدثین سے بڑھ کر اولیاء کا ملین کا حصہ ہے۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَوْلَا وَاٰخِرًا۔ جس طرح قال مصطفیٰ آپ کے سامنے ہوتا۔ حال مصطفیٰ بھی آپ پر منکشف ہوتا۔

﴿۸﴾

شیخ القرآن مولانا ابو الحقائق محمد عبدالغفور ہزاروی (م ۸ شعبان ۱۳۹۰ھ / ۱۹/۱۰ اکتوبر ۱۹۷۰ء) نے آپ کے وصال پر جن خیالات کا اظہار فرمایا اس کا ایک حصہ ملاحظہ فرمائیے۔

”اہل سنت میں علماء اور محدث عالم فاضل اور بھی ہیں مگر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی شان نزالی تھی۔ اور یہ شان آپ نے جلوس (جنازہ) اور نماز جنازہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھی.....“ (۳۵)

جناب سید امیر علی سابق صدر جمعیت علماء پاکستان فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ فیصل آباد میں علماء کرام کا ایک عظیم اجتماع تھا اس میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے لئے محدث اعظم کا لقب حضرت مولانا عبدالغفور ہزاروی کی تجویز سے پیش ہوا۔ تمام علماء نے متفقہ طور پر آپ کے لئے محدث اعظم کے لقب کو قبول فرمایا۔ (۳۶)

﴿۹﴾

عمدۃ العلماء مولانا غلام علی اشرفی اوکاڑوی شیخ الحدیث والتفسیر اشرف المدارس اوکاڑہ نے حضرت میاں جمیل احمد شریپوری، علامہ اقبال احمد فاروقی، محترم حاجی باغ علی اور دیگر علماء کی موجودگی میں ۲۳ فروری ۱۹۷۹ء کو ایک بیان میں فرمایا۔

”مولانا سردار احمد صاحب“ محدث اعظم“ تھے۔“ (۳۷)

(۳۵) روزنامہ سعادت اٹکل پورہ بحوالہ ماہنامہ نوری کرن بریلی۔ مارچ اپریل ۱۹۶۳ء، ص ۱۰۲

(۳۶) قلمی یادداشت سید امیر علی فیصل آباد، مخزنہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

(۳۷) قلمی یادداشت مولانا غلام علی اوکاڑوی، مخزنہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

﴿۱۰﴾

استاذ العلماء مولانا مفتی محمد حسین نعیمی مہتمم جامعہ نعیمیہ لاہور نے ۳ جولائی ۱۹۷۹ء کو ایک بیان میں فرمایا۔
”آپ عشق رسول میں بے مثال دروز رکھتے تھے اور مسلک سنیت کے پر جوش ترجمان تھے۔ آپ کو علم حدیث پر اس قدر عبور حاصل تھا کہ شاید وہاں آپ نے اس مسلک کی ترویج و اشاعت میں بہت کام کیا۔ آپ حدیث کے طلباء سے بہت شفقت اور پیار کرتے تھے اور ان کی خفیہ امداد کرتے تھے۔“ (۳۸)

﴿۱۱﴾

عزیز العلماء مولانا مفتی عزیز احمد قادری بدایونی مقیم و خطیب گڑھی شاہولاہور، جامعہ رضویہ فیصل آباد میں درجہ حدیث کے طلباء کے ممتحن تھے۔

ایک ملاقات میں مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری کی موجودگی میں ۲۱ مئی ۱۴۰۳ھ کو فرمایا۔
”حضرت شیخ الحدیث مولانا سردار احمد صاحب کو درس حدیث پر اس قدر عبور حاصل تھا کہ آپ کے تعلیم یافتہ طلباء درجہ حدیث بوقت امتحان میرے مشکل ترین سوالات کے جوابات بھی انتہائی معقولیت اور جامعیت سے دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو شیخ الحدیث اور محدث اعظم کہا جاتا ہے۔“ (۳۹)

﴿۱۲﴾

مفتی اعظم پاکستان مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری شیخ الحدیث و ناظم مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور (۲۰ شوال ۱۳۹۵ھ) نے کیم جون ۱۹۷۵ء کو باوجود علالت طبع کے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی سوانح کے متعلق متعدد امور بتائے نیز آپ نے فرمایا۔

”مولانا سردار احمد صاحب کو حدیث پر مکمل عبور حاصل تھا۔ آپ اس دور کے عظیم محدثین میں شمار ہوتے ہیں۔“ (۳۰)

﴿۱۳﴾

ممتاز عالم پیر سید امیر شاہ، یکہ توت (صوبہ سرحد) نے اپنے ایک بیان میں ۷ مارچ ۱۹۷۹ء کو فرمایا۔
”مولانا سردار احمد صاحب حدیث کی کتابوں کے حافظ تھے۔ بلکہ حدیث کی شرحوں پر بھی آپ کو عبور حاصل تھا۔ آپ نے درس کے ذریعہ حدیث کی ایسی خدمت کی کہ اس دور میں اس کی مثال نہیں ملتی۔“ (۳۱)

﴿۱۴﴾

فخر العلماء مولانا فیض احمد چشتی گولڑوی شیخ الجامعہ مدرسہ گولڑہ شریف، اسلام آباد نے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے وصال پر ایک عربی قصیدہ لکھا۔ اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

- ۱ قَدْ وَدَعْنَا شَمْسَ الْعُلَمَاءِ بَدْرُ الْفَضْلَازِينِ الْخُطَبَاءِ
- ۲ الْجَامِعُ بَيْنَ شَرِيْعَتِنَا وَ طَرِيقَتِنَا وَ حَقِيْقَتِنَا
- ۳ قَدْ كَانَ بِمَشْرِبِهِ بَحْرًا فِي مَسْلِكِهِ جَبَلًا صَلْبًا
- ۴ فِي مَعْقُولِ شَيْخَا فَحَمًا فِي مَنْقُولِ مَطْرًا هَيْطَلًا (۳۲)

ترجمہ: اہل علم کے آفتاب اور اہل فضل کے ماہتاب، خطباء زمانہ کے لئے زیب و زینت ہمیں چھوڑ کر دار بقا کو تشریف لے گئے۔

(۳۰) قلمی یادداشت مولانا سید احمد قادری نیز قلمی یادداشت مولانا سید محمود احمد رضوی لاہور

(۳۱) قلمی یادداشت مولانا سید امیر شاہ، مخزنہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

(۳۲) ہفت روزہ محبوب حق لائل پور، مجریہ ۲۷ مارچ ۱۹۶۳ء، ص ۳۰

وہ ہماری شریعت، طریقت اور حقیقت کے جامع تھے۔

وہ اپنے پاک مشرب میں معلومات کا دریا اور اپنے مسلک میں مضبوط پہاڑ تھے۔

علوم عقلیہ میں عظیم المرتبت استاذ تھے اور علوم نقلیہ میں موسلا دھار بارش۔

﴿۱۵﴾

زبدۃ الاصفیاء حضرت مولانا سید علی اصغر زبیب آستانہ علی پور نے ۲۳ ربیع الاخر ۱۳۰۳ھ / ۲۸ جنوری ۱۹۸۳ء

کو ایک علمی مذاکرہ میں فرمایا۔

”حضرت مولانا شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے حدیث اور سنیت کی جتنی خدمات سرانجام دی ہیں اس

دور میں اتنی کوئی اور نہ کر سکا۔ مولانا..... میرے استاذ ہیں اور حضرت مولانا..... سے میں نے

حدیث پڑھی ہے۔ مگر حضرت مولانا سردار احمد صاحب کی بات ہی کچھ اور ہے۔ انتہائی کٹھن اور

مشکل مراحل میں..... مخالفت کے باوجود، لاکھ پور کے سنگلاخ مذہبی فضا میں، سنیت کے وہ چراغ

روشن کئے کہ جن کی ضیاء ہمیشہ بڑھ رہی ہے۔“ (۳۳)

﴿۱۶﴾

استاذ الشعراء مولانا ضیاء القادری نے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے وصال پر مختلف مادہ ہائے تاریخ کہے۔

ان میں سے دو یہ ہیں۔

حامی دیں، محقق اعظم = (۱۳۸۲ھ)

اے ضیاء گفت سال رحلت او

شیخ الحدیث نازش عالم بکفت سال (۳۳)

از بہر انتقال شہ باصفایا

(۳۳) نوٹ: حضرت مولانا سید علی اصغر نقشبندی مجددی مدظلہ نے اپنے اساتذہ کرام کا نام لیا۔ فقیر نے تقابلی سے بچنے کی خاطر ان کے اسمائے گرامی ظاہر

نہیں کئے۔ ہم اذلاف کے لئے یہی سلامتی کا راستہ ہے۔ فقیر قادری عفی عنہ

(۳۳) محدث اعظم پاکستان حصہ اول از مولانا حسن علی رضوی ص ۳۶



ادیب شہیر جناب فدا حسین فدا میر ماہنامہ مہر و ماہ لاہور نے تاریخ وصال یوں کہی۔

صدیہ مرگ محدث اعظم = ۱۹۶۲ء (۳۵)

(ح) برصغیر کے موجود محدثین کی اکثریت آپ کے تلامذہ ہیں

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے تلامذہ، مستفیدین مظہر اسلام بریلی و فیصل آباد میں عالم، مدرس، مقرر، مفسر، مفتی، قاضی، مصنف، خطیب حضرات کا شمار نہیں ہو سکتا۔ یہ امر اگرچہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے تذکرہ میں توجہ کا باعث ہے مگر سب سے اہم امر جس سے مورخ متاثر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے تلامذہ میں آپ کے منصب تدریس حدیث کے جانشین حضرات کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ بلکہ اگر برصغیر کے موجود محدثین حضرات کے اسماء گرامی جمع کئے جائیں اور ان کا جائزہ لیا جائے تو ان کی اکثریت حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے بلا واسطہ یا بالواسطہ تلامذہ ہیں۔ یہ امر بھی اس بات کا غماز ہے کہ اس دور میں آپ واقعی شیخ الحدیث اور محدث اعظم ہیں۔

آپ کے تلامذہ میں سے جو حضرات اس وقت برصغیر کے مدارس میں حدیث کی تدریس فرما رہے ہیں ان میں چند ایک کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

- ☆ مولانا محمد شریف الحق امجدی، شیخ الحدیث دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور (انڈیا)
- ☆ مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی، شیخ الحدیث دارالعلوم منظر حق ٹانڈہ ضلع فیض آباد (بھارت)
- ☆ مولانا معین الدین اعظمی، شیخ الحدیث جامعہ عربیہ، سلطان پور (بھارت)
- ☆ مولانا محمد محبوب اشرفی، شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ احسن المدارس جدیدہ کانپور (بھارت)

- ☆ مولانا تحسین رضا خاں بریلوی، شیخ الحدیث مظہر اسلام بریلی
- ☆ مولانا مجیب الاسلام اعظمی، شیخ الحدیث مدرسہ اعظم گڑھ
- ☆ مولانا محمد مظہر احمد قادری بدایونی، شیخ الحدیث جامعہ مظفریہ، قصبہ داتا گنج ضلع بدایوں، (بھارت)
- ☆ مولانا غلام رسول رضوی شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد
- ☆ مولانا محمد شریف شیخ الحدیث دارالعلوم انوار العلوم ملتان
- ☆ مولانا محمد حسین قادری شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ رضویہ، سکھر
- ☆ مولانا سید محمد جلال الدین شیخ الحدیث جامعہ نوریہ رضویہ بھکھی ضلع منڈی بہاؤ الدین
- ☆ مولانا سید حسین الدین شیخ الحدیث جامعہ رضویہ بزی منڈی راو پینڈی
- ☆ مولانا فیض احمد اویسی شیخ الحدیث جامعہ اویسیہ بہاول پور
- ☆ مولانا محمد عبدالقیوم ہزاروی شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
- ☆ مولانا سید حبیب الرحمن مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ حنفیہ رضویہ مظفر آباد کشمیر
- ☆ مولانا محمد اشرف سیالوی شیخ الحدیث دارالعلوم ضیاء شمس العلوم سیال شریف
- ☆ مولانا سید زبیر شاہ شیخ الحدیث چکوال ضلع جہلم
- ☆ مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی
- ☆ مولانا وقار الدین شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی
- ☆ مولانا ریاض الدین شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ معینیہ انک
- ☆ مولانا محمد رمضان شیخ الحدیث دارالعلوم حنفیہ غوثیہ کراچی
- ☆ مولانا منظور احمد شیخ الحدیث مہتمم دارالعلوم شمس العلوم جامعہ رضویہ، نواں جنتا نوالہ ضلع بہکر

(ط) بعض تلامذہ شیخ الحدیث کی علم حدیث میں تصنیفی خدمات

شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے جہاں خود علوم حدیث میں قابل قدر تعلیقات لکھیں، بعض احادیث کی وضاحت میں مستقل رسائل لکھے۔ وہاں اپنے تلامذہ میں یہ ملکہ پیدا فرمایا کہ وہ خدمت دین، خدمت تدریس، تدریس حدیث کے ساتھ علوم حدیث میں قابل قدر مصنف بن سکیں۔ اور تدریسی خدمات، تقریری خدمات کے ساتھ ساتھ تصنیفی اعتبار سے بھی خدمت دین بجلائیں۔ چنانچہ آپ کے بے شمار تلامذہ عظیم مصنف بنے۔ دور حاضر میں ان تصانیف ذخیرہ علم میں قابل قدر اضافہ ہے، موقعہ کی مناسبت سے یہاں آپ کے تلامذہ (بلا واسطہ اور بالواسطہ) کی ان کی تصانیف کا اجمالی ذکر کیا جاتا ہے جن کا تعلق علم حدیث سے ہے۔ اکثر وہ تصانیف جو ہنوز منتظر طبعیت ہیں، منظر عام پر نہیں آسکیں لہذا ان کا علم نہ ہو سکا۔

یہ تصانیف درحقیقت آپ کے درس حدیث کا نتیجہ ہیں۔

☆ تفہیم البخاری شرح صحیح بخاری۔ مصنفہ مولانا غلام رسول شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد (تلمیذ

حضرت شیخ الحدیث) مطبوعہ الجدہ پرنٹرز لاہور

☆ فوائد دورہ حدیث شریف۔ مؤلفہ مولانا محمد علی (تلمیذ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ) سابق مدرس جامعہ گنج

بخش، لاہور۔ مطبوعہ پنجاب پریس لاہور (۱۹۶۴ء) ناشر نوری بک ڈپولاہور

☆ نوادر الحدیث۔ مؤلفہ، مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی (تلمیذ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ) مطبوعہ نیشنل آرٹ

پریس الہ آباد (بھارت)

☆ تاریخ اولیاء رجال الحدیث۔ مصنفہ، مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی (مطبوعہ)

☆ ترجمہ جواہر البحار۔ مولانا غلام رسول شیخ الحدیث فیصل آباد (مطبوعہ)

☆ تئویر الایمان بوسیلتہ اولیاء الرحمن۔ مصنفہ، مولانا حکیم محمد رمضان قادری، شہور، ساکنگھڑ

☆ تئویر البرہان۔ مصنفہ، مولانا حکیم محمد رمضان قادری، شہور، ساکنگھڑ

☆ تنویر المصابیح فی عدد التراویح۔ مصنفہ، مولانا حکیم محمد رمضان قادری سمجھورو، ساکن گھڑ

☆ شرح منتخب احادیث البخاری

(بخاری شریف کی وہ احادیث، جنہیں فقہ حنفی کے خلاف سمجھا جاتا ہے، ان احادیث کی تطبیق دیگر احادیث مویدہ مسلک احناف)

☆ مصنفہ، مولانا حافظ احسان الحق صاحب (تلمیذ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ) منتظر طباعت

☆ شرح حدیث جبرئیل۔ مصنفہ، مولانا محمد شریف الحق امجدی (بھارت) منتظر طباعت

☆ جنت کی ضمانت۔ ایک حدیث کی شرح

☆ مصنفہ، مولانا محمد افضل کولٹوی ایم اے (تلمیذ بالواسطہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ) مطبوعہ فیصل آباد ۱۹۷۸ء

☆ ترجمہ و تحقیق حواشی ارشاد الساری شرح بخاری، الامام احمد رضا بریلوی۔ مرتبہ، مولانا سید غلام مصطفیٰ شاہ بخاری (منتظر طباعت)

☆ ترجمہ سنن نسائی۔ از مولانا محمد عبدالستار (تلمیذ بالواسطہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ) (منتظر طباعت)

☆ ترجمہ حسن حصین۔ از مولانا محمد صدیق ہزاروی (تلمیذ بالواسطہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ) منتظر طباعت

☆ ترجمہ شمائل ترمذی۔ از مولانا محمد صدیق ہزاروی (منتظر طباعت)

☆ نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری۔ از مولانا محمد شریف الحق امجدی، شیخ الحدیث دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(انڈیا) مطبوعہ دائرۃ البرکات گھوسی، اعظم گڑھ ۱۳۰۲ھ ۱۹۸۲ء

☆ اثبات ایصال ثواب۔ از مولانا محمد شریف الحق امجدی، مطبوعہ مجمع الاسلامی، مبارک پور (انڈیا) ۱۳۰۲ھ

(۵) تدریس حدیث کی چند امتیازی خصوصیات

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا تعارف تدریس حدیث کے حوالہ سے ہوتا تھا، اور اب وصال کے ایک طویل

عرصہ بعد بھی اسی نسبت سے آپ کی پہچان ہوتی ہے۔ دریاں حالیکہ جبکہ اس دور میں اور بھی متقدر علماء کرام تدریس

حدیث کے فرائض سرانجام رہے تھے۔ پُر ظاہر ہے کہ تدریس حدیث کی حیثیت سے کچھ ایسے اوصاف ہیں جن کی بنا پر مولانا محمد سردار احمد علیہ الرحمۃ کو خواص و عوام میں شیخ الحدیث اور محدث اعظم کی حیثیت سے جانا پہچانا جاتا ہے۔

اس مقام پر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی تدریس حدیث کا مکمل نقشہ پیش کرنا مقصود نہیں اور نہ ہی قلم و زبان میں اتنی استطاعت ہے کہ آپ کی شان تدریس حدیث کو بیان کر سکے، بلکہ بعض ان امور کی طرف اشارہ کرنا مطلوب ہے جن کی بنا پر آپ کو شیخ الحدیث اور محدث اعظم کہا جاتا ہے۔

سن ستادان کے جہاد آزادی کے بعد برصغیر میں دینی مدارس کی صورت میں چند ایسے اداروں کا قیام عمل میں لایا گیا، جن سے بظاہر دین و علم کی خدمت لینا ظاہر کیا گیا، مگر دیکھنے میں آیا کہ انہی دینی و علمی اداروں سے تقدیس باری جل و علا اور عظمت مصطفیٰ ﷺ کی مقدس مسلمہ اجماعی حیثیات سے برگشتہ کرنے کا درس دیا جانے لگا۔ باعث کائنات، مقصود کائنات، محبوب ذات کبریٰ، سید الانبیاء، شفیع معظم رسول محتشم ﷺ کی شان ارفع و اعلیٰ کو (نعوذ باللہ) ایک عام انسان کے برابر ثابت کرنے کا درس دیا جانے لگا۔ ان اداروں کی علمی و تحقیقی مساعی صرف اسی مذموم حرکت کے لئے وقف ہو کر رہ گئیں۔ تدریس حدیث، فقہ، تفسیر وغیرہ کے روپ میں صاحب حدیث ﷺ کی تشریحی حیثیت سے انکار کیا جانے لگا۔

عطا یائے باری تعالیٰ فضائل و کمالات مصطفیٰ ﷺ سے انحراف کی مذموم کوششوں کو علمی و تدریسی خدمات سے تعبیر کیا گیا۔ اسی غرض سے اتنا پروپیگنڈا کیا گیا کہ عوام الناس کا ایک حصہ متاثر ہوا۔ اسی غرض سے ”شیخ اکل“، ”شیخ الہند“، ”شیخ

الاسلام“، ”حکیم الامت“ ایسے، نہ معلوم کتنے بھاری بھر کم القابات سے عوام الناس کو مرعوب کیا گیا۔ اپنی حقانیت کے اظہار کے لئے اولیاء کرام کی کرامات اور علماء اعلام کے علمی کارناموں کو بطور زینہ استعمال کیا گیا..... تعصب اور

عقیدت سے بالاتر ہو کر اگر ان تاریخی حقائق کا جائزہ لیا جائے تو حیرت ناک مناظر سامنے آتے ہیں۔ علمی و تدریسی خدمات کے بہروپ میں اس نازک صورت کو عاشقان مصطفیٰ، جلیل القدر علماء نے شدت سے محسوس کیا اور حتی المقدور اپنے طور پر کوشش کی اس دام ہرنگ زمین سے عوام اہل سنت کو متعارف کرایا جائے۔ طلباء کی صحیح تعلیم و تربیت اور درس و

تدریس کے ایسے مراکز قائم کئے جن میں درس و تدریس کا بنیادی اور حقیقی مقصد، تقدیس و تزیہ باری تعالیٰ، عظمت و رفعت مصطفیٰ ﷺ اور کرامت اولیاء علیہم الرضوان کا اظہار اور تحفظ تھا۔ بحمدہ تعالیٰ علماء اہل سنت کی علمی و تدریسی بروقت

مساعی سے عوام الناس میں عظمت مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کا شعور پیدا ہوا اور ان کی یہ کوششیں کامیاب ہوئیں۔

مشاہیر علماء کے ان علمی و تدریسی مراکز، مدارس دیدیہ میں علمائے بریلی کا مرکز سرفہرست تھا۔ مرکز بریلی نے دہرا کردار ادا کیا۔

(ا) خالص تحقیقی انداز میں تدریسی خدمات

(ب) اور تحفظ ناموس رسالت کی خاطر سینوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع فروزاں کرنا اس کی ضیاء سے جہالت کے خلاف علم جہاد بلند کرنا اور بغاوت مصطفیٰ ﷺ کے مکروہ منصوبوں کو طشت ازبام کرنا۔

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ اسی بریلوی مقدس سلسلہ درس و تدریس کی نمایاں کڑی ہیں۔ آپ نے ساری عمر ان مقاصد کے حصول میں صرف فرمادی، جن کے لئے آپ کے اساتذہ کرام نے اپنی زندگیاں وقف فرمادی تھیں۔ اسی اعتبار سے آپ کی تدریس حدیث بلکہ تدریس جملہ علوم و فنون میں امتیازیت اور انفرادیت پیدا ہونا فطری امر تھا۔ آپ علماء بریلی کی ”عشق رسول ﷺ کی تحریک“ کے فرد و حید تھے۔

سال ہا باید کہ تا صاحب دلے پیدا شود

بایزید اندر خراساں یا اولیں اندر قرن

مرد حق آگاہ، حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے حالات کی اس نزاکت کو ابتداء تدریس ہی میں محسوس کر لیا تھا۔ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے آپ کی تمام توانائیاں وقف ہو گئیں۔ حالات کے رد عمل کے طور پر آپ کی تدریس حدیث، عشق مصطفیٰ ﷺ کو عام کرنے کی تحریک کی صورت اختیار کر گئی، عشق مصطفیٰ ﷺ وہ مقدس درس جو آپ نے اپنے اساتذہ کرام سے لیا اس کو عام کرنا آپ کا منتہائے مطلوب بن گیا تھا۔ اس مصلح و رہنمائے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے جو کوششیں کیں، اس میں حیران کن کامیابی حاصل کی۔ بقول فخر الاساتذہ مولانا حافظ عطاء محمد چشتی بندیا لوی مدظلہ العالی۔

”دنیا میں لوگ ہمیشہ اپنے اپنے مقاصد کے پیچھے پیچھے بھاگتے ہیں مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شیخ

الحدیث کے تمام مقاصد خود ان کے پیچھے بھاگتے رہے ہوں، سچ ہے

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست
بحر بر در گوشہ دامان اوست (۴۶)

تدریس حدیث ایک بڑی سعادت ہے۔ مولا کریم کی توفیق اور نبی کریم ﷺ کے فضل و کرم کے بغیر تدریس حدیث کے بلند منصب سے عہدہ برآ ہونا ممکن نہیں۔ اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرنا اگرچہ سعادت کی علامت ہے، مگر تدریس حدیث اور احکام حدیث پر عمل کرنے سے بڑھ کر ایک اور مقام ہے۔

ذخیرہ احادیث طیبہ میں عقائد اور احکام کی احادیث کے علاوہ کچھ وہ احادیث بھی ہیں جن کا تعلق حضور محبوب رب العالمین ﷺ پر وارد ہونے والی کیفیات سے ہے۔ عادات مصطفیٰ، حالات مصطفیٰ، واردات مصطفیٰ کا ایک ایک جزئیہ ذخیرہ احادیث میں مروی ہے۔ بظاہر ان احادیث کا تعلق عمل یا احکام سے نہیں۔ مگر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ ایسا عاشق رسول ان واردات و حالات مصطفیٰ کو اپنے اوپر وارد کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ حالات مصطفیٰ میں بار بار آیا۔

”فَتَبَسَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ“

خشیت باری میں کہیں یوں بیان ہوا۔

”فَبَسَّكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ“

کہیں روایت میں آیا۔

”فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ“

کہیں مروی ہے۔

”فَخَزِنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ“

(۴۶) ہفت روزہ محبوب حق ایڈیشن پورہ ۱۳ دسمبر ۱۹۶۳ء ب ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ، گوہرا نوالہ، جب ۱۳۸۹ھ - ص ۶

نوٹ: عشق مصطفیٰ کو عام کرنے کی تحریک، تدریس حدیث کے مرکز جامعہ رضویہ مظہر اسلام کے احوال اسی کتاب میں کسی جگہ درج ہیں۔ فقیر قادری عفی عنہ

حالات مصطفیٰ میں حضور کی صحت وعلالت اور دورانِ صحت، قوت و طاقت، دورانِ علالت آثارِ نقاہت..... وغیرہ امور کا ذکر احادیث میں مروی اور موجود ہے۔ شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ عشق مصطفیٰ میں اس قدر مستغرق تھے کہ یہ واردات اور حالات بلا تصنع از خود ان پر طاری ہو جاتے۔ تبسم مصطفیٰ کی روایت پر آپ تبسم فرما کر سنت نبوی کو ادا فرماتے اور اپنے مستفیدین سے فرماتے کہ تم بھی تبسم کرو۔ اگر تبسم نہیں کر سکتے تو تبسم کرنے والوں جیسی صورت بنا لو کہ اس سے بڑھ زندگی میں تبسم کا اور کونسا موقعہ آئے گا۔ صحت وعلالت کے اثرات کی روایت کے دوران آپ ان آثار کے مظہر بن جاتے۔ گویا حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا وجود حالات اور واردات مصطفیٰ کو اس طرح قبول کرتا کہ دیکھنے سننے والا حدیث کا مفہوم سمجھنے سے بڑھ کر ذات مصطفیٰ ﷺ سے عشق و محبت کا مفہوم بھی سمجھ جاتا۔ آپ کا حلقہ درس اس کیف کا مظہر بن جاتا۔ ایک ایک لفظ، ایک ایک حرکت اسی مظہریت کا نمونہ ہوتی..... اور اس کیفیت کا ورود ہر ایک کا حصہ نہیں۔ ذَلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ .

قَالَ اللَّهُ اور قَالَ الرَّسُولُ صرف ان کے منہ پر ہی جاری نہ ہوتا بلکہ قلب وروح بھی اس کے ہم نوا ہوتے..... اختصار کے پیش نظر آپ کی تدریس حدیث کے چند مناظر پیش خدمت ہیں۔

۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۵ء میں دورانِ تدریس ایک موقعہ پر سرکارِ دو عالم ﷺ کی ایامِ المرض کی احادیث پڑھی جا رہی تھیں۔ تقریر کے دوران آپ نے حدیث پڑھی۔

”عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَنَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ عَاصِبًا رَأْسَهُ بِخَرْقَةٍ حَتَّى أَهْوَى نَحْوَ الْمِنْبَرِ فَاسْتَوَى عَلَيْهِ وَاتَّبَعْنَاهُ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَا نَظُرُ إِلَى الْحَوْضِ مِنْ مَقَامِي هَذَا ثُمَّ قَالَ إِنَّ عَبْدًا عَرَضَتْ عَلَيْهِ الدُّنْيَا وَرَبَّتْهَا فَاخْتَارَ الْأَجْرَةَ قَالَ فَلَمْ يَفْطِنْ لَهَا أَحَدٌ غَيْرَ أَبِي بَكْرٍ فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ فَبَكَى ثُمَّ قَالَ بَلْ نَفَدِيكَ يَا بَائِسًا وَأُمَّهَاتِنَا وَالنَّفْسَانَا وَأُمُورَ النَّيَارِ سَوَّلَ اللَّهُ قَالَ ثُمَّ هَبَطَ فَمَا قَامَ عَلَيْهِ حَتَّى السَّاعَةِ“

(رواه الدارمی / مشکوٰۃ، ص ۵۴۸)

حدیث کے حصہ ”عَاصِبًا رَأْسَهُ بِخَرْقَةٍ“ پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا۔

”جب سرکار کے سرانور میں درد تھی اور آپ نے کپڑے سے مبارک کو باندھا ہوا تھا، آپ اس وقت منبر پر تشریف فرما تھے۔ سرانور میں درد کی شدت کی بنا پر آپ کا کپڑے سے باندھنا جب یار غار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیکھا ہوگا تو ان کا کیا حال ہوگا۔ جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ملاحظہ کیا ہوگا تو ان پر کیا گذری ہوگی۔ سیدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بھی یہ منظر دیکھا ہوگا تو انہوں نے کیا محسوس کیا ہوگا؟“

اسی طرح آپ اس شدت درد میں صحابہ کرام پر وارد ہونے احوال بیان فرما رہے تھے۔ محسوس ہوتا تھا کہ سرکار کے سرانور میں درد کی کلفت آپ بھی محسوس فرما رہے ہیں۔ دوران بیان آپ پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ اسی عالم میں آپ نے کتاب بند فرمادی۔ سبق ختم ہو گیا اور آپ حلقہ درس سے اٹھ کر اندر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد نہ معلوم آپ پر یہ کیفیت کتنی دیر جاری رہی۔ (۳۷)

اسی سال قصیدہ بردہ شریف کی تدریس کے دوران جب میلاد مصطفیٰ ﷺ کا تذکرہ آیا اور قصیدہ کا یہ شعر پڑھا جا رہا تھا۔

أَبَانَ مَوْلِدُهُ عَنْ طَيْبٍ غُنْصَرِهِ
يَاطِيبُ مُبْتَدَأٍ مِّنْهُ وَمُنْتَهَمِ

ولادت باسعادت کے وقت آثار و اعجاز کا بیان فرما رہے تھے۔ قصیدہ بردہ کی شرح خرپوتی کے حوالہ سے بیان جاری تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کی برکات، انوار، آثار، اعجاز کے بیان میں آپ پر رقت طاری ہو گئی۔ کچھ دیر بیان جاری رہا۔ بالآخر ہچکی بندھ گئی۔ اسی رقت کے عالم میں کتاب بند فرمادی اور آپ حلقہ درس سے اٹھ کر اندر تشریف لے گئے۔ (۳۸)

(۳۷) مولانا سید حسین الدین شاہ شیخ الحدیث و متہم جامعہ رضویہ سبزی منڈی، راولپنڈی نے یہ روایت مجھ فقیر قادری عثمی عنہ سے ۸ ربیع الثور ۱۴۰۳ھ / ۱۳ رجب ۱۹۸۳ء کو بیان فرمائی۔
(۳۸) یہ روایت بھی مولانا سید حسین الدین شاہ نے بیان فرمائی۔

ایک مرتبہ نزول قرآن کی کیفیت کا بیان تھا۔ نزول قرآن کے وقت حامل وحی حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کی تلاوت کے ساتھ ہی حضور نبی اکرم ﷺ کا قرآن مجید پڑھنے والی قرآنی حقیقت ”لَا تُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ“ کا بیان ہو رہا تھا۔ اتباع نبوی میں درس حدیث کے وقت آپ کے لب مبارک بھی اہل رہے تھے، گویا اس حال مصطفیٰ پر عمل ہو رہا تھا۔ آپ کے ہونٹوں کی حرکت شریک درس طلباء نے دیکھی اور خوب محسوس کی۔ (۱-۲۸)

اسی نوعیت کا ایک اور واقعہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام بریلی میں دوران درس حدیث مشاہدہ میں آیا۔ حضور اکرم نبی معظم ﷺ کی بعثت کے ابتدائی سالوں کا بیان تھا کہ ابتداء آپ کی تبلیغ خفیہ طور پر ہوتی۔ حکم خداوندی آیا کہ اپنے خاندان والوں کو جمع کر کے تبلیغ کریں۔ آپ نے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر قریش، اپنے قبیلے کے افراد کو جمع کیا۔ جمع کرنے کے لئے آپ نے بلند آواز سے پکارا۔ چنانچہ ”وَأَنْسِدُوْا عَشِيْرَتَكُمْ الْأَقْرَبِيْنَ“ کی تفسیر کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع میں شریک درس طلباء سے فرمایا۔ حدیث کا جملہ ”يَا صَبَا حَاةُ!“ آپ کے بلانے کی کیفیت کو بیان کرتا ہے۔

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قریش کو بلند آواز سے بلایا جسے پنجانی محاورہ میں کوک مارتا کہتے ہیں۔ بھلا کیسے کوک مارتے۔ آپ نے بھی آواز بلند فرمائی اور طلباء سے بھی ایسا کروایا۔ (۸۳-ب)

حلقہ درس میں عشق رسول ﷺ کی اثر انگیزی صرف درس حدیث پر ہی موقوف نہ تھی۔ بلکہ دیگر فنون کی تدریس میں جب بھی سرکار دو عالم ﷺ کا تذکرہ آ جاتا، عشق و محبت کی بنا پر وہیں فضائل و محامد مصطفیٰ ﷺ کا بیان جاری ہو جاتا۔

۱۳۶۹ھ ۱۹۴۹ء میں اولین دارالحدیث میں میراث کی مشہور کتاب سراجی کا سبق پڑھا رہے تھے۔ میراث کے ایک مسئلہ پر تقریر کے دوران سرور عالم ﷺ کا نام اقدس آیا۔ اس پر آپ حضور کے فضائل و محامد بیان فرمانے لگے اور جو مسئلہ میراث شروع تھا، اس سے توجہ ہٹ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد جب احساس ہوا تو فرمایا۔

(۱-۲۸) روایت مولانا غلام رسول، شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد۔ ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۶ھ

(۵۳-ب) روایت ایضاً

”مسئلہ تو میراث کا بیان ہو رہا تھا لیکن توجہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی شانِ اقدس کی طرف ہو گئی۔ الحمد للہ“

یہ کہنا تھا کہ آنکھوں میں آنسو آگئے، رقت طاری ہو گئی۔ اور حسب معمول طلباء سے فرمایا، پڑھو۔

بود در جہاں ہر کسے را خیالے
مرا از ہمہ خوش خیال محمد

آپ کی ہشمانِ اقدس سے آنسو جاری تھے اور دارالحدیث عارف جامی علیہ الرحمۃ کے اس نعتیہ کلام سے گونج رہا

تھا۔ (۴۹)

تدریس حدیث، ذکر مصطفیٰ ﷺ کی بہترین صورت ہے۔ ذکر، مذکور اور ذاکر میں جس درجہ کی مناسبت ہوگی اس کے اثرات اسی نوعیت کے ہوں گے۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی تدریس حدیث کا حال مثال سے آپ سمجھ چکے ہیں۔ حدیث نبوی سے حد درجہ قلبی و روحانی تعلق کی بنا پر آپ کے حلقہ درس کی شانِ انفرادی ہوتی۔ اور آپ کے حلقہ درس میں ہونے والے فضل ربانی کی نرالی اور نوکھی شان ہوتی، انوار الہیہ کا نزول محسوس اور مشاہدہ کی حد تک ہوتا۔ جامعہ رضویہ مظہر اسلام بریلی کی مستقل عمارت نہ تھی۔ مسجد بی بی جی مرحومہ میں درس و تدریس کا سلسلہ ہوتا تھا۔ موسم کی شدت، بارش، آندھی، دھوپ اور سردی سے محفوظ رہنے کا خاطر خواہ انتظام نہ تھا۔ صحن مسجد میں معمولی ٹین کا ایک چھپر تھا۔ یہی چھپر دارالحدیث تھا۔ بارہا مشاہدہ کرنے والوں کا بیان ہے کہ ادھر صحن مسجد میں درس حدیث ہو رہا ہے اور آسمان پر بغیر بادل کے دھوپ کی موجودگی میں انوار الہیہ کی محسوس بارش ہوتی۔ تمام حاضرین اس کو محسوس کرتے اور مخلوظ ہوتے۔ (۵۰)

یہ انوار دراصل انوار الحدیث ہوتے۔ ان انوار کو آپ کے وصال کے بعد، آپ کے جنازہ مبارکہ پر، دن کے اجالے میں، سورج کی روشنی میں عقیدت مند اور بیگانے عوام و خواص سب نورانی پھوہار کی صورت میں سر کی آنکھوں سے

(۴۹) روایت شریک درس مولانا ابوداؤد محمد صادق گوجرانوالہ، بحوالہ ماہنامہ نوری کرن بریلی، مارچ، اپریل ۱۹۶۳ء ص ۶۳

(۵۰) قلمی یادداشت مولانا عبدالرشید تھٹکوی، مخزنہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

نوٹ: مولانا موصوف نے ۱۳۶۳ھ ۱۹۴۵ء میں مظہر اسلام بریلی سے دورہ حدیث مکمل کیا۔

دیکھ رہے تھے۔ (۵۱)

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ عالم بالحدیث ہونے کے ساتھ عامل بالحدیث بھی تھے۔ عامل بالحدیث ہر صحیح العقیدہ، صحیح العمل مسلمان ہوتا ہے، مگر آپ کے عامل بالحدیث ہونے کا مفہوم بڑا وسیع ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ارشادات استحباب کے لئے ہیں۔ بعض ارشادات میں جانب فعل میں اختیار ہے۔

عزیمت و رخصت کا مفہوم سمجھنے والے پر یہ امر منکشف ہے، مگر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ، حضور اکرم ﷺ کے ہر حکم پر عمل فرماتے، خواہ وہ حکم اختیاری ہوتا یا اس میں رخصت کا پہلو نکلتا۔ حضور اکرم ﷺ سے آپ کا تعلق اس امر کو گوارا نہ کرتا کہ اختیار یا رخصت کا سہار لے کر اس حکم سے پہلو تہی کی جائے۔ صحابہ کرام کی اتباع میں عمل کے لئے، حکم کی علت معلوم نہ فرماتے اور نہ اختیار رخصت کی وسعت سے فائدہ اٹھاتے۔

جلالہ العلم مولانا حافظ عبدالعزیز مبارک پوری کی زبانی، ذرا غور سے سنئے۔

”ترمذی شریف کے حدیث ہے۔

طَعَامُ الْوَّاحِدٍ يَكْفِي الْإِثْنَيْنِ وَطَعَامُ الْإِثْنَيْنِ يَكْفِي الثَّلَاثَةَ..... الحديث

یعنی ایک شخص کا کھانا دو کے لئے کافی ہو سکتا ہے اور دو کا تین کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔ اس حدیث پر حضرت علامہ موصوف نے پورا عمل کیا۔ واقعہ یہ ہے کہ جب آپ دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف کے شیخ الحدیث تھے تو میں نے آپ کی خدمت میں ایک طالب علم حافظ محمد صدیق مراد آبادی کو تحصیل علم کے لئے روانہ کیا۔ حضرت موصوف نے اس کو دارالعلوم مظہر اسلام میں داخل کر لیا۔ مگر اس کے کھانے کا انتظام نہ ہو سکا۔ حضرت کو جو کھانا معمولاً آیا کرتا تھا اسی کھانے میں اپنے

(۵۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

ا روزنامہ سعادت لائل پور۔ مجریہ ۳۱ دسمبر ۱۹۶۲ء

ب روزنامہ عوام لائل پور مجریہ ۳۱ دسمبر ۱۹۶۲ء

ج ماہنامہ نوری کرن، بریلی۔ مارچ و اپریل ۱۹۶۳ء

ساتھ کھانا شروع کر دیا۔ دو چار، دس بیس روز نہیں، بلکہ جب تک حافظ محمد صدیق بریلی شریف رہے۔ برابر ان کو اپنے ساتھ اسی کھانے میں شریک رکھا۔ ان سے فرمایا کرتے تھے۔ ”کھاؤ، بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ۔ ان شاء اللہ دونوں کو کافی ہوگا۔“

حافظ محمد صدیق کا بیان ہے کہ میرا پیٹ تو بھر جاتا تھا۔ حضرت مولانا کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ حضرت موصوف علیہ الرحمہ کا یہ وہ عمل ہے جو فی زمانہ اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ (۵۲)

۱۳۸۰ھ ۱۹۶۱ء میں اس فقیر قادری غنی عنہ (مؤلف کتاب ہذا) کے دورہ حدیث کے سال ایک مرتبہ مسواک کی سنیت اور اس کے استحباب کا مسئلہ پڑھنے میں آیا۔ اس پر فرمایا۔

”مسواک کرنا اگرچہ سنت ہے کہ بغیر اس کے وضو جائز ہے مگر حتی الامکان اس پر عمل کرنا چاہئے تاکہ مسواک کرنے کی برکات سے محرومی نہ رہے۔“

پھر شریک درس طلباء میں سے ہر ایک نے فرداً فرداً مخاطب ہو کر دریافت فرمایا۔

”کیا آپ کے پاس مسواک ہے“

جو طلباء بغیر مسواک کے وضو کرتے انہیں اتباع سنت میں مسواک کرنے کی تاکید فرمائی۔ (۵۳)

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا انداز تدریس حدیث چونکہ خالص محققانہ ہوتا۔ اس لئے تحقیقی انداز تدریس کو آپ کا محقق تلمیذ ہی بیان کر سکتا ہے۔

اس کا بیان مجھ بے بضاعت قلیل العلم کی بساط سے باہر ہے، تاہم سطحی طور پر چند امور کی طرف اشارہ کیا جاتا

ہے۔

(۵۲) ماہنامہ نوری کرن، بریلی، مارچ و اپریل ۱۹۶۳ء

(۵۳) اتباع سنت کا یہ واقعہ فقیر کے حوالہ سے مولانا محمد عظیم الدین مجددی نے اپنے مضمون ہفت روزہ طوفان ملتان، مطبوعہ ۱۹۶۳ء میں درج کیا۔

﴿۱﴾

حدیث پڑھانے کے لئے دارالحدیث کو روانگی سے قبل اس کے لئے بڑے اہتمام سے تیاری فرماتے۔ غسل، وضو کے بعد اعلیٰ اور اجلا لباس زیب تن فرماتے۔ عمامہ پہنتے اس اہتمام کو دیکھ کر گمان ہوتا کہ شاید آپ کسی خاص شخصیت کی ملاقات، یا خاص مجلس میں شرکت کے لئے تیاری فرما رہے ہیں۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کے احوال میں کچھ ایسا ہی منقول ہے۔ شفا شریف میں ہے۔

”وَقَالَ مُضَعَبُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ كَانَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ إِذَا حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَنَهَى وَلَيْسَ يَتَابَهُ ثُمَّ يُحَدِّثُ قَالَ مُضَعَبٌ فَسُئِلَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّهُ حَدِيثُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَطْرِفٌ كَانَ إِذَا آتَى النَّاسَ مَالِكًا خَرَجَتْ إِلَيْهِمُ الْحَارِثِيَّةُ فَتَقُولُ لَهُمْ يَقُولُ لَكُمْ الشَّيْخُ تُرِيدُونَ الْحَدِيثَ أَوْ الْمَسَائِلَ فَإِنْ قَالُوا الْمَسَائِلَ خَرَجَ إِلَيْهِمْ وَإِنْ قَالُوا الْحَدِيثَ دَخَلَ مُغْتَسِلَهُ وَاغْتَسَلَ وَتَطَيَّبَ وَلَيْسَ يَبَايَعُ جَدًّا وَلَا لَيْسَ سَاجِدًا وَوَضَعَ عَلَى رَأْسِهِ رِدَائَهُ وَتَلْقَى مُنْصَبَةً فَيَخْرُجُ فَيَجْلِسُ عَلَيْهَا وَعَلَيْهِ الْخُشُوعُ وَلَا يَزَالُ يَتَبَخَّرُ بِالْعُودِ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ غَيْرُهُ وَلَمْ يَكُنْ يَجْلِسُ عَلَى ذَلِكَ الْمُنْصَبَةِ إِلَّا إِذَا حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ“ (۵۴)

﴿۲﴾

دارالحدیث میں پہنچ کر اپنی مسند پر تشریف فرما ہوتے تو پھر ایسا معلوم ہوتا کہ دنیا سے بے خبر ہو کر صرف احوال و اقوال و آثار مصطفیٰ ﷺ کی خبر رکھتے ہیں اور قلب و نظر پر ایسا ضبط ہوتا کہ بڑے سے بڑا کوئی حادثہ بھی اس تصور سے آپ کو اپنی طرف متوجہ نہ کر سکتا تھا۔ متعدد لوگ دارالحدیث کے باہر آپ کی فرصت اور سبق ختم ہونے کا انتظار کرتے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات دینی یا نبوی بڑی شخصیت آجاتی اور وہ محض توجہ اپنی طرف مبذول کرانے کے لئے دارالحدیث میں داخل

(۵۴) الشفا شریف حقوق المصطفیٰ، للفاضل ابی الفضل عیاض المتوفی ۸۷۲ھ، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ص ۳۵-۳۴

بھی ہو جاتے۔ مگر کیا مجال کہ آپ حدیث رسول سے اپنی توجہ ہٹالیں۔ بلکہ اپنے مقررہ وقت پر ہی اسباق کے اختتام پر ان کی طرف متوجہ ہوتے۔ حدیث کے ادب کا یہ عالم تھا کہ اگر دوران اسباق کسی وقت عمامہ کا بل کھل جاتا تو اختتام سبق تک کھلا ہی رہتا۔ سبق سے فارغ ہو کر دارالحدیث سے روانگی کے وقت کھڑے ہو کر درست فرماتے۔ چھ چھ گھنٹے مسلسل بیٹھ کر پڑھاتے مگر کبھی مسند یا دیوار پر ٹیک نہ لگاتے۔

﴿۳﴾

درس حدیث کی ابتدا درود شریف، قصیدہ بردہ شریف سے فرماتے۔ عموماً درج ذیل درود شریف مشعر بہ استغاثہ کے اشعار بڑے سوز کے ساتھ خود بھی پڑھتے اور طلباء سے بھی پڑھواتے۔ جس کے باعث ایک پر کیف سماں پیدا ہو جاتا۔ اس پر سوز آواز کو سن کر وہ طالبان حدیث بھی دارالحدیث میں پہنچ جاتے جو ابھی تک سبق شروع ہونے کے انتظار میں باہر ہوتے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى بَدْرِ السَّامِ	اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى نُورِ الظُّلَامِ
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مِفْتَاحِ دَارِ السَّلَامِ	اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى شَفِيعِ جَمِيعِ الْاَنَامِ
يَا اِمَامَ الرُّسُلِ يَا سَنَدِي	اَنْتَ بَابُ اللهِ وَ مُعْتَمِدِي
قَبْلِنَايَ وَ بَاخِرَتِي	يَا رَسُوْلَ اللهِ خُذْ بِيَدِي

﴿۴﴾

مولا کریم نے آپ کو بے نظیر قوت حافظہ سے نوازا تھا۔ کسی کتاب کے ایک مرتبہ مطالعہ کے بعد سال ہا سال تک عبارات اور مطالب محفوظ رہتے۔ متن کتاب کی جتنی شرحیں ہوتیں سب کے مضامین بقید صفحہ یاد رہتیں۔ جب کبھی کسی اہم علمی مسئلہ پر تقریر فرماتے بلا تکلف بے شمار کتابوں کی عبارات مع حوالہ کے پڑھتے چلے جاتے۔ بے نظیر قوت حافظہ کی بدولت مولانا حافظ عبدالعزیز شیخ الحدیث مبارک پوری آپ کو عدل العلم (علم کی گٹھری) کہا کرتے۔ جب ایک مسئلہ سے متعلق بے شمار احادیث زبانی پڑھ دیتے تو اس وقت آپ کے حافظ الحدیث ہونے کا یقین پختہ ہو جاتا۔ اس کے باوجود ہر روز سبق پڑھانے سے پہلے، رات کو صبح کے اسباق سے متعلق تمام ضروری شروح کا مطالعہ از سر نو فرماتے۔ بارہا بیماری کے عالم میں اطباء اور حکماء نے مطالعہ سے منع کر دیا مگر آپ کا ذوق مطالعہ اس پابندی کو قبول نہ کرتا۔

﴿۵﴾

درس حدیث میں سب سے زیادہ توجہ اس امر پر ہوتی کہ مراد نبوی کیا ہے؟ قواعد عربیت، اصول بلاغت اور اصطلاحات حدیث سے مضمون کو اخذ فرماتے۔ مگر ان امور پر مراد نبوی کو بہر حال مقدم رکھتے۔ حدیث اور مراد نبوی کو ان اصول و ضوابط کا پابند نہ بناتے کہ یہ سب بعد کی دریافت ہیں۔

﴿۶﴾

چونکہ اکثر احادیث، قرآن مجید کی تفسیر ہیں۔ اسی مناسبت سے اکثر مواقع پر مشکل آیات قرآنیہ کے مفاہیم کو حدیث نبوی سے واضح فرماتے۔

﴿۷﴾

حسب ضرورت اسماء الرجال پر کلام فرماتے۔ بالخصوص جب کہ راویوں کی جرح و تعدیل میں محدثین کا اختلاف ہوتا۔ محدثین کے اقوال جرح و تعدیل نقل فرما کر جب قول فیصل ارشاد فرماتے تو بخاری و ترمذی کی یاد تازہ ہو جاتی۔

﴿۸﴾

درس حدیث کے دوران حل تراجم ابواب کی طرف خاص توجہ فرماتے۔ بعض مواقع پر حل تراجم میں شارحین سے اختلاف فرماتے۔ اپنے موقف کی ترجیح، مصنف کے دیگر مقامات کے حوالوں سے فرماتے۔

﴿۹﴾

دوران تقریر فقہ الحدیث کے لئے اقوال ائمہ نقل فرماتے اور پھر ان کے دلائل بیان فرماتے۔ پھر ان کا جواب دے کر مسلک امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ترجیح ثابت فرماتے۔ اختلاف مسالک کے بیان میں آپ ائمہ کرام اور اکابر مشائخ کا ادب ملحوظ رکھتے۔ محدثین اور طالبان حدیث پر واضح ہے کہ صحاح ستہ کی کتابیں غیر حنفی محدثین کی ہیں۔ ان کی تدریس میں، بالخصوص بخاری و مسلم میں بعض مواقع ایسے ہیں جہاں مصلب حنفی کو سخت نزاکت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان مواقع پر بعض قلیل البضاعت کم ظرف ان حضرات محدثین کو نازیبا الفاظ میں یاد کرتے ہیں۔ مگر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ ان مراحل سے اس طرح گذرتے کہ مذہب حنفیہ کی راجحیت ثابت ہو جاتی اور ان حضرات کے دامن عزت پر پہلے ادبی کی گردنک نہ پڑتی۔

﴿۱۰﴾

صحاح ستہ میں سے جو کتاب بھی پہلے سامنے آجاتی اس کا سبق شروع ہو جاتا، با محارہ ترجمہ لغات کی تشریح

اصطلاح محدثین کے مطابق حدیث کی کیفیت (صحیح، حسن، ضعیف وغیرہ) کے بعد مسائل کا استخراج فرماتے۔ علامہ عینی، امام طحاوی اور علامہ عسقلانی وغیرہ کی تشریحات بطور حوالہ پیش فرماتے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی کے حق شافعییت میں دلائل کا جواب ضرور دیتے۔ اس وقت آپ کی شان تدریس حدیث کے جوہر کھلتے۔ تحقیقی انداز اتنا سادہ ہوتا کہ کم علم بھی آپ کی مراد سمجھ لیتا۔ راجحیت مسلک احناف کے بیان کے موقعہ پر محسوس ہوتا کہ حنفیت تمام احادیث سے مؤید ہے۔ ایسا معلوم ہوتا کہ مسلک حنفی حدیث کے خلاف نہیں بلکہ حدیث سے مستخرج ہے۔

﴿۱۱﴾

اسرار شریعت میں زیادہ تر شیخ ابن عربی، شیخ عبدالوہاب شعرانی، صاحب حدیقہ ندویہ کا کلام نقل فرماتے۔

﴿۱۲﴾

حدیث کے واضح مفہوم، اقوال ائمہ اور کلام شارحین کا ذکر فرما کر مسلک اہل سنت کی حقانیت کا بیان فرماتے۔ پھر فرماتے یہی مسلک اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کا ہے۔ اس مسلک حقہ کا مخالف بے دین و بد دین ہے۔ اس موقعہ پر بے دین و بد دین فرق باطلہ یا مخصوص نجدیہ کا خوب رد فرماتے۔ آپ کا یہ بیان حمیت مذہبی اور غیرت دینی کا مظہر ہوتا۔

غرض حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا حلقہ درس دیکھ کر اکابر محدثین کی یاد تازہ ہو جاتی۔ متون حدیث کی روایت کے وقت بخاری و ترمذی، فقہ الحدیث کے بیان پر امام اعظم علیہ الرحمۃ کے ارشاد تلامذہ، بلاغت حدیث و عربیت حدیث کے معرض بیان میں تفتازانی و جرجانی، اور اسرار شریعت کے موقعہ کے بیان میں شیخ الاکبر و علامہ شعرانی اور امام احمد رضا قدس سرہم الاقدس کے حلقہ ہائے درس کا نقشہ تازہ ہو جاتا۔ (۵۵)

یہی وہ اوصاف ہیں جن کی بنا پر آپ کے درس حدیث کو انفرادیت اور امتیازیت حاصل تھی۔

(۵۵) حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا محدث اعظم ہونا ایسا وصف تھا کہ عینی دنیا سے متعلق افراد کے علاوہ عوام الناس تک معروف ہو گیا تھا۔ چنانچہ متعدد بار ایسا ہوا کہ بیرون ملک سے آپ کے نام جو مکتوب آئے۔ ان کے پتہ پر صرف ”محدث اعظم پاکستان“ لکھا ہوا ہوتا، آپ کے شہر کا نام اور آپ کا نام درج نہ ہوتا۔ مگر پھر بھی وہ خطوط آپ تک پہنچ جاتے۔ فقیر قادری عفی عنہ

﴿ملی خدمات﴾

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی زندگی میں غالب عنصر تدریس، تبلیغ اور دعوت و ارشاد رہا۔ تحصیل تعلیم کی فراغت سے لے کر زندگی کے آخری دور تک سب سے بڑا وظیفہ یہی رہا۔ مدرس و مبلغ کے لئے تدریس و تبلیغ کے دائرہ کار سے ہٹ کر کسی اور طرف متوجہ ہونا انتہائی دشوار ہوتا ہے تاہم بعض اوقات ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ مدرس و مبلغ کو بھی ان سے صرف نظر ممکن نہیں ہوتا۔

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے باوجود بھرپور تدریس اور تبلیغ میں مصروف زندگی کے متعدد ملتی خدمات سرانجام دیں، جن میں چند ایک یہ ہیں۔

۱ آل انڈیا سنی کانفرنس میں فعال کردار

۲ تحریک حصول پاکستان میں مؤثر فعالیت

۳ فلاحی کمیٹی برائے مہاجرین (۱۹۴۷ء) میں بنیادی اور نمایاں حصہ

۴ تحریک ختم نبوت ۵۳-۱۹۵۲ء میں بصیرت افروز اقدام

۵ مدارس اسلامیہ میں مروجہ نصاب کی اصلاح، مدارس اسلامیہ کا قیام اور منظم اور باہم مربوط کرنے میں نمایاں کردار

۶ جمعیت خدام رضا بریلی، جمعیت اصلاح و ترقی اہل سنت بریلی، جمعیت اصلاح و ترقی اہل سنت لاکھ پور،

انجمن فدایان رسول ﷺ لاکھ پور وغیرہ کی تاسیس و ترقی میں مرکزی کردار

۷ جمعیت علماء پاکستان کی تاسیس (۱۹۴۸ء) میں نمایاں حصہ

۸ عرس امام اعظم (۱۳۸۰ھ/۱۹۵۹ء) لاکھ پور کا قیام

۹ تعمیر مساجد و مدارس میں بے مثال فعالیت

۱۰ تحریک مسجد شہید گنج (لاہور) میں شرعی احکام کا اظہار



آل انڈیائی سنی کانفرنس میں فعال کردار

بیسویں صدی کے اوائل میں ہی ایسے حالات پیدا ہو گئے تھے جن سے عیاں تھا کہ غاصب انگریز کو ہندوستان کی حکومت چھوڑنا پڑے گی۔ بین الاقوامی سیاست کے پیش نظر خطرہ یہ تھا کہ ہندوستان کی حکومت پر، جمہوریت کی آڑ میں، ہندو قبضہ کر لیں گے۔ اسی دور میں بعض عتبار ہندو لیڈروں نے مسلمانوں سے ہمدردی کا اظہار کر کے بعض مسلمان لیڈروں کو ہندو مسلم اتحاد کا داعی بنا دیا۔ اتفاق و اتحاد سے کس کو انکار.....؟ مگر سوال یہ تھا کہ اتحاد کس سے.....؟ ہندوؤں سے اتحاد کا نتیجہ مسلمانوں کا ملی شخص بنا تھا۔

اس نوعیت کے حالات سے نہرو آزما ہونے کے لئے حساس، درد مند را کا بر علماء اہل سنت نے (۱۳۳۳ھ/۱۹۲۵ء) ”الجمعیۃ العالمیۃ المرکزیۃ“ یعنی آل انڈیائی سنی کانفرنس کی تشکیل فرمائی۔ قلیل عرصہ میں کانفرنس نے ملک گیر حیثیت اختیار کر لی اور سیاسی و مذہبی اعتبار سے سنی مسلمانوں کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دینے لگی۔ تا آنکہ ۱۹۳۶ء کے برصغیر کے تاریخ ساز مرکزی و صوبائی انتخابات میں اسی کانفرنس کی تائید سے مسلم لیگ نے محیر العقول کامیابی حاصل کی۔ مشائخ عظام اور علماء کرام (شکر اللہ سبحانہ) نے سنی کانفرنس کو مؤثر بنانے کے لئے اپنے آرام کو چھوڑ کر ہر قسم کی قربانی دی۔ مبلغ و مدرس حضرات نے اپنی تبلیغ و تدریس میں اسی امر کا درس دیا کہ کفر و اسلام کا اتحاد و ارتباط از قبیل محالات ہے۔ مسلمانوں اپنے تغافل و تساہل کو چھوڑ کر منظم ہو جاؤ اور آنے والے حالات کے لئے اپنے آپ کو تیار کر لو۔

آل انڈیائی سنی کانفرنس کے ملک گیر اثرات کسی دانشور سے مخفی نہیں۔ (۱)

(۱) آل انڈیائی سنی کانفرنس کی تاریخی اہمیت و حیثیت معلوم کرنے کے لئے ملاحظہ ہو۔

(۱) خطبات آل انڈیائی سنی کانفرنس: مولفہ محمد جلال الدین قادری

(ب) سنی کانفرنس: مرتبہ سید عالم کراچی

دیگر علماء مشائخ کی طرح حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے بھی آل انڈیا سنی کانفرنس کی سرپرستی فرمائی۔ اس وقت مؤثر بنانے کے لئے اپنی تبلیغ و تدریس کو انہی مقاصد کے حصول کے لئے متوجہ کر دیا۔ چنانچہ آپ نے مختلف مقامات پر سنی کانفرنسوں میں شرکت فرما کر اس مٹی فریضہ کو ادا فرمایا۔ آپ نے جن سنی کانفرنسوں میں شرکت فرمائی، ان میں سے چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔



آل انڈیا سنی کانفرنس (یو، پی) کا صوبائی اجلاس جامعہ نعیمیہ مراد آباد کے ۳۵ ویں سالانہ اجلاس و ستار فضیلت منعقدہ ۶-۳ شعبان ۱۳۶۳ھ ۱۷-۱۷ جولائی ۱۹۴۵ء کے موقع پر منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں شریک علماء میں سے چند ایک یہ ہیں۔

مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا بریلی

صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی

مبلغ اسلام مولانا عبدالعلیم صدیقی

مصور قطرت مولانا عارف اللہ میرٹھی

مولانا سید غلام محی الدین میرٹھی

شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد بریلی

مولانا مفتی احمد یار خاں بدایونی

مولانا مفتی محمد عابد۔ رامپور

مولانا مفتی محمد اجمل سنہلی

مولانا ابوالاسرار محمد عبداللہ اٹاوی

مولانا محمد ابراہیم سستی پوری، بدایونی وغیرہ

اس کانفرنس میں صوبائی کانفرنس (یو۔ پی) کے اراکین و عہدیدار منتخب ہوئے۔ صدارت کے لئے مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا بریلوی کا نام متفقہ طور پر منظور ہوا۔ (۲)

کسی جماعت کی شہرت اور قبولیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بعض وہ افراد بھی اس جماعت میں شامل ہو جاتے ہیں جو صدق دل سے تو اس کے قواعد و ضوابط کے پابند نہیں ہوتے مگر حصول جاہ کے لئے وہ اس جماعت کی رکنیت قبول کر لیتے ہیں۔ بے شمار واقعات اس امر کی شہادت کے لئے موجود ہیں۔

”آل انڈیائی کانفرنس“ چونکہ خالصتاً اہل سنت و جماعت کا مذہبی و سیاسی ادارہ تھا، اس میں غیر سنی کی شرکت کسی اعتبار سے بھی قابل قبول نہ تھی۔ مذکورہ بالا خدشہ کی پیش بندی کے طور پر اس میں شرکت کے لئے ”سنی“ ہونے کی شرط کا اعادہ اور پھر ”سنی“ کی تعریف کر دینا ضروری تھا، تاکہ کوئی غیر سنی ایہام سے فائدہ اٹھا کر آل انڈیائی کانفرنس کو اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال نہ کر سکے۔ ”آل انڈیائی کانفرنس (یو، پی) مراد آباد“ کے مذکورہ بالا صوبائی اجلاس میں کانفرنس میں رکنیت کے لئے سنی کی تعریف کا اعادہ کر دیا گیا۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ اور دیگر مقتدر علماء کرام نے سنی کی تعریف یوں فرمادی۔

”سنی وہ ہے جو ”مَا نَا عَلَیْهِ وَ اَصْحَابِی“ کا مصداق ہو سکتا ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ائمہ دین، خلفاء اسلام اور مسلم مشائخ طریقت اور متاخرین علماء دین سے حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی، حضرت ملک العلماء بحر العلوم صاحب فرنگی محلی، حضرت مولانا فضل حق صاحب خیر آبادی، حضرت مولانا شاہ فضل رسول صاحب بدایونی، حضرت مولانا مفتی ارشاد حسین صاحب رامپوری و اعلیٰ حضرت مولانا مفتی شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمہم المولیٰ تعالیٰ کے مسلک پر ہوں۔“ (۳)

- (۱) دیدہ سکندری، رامپور مجریہ ۲۵ جولائی ۱۹۳۵ء ص ۱۰ (ب) ایضاً۔ مجریہ ۱۱ اگست ۱۹۳۵ء
- (۲) دیدہ سکندری، رامپور۔ مجریہ ۱۲ اگست ۱۹۳۵ء ص ۷
- (ب) ہفت روزہ الفقہیہ امرتسر۔ مجریہ ۱۲۱ ۲۸ اگست ۱۹۳۵ء ص ۹
- (ج) خطبات آل انڈیائی کانفرنس: مرتبہ محمد جلال الدین قادری

﴿ب﴾

خانقاہ محبوبیہ ”مین پوری“ (بھارت) میں عرس ”حضرت شاہ واحد علی چشتی علیہ الرحمۃ اور عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں ۱۸-۱۵ شعبان ۱۳۶۴ھ / جولائی ۱۹۴۵ء چار روزہ اجلاس ہوا۔ ان اجلاسوں میں حضرت شیخ الحدیث، مولانا شاہ عارف اللہ میرٹھی اور دیگر علماء شریک ہوئے۔

انہی ایام میں ”مولانا حکیم محمد احمد علوی“ کی قیامگاہ (مین پوری) میں ”حضرت شیخ الحدیث“ اور مولانا عارف اللہ علیہما الرحمۃ نے سنی کانفرنس مین پوری (ضلعی تنظیم) کی تشکیل کی اہمیت بیان فرمائی، چنانچہ ”مولانا شاہ محمود علی خاں چشتی“ زینب سجادہ خانقاہ رشیدیہ، جناب سید اوصاف نبی مختار، وائس چیرمین میونسپل بورڈ، جناب حکیم محمد اسماعیل امام مسجد، جناب میر مبارک علی و محمد علی منتر اور دیگر حضرات کے تعاون سے مین پوری میں سنی کانفرنس کی تشکیل ہو گئی اور طے پایا کہ مضامین اور تحصیلوں کا دورہ کر کے زیادہ سے زیادہ سے لوگوں کو کانفرنس کے مقاصد سے آگاہ کیا جائے۔ (۴)

﴿ج﴾

آل انڈیائی سنی کانفرنس بنارس منعقدہ ۲۸-۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۵ھ / ۳۰-۲۷ اپریل ۱۹۴۶ء کی تیاریاں بڑے پیمانے پر جاری تھیں۔ اخبارات، اشتہارات، پوسٹر اور مطبوعہ دعوت نامے تقسیم ہو رہے تھے۔ صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی (م ۱۹۴۸ء) ناظم اعلیٰ آل انڈیائی سنی کانفرنس نے باوجود انتہائی مصروفیات کے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کو اپنے قلم سے یہ دعوت نامہ ارسال فرمایا۔

”بنارس میں سنی کانفرنس کے اجلاس ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء کو ہوں گے۔ آپ کی شرکت

(۴) دہلیہ سکندری، راجپور۔ مجریہ ۲۷ اگست ۱۹۴۵ء، ص ۷

نوٹ: مولانا شاہ عارف اللہ نے ضلعی سنی کانفرنس مین پوری کے اجلاس کی تاریخ جمادی الاخریٰ ۱۳۶۳ھ جون ۱۹۴۳ء لکھی ہے۔

(نوری کرن، بریلی۔ محدث اعظم پاکستان نمبر)

ممکن ہے ان دونوں مختلف تاریخوں میں مین پوری میں سنی کانفرنس کے اجلاس ہوئے ہوں اور حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ ان میں شریک ہوئے ہوں۔

فقیر قادری علی عہد

اس کانفرنس کی روح ہے۔ ۲۶ اپریل کی شام یا ۲۷ کو دن میں بنارس رونق افروز ہو جائیے۔
مصارف سفر یہیں پیش کئے جائیں گے۔

حضرت مفتی اعظم دام مجدہم اور بریلی سنی کانفرنس کے اراکین کی خدمت میں بھی میری طرف سے
الہجائے شرکت کیلئے عرض کر دیں۔ والسلام

سید محمد نعیم الدین از بنارس کینٹ اسٹیشن ڈیری۔ (۵)

بریلی سے آپ، حضرت مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا، صدر الشریعہ مولانا امجد علی اور دیگر علماء کے ہمراہ سنی کانفرنس
بنارس کے لئے سفر کی تیاری فرما رہے تھے کہ اچانک اپنے آبائی گاؤں (اور رہائش گاہ) دیال گڑھ ضلع گورداسپور سے
صوفی اللہ رکھانے آپ کے چھوٹے فرزند محمد فضل رحیم کی وفات حسرت آیات کی خیر بذر ریہ تاروی۔ اس اندوہ ناک خبر پر
آپ کو اپنے گاؤں آنا پڑا۔ اس سبب سے، باوجود مکمل تیاری کے آپ بنارس سنی کانفرنس میں شرکت نہ کر سکے۔ (۶)

آل انڈیا سنی کانفرنس کے فعال سرپرست اور حصول پاکستان کی تحریک میں عملی کردار کی حیثیت سے حضرت شیخ
الحدیث علیہ الرحمۃ کا وجود علماء میں ایک نمایاں حیثیت کا حامل بن گیا تھا۔ جمعیت علماء اسلام (قائم شدہ ۱۹۳۵ء)
کانگریس کی ذیلی اور ترجمان جماعت جمعیت علماء ہند کے اثر کو کم کرنے کے لئے قائم کی گئی تھی۔ جمعیت علماء اسلام پر
ابھی دیوبندی اثر مسلط نہیں ہوا تھا۔ سنی علماء بھی اس کے موید و رکن تھے۔

صوبہ بہار (بھارت) کے شہر ہزاری باغ کی جمعیت علماء اسلام کے رکن جناب منظور حسین قادری نے ۱۹۳۵ء
میں علماء اہل سنت کے نام ورومندانہ اپیل کی کہ وہ تحریک حصول پاکستان میں متحد ہو کر سرگرم عمل ہوں۔ اپیل کا متن پیش
خدمت ہے، اس میں علماء کے تذکرہ میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا نام نامی سرفہرست درج ہے۔ اس سے آپ کی

(۵) مکتوب حضرت صدرالافاضل محرمہ ۱۲ اپریل ۱۹۳۶ء بنام حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ

کتاب ہذا کے کاتب کے باب میں اس مکتوب کا عکس شامل کر دیا گیا ہے۔

(۶) (۱) قلمی یادداشت مولانا معین الدین شافعی، پتھر وندہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

(ب) روایت صوفی اللہ رکھا، مہتمم جامعہ قادریہ رضویہ، فیصل آباد۔

عظمت اور تحریک مذکور میں آپ کی دلچسپی عیاں ہے۔

”علماء بریلی سے التماس

موجودہ وقت میں جبکہ ساری جماعتیں منظم ہو کر میدان عمل میں اتر چکی ہیں اور اپنی سیاسی جدوجہد سے ہمکنار بقصد ہو رہی ہیں۔ کیا اب بھی وقت ہمارے علماء کی بیداری کا نہیں پہنچا۔ گوشہ عافیت سے باہر نکل کر ملک کی صحیح راہنمائی کا فرض ادا کئے بغیر اب چارہ کار کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔ علامہ ضیاء قادری بدانی (بدایونی) کی دعوت عمل پر لبیک کہنا وقت کی پکار ہے۔ علماء بدایون و مراد آباد و بریلی و فرنگی محل کو متحدہ محاذ قائم کر دینا بہت ضروری ہے اور کل ہند جمعیت علماء اسلام کلکتہ سے رابطہ اتحاد قائم کر کے جنگ پاکستان میں اپنے دشمنوں کو شکست دینا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا سردار احمد صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم مظہر اسلام بریلی

حضرت امام المناظرین صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی

صدر الشریعہ مولانا ابوالعلاء امجد علی صاحب اعظمی

ملک العلماء علامہ ظفر الدین صاحب رضوی بہاری

حضرت مولانا سید احمد وسید محمود (محمد) صاحب مرینی جمعیت حزب الاحتاف ہندلاہور

ابوالریاض حکیم معراج الدین صاحب مدیر الفقہ امرتسر

حضرت مولانا عبدالجید صاحب رضوی ٹانڈوی

حضرت مولانا مفتی جمال میاں فرنگی محلی

حضرت مولانا علامہ عبدالحماد صاحب بدایونی

و دیگر مقتدر علماء جلدتر ہماری استدعا پر عنان توجہ مبذول فرما کر آل انڈیا مسلم لیگ کی مطلوبہ اسکیم پاکستان کے

حصول کی سعی زیر اقتدار علماء دینی فرمائیں۔ فقط“ (۷)

(۷) ہفت روزہ الفقہ امرتسر ۱۱/۲/۱۹۳۵ء۔ ص ۸۷



تحریک حصول پاکستان اور آزادی ہند میں مؤثر فعالیت

تحریک آزادی ہند میں سنی علماء کرام کا کردار ہمیشہ مؤثر رہا ہے، مشائخ کرام اور علماء اعلام کے مسلم لیگ کی تائید میں اعلانات کی اہمیت اہل علم سے پوشیدہ نہیں۔ اکابر مسلم لیگ نے ان تائیدی اعلانات سے بڑی تقویت حاصل کی۔ جب بھی مؤرخ تحریک پاکستان کا جائزہ اور تجزیہ کرتا ہے تو اس کو علماء و مشائخ کا کردار انتہائی مؤثر اور متحرک نظر آتا ہے۔ (۷)

آل انڈیائی کانفرنس کے مقتدر علماء کرام کے تائیدی بیانات سے مسلم لیگ نے ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں حیرت انگیز کامیابی حاصل کی۔ مسلم لیگ کے ممتاز رہنماؤں کی طرف سے بارہا علماء اہل سنت کے کردار کو نظر استحضار سے دیکھا اور بیان کیا گیا۔ کانگریس کے مخالفانہ پروپیگنڈا کے منفی اثرات کو زائل کرنے اور کروڑوں سنی عوام کو مسلم لیگ کی تائید و حمایت کرنے کے لئے سنی کانفرنس کے پیچھے مقتدر علماء کرام کا ایک فتویٰ ملاحظہ ہو۔

”آل انڈیائی کانفرنس کے مشاہیر علماء و مشائخ کا متفقہ فیصلہ

”آل انڈیائی کانفرنس مسلم لیگ کے اس طریقہ عمل کی تائید کر سکتی ہے جو شریعت مطہرہ کے خلاف نہ ہو۔ جیسے کہ الیکشن کے معاملہ میں کانگریس کو ناکام کرنے کی کوشش، اس میں مسلم لیگ جس سنی مسلمان کو بھی اٹھائے، سنی کانفرنس کے اراکین و ممبران اس کی تائید کر سکتے ہیں۔ ووٹ دے سکتے

(۷) اس موضوع پر چند درج ذیل کتابوں کا مطالعہ مفید ہے۔

- (۱) خطبات آل انڈیائی کانفرنس: مرتبہ محمد جلال الدین قادری
- (ب) تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم: مؤلفہ پروفیسر محمد مسعود احمد
- (ج) اکابر تحریک پاکستان (حصہ اول، دوم): مؤلفہ محمد صادق قصوری
- (د) سات ستارے: مؤلفہ حکیم محمد حسین بدر
- (ه) ابوالکلام آزادی کی تاریخی شخصیت: مؤلفہ محمد جلال الدین قادری

ہیں، دوسروں کو اس کے ووٹ دینے کی ترغیب دے سکتے ہیں۔ مسئلہ پاکستان یعنی ہندوستان کے کسی حصہ میں آئین شریعت کے مطابق فقہی اصول پر حکومت قائم کرنا سنی کانفرنس کے نزدیک محمود و مستحسن ہے۔“ (۸)

آل انڈیا سنی کانفرنس کے علماء کے اس فتویٰ پر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے تائیدی دستخط کئے۔

اس فتویٰ کی اشاعت کے چند دنوں بعد بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے اجلاس منعقدہ ۲۹-۲۶ جمادی الاولیٰ

۱۳۶۵ھ/۳۰-۲۷ اپریل ۱۹۴۶ء نے مسلمانوں میں احساس بیداری پیدا کر دیا۔ مسلمانوں کا طرز عمل کامل ایمانی قوت کا مظہر بن گیا۔ اسلام، آزادی ہند اور قیام پاکستان سے والہانہ شوق اور لگن بے مثال تھا۔

کانگریس کی نگاہ میں مسلم لیگ سے زیادہ خطرناک سنی کانفرنس تھی، چنانچہ انتہا پسند ہندو تنظیموں، مہاسبھا، جن سنگھ،

راشریا سوامی سیوک سنگھ وغیرہ نے سنی علماء و مشائخ کو اپنے راستے سے ہٹانے کے منصوبے بنائے۔ (۹)

تحریک آزادی ہند کے دوران برصغیر کے وہ علاقے فسادات کی لپیٹ میں آ گئے جہاں کے مسلمانوں نے

نمایاں اور قائدانہ کردار ادا کیا۔ بریلی، بدایونی، مراد آباد وغیرہ علاقے فسادات سے زیادہ متاثر ہوئے۔ (۱۰)

مسلم لیگ کی تجویز تقسیم ملک اور اسلامی حکومت کے قیام کے اعلان کی تائید میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے عظیم

(۸) دیدہ بیکندری، راجپور۔ جلد ۸۲، نمبر ۱۲۔ مئی ۲۹، ۱۹۴۶ء۔ ص ۳

(۹) نوٹ: اس سلسلہ میں دیگر علماء کے علاوہ مولانا عبدالحمید بدایونی ناظم نشر و اشاعت آل انڈیا سنی کانفرنس اور قائد اعظم کے قتل کے منصوبے تیار ہو چکے تھے۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: افادات اشرفیہ مسائل سیاسیہ (کانگریس اور مسلم کے حلقہ شرعی فیصلہ)

مؤلف: مفتی محمد شفیع دیوبندی، ناشر: کتب خانہ دارالاشاعت، دیوبند، بار اول (۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء) ص ۸۳

(۱۰) نوٹ: فسادات کسی حالت میں اور کہیں بھی پسندیدہ نہیں ہوتے۔ لیکن عجیب اتفاق ہے کہ تحریک آزادی ہند کے پورے عرصہ میں دارالعلوم دیوبند فسادات سے محفوظ رہا۔ دیوبند درحقیقت کانگریس کے ہم نواؤں کا مرکز تھا۔ اس لئے ہندوؤں کے حملوں سے اس کا محفوظ رہنا ہی قرین قیاس تھا۔

(فقیر قادری علی عزم)

راہنما حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ فسادات بریلی میں اچھا پسند ہندوؤں کا نشانہ بنے۔ آپ فسادات میں گھر گئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔ فسادات کی افراتفری کے باعث انہی دنوں آپ کی شہادت کی غلط خبر دور و نزدیک علاقوں میں پھیل گئی۔ ریاست رامپور کے مشہور اخبار دبدبہ سکندری میں آپ کی خبر شہادت ان الفاظ میں شائع ہوئی:

”فساد بریلی کے سلسلے میں حضرت الحاج مولانا مولوی مفتی سردار احمد صاحب صابری چشتی قادری رضوی گورداسپوری، صدر المدرسین مدرسہ مظہر اسلام بریلی مسجد بی بی کی شہادت کا سانحہ سن کر ایسا صدمہ عظیم پہنچا ہے جس کی تلافی ممکن نہیں۔ ہم کمال خلوص و محبت سے حضرت شہید ملت رحمۃ اللہ علیہ کی روح پاک پر ایصال ثواب کر رہے ہیں۔ افسوس ہزار افسوس۔

ایک روشن چراغ تھا، نہ رہا۔“ (۱۱)

تحریک آزادی ہند میں تقسیم ہند کے مسلم لیگ کے موقف کی حمایت کرنے میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کو ”شہید ملت“ کا لقب حاصل ہوا۔ شہید مرتا نہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کی حفاظت سے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی خلاف واقعہ خبر شہادت سے پورے برصغیر میں غم و اندوہ کی لہر دوڑ گئی۔ جگہ جگہ ایصال ثواب کی محافل اہل تعزیتی اجلاس ہوئے۔ چند تعزیتی اجلاس کی خبر ملاحظہ ہو۔

(۱) میرٹھ کی کاروائی کا عکس (۱۲)

(ب) مراد آباد کی کاروائی کا عکس (۱۳)

فسادات بریلی میں مسلمانوں کی جان و املاک کی حفاظت کے لئے خود مسلمان پہرہ دیتے رہے۔ پولیس اور فوج کے حفاظتی دستے بھی شہر میں گشت پر متعین تھے۔ مولانا امجد رضا قادری عثمانی، مقیم محلہ سوداگراں بریلی کے حوالہ سے ایک خبر ملاحظہ ہو۔

(۱۱) دبدبہ سکندری، رامپور، مجریہ، جون ۱۹۳۶ء ص ۳

(۱۲) ایضاً ص ۸ (۱۳) ایضاً ص ۸

”آستانہ عالیہ رضویہ پر ہر شہر سے روزانہ تارا آرہے ہیں جن میں لوگ خیریت دریافت کرتے ہیں ان لوگوں کے اطمینان کے لئے میں لکھتا ہوں کہ ہمارے محلہ میں خیریت ہے۔ آستانہ معلیٰ پر مستقل پولیس کا گارڈ تعینات ہے، حکام کا بھی گشت ہوتا ہے۔ آری پولیس بھی گشت کرتی ہے۔ آج یکم جون تک ہر طرح خیریت ہے۔ حضرت الحاج مفتی اعظم ہند جناب مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب قادری سجادہ نشین آستانہ معلیٰ رضویہ بہت روز سے اپنی جاگیر پر (بریلی سے باہر) ہیں اور بخیریت ہیں۔“ (۱۴)

بریلی کے ان فسادات میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ صحیح و سلامت رہے، بلکہ اس انتہائی نازک دور میں آپ بنفس نفیس بریلی کی حفاظت کے لئے پہرہ دیتے رہے۔ چند دنوں بعد صحیح صورت حال واضح ہونے پر مولانا حافظ عبد الحمید خاں میرٹھ کے حوالہ سے خبر شہادت کی تردید اخبارات میں شائع ہوئی۔ (۱۵)

خبر شہادت کی تردید کی اشاعت پر اہل سنت و جماعت میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اکابر علماء صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی، صدر الافاضل نعیم الدین، مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری وغیرہ نے آپ سے ملاقات کر کے سکون و قرار حاصل کیا۔

بوجہ فسادات دارالعلوم مظہر اسلام بریلی کے طلباء کا ایک حصہ محفوظ مقامات یا اپنے گھروں کو روانہ ہو گیا۔ مدرسہ میں باقی رہنے والے فارغ التحصیل طلباء کو دستار فضیلت پہنائی گئی۔ (۱۶)

اس عرصہ میں دارالعلوم مظہر اسلام بریلی کی حیثیت صرف درس گاہ کی نہ رہی بلکہ اسے فسادات سے متاثرہ غریب

(۱۴) ایضاً: ص ۹

(۱۵) دیدیہ سکندری، رامپور، بحریہ ۱۰ جون ۱۹۳۶ء ص ۱۱

(۱۶) نوٹ: ۶۶-۱۳۶۵ھ ۱۹۴۶ء میں فارغ التحصیل علماء کے کوائف کم دستیاب ہیں، جس کا باعث فسادات ہیں۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: کتاب مذاکاباب ”مخلافہ“

وسافر مسلمانوں کے حفاظتی کمپ اور اہل حاجت کے مرکز کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ مظلوم مسلمانوں کی پکڑ دھکڑ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ان پر جھوٹے مقدمات بنائے گئے۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ غریب، مسافر اور حاجت مند مسلمانوں، (شعبان و رمضان میں) تعطیلات کے دوران دور دراز کے غریب الوطن، مدرسہ میں رہائش پذیر طلباء کی ضروریات رہائش و خوراک اور حفاظت کے علاوہ دیگر ہنگامی اخراجات کے لئے کچھ رقم مخصوص کر دی جائے۔ چنانچہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی دعوت اور زیر صدارت ۲۱ رجب ۱۳۶۵ھ ۲۱ جون ۱۹۴۶ء بریلی کے اہل حل و عقد نے فیصلہ کیا کہ ہنگامی طور پر جمع شدہ سرمایہ کے بقیہ کو تین مدتوں میں تقسیم کر کے علیحدہ علیحدہ خرچ کیا جائے۔

(۱) بمتہ مقدمہ

(۲) بمتہ اخراجات طلباء

(۳) بمتہ اہل حاجت

چنانچہ ایک سو چالیس روپے چار آنے کی رقم مذکورہ کے تین برابر برابر حصے کر دیئے گئے اور حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی زیر نگرانی اس کے مطابق اخراجات ہونے لگے، مگر حسب عادت آپ نے اپنے ہاتھ میں حساب نہ رکھا۔

۲۱ رجب ۱۳۶۵ھ ۲۱ جون ۱۹۴۶ء کو ہونے والے اجلاس کی کارروائی اور اس کی قرارداد کے مطابق اخراجات

کی نقل ملاحظہ ہو۔

(نکس کارروائی و اخراجات) (۱۷)

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی شخصیت اتنی عظیم اور مؤثر تھی کہ ان کا کسی مؤقف کی حمایت کا اعلان ہی سواد اعظم اہل سنت کے لئے عظیم تحریک کا باعث تھا۔ حصول پاکستان کی تحریک کے دوران جمعیت علماء اسلام کی بنیاد ۱۹۴۵ء میں رکھی گئی، ابتداء میں اس میں چند سنی علماء بھی شامل ہوئے تھے۔ حسب دستور جمعیت علماء اسلام کے رکن مولانا منظور

(۱۷) رجسٹر کارروائی دارالعلوم مظہر اسلام بریلی، مخزن کتب خانہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ، فیصل آباد

نوٹ: کارروائی کا نکس حضرت مولانا قاضی محمد فضل رسول صاحب کی اجازت اور شکر کے ساتھ شامل کتاب کر دیا گیا ہے۔

حسین قادری (شہر ہزاری باغ، بہار) نے اکتوبر ۱۹۳۵ء میں علماء اہل سنت سے استدعا کی کہ وہ حصول پاکستان کی مساعی کو موثر اور تیز سے تیز کر دیں۔ اس استدعا میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا نام نامی سرفہرست تھا۔ (۱۸)

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے اگرچہ کسی سیاسی جماعت کی باقاعدہ رکنیت اختیار نہ کی، تاہم عالمانہ وقار سے تحریک آزادی ہند، اسلامی ریاست کے قیام (حصول پاکستان) میں آپ نے قائدانہ حیثیت سے کام کیا۔ اس امر کا اقرار خود مسلم لیگ کے ذمہ دار ارکانین نے کیا ہے۔ ہفت روزہ (اب روزنامہ) سعادت فیصل آباد کے مدیر جناب ناخ سیفی (م ۱۹۸۳ء) تحریک پاکستان کے سرگرم رکن تھے، انہوں نے بارہا حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی تحریک پاکستان میں خدمات کا اعتراف کیا۔ اپنے اخبار سعادت میں متعدد مضامین میں اس کا اعادہ کیا۔ ایک بیان ملاحظہ ہو۔

”حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے ساتھ میں نے متعدد مقامات پر سفر کیا۔ آپ کا شمار تحریک پاکستان کے ہراول دستہ میں ہوتا ہے۔“ (۱۹)

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے دیرینہ شناسا اور آپ کے آبائی گاؤں دیال گڑھ کے باشی الحاج صوفی اللہ رکھا (حال مقیم جامعہ قادریہ رضویہ، فیصل آباد) اپنے ایک بیان میں کہتے ہیں۔

”۱۹۳۷ء میں قیام پاکستان کے دوران مدرسہ میں رمضان المبارک کی تعطیلات کی وجہ سے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ اپنے آبائی قصبہ دیال گڑھ تشریف فرما تھے۔ جمعۃ الوداع (۲۷ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ / ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء) کا خطبہ آپ نے اپنے آبائی قصبہ میں دیا۔ اس موقع پر آپ نے قیام پاکستان پر اظہار مسرت فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ نیز پنجاب کے اضلاع گورداسپور، امرتسر کے پاکستان میں شامل ہونے پر بھی اظہار مسرت فرمایا۔ مگر بعد کے حالات نے واضح کر دیا کہ گورداسپور اور امرتسر پاکستان کی حدود میں شامل نہیں کئے گئے جس سے آپ کو صدمہ ہوا۔“ (۲۰)

(۱۸) ہفت روزہ الفقیہ امرتسر۔ ۱۱/۱۲ اکتوبر ۱۹۳۵ء ص ۸، ۷ (۱۹) قلمی یادداشت جناب ناخ سیفی، مخزن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔

(۲۰) صوفی اللہ رکھا نے یہ روایت ۲۲ مئی ۱۳۰۰ھ کو اس احقر سے بیان کی۔ فقیر قادری عقی عنہ



جمعیت علماء پاکستان کی تاسیس میں نمایاں حصہ

قیام پاکستان سے آل انڈیائی کانفرنس کا ایک مطالبہ..... آزادی ہند اور اسلامی ریاست کا قیام پورا ہو گیا۔ تقسیم ہند کے بعد..... پاکستان میں اہل سنت کے مفادات کی حفاظت کے لئے ضرورت تھی کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کی تشکیل جدید کی جائے۔ اس مقصد کے لئے مدرسہ انوار العلوم، ملتان کے سالانہ جلسہ منعقدہ ۱۵-۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۷ھ-۲۸-۲۹ جون ۱۹۴۸ء کو موزوں موقعہ سمجھا گیا۔ اس اجلاس میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے علاوہ پاکستان کے ممتاز علماء مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری، مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری، مولانا عبدالغفور ہزاروی، مولانا پیر عبدالرحیم بھرچنڈی، جناب پیر امین الحسنات ماکھی شریف، مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا غلام علی اشرفی، مولانا مفتی احمد یار خاں بدایونی، مولانا سید احمد سعید کاظمی اور دیگر مقتدر علماء کرام شریک ہوئے۔ غور و تدبر کے بعد آل انڈیائی کانفرنس کی جمعیت علماء پاکستان کے نام سے تجدید کی گئی۔ بالاتفاق مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری لاہور کو صدر اور مولانا سید احمد سعید کاظمی کو جمعیت علماء پاکستان کا ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔ (۲۱)

اس طرح حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ جمعیت علماء پاکستان کے بانیوں میں شمار ہوتے ہیں۔



فلاحی کمیٹی برائے مہاجرین (۱۹۴۷ء) میں بنیادی اور نمایاں حصہ

تقسیم برصغیر ۱۹۴۷ء سے کچھ عرصہ پہلے اور بعد میں بھارت کے مسلمان ہندوؤں کے روایتی تعصب و تشدد کا

(۱) ماہنامہ عرفات، لاہور، نومبر ۱۹۷۸ء ص ۱۲-۱۳

(ب) انوار العلوم ملتان کے مذکورہ اجلاس میں علماء کرام کے قیام کے منتظم مولانا مفتی عبداللطیف نے یہ روایت اس احقر سے رجب ۱۴۰۳ھ کو بیان فرمائی۔ فقیر قادری غفرلہ

نشانہ بنے۔ بے شمار جانیں تلف ہوئیں، املاک تباہ ہوئے۔ تقسیم ہند کے وقت پاکستان اور بھارت کی حکومتوں میں معاہدہ ہوا تھا کہ بھارت کے علاقہ میں رہنے والے مسلمان اور پاکستان کے علاقہ میں بسنے والے ہندو اگر اپنے اپنے گھروں میں رہنا چاہیں تو ان کی جان و مال کی حفاظت حکومت کی ذمہ داری ہوگی۔ انہیں دوسرے شہریوں کے برابر حقوق حاصل ہوں گے۔ مگر اس معاہدہ کی پابندی نہ ہو سکی، جس کے نتیجے میں بھارتی علاقہ کے بے شمار مسلمانوں کے املاک لوٹ لئے گئے۔ نہایت بے رحمی سے ان کا قتل عام شروع ہو گیا۔ انہیں مجبور کر دیا گیا کہ وہ بھارت سے ہجرت کر جائیں اور پھر ہجرت کرنے والوں کو راستہ میں اس نوعیت کی اذیتیں دی گئیں کہ جن کے تصور سے روکنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مسلمان مہاجر بے سرو سامانی کے عالم میں پاکستان کی حدود میں داخل ہوئے۔ نوزائیدہ سلطنت پاکستان کے لئے ان کی آباد کاری میں بڑی مشکلات تھیں۔ مسافر، بیمار، بے نو مہاجرین کے سر چھپانے، تن ڈھانکنے اور نان شہید کا انتظام کرنا کوئی آسان کام نہ تھا، اس عرصہ میں حکومت نے اپنے وسائل کے مطابق مہاجرین کی آباد کاری میں کوشش کی۔ علاوہ ازیں نجی طور پر بعض تنظیموں اور ممتاز شخصیات نے بھی مہاجرین کی فلاح و بہبود کے لئے کام کیا۔

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کو شوال ۱۳۶۶ھ (اگست ۱۹۴۷ء) میں گورداسپور اور امرتسر کے مسلمانوں کے ساتھ ہجرت کرنا پڑی۔ بحیثیت عالم دین ہونے کے آپ کو اہل خاندان اور علاقہ بھر کے مہاجرین کی مشکلات کو حل کرنا تھا۔ چنانچہ آپ نے لاہور میں چند روز، بھکھی (ضلع منڈی بہاؤ الدین) اور ساروکی (ضلع گوجرانوالہ) میں چند ماہ کے قیام کے دوران بے گھر اور نادار مہاجرین کی فلاح و بہبود کے لئے نہایت اخلاص سے فقاہت کروا دیا۔ مکانات اور زمین کی عارضی الاٹمنٹ کے لئے آپ نے اپنے رسوخ سے اہل حاجت کی امداد کی۔ اس طرح آپ کی مساعی سے متعدد بے گھروں کو گذراوقات کے لئے مکانات اور زمینیں مہیا ہو گئیں اور وہ قدرے بہتر صورت میں بسر اوقات کرنے لگے۔ (۲۲)

لائل پور (فیصل آباد) کے قیام کے ابتدائی سالوں میں آپ نے طلبہ کی درس و تدریس اور ان کے اخراجات

برداشت کرنے کے علاوہ مسافر، بیوہ، ضعیف، بیمار، محتلف، سائل، مقروض مہاجروں کی امداد کرتے رہے۔ اس عرصہ میں آپ کی ذاتی ڈائری کے ایک ورق کا عکس ملاحظہ ہو۔ (۲۳)

۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء کے بریلی کے فسادات میں آپ کا دارالعلوم مظہر اسلام بریلی درس گاہ سے بڑھ کر ناداروں، حاجت مندوں اور مظلوموں کی پناہ گاہ بن چکا تھا۔ اس عرصہ میں آپ وہاں ٹھہرنے والوں، ناجائز مقدمات میں ملوث غریب مسلمانوں کو مالی اور قانونی امداد مہیا فرماتے رہے۔ اس طرح دور ابتلا میں آپ نے حاجت مندوں اور مہاجرین کی فلاح و بہبود کے لئے نہایت خاموش مگر مؤثر انداز میں کام کیا۔ (۲۴)



تحریک ختم نبوت ۷۲-۱۳۶۱ھ/۵۳-۱۹۵۲ء میں بصیرت افروز کردار

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ بلند پایہ عالم دین، بصیرت افروز کردار کے مالک اور نہایت صاحب الرائے تھے۔ ہر معاملہ کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں فیصلہ فرماتے۔ پُر ظاہر ہے کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں فیصلہ کرنے والا ہی صاحب الرائے ہوتا ہے اگرچہ وقتی طور پر بعض معاملات میں معاملہ اس کے برعکس نظر آتا ہے لیکن جب جوش و جذبات فرو ہو جاتے ہیں تو حقیقت واضح ہوتی ہے۔ اس وقت انسوؤں و حسرت سے کہنا پڑتا ہے اگر وقتی مصلحت سے بالاتر ہو کر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں فیصلہ اور عمل کیا جاتا تو آج ندامت و ہزیمت نہ ہوتی۔

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ جب بھی کسی معاملہ میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں فیصلہ کا ارادہ فرماتے تو احباب سے بھی مشورہ طلب فرماتے۔ مگر فیصلہ صادر فرما چکنے کے بعد اپنے موقف پر ثابت قدمی سے قائم رہتے۔ بار بار زمانہ نے ان کی اصابت رائے، ثابت قدمی اور بصیرت افروز کردار کو دیکھا۔ اس کے برعکس بعض مرتبہ بڑے بڑے

(۲۳) یہ عکس حضرت مولانا قاضی محمد فضل رسول مدظلہ ابن حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی اجازت اور شکر یہ کے ساتھ شامل کیا جا رہا ہے۔

(۲۴) تفصیل گذشتہ صفحات میں گزر چکی ہے۔

راہنما فیصلہ کرتے وقت خطا کا شکار ہوئے۔ عوام الناس نے جوش و جذبات کے عالم میں اس غلط فیصلہ پر عمل کیا۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی رائے اس کے خلاف پرتھی۔ بعد از خرابی بسیار، زمانہ کو آپ کی اصابت رائے کا قائل ہونا پڑا۔

تحریک ختم نبوت ۷۲-۷۳ھ/۱۹۵۲-۵۳ء دور بھی عجیب ہجوانی دور تھا۔ سنیوں، دیوبندیوں، وہابیوں، مودودیوں، شیعوں وغیرہ نے باہم اشتراک عمل کر لیا تھا، مجلس عمل ختم نبوت میں سنیوں کے ساتھ ہر فرقہ کو نمائندگی دی گئی۔ مشترکہ پلیٹ فارم سے تحریک کا عمل جاری تھا۔ سنیوں کی اکثریت اور ناموں رسالت پر جانثاری سے دوسری اقلیتیں فائدہ اٹھا رہی تھیں۔ قوم کے طوفانی جذبات کے برعکس حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا مؤقف یہ تھا کہ اہل سنت و جماعت کو اہانتِ خدا و مصطفیٰ اور اہانتِ صحابہ و اولیاء کرنے والوں سے اشتراک عمل کسی اعتبار سے بھی روا نہیں۔ نہ اسلامی تعلیمات اس کی اجازت دیتی ہیں اور نہ ہی یہ اشتراک دنیوی اعتبار سے مفید ہوگا۔ تحریک میں اہل سنت کو اپنی انفرادیت برقرار رکھنی چاہئے۔ چنانچہ آخر دم تک آپ اپنے فیصلہ پر ثابت قدم رہے۔ جامعہ رضویہ فیصل آباد کے پلیٹ فارم سے سنیوں کی طرف سے گرفتاریاں پیش کی گئیں۔ مرزائیوں کا دیا نیوں کو کافر و مرتد اقلیت قرار دینے، ظفر اللہ کو وزارت خارجہ سے برطرف کرنے اور دیگر مطالبات کی آپ نے انفرادی حیثیت سے بھرپور حمایت کی۔

تحریک ختم نبوت میں انتظامی معاملات میں اگرچہ حکومت کو کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، مگر حقیقت یہ ہے کہ مجلس عمل ختم نبوت کے مطالبات میں سے اس وقت کوئی مطالبہ تسلیم نہ کیا گیا۔ تحریک کی ناکامی کے بعد آپ کے مؤقف کی اصابت واضح ہوئی۔ اس دور میں آپ سے سخت اختلاف رائے رکھنے والوں کو بھی بالآخر آپ کی اصابت رائے کا قائل ہونا پڑا۔ یہ لوگ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ حق فرماتے تھے اور حق پر عمل پیرا تھے۔

مجلس عمل میں چونکہ سنی علماء بھی تھے۔ سنی عوام تحریک ختم نبوت میں سرفروشانہ کردار ادا کر رہے تھے، مگر ان کا اشتراک دیوبندیوں، وہابیوں، شیعوں وغیرہ سے تھا۔ علماء حق کے فتویٰ کے مطابق، جس طرح مرزائی ختم نبوت کا انکار کر کے کافر و مرتد ہو چکے ہیں اسی طرح اہانتِ خدا و مصطفیٰ کا ارتکاب کرنے والے دیگر فرقے بھی دائرہ اسلام سے خارج قرار پانے چکے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ صرف مرزائیوں سے بیزاری کا اعلان کیا جائے دیگر فرقے بھی تو اسی سلوک کے

سستی ہیں۔

اس موقف کے اختیار کرنے پر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ اور آپ کے متوسلین کو وقتی طور پر رائے عامہ کی مخالفت اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ تحریک ختم نبوت کے دوران آپ کی علمی خدمات اور کردار کا جائزہ لینے کے لئے آپ ہی کی ایک طویل تحریر پیش کی جاتی ہے۔ جس میں آپ کے کردار، مجلس عمل سے الگ رہنے کے محرکات اور بالآخر آپ کی اصابت رائے کا ذکر ہے۔ تحریک کے دور کے ایک استثناء کے جواب میں لکھتے ہیں۔

”دور حاضر میں یہ چند روز عجیب گذرے، اپنی زندگی کی تاریخ میں ایسے دن گزارنے کا پہلا اتفاق تھا۔ نہ اٹھتے چین، نہ بیٹھتے چین، نہ بولتے چین، نہ چپ رہتے چین، کہیں تو کیا کہیں چپ رہا جائے تو کیونکر امام اہل سنت، مجددین و ملت، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ العزیز کے فیض سے چین ملا۔ ان کے بیان فرمودہ طریقہ پر قائم رہنے سے تسکین ہوئی۔ خلافت کمیٹی، گاندھویت کے دور اور ندوہ کی نشوونما کے زمانہ میں سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کا جوا لائحہ عمل رہا اس پر استقامت سے انہیں کے صدقہ سے، باعث قرار و سکون ہوا۔ فقیر تقریباً نو ماہ سے متواتر تقریر و تحریر میں، جمعہ کے خطبات و اجلاس میں بغیر خوف لومۃ لائم یہ بیان کرتا رہا کہ بد مذہبوں، بے دینوں، وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں، شیعہ، رافضیوں، مودودیوں، تبلیغی جماعت والوں، مرزائیوں، قادیانیوں سے میل جول، سلام کلام شرعاً منع اور ناجائز ہے۔ مجلس عمل میں چونکہ دین کے دشمن، ملک کے دشمن، غدار لوگ بھی شامل ہیں، لہذا فقیر اس میں شامل نہیں۔ رہے حکومت سے مطالبات تو وہ مطالبات کرنا جائز و صحیح ہے۔ چنانچہ ہماری طرف سے بھی وہ مطالبات کئے گئے۔ مگر ملک میں امن عامہ کو خطرے میں ڈالنا، عام مسلمانوں کے جذبات ایمانی کو غلط طریقہ سے استعمال کرنا، لوٹ کھسوٹ اور غدر کی صورتیں نکالنا شرعاً ہرگز درست نہیں۔ لائل پور میں بارہا تقریروں میں اپنے مسلک کو واضح کیا۔ لاہور کے جلسہ حزب الاحناف میں، جلسہ گڑھی شاہو میں اور کراچی جلسہ عرس مبارک اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز میں بھی اور مقامات میں بھی اپنا مسلک اہل سنت واضح کیا۔

کھلے اور صاف لفظوں میں واضح کیا۔ یہاں پر مجلس عمل کے بعض ذمہ داروں نے جلسہ عام میں یہ علانیہ بیان کیا کہ اگر سردار احمد ہمارے ساتھ مل جائے تو ہم سب اس کو اپنا امام بناتے ہیں اور سب (دیوبندی، غیر مقلد، مودودی، تبلیغی جماعت والے) اس کے پیچھے لگنے کو تیار ہیں۔ وہ ہمارے امام اور ہم ان کے مقتدی۔ بلکہ مجلس عمل کے ذمہ دار ایک وفد لے کر فقیر کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو سارے شہر لائل پور کا صدر اور امیر و امام بناتے ہیں۔ لہذا آپ سارے شہر لائل پور والوں کے امیر و امام بن جائیں۔ مگر فقیر نے ان سے کہا کہ مجھے نہ امارت کی حرص ہے، نہ صدر و امام بننے کا لالچ۔ دیوبندی، وہابی مولویوں کے پیشواؤں نے جو شان الوہیت و شان رسالت و شان صحابہ کرام و شان اہل بیت اطہار و شان بزرگان دین کے خلاف صریح بے ادبی و گستاخی کی عبارتیں لکھی ہیں ان عبارتوں سے دیوبندی وہابی تو بہ کر لیں تو امامت تو امامت، فقیر تو ان کا مقتدی بننے کو تیار ہے اور اسی طرح جتنے گمراہ بے دین فرقے مجلس عمل میں داخل ہیں، جب تک وہ گمراہی بے دینی سے تو بہ نہ کریں فقیر ان کے ساتھ ملنے کو ہرگز تیار نہیں، وفد نے کہا کہ ہم آپ کو دعوت دینے آئے ہیں، دعوت کو قبول کریں۔ فقیر نے کہا کہ تمہاری دعوت اس شرط پر قبول ہے کہ تم لوگ ان عبارتوں سے تو بہ کرو جو تمہارے بڑوں نے شان الوہیت و شان رسالت و شان بزرگان دین کے خلاف لکھی ہیں۔ آپ لوگ تو بہ کر لو میں دعوت قبول کر لیتا ہوں۔ انہوں نے تو بہ نہیں کی۔ لہذا فقیر نے دعوت قبول نہ کی اور میں نے جمعہ میں علانیہ یہ مطالبہ کیا کہ او دیوبندیو! تمہارے مولویوں نے اپنے جلسہ میں علانیہ مجھ پر اور بزرگان دین پر کفر و شرک کے فتوے دیئے اور آج مجھ کو اپنا امام بناتے ہو۔ تمہارا دین کیا ہے؟ مجھ کو تمہارا اعتبار نہیں۔ مولانا ابوالحسن صاحب نے اس فتویٰ کی تصدیق کی ہے کہ دیوبندی شان رسالت میں گستاخ، ختم نبوت کے منکر کافر و مرتد ہیں اور دیوبندیو! تم نے ان کو اپنا صدر بنایا ہے اور تمہارے عقیدے میں مولانا ابوالحسن کافر و شرک۔ کیونکہ وہ حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر جانتے ہیں اور علم غیب کلی بھی مانتے ہیں۔ وفد نے میری اس

بات کا کوئی جواب نہ دیا اور نہ ہی کسی دیوبندی کو آج تک جواب دینے کی جرات ہوئی۔ جب دیوبندی وہابی تحریری جواب سے عاجز آئے تو انہوں نے اپنی عادت کے مطابق چھوٹے پروپیگنڈے کرنے شروع کئے، زہرا گلا، بلکہ وفد کے ایک ذمہ دار وہابی نے مجمع کے سامنے مجھے مخاطب ہو کر علانیہ کہا کہ ہمارا تو کوئی عقیدہ ہی نہیں ہے، اس سے مجمع پر واضح ہو گیا کہ وہابی بڑے بے دین ہوتے ہیں۔ جب وہابیوں کا کوئی عقیدہ ہی نہیں تو اس تحریک کا کیا مطلب؟ صرف ڈھونگ رچایا ہے۔ یہاں جب مجلس عمل والوں نے جلسے و جلوس کے سلسلہ شروع کئے اور فقیر کے متعلق بے دینوں نے غلط پروپیگنڈے کئے تو بے دین تو دشمن تھے ہی، اپنے بھی ان کے اثر میں آ کر مخالف ہو گئے۔ حتیٰ کہ سوائے چند گنتی کے افراد کے سارا شہر مخالف ہو گیا۔ تقریباً ایک ماہ تک عجیب مخالف ہوا چلی، ایک ہفتہ بہت نازک فضا رہی۔ مگر حضرت داتا صاحب، حضور غوث اعظم، حضور خواجہ غریب نواز، اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے صدقہ سے فقیر امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کے فرمودہ طریق پر قائم رہا اور مسلمانوں کو جلسہ و جلوس میں نہایت امن سے رہنے کی تبلیغ بلخ کی۔ ایک ماہ کے بعد فضا کا رخ بدلا کہ اکثر لوگ موافق ہوئے اور مخالفین نے بھی استقامت کی داد دی اور یہ کہلایا کہ پبلک کے جذبے میں نہ بہنا اور اپنے نصب العین پر قائم رہنا اور ملامت کرنے والوں کی پروا نہ کرنا..... یہ بڑا مشکل کام ہے مگر اس نے (سردار احمد نے) کر دکھایا۔ اب فضا بحمدہ تعالیٰ اچھی ہے، اس نازک دور میں سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز اور حضرت حجۃ الاسلام اور حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ اراحم کے فیض نے بڑی دستگیری فرمائی اور حضرت مفتی اعظم قبلہ کی خدمت کی برکت سے بہت نفع پہنچا۔“ (۲۵)

(۲۵) راجسٹر نقول فتاویٰ دور لاک پور۔

نوٹ: راجسٹر نوٹ سے استفادہ حضرت مولانا مفتی محمد امین مہتمم جامعہ امینیہ رضویہ فیصل آباد کے توسط سے ہوا، ان کے شکر گزار ہیں۔

۱۹۵۳ء کی تحریک میں بوجہ مسلمانوں کے مطالبے منظور نہ ہوئے اور حکومت نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار نہ دیا۔ مگر یہ مسئلہ ہمیشہ علماء اہل سنت کی توجہ کا مرکز رہا۔ مناسب موقع کا انتظار ہوتا رہا۔ اس عرصہ میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا وصال ہو گیا مگر وصال کے بعد بھی آپ کی توجہ اسی مسئلہ پر مرکوز رہی۔ آپ کے وصال کے کافی عرصہ بعد ۱۹۷۴ء میں جب یہ مسئلہ اٹھا تو علماء اہل سنت نے تحفظ عقیدہ ختم نبوت کی خاطر ہر قسم کی مشکلات کو برداشت کیا، تا آنکہ حکومت وقت نے مجبور ہو کر اہل سنت کے مطالبات منظور کر لئے اور مرزائیوں (قادیانی اور لاہوری) کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ انہی ایام کا ایک واقعہ جناب چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ حال مقیم اسلام آباد بیان کرتے ہیں۔

چوہدری صاحب موصوف لکھتے ہیں:

”بھٹو کے دور میں مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا معاملہ اسمبلی میں زیر غور تھا۔ ایک شام میرے ایک پرانے موکل جو کہ مجلس عمل تحریک ختم نبوت کے ممبر تھے۔ اپنے ذاتی معاملہ میں قانونی مشورہ کے لئے میرے پاس آئے اور اپنا معاملہ بتانے لگے۔ میں نے ان کو کہا کہ صبح کچھری کھلنے پر آپ کا کام کروادوں گا۔ آپ مجھے ٹھیک بتائیں کہ آیا بھٹو سے آپ کو امید ہے کہ وہ مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دے گا۔ ان صاحب نے کہا کہ انہیں بھی بھٹو پر بھروسہ نہیں۔ ان کے ایسا بتانے پر مجھے بہت تشویش ہوئی کیونکہ میں خود بھی بھٹو پر شاکی تھا۔ یہ رمضان شریف کے ایام تھے۔ میں اسی فکر میں سو گیا۔ خواب میں حضرت صاحب (حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ) تشریف لائے۔ ہمراہ مولانا محمد معین الدین تھے۔ فرمانے لگے چوہدری صاحب! فکر مت کرو۔ مرزائیوں کی بابت فیصلہ اسی مقررہ تاریخ پر ہوگا اور فیصلہ ٹھیک ہوگا۔

سحری کے لئے سائرن بجا تو میں بیدار ہوا اور نہایت اطمینان کی حالت میں صبح میں کچھری گیا۔ تو میرے دفتر میں وہ صاحب موجود تھے۔ میں نے ان کو کہا کہ آپ تو مجھے مایوس کر گئے تھے، مگر میں آپ کو بتاتا ہوں کہ فیصلہ اسی مقررہ تاریخ پر ہوگا اور صبح فیصلہ ہوگا۔ ساتھ ہی مجھے خیال آیا کہ میں

تاجز اس قابل کہاں کہ یہ بات کہہ سکوں وہ بھی غیر عقیدہ کے تھے۔ میں نے ان کو کہا کہ یہ بات حضرت صاحب (شیخ الحدیث قدس سرہ) نے رات مجھ کو خواب میں بتائی ہے۔ اب سب کو معلوم ہے۔ تاریخ مقررہ پر فیصلہ ہوا اور مرزائیوں کو متفقہ طور پر استسہلی اور سینٹ نے غیر مسلم قرار دیا۔“

(L۲۵)

اگرچہ یہ واقعہ خواب سے متعلق ہے تاہم اولیاء کاملین کی جانب سے اکثر معاملات میں راہنمائی یا پیش گوئی خواب میں ہو جاتی ہے۔ اس سے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے منصب ولایت کا پتہ چلتا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ سے انہیں کس قدر واہمانہ لگاؤ تھا اور وہ دوسرے سنی علماء و عوام کی طرح مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے میں کتنے بے تاب تھے۔

﴿۲﴾

مدارس اسلامیہ میں مروجہ نصاب کی اصلاح، مدارس کو باہم مربوط اور منظم کرنے میں نمایاں کردار دینی تعلیم اور مدارس اسلامیہ کی ضرورت و اہمیت کسی سے مخفی نہیں۔ لیکن موجودہ مدارس دینیہ میں دو طرح کی اصلاح کی ضرورت عرصہ سے محسوس کی جا رہی تھی۔

(۱) باہمی ارتباط

(۲) نصاب کی اصلاح

﴿۱﴾

ہمارے ہاں مدارس اسلامیہ چونکہ محض نجی اداروں کی کوششوں سے چل رہے ہیں، ان میں باہم ارتباط کا کوئی انتظام نہ تھا۔ لیکن مدارس اسلامیہ کی باہم تنظیم و ارتباط ہماری قومی و ملی ترقی میں نمایاں کردار ادا کر سکتی ہے۔

(L۲۵) مکتوب چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ، جام فقیر قادری علی عنہم، ۱۲ اگست ۱۹۸۵ء

دور جدید میں معدودے چند افراد بھی باہم نظم و ربط پیدا کر کے انجمن سازی کے ذریعے بڑے بڑے فوائد حاصل کر رہے۔ انجمنوں اور تنظیموں کے نام سے حکومتیں بھی مرعوب ہو کر انہیں حصہ رسدی سے بھی زیادہ کچھ دینے میں آمادہ نظر آتی ہیں۔ اہل سنت کے علاوہ دیگر فرقوں و ہائیموں، غیر مقلدوں، دیوبندیوں، مودودیوں، اور شیعوں نے اپنے آپ کو باہم مربوط کر کے اپنی تعداد کے اعتبار سے حصہ رسدی سے بھی زیادہ مفادات حاصل کر رہے ہیں۔ بعض جگہوں پر تو کامل انجمنی کا قبضہ ہے۔ غیر منقسم ہندوستان میں ہندوؤں کی تنظیم کاگریس کی فعالیت اور مسلمانوں کے جمود اور عدم ارتباط سے کم و بیش ہر جگہ میں ہندوؤں کا ہی قبضہ تھا، مسلمان اپنے حصہ رسدی سے بھی محروم تھے۔ یہی کچھ صورت قیام پاکستان کے بعد یہاں پیدا ہوئی۔ سنیوں کی اکثریت، سنی مدارس کی کثیر تعداد، ان میں علماء و طلباء کی کثیر تعداد، مدرسین، محققین اہل سنت کی اکثریت کے باوجود حکومت میں، اوقاف میں، ائمہ افواج میں، مساجد میں، سکولوں کالجوں میں غیر سنی، مختلف بااختیار سامیوں پر قابض تھے۔ سنی اپنے حصہ رسدی سے بھی محروم تھے۔ یہ صورت حال سنیوں کے روایتی جمود، عدم ارتباط اور غیر منظم ہونے کے باعث ہے۔ اہل سنت کے جمود کو توڑنے، ملکی و سیاسی حالات کی تبدیلی میں اہل سنت کو اپنے حقوق کے تحفظ یا خیال دلانے، علمی و تحقیقی میدان میں نئے تقاضوں کو پورا کرنے اور درپیش مشکلات کا سامنا کرنے کے لئے مدارس اسلامیہ کی تنظیم اور باہم ارتباط کی اشد ضرورت تھی۔ حساس اور درد مند ان ملت کو اس ضرورت کا احساس کافی عرصہ سے بے چین کر رہا تھا۔ ۲۳-۲۰ شعبان ۱۳۳۳ھ/۱۹-۱۶ مارچ ۱۹۲۵ء کو آل انڈیا سنی کانفرنس مرادآباد کے تاسیسی اجلاس میں حضرت شیخ الحدیث کے استاد حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمۃ (م ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) نے فرمایا تھا۔

”دشمن کی سبائیں اور تعلیم گاہیں ملک کے گوشہ گوشہ میں کام کر رہی ہیں، ایسی حالت میں بجز اس کے کوئی صورت نہیں ہے کہ ملک کے اطراف و جوانب اور صوبہ صوبہ سے بااثر اور حامیان ملت کو حرکت دی جائے اور انہیں ضروریات سے باخبر کر کے تمام ملک کی ایک متحد مشترک جماعت اس کام کی سرپرست بنا دی جائے، اس جماعت کے وفود ملک میں اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے پھیل پڑیں اور جس صوبہ میں وفد جائے وہاں کے مقامی علماء اس کے ساتھ کام کریں، اس طرح

جا بجا اضلاع و قصبات میں تبلیغی جماعتیں اور دینیات کے مدارس اور دیہات میں اسلامی مکاتب جاری کر دیئے جائیں۔ یہ تمام مدارس و مکاتب ایک سلسلہ میں مربوط ہوں اور ایک نظم محکم کے ماتحت کام کرتے رہیں۔“ (۲۶)

سبحان الہند مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ (م ۷ ارجب ۱۳۸۳ھ / ۲۲ دسمبر ۱۹۶۳ء) نے آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کے اجلاس منعقدہ ۲۷-۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۵ھ / ۳۰-۳۱ اپریل ۱۹۴۶ء میں اپنے صدارتی خطبہ میں فرمایا۔

”اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ملک میں صحیح تعلیم کے اداروں کی بڑی تعداد ہے۔ ہر ہر صوبہ میں کامل النصاب مدارس بکثرت موجود ہیں اور ماشاء اللہ خوب کام کر رہے ہیں۔ صد ہا علماء سالانہ ان سے فیضیاب ہو کر ہدایت و ارشاد خلق کی خدمت میں انجام دیتے ہیں۔ درس، افتاء، وعظ، مناظرہ، تبلیغ دین کے مساعی میں مصروف ہیں۔ یہ جماعتیں نہ ہوتیں اور یہ مدارس سرگرم عمل نہ ہوتے تو اس زمانہ میں بیدینی اور بھی ترقی کرتی اور مذہب کے جاننے والے میسر نہ آتے اور اسلامی اعمال سے دنیا ناواقف ہو جاتی۔ مگر باوجود اس کثرت کے، قابل افسوس اور لائق رنج یہ ہے کہ ان علمی دینی درسگاہوں میں کوئی نظم و ارتباط نہیں۔ ایک کو دوسرے کی خبر نہیں، معیار تعلیم میں ایک ضابطہ نہیں۔ نصاب میں یکسانیت نہیں۔ طریق تعلیم میں توافق نہیں۔ کاش ایک مرکز سے سب وابستہ ہوں، مرکز کی نگرانی میں ہر صوبہ میں دفتر ہو۔ ضلع کا ایک تعلیمی انسپکٹر ہو، ہر جگہ ایک نصاب ہو، ایک ہی پرچہ سوالات کا جواب ہر مدرسہ کا طالب علم دے، ضلع کا مدرسہ تحصیلوں میں شاخیں کھولے اور تعلیم کو اس طرح گاؤں گاؤں پھیلا دیا جائے کہ آنے والی نسل کا ایک فرد بھی جاہل نہ رہے۔“ (۲۷)

(۲۶) خطبہ صدارت مولانا حامد رضا بریلوی، مندرجہ خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس مزید: محمد جلال الدین قادری۔ مطبوعہ مکتبہ رضویہ گجرات (۱۹۷۸ء) ص ۱۳۷-۱۳۸

(۲۷) (۱) خطبہ صدارت از مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی، مطبوعہ مراد آبادی۔ ص ۱۶

(ب) خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس۔ مزید: محمد جلال الدین قادری۔ ص ۲۷۰



مدارس اسلامیہ کا نصاب، جسے درس نظامی کہا جاتا ہے، آج سے صدیوں پہلے مرتب ہوا تھا۔ یہ نصاب اس وقت کے تقاضوں اور ضرورتوں کو باحسن وجوہ پورا کرتا تھا۔ لیکن مرور زمانہ اور اس کے نئے تقاضوں کے پیش نظر اس نصاب میں تبدیلی ناگزیر تھی۔ حضرت مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ نے سنی کانفرنس بنارس کے مذکورہ اجلاس میں اس ضرورت اور اس کو پورا کرنے کی ممکنہ تدابیر کا جائزہ یوں پیش کیا۔

”علوم جدیدہ کو عربی وارڈوز بان میں لایا جائے اور علماء ان سے واقف کئے جائیں۔ سیاسیات و اقتصادیات و تاریخ وغیرہ کا مستقل کورس ہو، سنی لائبریری، سنی مدرسہ، سنی سکول، سنی کالج، سنی یونیورسٹی دین و دنیا کی حامل بن جائے اور اس سے ایسے دل و دماغ پیدا کئے جائیں جو صدق و صداقت، عدل و وفا، شرم و حیا، جو دو سٹخا، دشمنوں سے جدا ہونے پر فدا ہونے میں سبقت کا جذبہ رکھتے ہوں۔ جن کا جینا مرنا اللہ کے لئے ہو تو پھر آپ یقین رکھیں کہ خلیج بنگال اور بحیرہ ہند کی درمیانی خشکی میں پاکستان ہی پاکستان نظر آئے۔ جو قوم علم میں، عمل میں اخلاق میں پاک ہو جاتی ہے وہ جہاں قدم رکھ دیتی ہے اس کو پاکستان بنا دیتی ہے۔“ (۲۸)

آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کے مرکزی اجلاس میں مدارس اسلامیہ کے باہمی ربط و نظم کے لئے جو تجویز منظور ہوئی اس میں کہا گیا کہ

☆ اس لحاظ سے ہر قسم کے نصاب بنانے کے لئے ایسی جماعتوں کی تشکیل کی جائے جو نصاب تجویز کریں۔
☆ یہ اجلاس مرکزی دفتر آل انڈیا سنی کانفرنس کو اختیار دیتا ہے کہ وہ سنی کانفرنس کی شاخوں کے ذریعہ تمام ہندوستان کے مدارس اہل سنت کے اعداد و شمار اور ضروری معلومات، بہم پہنچائے تاکہ مدارس و بیچہ اہل سنت میں باہم ربط پیدا ہو، اور اعانت کی تدابیر عمل میں لائی جائیں۔ (۲۹)

مدارس اسلامیہ کے نظم و ربط اور اس کے نصاب کی اصلاح کی ایک مؤثر اور قابل ذکر کوشش ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ
جون ۱۹۵۹ء میں کی گئی۔ اس کی تقریب یوں ہوئی کہ ۱۵ ذی قعدہ ۱۳۷۵ھ / ۲۳ مئی ۱۹۵۹ء کو دارالعلوم حزب الاحناف
لاہور میں علامہ سید احمد سعید کاظمی مدظلہ کی زیر صدارت مقتدر علماء کا ایک اجلاس منعقد ہوا، جس میں مدارس اسلامیہ سے
متعلق مختلف امور زیر بحث آئے۔ ان مسائل کے حل کے لئے دو روزہ تعلیمی کانفرنس ۲۱-۲۰ ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ / ۲۹-۲۸
جون ۱۹۵۹ء کے انعقاد اور درج ذیل علماء پر مشتمل ایک ”تعلیمی مجلس“ کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

سرپرست اعلیٰ: مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری

کنوینیر: مولانا سید احمد سعید کاظمی

صدر: مولانا سید ابوالبرکات سید احمد قادری

نائب صدر: مولانا ابولبیان غلام علی اوکاڑوی

سیکرٹری: مولانا صاحبزادہ میاں جمیل احمد شریقیوری

جوائنٹ سیکرٹری: مولانا قاری محبوب رضا خاں

ناظم شعبہ نشر و اشاعت: مولانا سید ظلیل احمد قادری

پروہیکٹڈ سیکرٹری: مولانا سید محمود احمد رضوی

خازن: میاں غلام قادر (۳۰)

علاوہ ازیں درج ذیل تجاویز بالاتفاق منظور ہوئیں۔

۱۔ تمام مدارس اہل سنت کو منظم اور باہم مربوط و منسلک کیا جائے۔

۲۔ تمام مدارس اہل سنت کیلئے حسب ضرورت قواعد و ضوابط بنائے جائیں اور نصاب تعلیم مرتب کیا جائے۔

(۳۰) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ۔ تجزیہ ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ / ۱۲ جون ۱۹۵۹ء ص ۵

۳ تمام مدارس اہل سنت کی ترقی و استحکام کے ذرائع پر غور و غوض کیا جائے
۴ لاہور میں ایک دو روزہ تعلیمی کانفرنس بتواریخ ۲۰، ۲۱، ۲۲ ذی الحجہ (مطابق ۲۸، ۲۹، ۳۰ جون ۱۹۵۹ء) طلب کی جائے
جس کے کنوینیر حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی مہتمم انوار العلوم ملتان قرار پائے۔ (۳۱)
مجوزہ تعلیمی مجلس کے لئے درج ذیل کمیٹیاں قائم کی گئیں۔

قواعد و ضوابط مرتب کرنے کی کمیٹی

صدر: مولانا غلام علی اوکاڑوی

اراکین: مولانا قاری محبوب رضا خاں، قاضی عبدالکیم ہیڈ ماسٹر ہائی سکول اوکاڑہ

مدارس اسلامیہ کے لئے نصاب تعلیم کی ترتیب و تدوین کرنے کی کمیٹی

صدر: مولانا سید احمد سعید کاظمی

اراکین: مولانا غلام علی اوکاڑوی

مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری

مولانا غلام رسول لاہور

مولانا نور اللہ بصیر پور

مولانا مفتی صاحب داد

مولانا محمد عمر نعیمی کراچی

مولانا محمد سردار احمد لاکھ پور

مولانا مفتی محمد حسین نعیمی لاہور

مولانا مفتی محمد حسین شوق بہاول

مولانا سید مسعود علی ملتان

علوم جدیدہ و جدید عربی کا انتخاب کرنے والی کمیٹی

مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری کراچی

مولانا پیر کرم شاہ ازہری وغیرہ۔ (۳۲)

ج

مدارس اسلامیہ کی اصلاح و ترقی اور باہم مربوط کرنے کی اس پوری تنظیم کا نام ”تنظیم المدارس الاسلامیہ پاکستان“ رکھا گیا۔ رفتہ رفتہ مدارس میں باہمی ربط کی تحریک پیدا ہوئی اور اس کے نصاب تعلیم میں علوم جدیدہ کو بھی شامل کیا گیا۔

بچہ تعالیٰ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ اور دیگر مقتدر علماء کی ان تھک کوششوں سے یہ تنظیم اب ملک گیر حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ اس کے امتحانات پاس کرنے والوں کو باقاعدہ تنظیم المدارس الاسلامیہ کی سند دی جاتی ہے۔ اس سند کو حکومت نے ایم اے اسلامیات اور ایم اے عربی کی سند کے برابر تسلیم کر لیا ہے۔ طلباء میں تحقیق، ادب، تاریخ اور فنی مضامین کا شعور پیدا کرنا تنظیم کے مقاصد میں شامل ہیں۔

آج کل تنظیم کی مرکزی قیادت آپ کے شاگرد رشید مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کے ذمہ ہے۔



تعمیر ملت، اصلاح و ترقی امت کے لئے مختلف تنظیموں کی تاسیس اور ترقی میں مرکزی کردار

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے جس ماحول میں علمی و عملی میدان میں قدم رکھا وہ بڑا پر آشوب دور تھا۔ ہنود و نصاریٰ کی عداوتیں، خود مدعیان اسلام کی تفرقہ آمیز ریشہ دوانیاں اپنے عروج پر تھیں۔ انحرافی اور اعتزالی تحریکیں اپنے

جو بن پر نہیں، سادہ لوح صحیح العقیدہ مسلمانوں کو ان سے باخبر رکھنے کے لئے ضروری تھا کہ خود صحیح العقیدہ مسلمانوں کی ایسی تنظیمیں ہوں جو اصلاح و ترقی احوال کا باعث ہوں۔ اہل سنت پر ہونے والی یلغار میں وہ ڈھال کا کام دے سکیں۔ ان کے مدارس، مساجد اور دیگر اداروں کی ترقی میں حائل موانع کو دور کر سکیں۔

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ ایک بالغ النظر فقیہ، صاحب بصیرت محدث، امت مرحومہ کے نبی خواہ مقتدر عالم، اصلاح احوال کے خواہاں مدبر اور ملی ترقی کے پر جوش حامی و داعی تھے، لیکن زینت افتاء و وزیر منصب تدریس حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی درس و تدریس، وعظ و تبلیغ اور دعوت و ارشاد کی مصروفیات اس قدر عام تھیں کہ صرف اکیلے آپ کے لئے مذکورہ بالا مقاصد کے حصول کے لئے کوشش کرنا دشوار تھا۔ اس لئے آپ نے مخلصین اہل سنت اور جاٹھاران مصطفیٰ ﷺ کو اس طرف متوجہ کیا کہ وہ اپنی تنظیم کریں۔ اصلاح احوال کی کوشش کریں اور اسلام اور سنت پر ہونے والی یلغار کے لئے ڈھال بن جائیں۔ اپنے اندر جذبہ جاٹھاری پیدا کریں، تاکہ مخالفین کی تدابیر ناکام رہیں۔ مساجد و مدارس اہل سنت کا تحفظ کریں۔ ان کی اصلاح و ترقی میں کوشاں رہیں۔ ان دینی و ملی مقاصد کے لئے آپ نے مختلف اوقات میں حسب ضرورت درج ذیل تنظیموں کی بنیاد رکھی اور ان کو پروان چڑھایا۔ الحمد للہ ان تنظیموں نے آپ کی سرپرستی کی بدولت حیرت انگیز حد تک اپنے مقاصد حاصل کئے۔



جمعیت خدام الرضا بریلی

اپنی تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۳۵۳ھ ۱۹۳۲ء میں جب آپ منظر اسلام بریلی کے مدرس مقرر ہوئے تو اس زمانہ میں آپ نے دیگر علماء سے مل کر مذکورہ تنظیم قائم کی۔ اس تنظیم کے اغراض و مقاصد یہ تھے۔

☆ مذہبِ حق اہل سنت و جماعت کی تبلیغ و اشاعت بذریعہ تحریر و تقریر۔

☆ اہل سنت و جماعت کے جلسوں و جلوسوں میں انتظامی سرگرمیاں۔

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ اس تنظیم کے صدر منتخب ہوئے۔ مولانا اعجاز ولی خاں بریلوی (م ۱۳۹۳ھ)

۱۹۷۱ء) مولانا قاری وقار الدین (م ۱۴۰۳ھ ۱۹۸۳ء) اور دیگر علماء اس جمعیت کے اراکین منتخب ہوئے۔

مناظرہ بریلی (منعقدہ ۱۳۵۳ھ ۱۹۵۲ء) میں شاندار فتح کے موقعہ پر حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا قدس سرہ نے علی گڑھ سے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کو جو مبارک بادی کا مکتوب تحریر فرمایا۔ اس میں آپ کو صدر جمعیت خدام الرضا کی حیثیت سے خطاب کیا۔ مکتوب گرامی ملاحظہ ہو۔

”مولانا الکنز عزیر محترم مولوی سردار احمد صاحب سلمہ صدر جمعیت خدام الرضا

بعد سلام مسنون و ادعیہ خلوص مشون۔ فقیر اس فتح نمایاں کی مبارک باد دیتا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ہمیشہ اعلائے دین پر آپ کو مظفر و منصور رکھے اور آپ کا بول بالا اہل باطل کا منہ کالا کرے۔ بریلی میں اس فتح عظیمین کا سہرا آپ کے سر رہا۔ آپ کی جماعت قائم کردہ بجزہ تعالیٰ بہت مفید کارآمد ثابت ہوئی اور خدا سے اور ترقی عطا فرمائے تو اہل سنت کے لئے اس کا وجود مورث برکات و حسنات و قوت اہل سنت و کلمت بدعت کا باعث ہوگا۔ ہا ذہ تعالیٰ۔ فقیر حاضر آستانہ ہونے پر خدانے چاہا تو جمعیت کے متعلق خاص توجہ کرے گا۔ والسلام فقیر محمد حامد رضا خاں غفرلہ۔ ۲۷ محرم ۱۳۵۲ھ (۲۳)

تبلیغی جلسوں کے انعقاد، عقائد حقہ و اعمال صالحہ کی تبلیغ و تلقین کے علاوہ جمعیت خدام الرضا، بریلی نے تحریری طور پر بھی قابل قدر خدمات سر انجام دیں۔

مناظرہ بریلی منعقدہ محرم ۱۳۵۲ھ ۱۹۳۵ء میں شاندار کامیابی کے بعد حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے بحیثیت صدر جمعیت خدام الرضا مختلف دیوبندی علماء کو خطوط لکھے، جن میں انہیں حق قبول کرنے اور گستاخانہ عبارات سے توبہ کرنے کی دعوت دی۔ اس سلسلہ میں جناب مولوی حسین احمد، جناب مولوی مرتضیٰ حسن، جناب مولوی عبدالغفور اور جناب مولوی اشرف علی کے لکھے ہوئے خطوط محفوظ ہیں۔ یہ خطوط اسی زمانہ میں پرچہ اہل سنت، سنبھل ضلع مراد آباد اور بہت روزہ الفقہ امرتسر وغیرہ میں چھپ چکے تھے۔ (۳۴)

(۳۴) نصرت خداداد معروف بہ مناظرہ بریلی کی مفصل روکداد، مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور (۱۳۷۱ھ ص ۱۴۴)

(۳۵) بہت روزہ الفقہ امرتسر ۲۱ فروری ۱۹۳۶ء

بعد میں خطوط حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی تالیف ”موت کا پیغام دیوبندی مولویوں کے نام“ میں بھی شائع

ہو چکے ہیں۔ (۳۵)

ان خطوط کے آخر میں آپ نے اپنا نام و تعارف یوں لکھا۔

”فقیر سردار احمد غفرلہ گورداسپوری خادم جمعیت خدام الرضا محلہ سوداگراں بریلی شریف از دیال

گڑھ ضلع گورداسپور“ (۳۶)

قصبہ آنولہ، ضلع بریلی کے وہابیہ نے حسب عادت ایک اشتہار میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ پر محرم کی سبیل کے حرام لکھنے کا افتراء کیا۔ آنولہ کے جناب عبداللطیف صاحب کے استفسار پر آپ نے فتویٰ لکھا اور صورت حال واضح کی۔ اس فتویٰ کے آخر میں آپ کے دستخط اس طرح ہیں۔

”فقیر محمد سردار احمد غفرلہ، گورداسپوری، مدرس دوم و خادم جمعیت خدام الرضا محلہ سوداگراں بریلی“ (۳۷)

جمعیت خدام الرضا بریلی کے ایک اور رکن مولانا اعجاز ولی خاں بریلوی (۱۳۹۳ھ تا ۱۹۷۳ء) کا ایک اشتہار

”پیغام احقاق حق و ابطال باطل“ ۲۹ رجب ۱۳۵۵ھ تا ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو شائع ہوا۔ اس اشتہار سے بھی جمعیت موصوفہ کی

تسلینی خدمات کا اندازہ ہوتا ہے۔ (۳۸)

﴿ب﴾

جمعیت اصلاح و ترقی اہل سنت، بریلی

دارالعلوم مظہر اسلام بریلی کے قیام کے ساتھ ہی جمعیت اصلاح و ترقی اہل سنت، بریلی کی بنیاد حضرت

(۳۵) موت کا پیغام دیوبندی مولویوں کے نام، مطبوعہ دارالکتب پوز (۱۹۶۸ء ہمارا دل۔ ص ۸۳ تا ۸۷)

(۳۶) ہفت روزہ الملقیہ امرتسر، پمیر ۲۱ فروری ۱۹۳۱ء۔ ص ۳ (۳۷) ہفت روزہ الملقیہ امرتسر، پمیر ۱۲۸ اپریل ۱۹۳۱ء۔ ص ۱۲

(۳۸) یہ اشتہار حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ حضرت مولانا قاضی محمد فضل رسول کی عنایت سے اس سے استفادہ کا موقع ملا

فقیر قادری عثمانی غنی عنہ

اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا بریلوی قدس سرہ کی سرپرستی میں ۱۳۵۶ھ / ۱۹۳۷ء میں رکھی گئی۔ (۳۹)

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ مظہر اسلام کے شیخ الحدیث اور جمعیت مذکورہ کے روح رواں تھے۔

اس مرکزی ادارہ کا نصب العین اہل سنت کی فلاح و بہبود، تحفظ و دفاع حقوق مسجد نبی بی بی مرحومہ (بریلی) اور دارالعلوم مظہر اسلام کا انتظام، مختلف اسلامی تقاریب پر شاندار تبلیغی جلسوں کا اہتمام کرنا تھا۔

بے سرو سامانی کے باوجود جمعیت موصوفہ نے اپنے مقاصد میں شاندار کامیابی حاصل کی۔ دارالعلوم میں کثیر تعداد طلباء کی تعلیم اور دارالافتاء کا اہتمام باحسن انداز کیا۔ ہر سال سالانہ جلسہ دستار فضیلت کا اہتمام کرتی اور فارغ تحصیل طلباء میں سند فراغت تقسیم کرتی، ملک اور بیرون ملک سے آئے ہوئے بے شمار استفاء کا جواب روانہ کرتی۔

چونکہ جمعیت موصوفہ کی کوئی مستقل آمدنی نہیں تھی، اس لئے اکثر و بیشتر مقروض رہتی۔ مختلف مددوں میں اخراجات کے باعث جمعیت مذکورہ کے ذمہ کم نومبر ۱۹۳۸ء کو چار ہزار روپیہ واجب الادا تھا۔ جو جناب سیٹھ احمد عبدالغفور ابراہیم صاحب کے تعاون سے ادا ہوا۔ اس وقت جمعیت موصوفہ کے خازن داروغہ ظہیر احمد، محلہ ذخیرہ بریلی تھے۔ (۴۰)

﴿ج﴾

مرکزی جمعیت اصلاح و ترقی اہل سنت و جماعت (رجسٹرڈ) لائل پور

تقسیم ہند کے بعد ۱۳۶۸ھ - ۱۹۴۹ء میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے لائل پور (فیصل آباد) میں تعلیمی سرگرمیاں شروع کیں۔ اس وقت لائل پور کی مذہبی حالت بڑی ناگفتہ بہ تھی۔ سنی مدارس کا ذکر کیا، پورے شہر میں صرف چند مساجد میں صحیح العقیدہ سنی امام تھے۔ یہ صورت حال ماحی بدعت، حامی سنت حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے لئے چیلنج کی حیثیت رکھتی تھی۔ آپ نے توکل علی اللہ درس و تدریس، وعظ و تبلیغ دعوت و ارشاد کا کام شروع کر دیا۔ تھوڑا ہی

(۳۹) دیدہ سکندری، رامپور مجریہ ۳ جولائی ۱۹۳۷ء۔ صفحہ شریات

(۴۰) دیدہ سکندری، رامپور۔ مجریہ کم نومبر ۱۹۳۸ء۔ ص ۸

عرصہ گذرا کہ شہر کے عمامدین اور عوام اہل سنت آپ کے جاٹھار بن گئے۔ لائل پور میں وارد ہونے کے چند ہی دنوں بعد آپ نے شہر کے معززین اور مخلص احباب کے تعاون سے جمعیت اصلاح و ترقی اہل سنت لائل پور کی بنیاد رکھی۔ اراکین نے آپ کو جمعیت کا صدر منتخب کیا۔ بعد میں جامعہ رضویہ مظہر اسلام میں تدریسی امور اور تبلیغی کام بڑھ جانے سے آپ نے صدارت کسی اور کے سپرد کر دی اور خود سرپرستی قبول فرمائی۔ اس جمعیت کی شاخیں پورے شہر میں موجود ہیں۔

جمعیت کا نصب العین اہل سنت و جماعت کی اصلاح و ترقی، فلاح و بہبود اور تحفظ و دفاع حقوق ہے۔ بحمدہ تعالیٰ جمعیت نے آپ کی صدارت اور پھر سرپرستی میں حیرت انگیز کامیابی حاصل کی اور آپ کے وصال تک (۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) شہر کی ساٹھ سے زائد مساجد کا انتظام جمعیت کی ذیلی شاخیں کر رہی تھیں۔ اس طرح اس جمعیت کو شہر کی دیگر تنظیموں میں مرکزی حیثیت حاصل ہو گئی۔ یہ جمعیت ایک رجسٹرڈ ادارہ ہے۔ ایک سال بعد اجلاس عام کے ذریعہ انتخاب عمل میں جاتا ہے۔ آپ کے وصال کے وقت ۱۹۶۲ء اس جمعیت کے عہدیدار یہ تھے۔

صدر: میاں محمد امین، مالک رحمانیہ ٹیکسٹائل ملز، لائل پور

نائب صدر: مولانا قاضی محمد فضل رسول

جنرل سیکرٹری: مولانا عبدالقادر

جائٹ سیکرٹری: غازی محمد حسین

فنانس سیکرٹری: حافظ محمد شفیع

ناظم نشر و اشاعت: ناسخ سیفی۔ مدیر روزنامہ سعادت لائل پور

ممبران: شیخ بشیر احمد مالک چیف بوٹ ہاؤس

چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ

خال محمد عمر خاں ایڈووکیٹ

مستری تاج الدین بٹ

چودھری محمد عبداللہ

مستری عبدالرشید

مولوی محمد یعقوب

حاجی فیروز الدین وغیرہ۔ (۳۱)

لاکھ پور کے قیام کے ابتدائی عرصہ میں مخالفین نے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ اور جامعہ رضویہ کے خلاف جو طوفان بدتمیزی اٹھایا اور بے بنیاد الزامات سے خواہ مخواہ فضا کو مکدر کیا، اس صورت حال کی وضاحت جمعیت اصلاح و ترقی اہل سنت لاکھ پور کرتی۔ مختلف اجلاس میں وعظ و تبلیغ کے علاوہ بے بنیاد الزامات سے برأت کا اظہار کیا جاتا۔ علاوہ ازیں پوسٹروں کی اشاعت سے بھی کام لیا جاتا۔ ۱۳ اگست ۱۹۵۲ء میں مخالفین نے اس وقت کے مرزائی وزیر خارجہ مظفر اللہ سے آپ کی ملاقات کا بے بنیاد الزام پھیلایا۔ اس الزام کی سرکاری اور غیر سرکاری طور پر بڑے زور و تردید ہوئی۔ صورت حال کی وضاحت اور افسانہ ملاقات کی تردید میں جمعیت موصوفہ نے نمایاں کردار ادا کیا اور کشف حقیقت اور ظہار حقیقت وغیرہ اشتہارات بھی شائع کئے۔ (۳۲)

﴿۵﴾

انجمن فدایان رسول (رجسٹرڈ) لاکھ پور

لاکھ پور میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے درس و تدریس، وعظ و تبلیغ اور دعوت و ارشاد کی مقبولیت و وسعت، جامعہ رضویہ مظہر اسلام کی ترقی، سنی رضوی جامع مسجد میں بے شمار لوگوں کا والہانہ انداز میں خطبہ جمعہ سننے کے لئے عظیم الشان اجتماع، آپ کی مساعی سے شہر کے محلہ محلہ، گلی گلی میں ذکر مصطفیٰ کے چرچے اور اہل سنت کی کثیر مساجد میں طاقتان مصطفیٰ کے پر رونق اجتماعات کو دیکھ کر مخالفین و حاسدین آپ سے باہر ہونے لگے، اوجھے ہتھکنڈوں پر

(۳۱) روزنامہ حالات، لاہور۔ مجریہ ۸ مارچ ۱۹۶۳ء۔ ص ۶، مضمون حافظ محمد شفیع صاحب انجمن فدایان رسول (لاکھ پور)۔

(۳۲) جمعیت موصوفہ کے اشتہار حضرت مولانا قاضی محمد فضل رسول کے توسط سے دستیاب ہوئے۔ اس کے لئے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔ فقیر قادری عثمانی عند

اُتر آئے۔ راسخ العقیدہ مسلمانوں کی پُر امن مساعی میں خواہ مخواہ حائل ہونے لگے اور اسلامی تقاریب کے سلسلہ میں ہونے والے خالص مذہبی اجتماعات کو درہم برہم کرنے کی ناپاک کوششیں کرنے لگے۔ اس صورت حال کے پیش نظر ضروری ہو گیا کہ شہر کے جذبہ اسلامی سے سرشار معززین اور رسول کریم ﷺ کے جانثاروں پر مشتمل ایک انجمن قائم کر دی جائے، جو اس پیدا شدہ صورت حال کا نہ صرف مقابلہ کرے بلکہ فریضہ تبلیغ کی ادائیگی میں آپ کی معاون ہو، تحفظ ناموس مصطفیٰ ﷺ، اسلامی تقاریب پر مختلف اہم مقامات پر مذہبی تبلیغی، اصلاحی اجلاس کا اہتمام کرے۔ ان میں مشاہیر علماء مشائخ کو مدعو کرے۔ ضرورت کے موقعوں پر مساجد کی تعمیر و ترقی اور پہلے سے قائم شدہ مساجد میں اصلاحی و فلاحی کام کرے، نوابان کا "دینی تبلیغ کے مرکز" کے طور پر صحیح مقام کو بحال کرے۔ اس نصب العین کے پیش نظر آپ کے زیر اہتمام یکم ذی قعدہ ۱۳۷۲ھ / یکم جولائی ۱۹۵۲ء کو شہر کے مخلص، اسلام کے فدائی اور مذہب سے والہانہ محبت رکھنے والے نوجوانوں کی تنظیم قائم ہوئی۔ اس تنظیم کا نام انجمن فدایان رسول ﷺ لائل پور تجویز ہوا (۳۳)۔ ۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۵ء کو اس انجمن کو رجسٹرڈ کرا لیا گیا۔

تھوڑے ہی عرصہ میں اس انجمن نے اپنے مقاصد میں شاندار کامیابی حاصل کی۔ روز قیام (۱۳۷۴ھ) سے لے کر آپ کے وصال (۱۳۸۲ھ) تک اس انجمن کے زیر اہتمام مختلف اسلامی تقاریب پر ایک سو سے زیادہ شاندار تبلیغی اجلاس منعقد ہوئے۔ جن میں مقتدر علماء و مشائخ نے شرکت فرمائی۔ انجمن کے ان اجلاس کی برکت سے بے شمار حوزہ نزل عقیدہ والے راسخ العقیدہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فدائی و شیدائی بن گئے۔ بد عمل و بد کردار نمونہ اسلاف بن گئے۔ انجمن موصوف نے شہر کی مختلف مساجد میں اپنے اہتمام سے ائمہ و خطباء مقرر کئے، جو وعظ و تبلیغ کے علاوہ درس تدریس کا کام بھی کرتے۔ بعض مقامات پر نئی مساجد کی تعمیر کا فریضہ بھی سرانجام دیا۔ گلبرگ کالونی نمبر ۱ لائل پور

(۳۳) انجمن کا پورا نام یہی ہے اور رجسٹریشن کے کاغذات میں بھی لفظ رسول کے ساتھ درود شریف "ﷺ" شامل ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات پر کے ساتھ آپ کے عشق و محبت کی یہ ادنی جھلک ہے۔ ان میں ان لوگوں کے لئے درس ہدایت ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم گرامی ساتھ درود شریف نہیں لکھتے یا صرف "صلم، "، وغیرہ لکھنے پر اکتفا کر کے بڑی محرومی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس محرومی سے محفوظ فرمائے۔ فقیر قادری عفی عنہ

جامع مسجد بغدادی اور اس کے ساتھ جامعہ لوریہ رضویہ بھی انجمن موصوف کے زیر اہتمام تعمیر ہونے والی مساجد میں شامل ہے۔ (۳۳)

انجمن موصوف کے قابل قدر کارناموں میں امام اعظم رضی اللہ عنہ عرس کا فقید المثال انتظام کرنا ہے۔ ۱۹۶۰ء میں غیر مقلدین کے بے ہودہ الزامات کے جوابات میں تین روزہ عرس امام اعظم رضی اللہ عنہ کا اہتمام کیا گیا۔ عرس میں جلسہ گاہ کا تمام انتظام، پنڈال کی تزئین و زیبائش اور جلسہ کے حسن انتظام کو دیکھ کر پشاور سے کراچی تک کے آئے ہوئے علماء و مشائخ اور حاضرین حیرت زدہ رہ گئے۔ اس امام اعظم کا نفرنس کی شان و شوکت کا چرچہ آج بھی زبانِ بروعا و خاص ہے۔ علاوہ ازیں ہر سال نہایت ادب و احترام اور تزک و احتشام کے ساتھ عشرہ محرم کے دس اجلاس، ربیع الاول کے بارہ اجلاس اور دیگر قاریب پر تبلیغی اجلاس شہر کے مختلف مقامات پر منعقد کر کے انجمن موصوف نے فریضہ تبلیغ ادا کرنے کا سلیقہ دیا۔

مختلف موضوعات پر مشتمل پوسٹر چھپوا کر عام کرنا، انجمن موصوف کی تبلیغ کا ایک دوسرا انداز تھا۔ (۳۵)

بعد از وصال، حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی آخری زیارت کے موقع پر لاکھوں کی تعداد میں آپ کے فدائیوں کو زیارت کرانے کے اہتمام کی سعادت بھی اسی انجمن نے حاصل کی۔ ہوا یوں کہ لاکھوں فدائیوں کا ہجوم اس قدر زیادہ تھا کہ شہر کی انتظامیہ بے بس ہو کر رہ گئی۔ اس کے انتظامات معطل ہو گئے۔ اس پر انجمن موصوف نے آپ کے تابوت کو اپنے دفتر میں رکھا۔ زیارت کرنے والوں کو ایک دروازے سے داخل کیا جاتا اور دوسرے دروازے سے نکالا جاتا۔ اس طرح زیارت کرنے میں قدرے سہولت ہوئی۔ یوں آپ نے اپنے وصال کے بعد بھی اپنی اس انجمن سے قلبی لگاؤ کا اظہار فرمایا۔ (۳۶)

(۳۳) روزنامہ حالات لاہور (خصوصی نمبر) ۸ مارچ ۱۹۶۳ء میں ہے۔ محترم حافظہ شیخ صدر انجمن فدایان رسول ﷺ لاکھ پور۔

(۳۵) انجمن مذکور کی جانب سے مطبوعہ مختلف پوسٹر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ مولانا قاضی محمد فضل رسول مدظلہ کی وساطت سے ان سے استفادہ کا موقع ملا۔

(۳۶) ہفت روزہ حالات لاہور۔ ۸ مارچ ۱۹۶۳ء میں ہے

انجمن موصوف کی انتظامیہ اکیس (۲۱) افراد پر مشتمل ہوتی۔ ایک سال بعد اجلاس عام میں اس کا انتخاب عمل میں آتا۔ ہر سنی ایک روپیہ چندہ دے کر اس کا ممبر بن سکتا تھا۔

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے وصال کے وقت (۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) انجمن کی تنظیم میں درج ذیل حضرات شامل تھے۔

سرپرست اعلیٰ: صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول، مہتمم جامعہ رضویہ لائل پور۔

سرپرست: غازی محمد حسین

صدر: حافظ محمد شفیع

نائب صدر اول: شیخ محمد امین

نائب صدر دوم: مولانا سید زاہد علی

ناظم اعلیٰ: چوہدری محمد عبداللہ

نائب ناظم: میاں عبدالحمید

خازن: مولوی عبداللطیف

ناظم نشر و اشاعت: صوفی خوشی محمد

ممبران: شیخ معراج دین، مرزا احمد الدین، رانا علی احمد خاں، شیخ محمد سعید، خواجہ محمد الیاس، میاں محمد عبداللہ

شیخ محمد طفیل، مرزا عبدالحمید، ماسٹر محمد حنیف، حکیم محمد اشرف، صوفی محمد شوکت، چوہدری عبدالحمید

برکت علی پہلوان، ڈاکٹر عبدالحمید۔ (۴۷)

بجملہ تعالیٰ یہ انجمن آج بھی حسب دستور سابق اپنے نصب العین کے لئے کوشاں ہے۔

یادداشت انجمن فدایان رسول ﷺ

- نام: انجمن کا نام ”انجمن فدایان رسول ﷺ“ ہوگا۔
- دفتر: انجمن کا صدر دفتر سنی رضوی جامع گول باغ، لائل پور، ہوگا۔
- انجمن کی شاخیں شہر کے ہر محلے، پاکستان کے دیگر شہروں، قصبات اور دیہات میں ہو سکتی ہیں۔
- مقاصد: جمعیت کے ممبران اور شاف کے مفادات کی ترویج خصوصاً
- (ا) اہل سنت و جماعت کے اصولوں کی تبلیغ کرنا۔
 - (ب) مناسب جگہوں پر مجالس میلاد کا انعقاد کرنا۔
 - (ج) اراکین میں غلط رسم و رواج اور عادات کی بیخ کنی کرنا۔
 - (د) اراکین کی روحانی، جسمانی اور اخلاقی حالت سدھارنا۔
 - (ه) اسلام کے صحیح عقائد کی اشاعت کی خاطر مبلغین، علماء اور نعت خوانوں کو دعوت دینا۔
 - (و) ربیع الاول اور رجب المرجب میں محافل میلاد (اور معراج) منعقد کرنا اور عوام کو نبی اکرم ﷺ کے معجزات اور کمالات سے آگاہ کرنا۔
 - (ز) مسلمانوں کے لئے تقاریر کی اشاعت کرانا تاکہ انہیں حضور اکرم ﷺ کے اعلیٰ مقام سے روشناس کرایا جائے۔
 - (ح) لوگوں کے اندر امن و امان قائم رکھنے کے لئے ہر قسم کا قدم اٹھانا۔
 - (ط) ایسے اجتماعات سے پرہیز کرنا جو امن عامہ، ملک اور مذہب کے لئے نقصان دہ ہوں۔
- ہم بہت سے لوگ جن کے نام پتے نیچے دیئے ہوئے ہیں، ایک انجمن بنانے کے خواہش مند ہیں تاکہ اس کی یادداشتوں پر عمل کر سکیں۔

دستخط اور پتے

قواعد و ضوابط۔ انجمن فدایان رسول ﷺ لائل پور

انجمن فدایان رسول ﷺ لائل پور اور اراکین کے لئے قواعد و ضوابط، جو کہ خاص قرار داد کے ذریعے تبدیل یا ترمیم ہو سکتے ہیں۔

رکن سازی

- (۱) ہر فرد جو کہ اہل سنت و جماعت ہو اور اس کے قواعد و ضوابط کا پابند ہو، ہماری انجمن کا رکن بن سکتا ہے۔
- (۲) ہر رکن ایک روپیہ ماہوار بطور چندہ دے کر اس انجمن میں شامل ہو سکتا ہے۔
- (۳) رکنیت منسوخی کے لئے شرائط

- (۱) موت (۲) پاکستان سے مستقل نقل مکانی (۳) نام واپس لینا (۴) مستقل پاگل پن
- (۵) ایک سال تک چندہ نہ دینا (۶) اراکین کی ایک تہائی اکثریت اس کی رکنیت منسوخ کر دے
- (۷) انجمن کے مقاصد اور مفادات سے انحراف

- (۱) ایک روپیہ چندہ فیس سے صدر دفتر کو مطلع رکھنا
- (ب) عطیات اور خاص چندوں سے مطلع کرنا

(۵) جنرل میٹنگ

جنرل میٹنگ کو مکمل اختیارات ہوں گے۔ اس کا ہر سال اجلاس ہوگا۔ یا کم از کم میں اراکین کی تعداد ایسے اجلاس کی درخواست کرے اور اگر ۲۵۰ سے زیادہ اراکین ہوں تو ایک سو اراکین اجلاس کے انعقاد کی درخواست کریں۔ ایسے اجلاسوں میں کوئی کارروائی کرنے کے لئے ایک تہائی اراکین کا حاضر ہونا ضروری ہے۔ یا ایک سو اراکین کا جب کہ تعداد ۲۵۰ سے زیادہ ہو جائے۔

(۶) عام میٹنگ کا ایجنڈا یہ ہو سکتا ہے۔

- (۱) انتظامیہ کمیٹی کے ممبران کا انتخاب، معظلی اور عہدے سے ہٹانا۔

(ب) آمدن اور خرچ پر بحث کرنا

(ج) ممبران کی مستقلی، داخلہ اور اخراج

(د) قوانین کی منظوری

(ه) قواعد و ضوابط میں ترمیم

(۷) تمام دوسرے معاملات کا فیصلہ جنرل میٹنگ میں اکثریتی ووٹوں سے ہوگا اور برابر ووٹوں کی صورت میں صدر کا ووٹ فیصلہ کن ہوگا۔

(۸) ہر رکن کا ایک ووٹ ہوگا اور کوئی رکن جس نے کسی قسم کا جرمانہ یا چھ ماہ تک کا چندہ نہ دیا ہو، ووٹ نہیں دے سکتا۔

(۹) عام اجلاس میں زیر بحث اور فیصلہ ہونے والے معاملات کا ریکارڈ ایک کتاب میں رکھا جائے گا۔ جس پر صدر اور سیکریٹری کے دستخط ہوں گے۔

انتظامیہ کمیٹی

(۱۰) انتظامیہ کمیٹی انجمن کے اکیس اراکین پر مشتمل ہوگی۔

(۱۱) انتظامیہ کمیٹی کے عہدیداران ایک سال کے لئے منتخب ہوں گے۔ اس کے بعد وہ دوبارہ منتخب ہو سکتے ہیں۔

اگر چند وجوہ کی بنا پر انتظامیہ کمیٹی کا دوبارہ انتخاب نہ ہو سکے تو وہی کمیٹی نئے انتخاب تک کام کرتی رہے گی۔ لیکن یہ انتخاب اٹھارہ ماہ کے اندر ہر صورت میں ہونا چاہئے۔ انجمن کے عہدیداروں کو کوئی معاوضہ نہیں ملے گا۔

(۱۲) کمیٹی کے کسی عہدیدار کا عہدہ ختم ہو سکتا ہے اگر وہ

(۱) انجمن کا ممبر نہ رہے (ب) ذہنی توازن درست نہ رہے۔

جنرل سیکرٹری

(۱۳) سیکرٹری کے اختیارات اور فرائض مندرجہ ذیل ہوں گے۔

(۱) ممبران کا ریکارڈ ایک رجسٹر میں رکھنا اور اسے تازہ ترین رکھنا۔

(ب) انجمن کی طرف سے دستخط کرنا اور اس کی خط و کتابت کرنا۔

- (ج) عام اجلاس اور کمیٹی کے اجلاس بلانا اور ان میں شرکت کرنا۔
(د) ایسی میٹنگ کا دستخط شدہ ریکارڈ رکھنا۔
(ہ) سالانہ حساب کتاب کا گوشوارہ بنانا۔
(و) ریکارڈ میں اندراجات کی تصدیق کرنا۔
(ز) انجمن کے مقرر کردہ دوسرے سیکرٹریوں کے ذمہ کام لگانا۔

رجسٹرات

- (۱) (۱۴) ممبران کے نام کارڈسٹر، جس میں ولدیت، پتے اور تاریخ داخلہ انجمن۔
(ب) کیش رجسٹر بنانا، جس میں اخراجات، بقایا اور روزانہ کی آمدن اور خرچ کا حساب رکھنا۔
(ج) جنرل میٹنگ اور کمیٹی کے اجلاسوں کا ریکارڈ رکھنے کے لئے رجسٹر۔
(۱۵) انجمن کے تمام ممبران اس کے رجسٹرات کی پڑتال کر سکتے ہیں۔

خازن

- (۱۶) خازن انجمن کو حاصل ہونے والی تمام رقومات کا انچارج ہوگا۔ وہ انجمن کی آمدن اور خرچ کا باقاعدہ حساب رکھے گا اور ہر ماہ جنرل سیکرٹری کو پیش کرے گا۔ اوپر بیان کی گئی ضروریات کے لئے کوئی بھی رقم کمیٹی سے پہلے منظوری لئے بغیر خرچ نہیں کی جائے گی۔

فنڈز کا استعمال

- (۱۷) انجمن کے فنڈز متذکرہ مدوں میں خرچ ہو سکیں گے۔
(۱۸) اگر سالانہ، ماہانہ یا کوئی اور اجلاس ہو رہا ہو تو ایسے اجلاس سے جانے سے پہلے دفتری اہل کاروں کے لئے صدر کی اجازت ضروری ہوگی۔

دستخط

پتہ

عہدہ

نام

سنت پورہ گلی نمبر ۲، لائل پور

صدر

حافظ محمد شفیع

انارکلی بازار، لائل پور	نائب صدر	ماسٹر محمد حیات
لائل پور	نائب صدر	چوہدری محمد عبداللہ
کارخانہ بازار، لائل پور	ناظم اعلیٰ	شیخ غلام رسول
منگمری بازار، گلی نمبر ۵ لائل پور	نائب ناظم	احمد دین
سبزی منڈی، لائل پور	خازن	چوہدری محمد اسماعیل
منگمری بازار، گلی نمبر ۵ لائل پور	ناظم نشر و اشاعت	ماسٹر محمد حنیف
ڈگلس پورہ، لائل پور	نائب ناظم	عنایت علی



جمعیت رضویہ اہل سنت و جماعت (رجسٹرڈ) لائل پور

جامعہ رضویہ مظہر اسلام، لائل پور ایک عرصہ تک حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی ذاتی نگرانی میں چلتا رہا۔ علالت طبع اور کثرت کار کی وجہ سے آپ نے وصال سے تین سال پہلے جمعیت رضویہ اہل سنت و جماعت، لائل پور قائم کر کے جامعہ رضویہ کا انتظام اس کے سپرد فرما دیا۔ خود نگران اعلیٰ اور سرپرست کی حیثیت حاصل کر لی۔ یہ جمعیت رجسٹرڈ ادارہ ہے۔ جامعہ رضویہ سے متعلق تمام امور باقاعدہ میٹنگ میں پاس ہو کر سرانجام پاتے ہیں۔ (۱-۲۷)

آپ کے وصال کے وقت جمعیت رضویہ کے اراکین درج ذیل تھے۔

سرپرست و بانی:	حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ	جامعہ رضویہ لائل پور
صدر و مہتمم:	مولانا قاضی محمد فضل رسول	جامعہ رضویہ لائل پور
خازن:	مولانا ابوسعید محمد امین	جامع مسجد محمد پورہ لائل پور
ناظم:	مولانا محمد معین الدین	جامعہ رضویہ لائل پور
رکن:	مولانا مفتی نواب الدین	جامعہ رضویہ لائل پور
سیکرٹری:	مولانا عبدالقادر	جامعہ رضویہ لائل پور
رکن:	مولانا محمد یعقوب	انارکلی بازار لائل پور
رکن:	حافظ محمد شفیع	کمیشن ایجنٹ ریل بازار لائل پور
رکن:	حاجی فیروز الدین	محمد پورہ لائل پور (۲۸)

(۱-۲۷) ہفت روزہ حالات، لاہور (خصوصی نمبر) ۸ مارچ ۱۹۶۳ء ص ۷

(۲۸) قواعد و ضوابط جمعیت رضویہ لائل پور، مصدقہ محکمہ رجسٹریشن، ہسٹریو۔ نوٹ: کاغذات رجسٹریشن کی نقل کتاب ہذا میں شامل کر دی گئی ہے۔

یادداشت جمعیت رضویہ اہل سنت و جماعت لائل پور

نام:

اس انجمن کا نام جمعیت رضویہ اہل سنت و جماعت لائل پور ہوگا۔
انجمن کا صدر دفتر جامعہ رضویہ شاہی مسجد جھنگ بازار لائل پور میں ہوگا۔

اغراض مقاصد:

جمعیت کے اغراض و مقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔

- ۱۔ اسلامی اصولوں کی اشاعت و حفاظت اور مذہب حقہ کے بنیادی اصولوں کی ترویج
- ۲۔ قرآن مجید، حدیث شریف، اجماع اور قیاس کی روشنی میں اہل سنت حنفی مکتب فکر کی ترقی و خدمت کرنا۔ شیخ الحدیث علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مجدد دین و ملت الحاج مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے معتقدات کے مطابق اشاعت کرنا۔
- ۳۔ دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام اہل سنت و جماعت کا قیام عمل میں لانا، قائم رکھنا اور اس کا انتظام کرنا، درس نظامی کے ذریعے مذہبی تعلیم دینا، مختلف شعبہ جات کا قیام اور ان کا انتظام و انصرام کرنا مثلاً دارالافتاء، دارالکتب، دارالتبلیغ، دارالاقامہ۔
- ۴۔ جامعہ میں پڑھنے والے طلباء کے لئے اساتذہ، کتب، رہائش، اور خورد و نوش کا انتظام کرنا۔
- ۵۔ عید میلاد النبی پورے طحطراق کے ساتھ منانا اور اس کے متعلق مختلف مواقع پر مجالس کا انتظام کرنا۔ عوام الناس میں صحیح اسلامی روح پھونکنا اور اس طرح مسلمانوں کو صراط مستقیم پر چلنے کی ترغیب دینا۔
- ۶۔ ایسی سرگرمیوں سے باز رہنا اور ان کی حوصلہ شکنی کرنا جو اسلام، ریاست اور قوم کے لئے نقصان دہ ہوں۔
- ۷۔ ایسے مبلغین تیار کرنا جو مذہب حقہ کی صحیح اور موزوں انداز میں تبلیغ کرنے کے قابل ہوں۔
- ۸۔ ہر قسم کی غیر اسلامی سرگرمیوں کے بارے میں ریاست یا حکومت کو آگاہ کرتے رہنا۔

- ۹- پاکستان کے مختلف مقامات اور شہروں میں جامعہ رضویہ کی شاخیں کھولنا اور قائم کرنا۔
- ۱۰- مذہبی کتب اور رسائل کی اشاعت کے لئے پریس کا قیام عمل میں لانا تاکہ عقائد حقہ کی تبلیغ ہو سکے۔
- ۱۱- خلفاء اور دیگر بزرگان دین کے ایام مبارک منانا تاکہ ان کے کارنامے سن کر مسلمان ان کی پیروی کرنے کے قابل ہو سکیں۔

دستخط ممبران

جمعیت رضویہ اہل سنت و جماعت لائل پور کے قوانین، اصول، ضوابط اور دفعات

تعریفات

- (۱) بانی اور سرپرست سے مراد وقتی طور پر جمعیت کا بانی اور سرپرست ہوگا۔
- (ب) صدر اور مہتمم سے وقتی طور پر جمعیت کا صدر اور مہتمم مراد ہوگا۔
- (ج) خازن سے مراد ہوگا وقتی طور پر جمعیت کا خازن۔
- (د) سیکرٹری سے جمعیت کا وقتی طور پر سیکرٹری مراد ہوگا۔

رکنیت

- (۱) پاکستان کے وہ تمام شہری جن کی عمر ۱۸ سال سے کم نہ ہو اور وہ اہل سنت و جماعت ہوں جمعیت کے رکن بن سکتے ہیں۔
- (ب) ممبران، ممبر بننے وقت اتنی رقم بطور چندہ دیں جس کی رقم جمعیت کے ارباب اختیار وقتاً فوقتاً مقرر کریں گے۔
- (ج) ممبران اپنی مرضی سے جتنا چاہیں عطیہ دے سکتے ہیں۔ تاکہ جمعیت کی ہنگامی ضروریات پوری کی جاسکیں۔

۳۔ مجلس منتظمہ

جمعیت کی مجلس منتظمہ مندرجہ ذیل ہوگی۔

(ج) خازن

(ب) سیکرٹری

(ا) صدر اور مہتمم

ایگزیکٹو کمیٹی

جمعیت کا انتظام ایگزیکٹو کمیٹی چلائے گی جو بشمول دفتری اہلکاروں اور کان پر مشتمل ہوگی۔ ایگزیکٹو کمیٹی کے اہل کاروں اور ممبران کا انتخاب سالانہ اجلاس عام میں ہوگا۔

۵۔ صدر (مہتمم) کے فرائض و اختیارات

- (ا) صدر (مہتمم) کسی بھی ملازم کی تقرری یا معزولی بغیر کوئی وجہ بتائے کر سکتا ہے۔
- (ب) صدر کسی بھی دفتری اہل کار کی خالی آسامی پر کرنے کا مجاز ہے۔ اس وقت تک کہ عام اجلاس میں اس جگہ کسی کی تقرری کی جائے۔
- (ج) صدر جمعیت کی ہنگامی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے مبلغ پچاس روپے ماہوار تک خرچ کرنے کا مجاز ہوگا۔
- (د) صدر ہر اجلاس کی صدارت کرے گا۔ یا اس کی غیر حاضری میں ایگزیکٹو جسے چن لے، صدارت کرے گا۔
- (ر) ہنگامی حالات میں صدر کو ضرورت کے مطابق فوری قدم اٹھانے کا اختیار ہوگا۔
- (س) صدر انتظامیہ میں کسی ممبر کو شامل کر کے اس کی کل تعداد میں اضافہ کر سکتا ہے۔ اور ممبران میں سے ایک نائب صدر کی تقرری کر سکتا ہے۔
- (ک) برابری (TIE) کی صورت میں صدر اپنا ووٹ استعمال کرے گا۔

(۶) نائب صدر

- (ا) صدر کی غیر موجودگی میں نائب صدر کو وہ تمام اختیارات حاصل ہوں گے۔ جو صدر کو حاصل ہیں۔
- (ب) صدر اور نائب صدر کی غیر موجودگی میں دفتری اہل کاروں میں سے متفقہ رائے سے کسی بھی ممبر کو صدارت کے لئے کہا جاسکے گا۔

(۷) خازن

(۸) سیکرٹری

سیکرٹری جمعیت کے دفتر کا انچارج ہوگا۔ اس کے فرائض و اختیارات مندرجہ ذیل ہوں گے۔

- (۱) تمام اجلاسوں کا انعقاد اور ان کی کارروائی کا ریکارڈ رکھنا۔
- (ب) ایگزیکٹو (انتظامیہ) اور اجلاس عام کے احکامات اور فیصلوں پر عمل درآمد کرانا۔
- (ج) جمعیت کی ہنگامی ضرورت کے لئے سیکرٹری مبلغ پچاس روپے ماہوار تک خرچ کرنے کا مجاز ہوگا۔
- (د) جمعیت کے ہر قسم کے کاغذات، خط و کتابت اور سامان کا ریکارڈ رکھنا۔

(۹) عام قوانین

(۱) کورم سات ممبران کا ہوگا۔

(ب) تمام معاملات کا فیصلہ کثرت رائے سے ہوگا۔

(ج) مندرجہ ذیل مسائل پر بحث کی خاطر ایگزیکٹو (انتظامیہ) کمیٹی کی مقرر کردہ تاریخ پر سالانہ عام اجلاس بلائے جائے گا۔

۱۔ ایگزیکٹو کمیٹی کی رپورٹ سننے اور غور و خوض کرنے کے لئے۔

۲۔ مجلس انتظامیہ کے ممبر کا انتخاب کرنا۔

۳۔ حسابات کی سالانہ رپورٹ کی پڑتال اور منظوری دینا۔

۴۔ سالانہ بجٹ کی منظوری دینے کے لئے۔

(د) صدر ہنگامی حالت کی صورت میں جمعیت کا خاص اجلاس بلا سکتا ہے۔ یا اس قسم کا اجلاس بلائے کے لئے کم از کم

سات ممبران تحریری طور پر کہیں جس میں اجلاس بلائے کے مقاصد کی وضاحت کی گئی ہو۔ ایسی درخواست

نقل ممبران میں مشتہر یا تقسیم کرے گا اور اجلاس کے لئے تاریخ مقرر کرے گا۔

(۱۰) متفرقات

- (ا) جمعیت کی آمدن اور جان نداد جب بھی حاصل ہو جائے وہ جمعیت کے مقاصد کی ترویج کی خاطر حفاظت سے استعمال ہوگی۔
- (ب) جمعیت کے حساب کتاب کی پڑتال ایگزیکٹو کمیٹی کے مقرر کردہ آڈیٹر سے سال میں ایک مرتبہ یا کروائی جائے گی۔
- (ج) قوانین اور ضوابط کے ذریعے کچھ بھی تبدیلی یا اضافہ نہیں کیا جاسکے گا۔ ایسا صرف اجلاس عام کے ذریعے کیا جاسکے گا جو کم از کم چودہ یا ہنگامی صورت میں اس سے بھی کم عرصہ کے نوٹس پر بلایا جاسکے گا۔

دستخط ممبران

سرپرست و بانی	ابوالفضل محمد سردار احمد غفرلہ	جامعہ رضویہ جھنگ بازار لائل پور
صدر مہتمم	محمد فضل رسول	ایضاً
خازن	ابوسعید محمد امین	جامع مسجد محمد پورہ لائل پور
ناظم	محمد معین الدین	جامعہ رضویہ جھنگ بازار لائل پور
رکن	نواب الدین غفرلہ	ایضاً
سیکرٹری	محمد عبدالقادر غفرلہ	ایضاً
رکن	محمد یعقوب بقلم خود	انارکلی بازار لائل پور
رکن	حافظ محمد شفیع بقلم خود	کیشن ایجنٹ، ریل بازار لائل پور
رکن	حاتمی فیروز دین بقلم خود	محمد پورہ لائل پور

تاریخ ۸ مارچ ۱۹۶۰ء

تحریک مسجد شہید گنج میں شرعی احکام کا اظہار

ربیع الاول ۱۳۵۲ھ / جون ۱۹۳۵ء میں سکھوں نے انگریزی حکومت کی سرپرستی میں لاہور کی مسجد شہید گنج کو شہید کر دیا۔ سکھوں کا دعویٰ تھا کہ یہ جگہ مسجد نہیں بلکہ گوردوارہ ہے۔ مسلمانوں کا مؤقف تھا کہ یہ عمارت ہمیشہ سے مسجد رہی ہے۔ سکھوں نے اپنی عملداری میں اس مسجد کو گوردوارہ میں تبدیل کر دیا تھا۔

مسجد کا شہید ہونا تھا کہ برصغیر کے مسلمان اٹھ کھڑے ہوئے۔ مسجد کی بازیابی کے لئے ہر طرح کی قربانیاں کیں۔ جلسے جلوسوں میں اکابر علماء و زعماء نے مسلمانوں کو متحدہ کرکے کوششیں جاری رکھنے کی تلقین کی مقدمات دائر ہوئے۔ مسلمان گرفتار ہوئے۔ کچھ لوگ اس تحریک میں جان کا نذرانہ پیش کر کے سرفرد ہوئے۔

مسجد شہید گنج کا قضیہ اب صرف لاہور کا مقامی مسئلہ نہ رہا، بلکہ برصغیر کے مسلمانوں نے اسے اپنا دینی مسئلہ سمجھا۔ پنجاب کے علاوہ دیگر علاقوں کے زعماء بھی ان جلسوں میں شریک ہوتے۔ علماء بریلی نے بھی اس تحریک میں بھرپور کردار ادا کیا۔

۱۰ شعبان المعظم ۱۳۵۲ھ / ۸ نومبر ۱۹۳۵ء جمعہ کی نماز شاہی مسجد لاہور میں ادا کی گئی۔ فدایان مسجد شہید گنج کثرت کے باعث شاہی مسجد کا وسیع رقبہ ناکافی ہو گیا۔ مسجد کا دروازہ اور حضوری باغ نمازیوں سے بھرا تھا۔

نماز جمعہ کے بعد یہ عظیم الشان اجتماع اجتماعی جلوس میں تبدیل ہو گیا۔ زعمائے ملت جلوس کی قیادت کر رہے تھے۔ قائدین جلوس میں دیگر علماء اہل سنت کے علاوہ حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا (خلف اکبر و خلیفہ امام احمد بریلی) قدس سرہم کا نام نامی نمایاں ہے۔ (۱)

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

- (۱) ماہنامہ انوار الصوفیہ علی پور۔ نومبر ۱۳۵۲ھ (ب) روزنامہ احسان، لاہور۔ نومبر ۱۹۳۵ء
- (۲) سیرت امیر ملت، مرتبہ سید اختر حسین علی پوری۔ ص ۳۶۲-۳۶۳
- (۳) قضیہ مسجد شہید گنج مرتبہ محمد جلال الدین قازمی (غیر مطبوعہ)

مسجد شہید گنج کے قضیہ نامرضیہ میں مسلمانوں کے خلاف سگھ اور ان کے سرپرست انگریز تھے۔ علاوہ ازیں مجلس احرار اسلام کے اراکین بھی بعض سیاسی وجوہ کی بنا پر مسلمانوں کے خلاف تھے۔ سکھوں اور حکومت کے ساتھ مقابلہ تو غیر متوقع نہ تھا۔ مجلس احرار اسلام نے نئے انداز سے مخالفت کا محاذ کھول دیا۔ سکھوں کی ہمنوائی میں انہوں نے یہ شوشہ چھوڑا کہ جو مسلمان مسجد کی حفاظت اور اس کی بازیابی کے لئے جانوں کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں، وہ شہید نہیں بلکہ حرام کی موت مر رہے ہیں۔ اس نازک اور پیچیدہ صورت حال کے پیش نظر مفتیان اعظام نے نہایت وضاحت سے فقہی راہنمائی فرمائی۔ ان راہنما مفتیان کرام میں مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا (خلف اصغر و خلیفہ امام احمد رضا)، صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی (خلیفہ امام احمد رضا)، شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد (صدر انجمن خدام الرضا بریلی)، مولانا ابرار حسین (مفتی جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی)، مولانا عبدالقادر شاہدی بہاری قدس سرہم کے اساع گرامی نمایاں ہیں۔ (۲)

مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا قدس سرہ (م ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۲ء) نے ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ / ۲۸ جولائی ۱۹۳۵ء کو خام سرانے مدرسہ اشاعت العلوم بریلی کے علی حسین بریلوی کے استفتاء کے جواب میں ایک مفصل و مدلل فتویٰ لکھا، جس میں ثابت کیا گیا کہ

- (۱) جس خطہ زمین پر ایک مرتبہ مسجد بن جائے تا قیام قیامت اسے مسجدیت سے خارج نہیں کر سکتے۔
 - (ب) مسجد شہید گنج، مسجد تھی اور اب بھی مسجد ہے۔ اگرچہ اس کی عمارت منہدم کر دی گئی ہے۔
 - (ج) جو لوگ حیثیت دینی سے سرشار ہو کر مسجد شہید گنج کی بازیابی کی کوشش میں جان بحق ہوئے ہیں وہ شرعاً شہید ہیں۔ (۳)
- اس فتویٰ کی تصدیق و تائید جن علماء کرام نے فرمائی، ان میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا نام نمایاں حیثیت سے شامل ہے۔ (۴)

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ ہفت روزہ الفقیہ امرتسر ۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء۔ ص ۷۳

(۲) تفصیلی فتویٰ ملاحظہ ہو: فتاویٰ مصطفویہ جلد دوم، مطبوعہ مکتبہ رضا، پور (پوپی) بھارت۔ ص ۹۲-۱۰۲

(۳) ہفت روزہ الفقیہ، امرتسر ۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء۔ ص ۷۳

اس طرح خالص فقہی اور علمی اعتبار سے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے تحریک مسجد شہید گنج میں نمایاں حصہ لیا۔ تحریک شہید گنج میں..... علماء بریلی کا بصیرت افروز اور حقیقت پر مبنی کردار..... خواص و عوام نے محسوس کیا۔ حضرت سید پیر جماعت علی محدث علی پوری، جو اس تحریک میں تمام طبقات امت کی طرف سے متفقہ ”امیر ملت“ مقرر ہوئے تھے، وہ بھی اکتوبر ۱۹۳۵ء میں مزید مشاورت کے لئے بریلی تشریف فرما ہوئے۔ (۵)

(۵) تفصیل ملاحظہ ہو۔ ہفت روزہ الفقہ امرتسر ۱۳ نومبر ۱۹۳۵ء ص ۷

﴿ تعمیر مساجد ﴾

کسی بھی رہبر شریعت اور پیر طریقت کے سوانح میں مسجد کا تذکرہ ایک لازمی امر ہے۔ ان حضرات کی زندگیوں میں مساجد کی تعمیر و ترقی میں صرف ہوتی ہیں، بلکہ یوں کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ یہ حضرات اور مساجد لازم و ملزوم ہوتے ہیں۔ ان نفوس قدسیہ کے دم قدم سے مساجد کی بہار ہوتی ہے..... اور مساجد کی بہار ان حضرات کے عند اللہ مقبول ہونے کی علامت ہے۔ ارشاد باری ہے۔

إِنَّمَا يُعْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ
إِلَّا اللَّهَ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَن يَكُونُوا مِنَ الْمُتَعَدِّينَ ☆ (سورہ توبہ)

اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں۔

آیت کی تفسیر میں علامہ بیضاوی (م ۷ جمادی الآخر ۱۲۵۸ھ) لکھتے ہیں۔

”إِنَّمَا يُسْتَقِيمُ عِمَارَتُهَا لِهَوْلَاءِ الْجَامِعِينَ لِلْكَمَالَاتِ الْعِلْمِيَّةِ وَالْعَمَلِيَّةِ وَمِنْ عِمَارَتِهَا تَزْوِينُهَا بِالْفَرْشِ وَتَنْوِينُهَا بِالسَّرَاحِ وَإِدَامَةُ الْعِبَادَةِ وَالذِّكْرِ وَكَرْسِ الْعِلْمِ فِيهَا وَصِيَانَتُهَا مِمَّا لَمْ تَبْنِ لَهُ كَحَدِيثِ الدُّنْيَا“

علامہ بیضاوی کا بیان حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ کمالات علمیہ اور کمالات عملیہ کے جامع حضرات (علماء اعلام اور مشائخ کرام) کے دم قدم سے مساجد کی تعمیر و ترقی وابستہ ہے۔

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ ان اولیائے کاملین سے ہیں جو مساجد کی تعمیر و ترقی کے حقیقی ضامن ہیں۔ آپ کے درس و تدریس اور دعوت و ارشاد سے جو انقلابی جماعت تیار ہوئی اس جماعت نے برصغیر میں بے شمار مساجد کی تعمیر فرمائی۔ اس تعمیر و ترقی کا ثواب و اجر آپ کے نامہ اعمال میں درج ہو گیا۔ علاوہ ازیں آپ کی ذاتی سرپرستی میں بھی بے

شار مساجد کی نئی تعمیر ہوئی۔ تعمیر شدہ مساجد کی تطہیر ہو کر حقیقی تعمیر کا مفہوم پورا ہو۔ آپ کی سرپرستی میں نئی تعمیر ہونے والی مساجد میں سنی رضوی جامع مسجد لاکل پور ایک اہم اور قابل ذکر عظیم دینی، علمی اور روحانی مرکز ہے۔

یہ مبارک مسجد جس ماحول میں تعمیر ہونا شروع ہوئی، اس کا پیش نظر رہنا ضروری ہے۔ لاکل پور کے اجنبی ماحول میں آپ کا قیام، درس و تدریس کی مصروفیات، شہر، مضافات اور دیگر دور دراز علاقوں میں وعظ و تبلیغ اور دعوت و ارشاد کے لئے طویل سفر، اغیار کی درپردہ اور علانیہ مخالفتیں کسی سے پوشیدہ نہیں۔ جامعہ رضویہ میں ہمہ وقت تدریس حدیث ہی ایسی مصروفیت تھی کہ جس کی بنا پر آپ کا کسی دوسرے امر کی جانب توجہ کرنا دشوار تھا۔ دور و نزدیک سے آئے ہوئے علماء و مشائخ، بے شمار عوام سائلین و مستفیدین سے ملاقات اور ان کی حاجت برآری اس پر مستزاد تھی۔ ہجرت سے پیدا ہونے والی مشکلات ابھی تک بر حال تھیں۔ حالت یہ تھی کہ اپنے رہنے کے لئے مکان کرایہ پر لے رکھا تھا۔ اس زمانہ میں پورے لاکل پور میں صرف مسجد نور میں صرف سنی امام تھے۔

اس پس منظر میں پاکستان بھر میں اپنی نوعیت کی منفرد مسجد تعمیر کا منصوبہ بنانا آپ کے علم و مرتبت، عالی حوصلگی اور بے مثال جذبہ اشاعت و تبلیغ کا بین ثبوت ہے۔

ہوا یوں کہ گول باغ (موجودہ ارشد مارکیٹ) میں ایک طرف موجود شاہی مسجد کے ابتدائی نشانات موجود تھے۔ اس وقت شاہی مسجد بغیر چھت کے، صرف چبوترے کی حالت میں تھی۔ دیواروں کے نشانات تو تھے مگر هنوز بالکل ابتدائی مراحل میں۔

حافظ محمد سردار کی استدعا پر آپ نے اپنے ہاں دورہ حدیث کے شریک طالب علم، مولانا عبدالقادر کو مسجد کا امام مقرر کیا، کچھ دنوں بعد دورہ حدیث کے اسباق بھی اسی مسجد کے چبوترے پر شروع کر دیئے اور فی قعدہ ۱۳۶۸ھ/ ۱۹۴۹ء میں گول باغ میں خطبہ جمعہ دینا شروع کر دیا۔ (۲)

(۲) شاہی مسجد لاکل پور کے یہ واقعات مولانا غلام رسول شیخ الحدیث، فیصل آباد جناب دی الاولیاء ۱۳۷۰ھ کو بیان فرمائے۔

جمعہ المبارک کے اجتماع میں آپ کا وعظ ایسا دل پذیر ہوتا تھا کہ دو دروازے کے علاقوں کے نمازی یہاں آ کر جمعہ پڑھتے۔ آپ کی اقتداء میں جمعہ ادا کرنے والوں کی تعداد عام مقامات کے عید کے عظیم اجتماعات سے بھی زیادہ ہوتی۔ کچھ عرصہ جمعہ کے نمازیوں کی کثیر تعداد کے پیش نظر گول باغ کے اس حصہ کی وسعت ناکافی ہو گئی۔

شاہی مسجد کے باہر سڑک کے دوسری جانب بھی گول باغ تھا، مگر تھانیشی، جناب شیخ بشیر احمد سابق صدر بلدیہ چیئرمین لاکل پور کی اجازت و تعاون سے اس ٹیسی جگہ بھرتی ڈلوآنے اور جمعہ پڑھنے کے لئے انتظامیہ کی طرف سے اجازت مل گئی۔ ٹیسی جگہ مٹی ڈلوائی گئی اور عارضی طور پر نئی مسجد کے لئے چھپر بنا دیا گیا۔ اس نئی مسجد میں جمعہ کے نمازیوں کے ہر جمعہ کو ستر اسی خیمے لگتے۔ (۳)

چھ سات ماہ اس کھلے میدان میں صرف جمعہ ادا ہوتا رہا۔ رمضان المبارک ۱۳۶۹ھ جون ۱۹۵۰ء کی آمد پر آپ نے چاہا کہ اس جگہ باقاعدہ نماز پنجگانہ باجماعت ادا ہو۔ چنانچہ انتظامیہ سے اجازت حاصل کرنے کے بعد مولانا محمد امین جو اسی سال دورہ حدیث سے فارغ ہوئے تھے، کو آپ نے ان کی رضامندی کے بعد، اس مسجد میں امامت کے لئے مقرر فرمایا۔ اس طرح یکم رمضان المبارک ۱۳۶۹ھ ۱۸ جون ۱۹۵۰ء کو نئی زیر تعمیر سنی رضوی جامع مسجد میں پنجگانہ باجماعت باقاعدگی سے ادا ہونے لگی۔ تراویح کے لئے مولانا حافظ فضل احمد رضوی (موجودہ ضلعی خطیب محکمہ اوقاف فیصل آباد) کو مقرر فرمایا۔ (۴)

اسی سال عشرہ اخیرہ رمضان میں صوفی محمد یوسف قادری نے آپ کی اجازت و ایما پر اس نئی مسجد میں سنت اعتکاف ادا کیا۔ (۵)

اسی دوران اس نئی مسجد میں عارضی چھپر اور شمالی جانب طلباء کے لئے دو کمرے تیار ہو گئے۔ ٹھیکیدار ملک عبد اللطیف ملکھاں والے نے چھپر اور کمرے بنوائے۔ (۶)

(۳) روایت صوفی اللہ رکھاسراجی حال مقیم، جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد (۴) روایت مولانا مفتی محمد امین، فیصل آباد۔ اربع النور ۱۳۰۱ھ
(۵) روایت مولانا فضل احمد خطیب ڈسٹرکٹ فیصل آباد۔ ۷/۷/۱۳۰۵ھ (۶) روایت مولانا مفتی محمد امین، فیصل آباد۔ اربع النور ۱۳۰۵ھ

کچھ عرصہ مسجد کا انتظام عرضی بنیادوں پر چلتا رہا۔ نماز جمعہ کے علاوہ نماز پنجگانہ ادا ہوتی رہی۔ مگر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ خانہ خدا کو اس کی شایان شان تعمیر کرنے کا عزم کر چکے تھے۔ بالآخر وہ مبارک سعادت آگئی جس میں ایک عظیم الشان جامع مسجد کا باقاعدہ سنگ بنیاد رکھا گیا۔

۱۱ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ / ۸ نومبر ۱۹۵۲ء بروز پیر دن گذار کرات کو علماء و مشائخ اور اہل سنت و جماعت کے عظیم اجتماع کی موجودگی میں اس وقت پاکستان کی موجود تمام مساجد میں سے سب سے بڑی سقف جامع مسجد کا سنگ بنیاد خود اپنے دست مبارک سے رکھا اور اس کا نام سنی رضوی جامع مسجد رکھا۔ بحمدہ تعالیٰ اہل سنت کے مخلصانہ تعاون سے مسجد کی تعمیر بڑی تیزی سے ہوئی۔ لوگوں نے بڑھ چڑھ کر اپنے عطیات پیش کئے۔

اس مسجد کی تعمیر میں قابل ذکر امر یہ ہے کہ آپ نے کبھی خود چندہ کے لئے اپیل نہ کی۔ بلکہ جس نے مسجد کی امداد مشروط طور پر کی اس کی امداد قبول نہ فرمائی۔ چنانچہ ایک مرتبہ حاجی سیٹھ عبدالحمید، سچی دکان فیصل آباد نے مسجد کا فرش لگانے کی پیش کش کی اور ساتھ ہی عرض کیا کہ میرے نام کا پتھر مسجد میں لگوادیا جائے۔ آپ نے مشروط تعاون قبول کیا۔ (۷)

مسجد کی تعمیر کے دوران چودھری علی محمد جالندھری نے نمازیوں اور طلباء کے وضو اور غسل وغیرہ کے لئے پانی مہیا کرنے کے جملہ اخراجات برداشت کئے۔ (۸)

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے وصال (یکم شعبان ۱۳۸۲ھ / ۲۹ دسمبر ۱۹۶۲ء) کے وقت تک سنی رضوی جامع مسجد کی دو منزلوں کا چھت مکمل ہو چکا تھا۔ دونوں میناروں کی تعمیر شروع ہو چکی تھی۔

سنی رضوی جامع مسجد کی تعمیر سے قبل اس کا باقاعدہ نقشہ نہ بنایا گیا۔ بلکہ بانی مسجد حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی ہدایات کے مطابق مستری فیض محمد سابق دھال پور منتاں تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور (بھارت) حال مقیم لائل پور مسجد

(۷) روایت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول، فیصل آباد۔ ۹ ربیع الاول ۱۳۰۵ھ

(۸) روایت صوفی اللہ رکھاسراجی، حال مقیم فیصل آباد

کو تعمیر کرتے رہے۔ مسجد کا جتنا حصہ آپ کی ذاتی گرانٹی میں تعمیر ہو چکا تھا۔ اس کا اجمالی خاکہ پیش خدمت ہے، اس خاکہ کی تفصیلات حافظ محمد شفیع، فیصل آباد اور مستری محمد الحق نے صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول خلف اکبر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ کی موجودگی میں ۱۰ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ کو بنائیں۔

☆ مسجد کی پہلی اینٹ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ نے اپنے دست مبارک سے جنوبی کونے میں رکھی۔

☆ مسجد کے بڑے کمرے (ہال) کی لمبائی ۱۸۰ فٹ، چوڑائی ۵۲ فٹ (۹)

مسجد کے بڑے کمرے سے ملحقہ برآمدہ کی لمبائی ۱۸۰ فٹ، چوڑائی ۱۶ فٹ

برآمدہ سے ملحقہ ڈیوڑھی کی لمبائی ۱۱۶ فٹ، چوڑائی ۵ فٹ

مسجد کے ہال کے دروازے۔ ۹ (۱۹)

برآمدہ کے دروازے۔ ۱۹

بنیاد میں دیواروں کی چوڑائی۔ ۵ فٹ ۱۶ انچ

اس طرح مغربی دیوار میں ایک روے میں تین ہزار اینٹیں صرف ہوئیں۔

مسجد کے شمالی و جنوبی دو بڑے میناروں میں سے ہر ایک کی پیمائش یہ ہے۔

بنیاد سطح زمین سے نیچے۔ ۲۵ فٹ گہرا

مینار کی بنیاد کی لمبائی چوڑائی کا اندازہ اس سے لگائیں کہ ایک روے میں اڑھائی ہزار اینٹیں صرف ہوئی۔

سطح زمین سے بلندی۔ ۲۱۱ فٹ (۱۰)

(۱۹) دروازوں کی تعداد تسمیہ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کے حروف کی تعداد کے مطابق ۱۹ ہے۔ فقیر قادری عفی عنہ

(۹) یاد رہے کہ بادشاہی مسجد لاہور کا مسقف حصہ ۱۵۰ فٹ لمبا اور ۲۵ فٹ چوڑا ہے۔

(۱۰) حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ کے وصال مبارک تک دونوں میناروں میں صرف ۲۵ فٹ تک بن چکے تھے۔ جنوبی مینار کا نام مینارہ غوثیہ رکھا گیا۔

بینار کی موٹائی، ہشت پہلو میں ۳۱۴ ۱۷ فٹ (۱۱)

☆ مسجد میں برآمدہ اور ڈیوڑھی کی بنیاد مشترکہ ہے، اس کی چوڑائی ۱۹ فٹ
☆ مسجد کی دیواروں کی بنیادوں کی گہرائی کم از کم ۹ فٹ ہے۔

☆ مسجد کے بڑے کمرے کو تین برابر حصوں میں تقسیم کر کے درمیانی حصہ کو چھوڑ کر شمالی اور جنوبی حصوں پر ۱۶ فٹ
کی بلندی پر ایک چھت ڈال کر دو گیلریاں بنا دی گئیں ہیں اور مسجد اور گیلریوں کے اوپر بڑا چھت ۳۰ فٹ کی
بلندی پر ہے۔ بڑی چھت کے درمیان روشنی کے لئے ایک لائٹ بینار بنایا گیا۔ جس کی لمبائی ۱۶ فٹ اور
چوڑائی ۱۶ فٹ اور بلند ۸ فٹ ہے۔ یہ لائٹ بینار پوری مسجد گیلریوں میں روشنی مہیا کرتا ہے۔

☆ مسجد کے بڑے کمرے (ہال) میں شمالی و جنوبی دونوں گیلریوں کی پیمائش یہ ہے۔

☆ لمبائی ۵۲ فٹ، چوڑائی ۵۲ فٹ

☆ پوری چھت صرف بیس ۲۰ ستونوں پر قائم ہے۔ ہر ایک ستون کی بنیاد زمین سے ۹ فٹ گہری ہے۔ ہر ستون کی
بنیاد ۸ فٹ مربع کی پیمائش میں۔ سطح زمین سے چھت تک یہ گول ستون ۲ فٹ قطر میں ہیں، جن پر اب سیاہ
چمکدار چسپن چڑھادی گئی ہے۔

☆ مسجد کا درمیانی محراب ۱۰ فٹ چوڑا اور ۱۶ فٹ اونچا ہے۔

☆ مسجد کے دروازوں کی پیمائش یہ ہے۔

☆ ہر دروازہ ۵ فٹ چوڑا اور ۸ فٹ اونچا ہے۔

☆ تین بڑے دروازے ہیں جن کی پیمائش یہ ہے۔ ہر دروازہ ۷ فٹ چوڑا اور ۸ فٹ اونچا ہے۔

(۱۱) مستری محمد اسحاق، جو شروع سے ہی مسجد کی تعمیر میں شامل رہے اور مستری فیض محمد کے داماد اور انہی کے شاگرد ہیں، نے بتایا کہ مسجد کی لمبائی کے برابر
بینار کی بلندی مناسب ہوتی ہے، اسی طرح بینار کی موٹائی سے دس گنا بینار کی بلندی مناسب ہوتی ہے۔ نیز مستری محمد اسحاق نے بتایا کہ بادشاہی مسجد
لاہور کے بینار ۱۸ فٹ اونچے ہیں۔ اور بینار پاکستان کی اونچائی ۱۹۶ فٹ ہے۔ (فقیر قادری عتیٰ عز)

☆ اب مسجد کی چھت پر تین گنبد تعمیر ہو چکے ہیں۔ جن میں ایک بڑا ہے اور دو چھوٹے ہیں۔

بڑے گنبد کی پیمائش یہ ہے۔

قطر۔ ۱۱۳ ۲۳ فٹ (اندرا) اور ۴۱ فٹ بلند (کلس سمیت) چھوٹا گنبد، قطر۔ ۶۶ فٹ (اندرا)، بلندی۔ ۳۳ فٹ

(سینا سمیت)

☆ بانی مسجد حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی ذاتی نگرانی میں اس فلک بوس، طویل و عریض عظیم الشان اور عظیم المنظر جامع مسجد پر آپ کے وصال تک دو لاکھ کے قریب روپیہ صرف ہوا۔ آپ نے مسجد کا کام سنت نبوی کے مطابق خود بھی کیا۔ ۱۹۵۸ء میں جب گیلری کا لٹرز ڈالا جانے لگا تو سب سے پہلے آپ نے اپنے دست مبارک سے پہلی تغاری، بجزی کی ڈالی۔

لیکن مسجد کا حساب کتاب اپنے پاس نہ رکھا۔ تعمیر کے ابتدائی تین سال تک یہ حساب مولانا عبدالقادر احمد آبادی کے پاس رہا۔ بعد میں یہ حساب (تقریباً ۶ سال) حافظ محمد شفیع، صدر انجمن، فدایان رسول ﷺ کے پاس رہا۔ سنی رضوی جامع مسجد کی تعمیر جہاں مخلصین اہل سنت نے بساط بھر حصہ لیا، وہاں مخالفین اہل سنت نے اس کے تعمیر میں روڑے اٹکائے۔ مگر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی صداقت اور عزیمت کے سامنے تمام حائل رکاوٹیں خاک بن کر اڑ گئیں۔ مخالفین اپنے پورے زور کے باوجود کبھی کامیاب نہ ہو سکے۔

ایک موقعہ پر مخالفین نے اپنے ہم عقیدہ اے۔ ڈی۔ ایم حمید الدین سے مل کر مخالفت کا جال بچھایا۔ اے ڈی ایم مسجد کی تعمیر کا ذاتی مخالف بن گیا۔ موقعہ پر آیا۔ مسجد کا محن تنگ کرنے کے لئے اس نے مسجد کے صحن میں ڈرم نصب کروا دیئے اور کچھ دکھ دکانداروں کو بیٹھا دیا۔ آپ نے مسجد کے صحن کی حد بندی کے لئے باہر تین اطراف، باب النور، باب الرضا اور باب عائشہ بنوادیئے۔

اے ڈی ایم مذکور عقائد کے اختلاف اور مخالفین کی انگیخت کے باعث شدید دھمکیاں دے گیا اور کہہ گیا کہ وہ سخت سزا کے لئے تیار رہیں۔ مگر راتوں رات ایسا عذاب میں مبتلا ہوا کہ اس کی داستائیں اب بھی زبان زد عام ہیں۔ (۱۱)

(۱۱) مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ روزنامہ عوام، لاکل پور۔ ۸ مارچ ۱۹۶۳ء

مسجد میں قال و حال مصطفیٰ ﷺ کے تذکرہ و تدریس حدیث کے لئے آپ نے وسیع تالاب کے اوپر ایک عظیم الشان دارالحدیث تعمیر کروایا۔ آپ کی تعمیر کردہ مسجد اور دارالحدیث کے درمیان آپ کا مزار بنا۔ عارف جامی علیہ الرحمۃ کا شعر آپ کی زندگی اور وصال کے بعد کے حالات کا ترجمان ہے۔

خوشا مسجد و مدرسہ و خانقاہے
کہ در دے بود قیل و قال محمد (ﷺ)

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد مسجد کی تزئین و تکمیل آپ کے خلف اکبر صاحبزادہ قاضی محمد افضل رسول مدظلہ کی سرپرستی میں ہو رہی ہے۔ اس وقت تک مسجد کا اندرونی حصہ مکمل ہو چکا ہے۔ پلستر کے علاوہ دیواروں پر نہایت خوبصورت، منقش اور رنگ دار چپس کا کام ہو چکا ہے۔ فرش پر رنگ دار اور چمکدار چپس بچھادی گئی ہے۔ مسجد کے باہر گنبدوں پر قیمتی رنگ دار سنگ مرمر چسپاں کیا جا چکا ہے۔ مسجد کے سامنے والی دیوار پر مینار غوثیہ اپنی عظمت کا اعلان کر رہا ہے۔ چھوٹے مینار حسین جلوؤں میں اپنی تکمیل کا اعلان کر رہے۔ مسجد کی پیشانی پر کام جاری ہے۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے انقلابی پروگراموں کے لئے ایسی ہی عظیم الشان مسجد درکار تھی۔ یہ سنی رضوی جامع مسجد اپنے بلند مینار کے ساتھ سنیت کا نشان ایک مضبوط مرکز اور ناقابل تسخیر قلعہ ہے۔ وصال تک آپ نے اسی عظیم مسجد میں خطبہ جمعہ دیا۔ جامعہ رضویہ کے سالانہ اجلاس، عرس اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ اور دیگر مذہبی تقاریب کا انعقاد اسی مسجد میں ہوتا ہے۔

شاہی مسجد اور سنی رضوی جامع مسجد فیصل آباد کے علاوہ آپ نے متعدد مساجد کی بنیاد رکھی اور کئی دیگر مساجد کی تعمیر و ترقی میں حصہ لیا۔ جن مساجد کا سنگ بنیاد آپ نے اپنے دست مبارک سے رکھا ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔

☆ احمد آباد (بھارت) کی جامع مسجد (۱۲)

☆ جامع مسجد راجہ چوک فیصل آباد۔ اس مسجد کا سنگ بنیاد آپ نے ۱۹۵۸ء میں رکھا۔ (۱۳)

(۱۲) روایت مولانا غلام نجی الدین، مقیم جوالاگر، فیصل آباد

(۱۳)

روایت مولانا منظور حسین خطیب مسجد مذکور

☆ صابری جامع مسجد غلام محمد آباد فیصل آباد

☆ جامع مسجد بغداد، فیصل آباد (اس مسجد کی تعمیر میں بھی آپ نے نمایاں حصہ لیا)

☆ اللہ والی مسجد، جڑانوالہ روڈ، فیصل آباد

☆ جامع مسجد مدنی سنن آباد، فیصل آباد

☆ جامع مسجد بغدادی جوالا نگر، فیصل آباد

اور بہت سی مساجد

☆ سرگودھا میں اہل سنت کے عظیم الشان کامیاب جلسہ کے بعد، جس میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا تاریخی

بیان ہوا اور دیوبندیت کے مضبوط قلعے سمار ہو گئے، کمپنی باغ میں بہت بڑی مسجد تعمیر ہوئی۔ جلسہ کی صدارت

حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی (مرتبہ ۱۳۰۱ھ/۱۹۸۱ء) نے فرمائی تھی۔ (۱۵)

☆ جامع مسجد قادریہ پیپلز کالونی، فیصل آباد (۱۶)

☆ ضلع کونسل، فیصل آباد کی مسجد کا سنگ بنیاد (تعمیر نو کے وقت) آپ نے رکھا۔ امام مسجد اپنی جانب سے مقرر

کیا۔ سنگ بنیاد میں آپ کا نام نامی کندہ تھا، جو مسجد میں نصب ہوا۔ لیکن اب تعمیر جدید کے بہانے اس سنگ

بنیاد کو ہٹا دیا گیا ہے۔ (۱۷)

دوران سفر آپ کو اگر کہیں ایسی جگہ نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا جہاں پہلے سے مسجد موجود نہ ہوتی تو آپ کی برکت

سے وہ جگہ نہ صرف آباد ہو جاتی بلکہ وہاں شاندار مسجد بھی تعمیر ہو جاتی۔ اسے آپ کی کرامت کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ اس

سلسلہ کی صرف ایک مثال پیش خدمت ہے۔

(۱۵) روایت مولانا منظور حسین، خطیب جامع مسجد لہر چوک، فیصل آباد

(۱۶) روایت مولانا حافظ احسان الحق، فیصل آبادی

(۱۷) روایت مولانا حافظ احسان الحق، فیصل آباد

ایک مرتبہ دوران سفر آپ نے اڈا مرید والا ضلع فیصل آباد میں نماز عصر ادا فرمائی۔ قریب نہر کے پانی سے وضو کیا۔ اس وقت یہاں نہ آبادی تھی نہ ہی یہاں کوئی باقاعدہ مسجد تھی۔ خالی جگہ آپ نے نماز ادا کر لی۔ نماز کے بعد دعا پڑھی اور نماز میں فرمایا۔

”کیا ہی اچھا ہو کہ یہاں سنیوں کا ایک مدرسہ ہو اور ایک مسجد ہو، تاکہ یہ جگہ آباد ہو جائے۔“

بچہ تعالیٰ آپ کی برکت سے یہ جگہ آباد ہے، وہاں اہل سنت کا ایک مدرسہ ہے اور ایک شاندار مسجد۔ (۱۸)
حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے لاکھ پور و روڈ مسعود سے قبل وہاں کی اکثر آبادی سنی مساجد میں دیوبندی عقیدہ کے امام مسلط تھے۔ آپ کی صداقتِ مذہبی، جلالتِ علمی، حق گوئی اور مسلکِ حق کی ترویج و اشاعت کی شانہ روز مساعی سے یہ سنی مسجدیں سنی ائمہ سے آباد ہو گئیں۔ آپ کے وصال تک جن مساجد کی تطہیر ہوئی ان کی تعداد اسی (۸۰) سے زائد ہے۔ ان مساجد کی تطہیر تعمیر سے کسی طور پر کم نہیں۔

دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور

ہجرت ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۷ء کے بعد بھکھی اور ساروکی کے عارضی قیام کے بعد حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے شوال ۱۳۶۸ھ / اگست ۱۹۴۹ء لائل پور (فیصل آباد) میں مستقل طور پر قیام پذیر ہو کر اعلیٰ مربوط دینی و تدریسی خدمات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ لائل پور کے قیام سے قبل مختلف مقامات اور بلاد کے امراء، مشائخ اور علماء نے آپ کو اپنے ہاں قیام کی دعوت دی، تاکہ آپ ان کی سرپرستی میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کریں۔ مگر آپ کا لائل پور کی تجدید و یورندیت زدہ سرزمین میں بے خوف و خطر حق و صداقت کی آواز بلند کرنا آپ کی اعلیٰ ہمت، عزیمت، عظمت، بصیرت، استقلال، مخلصانہ بے لوث دینی و تبلیغی جذبہ پر دلالت کرتا ہے۔

مختلف اطراف سے قیام کی فرمائشوں کے باوجود آپ نے لائل پور کو آئندہ قیام کے لئے منتخب فرمایا۔ یہ قیام کا فیصلہ بے وجہ نہ تھا، اس کے پس منظر میں متعدد وجوہات تھیں۔ چند ایک وجوہ کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

﴿۱﴾

لائل پور شہر کی بنیاد ۱۸۹۷ء میں مکمل ہوئی۔ (۱)

اس شہر کے پہلے ڈپٹی کمشنر سر جن لائل نامی انگریز تھے۔ اس دور میں حکومت کی طرف سے شہر کی آبادی کے لئے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے پیرومرشد حضرت شاہ سراج الحق چشتی قادری کے والد ماجد خواجہ منیر الحق نقشبندی کے لئے متعین تھے۔ ۱۸۹۲ء میں خواجہ منیر الحق کے ہمراہ ان کے منشی فتح دین ان کے معاون تھے۔ اس زمانہ کے دستور کے مطابق ڈپٹی خواجہ محمد منیر الحق نے گھوڑی پر سوار ہو کر لائل پور کی آبادی کی نشاندہی فرمائی۔ انہی کی وساطت سے عبداللہ پور (فیصل آباد) کی زمین منشی فتح دین کو الاٹ ہوئی۔ (۲)

(۱) یہ کن کارخانہ بازار کے بیرونی دروازہ قیصری گیٹ پر لکھا ہوا ہے۔ فقیر قادری غنی عنہ

(۲) (۱) روایت مولانا مفتی محمد امین، فیصل آباد، ارتح الاول ۱۳۰۵ھ

(ب) مکتوب مولانا نذیر احمد چشتی، مقیم چک ۷۲ (فیصل آباد) نام فقیر قادری غنی عنہ، موصول ۲۲ شعبان ۱۳۰۵ھ

منشی فتح دین اس کی اہلیہ (حافظ عبداللہ و فتح اللہ کی والدہ) اور ان کے خاندان کے بہت سے افراد حضرت خواجہ شاہ سراج الحق قدس سرہ سے مرید تھے۔ (۳)

منشی فتح دین کا اس علاقہ میں کافی اثر و رسوخ تھا۔ وہ مذہبی خدمات بھی بڑے ذوق سے سرانجام دیتے تھے۔ جمال خانوازہ (فیصل آباد) کی مسجد، پکھری کی جامع مسجد اور تحصیل والی مسجد کے وہ متولی تھے۔ (۴)

گویا لائل پور کی ابتدائی آباد کاری میں اولیاء اللہ کا بہت حصہ اور تعلق ہے۔ اپنے پیرومرشد خواجہ سراج الحق قدس سرہ کے حوالہ سے لائل پور کی سر زمین حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے لئے تعلق روحانی کا باعث تھی۔

یاد رہے اس شہر کا نام ۱۹۷۷ء میں تبدیل کر کے فیصل آباد کر دیا گیا۔

﴿ب﴾

لائل پور کی ابتدائی آبادی میں مسلم و غیر مسلم سبھی شامل تھے۔ مسلمانوں کی مذہبی و دینی راہنمائی کے لئے بزرگان دین کے دامن گرفتہ علماء خدمت دین میں مصروف رہے۔ ۱۹۲۸ء میں مولانا نظام الدین لائل پور کا انتقال ہوا۔ (۵)

مولانا نظام الدین حضرت شاہ سراج الحق قدس سرہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ (۶)

مولانا نظام الدین کی موجودگی تک پورے شہر اور علاقہ میں مہمان اولیاء اللہ اہل سنت کے معتقدات کا خوب چرچا رہا۔ ہر طرف صلوة و سلام محافل میلاد النبی اور مجالس اولیاء اللہ کی رونق قائم رہی۔ مولانا نظام الدین کے وصال کے

(۳) مکتوب مولانا نذیر احمد سراجی، چشتی بنام فقیر قادری غفری عنہ ۲۲ شعبان ۱۳۰۵ھ

(۴) روایت مولانا مفتی محمد امین، فیصل آباد۔ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۰۵ھ

(۵) روزنامہ سعادت، لائل پور (اداریہ) مجریہ ۳۰ دسمبر ۱۹۶۲ء

(۶) مکتوب مولانا نذیر احمد چشتی بنام فقیر قادری غفری عنہ۔ موصول ۲۲ شعبان ۱۳۰۵ھ

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے یکم ربیع الاول ۱۳۸۰ھ کو دورہ حدیث پڑھاتے ہوئے فرمایا ”مولانا نظام الدین وہابی عقیدے کے تھے۔ تحصیل والی مسجد لائل پور میں خطیب تھے، حضرت شاہ سراج الحق صاحب چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کرم سے سنی بن گئے تھے“

ملفوظات و فتاویٰ دورہ حدیث۔ مرتبہ مولانا محمد اقبال رضوی لائل پور۔ ص ۱۲

دیوبندیوں اور غیر مقلدوں نے اہل سنت کے روپ میں اپنے آپ کو پیش کیا۔ رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ ۱۹۳۷ء میں قیام پاکستان تک لاکل پور میں اہل سنت کو مغلوب اور ان کے عقائد حقہ کو مسموم کرنے کی کوششیں پورے عروج پر تھیں۔ اہل سنت کی مساجد پر دیوبندی ائمہ مسلط تھے، جنہوں نے اپنے آپ کو اہل سنت ظاہر کیا ہوا تھا۔ پورے شہر میں دو مساجد تھیں جن کے امام سنی تھے۔ مسجد نور (طارق آباد) مسجد صابری۔

اپنے برادر دینی و یقینی مولانا نظام الدین (م ۱۳۴۷ھ / ۱۹۲۸ء) کی گذشتہ خدمات اسلامیہ کے حوالہ سے لاکل پور، شاہ سراج الحق کے خلیفہ حضرت شیخ الحدیث کے لئے ایک وجہ تعلق تھا۔ شاہ سراج الحق کے اس خلیفہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے لاکل پور کی ایسی تقسیم فرمائی کہ یہ سینوں کا روحانی، علمی مرکز اور ناقابل تسخیر قلعہ بن گیا۔

﴿ج﴾

لاکل پور کا شہر مغربی پاکستان (موجودہ پاکستان) بشمول کشمیر کے قریباً وسط میں واقع ہے۔ لال پور دنیا کے نقشہ پر ۳۷ درجہ ۵ دقیقہ طول بلد شرقی اور ۳۱ درجہ ۲۴ دقیقہ عرض بلد شمالی پر واقع ہے۔ جبکہ مغربی پاکستان (موجودہ پاکستان) تقریباً ۶۰ سے ۷۸ درجہ طول بلد شرقی اور ۲۴ سے ۳۶ درجہ عرض بلد شمالی کے درمیان واقع ہے۔ اس اعتبار سے لاکل پور اس وقت کے مغربی پاکستان (موجودہ پاکستان) کے تقریباً وسط میں ہے۔ ملک کا یہ وسطانی مقام مرکز اہل سنت بننے کا زیادہ حق دار تھا۔ ممکن ہے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی نگاہ انتخاب میں یہ وجہ بھی کار فرما ہو۔

﴿د﴾

قیام پاکستان سے قبل مغربی پاکستان میں جتنے مشہور مرکزی مدارس اور خانقاہیں تھیں ان میں سے اکثر کے مہتمم حضرات، زریب آستانہ مشائخ کرام اور ملک کے دیگر امراء نے آپ کو ان کے ہاں قیام پذیر ہونے کی دعوت دی۔ (۷) تاکہ ان کی سرپرستی میں درس و تدریس کریں، مگر آپ کی مرکزی اور ہمہ گیر شخصیت کا تقاضا تھا کہ آپ آزادانہ

(۷) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، ۲۱ شعبان ۱۳۷۹ھ - ص ۳

(ب) ماہنامہ ضیائے حرم، بھیرہ۔ (شیخ الاسلام نمبر) اکتوبر ۱۹۸۱ء - ص ۵۸

ماحول میں درس و تدریس تبلیغ و اشاعت اور دعوت و ارشاد کا کام جاری فرمائیں، تاکہ مستقبل میں آپ کی سرپرستی میں مدارس بھی جاری ہو جائیں اور آپ کی شخصیت کی مرکزی حیثیت نمایاں ہو سکے۔ اس لحاظ سے لائل پور ہی موزوں تھا۔

﴿۵﴾

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے لائل پور کے ورود مسعود سے قبل آپ کے پیرزادہ صاحبزادہ محمد ظہور السراجی لائل پور میں محلہ سنت پورہ میں مقیم ہو چکے تھے۔ ابتدائی طور پر آپ کا عارضی قیام ان کے ہاں بھی ممکن ہوا۔

﴿۶﴾

سب سے بڑھ کر مرکز علم و عرفان بریلی کے سجادہ نشین، مظہر اسلام بریلی کے مہتمم اور آپ کے استاذ گرامی حضرت مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا بریلوی قادری نوری کا حکم نامہ قیام لائل پور کا باعث بنا۔ ہوا یوں کہ آپ نے مستقبل میں مقام قیام کا معاملہ استاذ گرامی حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی اور مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ نوری کی صوابدید پر چھوڑ دیا۔ آپ فرمایا کرتے۔

”میں استاذی المکرم بدر طریقت صدر الشریعہ علامہ حکیم امجد علی صاحب رضوی دامت برکاتہم و سیدی وسندی حضرت مفتی اعظم ہند سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ بریلی شریف عم فیوضہم کے حکم کا منتظر ہوں۔ اگر وہ حضرات مجھے حکم دیں تو کہیں بھی شامیانہ لگا کر دینی خدمات انجام دوں گا۔ لیکن جب تک ان حضرات کی طرف سے کوئی حکم یا کوئی غیبی اشارہ نہ ہو جائے اس وقت تک کسی جگہ کا وعدہ قبول نہ کروں گا۔ (۸)

حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ العزیز کا وصال تو ذی قعدہ ۱۳۶۷ھ میں ہو گیا۔ ”اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ“ حضرت مفتی اعظم اسی سال حج و زیارت حرمین شریفین کے لئے حجاز تشریف لے گئے۔ اس دوران حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کسی کام کے لئے لائل پور تشریف لائے ہوئے تھے۔ یہاں سے آپ نے انہیں عریضہ لکھا جس میں سارے

(۸) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گویا نوالہ، ۲۵ شعبان المعظم ۱۳۷۸ھ ص ۳

اور لائل پور میں سے کسی مناسب مقام کے تعین کا حکم نامہ حاصل کرنے کی استدعا کی گئی۔ مفتی اعظم کا مدینہ منورہ سے خط آیا۔ جس میں انہوں نے سارو کی کے پتہ کو دائرہ میں کر دیا اور لائل پور کا پتہ کھلا چھوڑ دیا۔ لفاظی دیکھتے ہی آپ پر ایک روحانی وجدانی کیفیت طاری ہو گئی۔ جس کا اندازہ صرف اہل دل ہی کر سکتے ہیں۔ اہل اللہ اس حقیقت سے واقف ہیں کہ اس مکتوب مبارک کے الفاظ میں کیا کیا عظیم بشارتیں تھیں۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے فرمایا۔

”آج حجاز مقدس سے یہ غیبی اشارہ ہوا ہے کہ سارو کی کا دانہ پانی بند اور لائل پور میں قیام کرنا اور

دینی و مذہبی خدمات انجام دینا مقدر میں ہے۔“ (۹)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے ابتدائی قیام کے وقت لائل پور کی جو مذہبی حالت تھی وہ تاریخ کا ایک تاریک پہلو ہے۔ بد عقیدگی کی ظلمتیں ہر طرف چھائی ہوئی تھیں۔ اسلام کے نورانی، مقدس قوانین کو طاغوتی طاقتیں اندھیرے سے بدلنے کی کوششوں میں مصروف تھیں۔ عظمت انبیاء علیہم التحیۃ والثناء اور محبت اولیاء علیہم الرحمۃ سے منسوب ہر محفل پر عملاً پابندی تھی۔ میلاد مصطفیٰ اور اعراس اولیاء پر ایسی قدغن تھی کہ ان کا انعقاد ناقابل معافی جرم تھا۔ نضایا رسول اللہ کے مقدس نعرہ کو ترس رہی تھی۔ مذہب کے نام پر بد مذہبی پھیلانے والے ٹھیکیداروں نے ایسا ماحول پیدا کر رکھا تھا کہ اگر کوئی جرات کر کے احقاق حق اور ابطال باطل کی کوشش کرتا تو پتھر مار مار کر بھگا دیا جاتا۔ اگر کسی جگہ کسی مذہبی جلسہ کی کاروائی کی ابتدا کی جاتی تو یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا تھا کہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوگا۔ بھرے مجمع میں غنڈہ گردی کر کے انتشار و بد نظمی اور افراتفری پیدا کی جاتی، آخر تک آکر لوگ خود بخود منتشر ہو جاتے۔ اور جلسہ کا پروگرام درہم برہم ہو جاتا۔

لائل پور جیسا صنعتی شہر، تجارتی مرکز اور زرعی علاقہ مذہبی طور پر خشک و سنگلاخ بن چکا تھا۔ اس بد مذہبی جمود کو توڑنے کے لئے آپ کے عزم عظیم نے لائل پور کے قیام کو منتخب کر لیا۔

لائل پور کے اس مذہبی جمود کو سمجھنے کے لئے دو شہادتیں پیش خدمت ہیں۔ لائل پور کے باسی، مسلم لیگ کے ضلعی صدر۔ روز نامہ اخبار سعادت لائل پور کے مدیر مسئول جناب ناخ سیفی بیان کرتے ہیں۔

”شیخ الحدیث والتفسیر، المحدث الاعظم، العلامہ، استاذ العلماء اکامین، امام الفضلاء العارفين، حجة الاسلام، مرجع النواص والعوام، حضرت مولانا محمد سرور احمد رحمۃ اللہ علیہ کالائل پور میں ورود..... ایک احسان خداوندی تھا۔ ۱۹۲۸ء سے ۱۹۳۲ء تک کاعرضہ لائل پور میں دینی انخطاط کا دور تھا۔ مسلمانوں کے عقائد پر الحاد کی پرچھائیاں چھانچکی تھیں۔ بے دینی کے گھناٹوپ اندھیرے میں مسلمان سرمایہ عقیدت، محبت و اسلام سے محروم ہوتے جا رہے تھے۔ یارسول اللہ کی پکار..... اور گیارہویں کی بہار..... شرک و بدعت متصور ہونے لگی تھی۔

جب اس بے دینی کے رجحانات عام ہو گئے۔ تو خداوند قدوس نے اس کا خاص انتظام کروایا..... اور حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کو محبت رسول کی مشعل تابندہ دے کر..... لائل پور کی جانب روانہ فرمایا۔“ (۱۰)

فخر العلماء غلامہ مولانا عظیم محمد چشتی کے الفاظ، جو انہوں نے آپ کے لائل پور کی آمد سے متعلق بیان کئے پڑھے اور تاریخ سے آگاہی حاصل کیجئے۔

”جب وہ تقسیم کے بعد پاکستان آئے اور لائل پور کی ایک چھوٹی سی مسجد میں انہوں نے یک و تنہا کام شروع کر دیا۔ جب کوئی معاون نہ ہو، مخالفوں کی یورش ہو اور مقام اجنبی ہو تو کام کرنا بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ معمولی اعصاب رکھنے والا انسان ایسی معاندانہ سر زمین میں ٹھہر نہیں سکتا۔ مہیب آندھیوں میں معمولی چراغ کی لو کا برقرار رہنا ممکن نہیں۔ طوفانی ہواؤں میں کوئی قوی ترین مشعل ہی ظلمتوں کا سینہ چاک کر سکتی ہے۔ یہ شیخ الحدیث ہی کا عزم تھا۔ جو ان تمام بے سروسامانیوں اور مخالفت کے اثر و دام میں بھی متزلزل نہیں ہوا۔ وہ ماحول کی تمام بے نیازیوں سے مستغنی ہو کر ایک چھوٹی سی مسجد میں مصلیٰ بچھا کر بیٹھ گئے اور درس و تدریس کی زندگی کا آغاز کر دیا.....

.....جہالت و گمراہی برسوں دعائیں کرتی ہے تب کہیں جا کر ایسا صاحب علم پیدا ہوتا ہے، شیخ الحدیث کی تبلیغی زندگی نے جس فضا میں آنکھ کھولی اس وقت ہر طرف رسول دشمنی کا دور دورہ تھا۔ بدمذہب علماء اپنی تقریروں کے ذریعے لوگوں کے دلوں سے رسول اللہ ﷺ کی عظمت کم کرنے کی دل آزار کوششیں کر رہے تھے۔ جس کا کلمہ پڑھنے سے انسان مسلمان ہوتا ہے اس کا نام لینے کو کفر و شرک قرار دیا جا رہا تھا۔ نداء یا رسول اللہ ﷺ اس دور کی سب سے بڑی ضلالت بن چکی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے فضائل و مناقب کے حسین گل دستوں میں احکام معصیت کے کانٹے رکھ دیئے گئے تھے۔

غرضیکہ ہر رواناروا ہو گیا تھا۔“ (۱۱)

تاریخ کے طالب علم سے یہ امر مخفی نہیں کہ ۱۹۴۷ء میں جو لوگ ہجرت کر کے پاکستان پہنچے ان کی معاشی حالت کیسی قابل رحم تھی۔ ان مہاجرین کو آباد ہونے اور اپنے معاشی حالات درست کرنے میں ایک عرصہ لگا۔ کسی مہاجر کا ہجرت کے فوراً بعد کسی مشکل اور اہم کام کے لئے کمر ہمت باندھنا، بالخصوص اجنبی ماحول میں اس کی عظمت و عزیمت سے بڑھ کر اس کی کرامت کا بین ثبوت ہے۔ بایں ہمہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے مستقبل میں دینی خدمات کے لئے لائل پور کا انتخاب کر لیا۔ اور شوال المکرم ۱۳۶۸ھ / اگست ۱۹۴۹ء سے لائل پور میں تدریسی کام کی ابتداء کر دی۔ اس غرض سے آپ نے رمضان المبارک ۱۳۶۸ھ / جولائی ۱۹۴۹ء کا کچھ حصہ حیدرآباد (سندھ) اور کراچی میں گزارا، تاکہ احباب اہل سنت کو اپنے پروگرام سے مطلع کریں اور نئے قائم ہونے والے عظیم جامعہ سے متعارف کرائیں، اس سال عید الفطر آپ نے سنت پورہ، لائل پور میں کی۔ اس وقت آپ کا قیام پیر و مرشد خواجہ سراج الحق کے صاحبزادہ صاحب کے ہاں تھا۔

۴ شوال المکرم ۱۳۶۸ھ / ۳۱ جولائی ۱۹۴۹ء (۱۲) سے ہی طلباء دورہ حدیث کے لئے آپ کے پاس جمع ہونا شروع ہو گئے۔ مولانا مفتی محمد امین شرقپور سے، مولانا سید عطا محمد اجیری ہارون آباد سے، مولانا عبدالقادر احمد آبادی

(۱۱) ہفت روزہ محبوب حق، لائل پور، بحریہ ۱۳ دسمبر ۱۹۶۳ء۔ ص ۲۸

(۱۲) ہفت روزہ محبوب حق، لائل پور، بحریہ ۱۳ دسمبر ۱۹۶۳ء۔ ص ۲۳

بھیرہ سے، مولانا نعین الدین شافعی، کرچی سے اور دوسرے طلباء ہر رفتہ رفتہ شریک درس حدیث ہوتے گئے۔ اوائل شوال الحکرم میں آپ نے انتہائی بے سرو سامانی کے عالم میں توکل علی اللہ

”جامعہ رضویہ مظہر اسلام“

کا افتتاح تدریس حدیث سے کر دیا۔ ابھی ایک ہفتہ ہی گذرا ہوگا کہ مولانا محمد یعقوب حال مقیم فیصل آباد جنہوں نے بریلی شریف میں آپ سے دورہ حدیث پڑھا تھا، حاضر ہوئے۔ (۱۳) اور سات روپے فطرانہ کی رقم طلباء کے لئے پیش کی۔ مقامی طور پر جامعہ رضویہ مظہر اسلام کے لئے شاید یہ سب سے پہلا عطیہ تھا۔ اس عطیہ سے پہلے آپ طلباء کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے۔ اس فطرانہ کی رقم ملنے کے بعد آپ نے اپنے کھانے کا بندوبست الگ کر لیا۔ (۱۴)

ابتدائی دنوں میں دورہ حدیث کے اسباق محلہ سنت پورہ کے گوردوارہ میں پڑھانے شروع کئے، اس وقت آپ کا قیام بھی یہیں تھا۔ کچھ دنوں بعد اپنی رہائش کے لئے جمال خانوآ نے میں مکان کرایہ پر لے لیا۔ (۱۵)

اس عرصہ میں آپ مدرسہ سراجیہ میں خطبہ جمعہ دیا کرتے۔ چند جمعے جمال خانوآ نے کی مسجد میں پڑھائے اور ایک جمعہ محلہ طارق آباد کی مسجد نور میں پڑھایا۔ (۱۶)

ذی قعدہ ۱۳۶۸ھ / ستمبر ۱۹۴۹ء میں حافظ سردار محمد وغیرہ شاہی مسجد گول باغ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی ہماری مسجد کے لئے بطور امام اپنے کسی طالب علم کو مقرر فرمائیں۔ آپ نے منتظمین سے ان کے عقائد کے بارے میں استفسار کیا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ بحدہ تعالیٰ راسخ العقیدہ سنی ہیں اور اولیاء اللہ سے عقیدت رکھتے ہیں۔ آپ نے دورہ حدیث کے شریک طالب علم مولانا عبدالقادر کوشاہی مسجد کا امام مقرر کر دیا۔ چند دنوں بعد منتظمین شاہی مسجد کی درخواست پر آپ نے خطبہ جمعہ یہاں شروع کر دیا۔ یہ مسجد ابھی تک چھت کے بغیر تھی۔

(۱۳) روایت مولانا مفتی محمد امین، فیصل آباد۔ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۰۵ھ (۱۳) ایضاً

(۱۵) روایت مولانا مفتی محمد امین، فیصل آباد۔ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۰۵ھ

(۱۶) عاشق رسول۔ مؤلفہ شتیق الرحمن سہیلی۔ مطبوعہ سعادت پریس لاکل پور۔ ص ۱۵

عید الاضحیٰ ۱۳۶۸ھ / اکتوبر ۱۹۴۹ء کے بعد منتظمین مسجد کی درخواست پر آپ نے درس حدیث کے اسباق شاہی مسجد اور شاہی مسجد سے ملحقہ گول باغ میں شروع کر دیئے۔ (۱۷)

اس انجمنی ماحول میں آپ نے موسم کی شدت اور دھوپ چھاؤں سے بے پروا ہو کر جان کی حفاظت اور صحت کا خیال کئے بغیر تو کلا علی اللہ شاہی مسجد کے فرش پر شامیانے کے نیچے بیٹھ کر طلباء کو درس حدیث دینا شروع فرما دیا۔ رفتہ رفتہ آپ کے خلوص و تقویٰ اور مسلک سے پختگی کی برکت سے حق کی آواز پھیلنے لگی۔ عوام و خواص کے آنے جانے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ لوگ جوق در جوق آپ کی مجلس و وعظ اور درس میں شرکت کرنے لگے اور آپ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہونے لگے۔ آپ کے علم و فضل، حقانیت، صداقت، عزیمت، تحمل و بردباری، اخلاق و انکساری، استغناء اور مہمان نوازی نے ہر آنے والے کو متاثر کیا۔

عَلَى قَدْرِ أَهْلِ الْعَزْمِ تَأْتِي الْعَزَائِمُ
وَتَأْتِي عَلَى قَدْرِ الْكِرَامِ الْمَكَارِمُ
ہوا تھی گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا تھا
وہ مرد درویش جس کو حق نے دیئے انداز خسروانہ

تھوڑے ہی دنوں بعد ۱۲ ربیع الاول ۱۳۶۹ھ / ۲ جنوری ۱۹۵۰ء کو بعد نماز عصر آپ نے احباب اہل سنت کے اجتماع میں اس عظیم ملی یونیورسٹی جامعہ رضویہ مظہر اسلام کی شاندار حسین اور جدید سہولتوں سے مزین عمارت کی تعمیر کے لئے سنگ بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھا اور دعا خیر و برکت فرمائی۔ (۱۸)

علم و فضل اور عشق محبوب رب العالمین کی اس عظیم مرکزی درس گاہ کے سنگ بنیاد کے لئے آپ نے یوم میلاد

(۱۷) روایت مولانا مفتی محمد امین، فیصل آباد، ۱۰ ربیع الاول ۱۳۰۵ھ

(۱۸) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ، گوجرانوالہ، ۲۱ شعبان ۱۳۷۹ھ۔ ص ۳

نوٹ: مولانا محمد افضل کلوی ایم اے نے یہ تاریخ سنی رضوی جامع مسجد اہل پور کی تالیس کی تاریخ بتائی ہے۔ ملاحظہ ہونا سب اعلیٰ حضرت۔ ص ۲۱۔ جو غلط ہے۔

سنی رضوی جامع مسجد کی تاریخ تالیس ۱۱ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ / ۸ نومبر ۱۹۵۳ء ہے۔ فقیر قادری عقی عتہ

مصطفیٰ ﷺ کا انتخاب فرمایا۔ اس کے پس منظر اس امر کی طرف حسین اشارہ تھا کہ جس بابرکت روز کو جس عظیم عمارت کی بنیاد رکھی گئی ہے وہ نشان عشق و محبت بنے گا۔ ان شاء اللہ

تاریخ اسلام میں اس قسم کی متعدد مثالیں ملتی ہیں کہ غلامان مصطفیٰ ﷺ نے معظم کاموں کا آغاز میلاد مصطفیٰ ﷺ کے مبارک دن سے کیا ہے۔ چنانچہ ”ماثر عالم گیری“ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اورنگ زیب عالم گیر بادشاہ نے ۱۰۸۲ھ میں دارالحکومت سے چلنے سے پیشتر ایک اہل کار حافظ رحمت خاں کو لاہور بھیجا کہ وہاں پہنچ کر میلاد شریف حضور ﷺ کا کاغذی انتظام ۱۲ ربیع الاول کو کرے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ابھی شاہی مسجد (لاہور) اختتام کو پہنچی تھی۔ ہم تصور کرتے ہیں کہ یہ جشن میلاد النبی ﷺ ایک طرح شاہی اہتمام سے تعمیر مسجد کا افتتاح تھا۔ کیونکہ یہ تقریب اپنی روایات کے مطابق اور اہمیت کے موقع کے اعتبار سے مسجد ہی میں مناسب طور پر اہتمام پاسکتی تھی۔ ویسے اگرچہ بادشاہ کا عزم حسن ابدال کے ارادہ سے سرحد کی مہم پر جانے کا تھا۔ یہ تقریب لاہور میں بادشاہ کے آنے پر ۱۲ ربیع الاول ۱۰۸۲ھ کو منعقد ہوئی۔ (۱۹)

جامعہ رضویہ مظہر اسلام کی بنیاد رکھنا تھا کہ بد مذہبوں نے مخالفتوں کا طوفان برپا کر دیا۔ لیکن ان تمام مخالفتوں کی پرواہ کئے بغیر آپ نے جامعہ اور مسجد کی تعمیر جاری رکھی۔ اس سے آپ کے معاونین کے حوصلے بلند سے بلند تر ہو گئے، وہ بھی بڑی لگن اور محبت سے جائیداد طور پر مدرسہ اور مسجد کی تعمیر و ترقی میں ہمدن مصروف ہو گئے۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ تعمیر کے کاموں میں بنفس نفیس مصروف رہے۔ آپ کے معاونین میں سے چند ایک کے اسماء درج ذیل ہیں۔

☆ جناب بشیر احمد، سابق صدر مسلم لیگ لائل پور، چیئر مین بلدیہ لائل پور

☆ جناب چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ۔ فیصل آباد

☆ جناب خان محمد عمر خان ایڈووکیٹ فیصل آباد

☆ جناب چوہدری محمد سلیمان ایڈووکیٹ فیصل آباد

(۱۹) روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۲ مئی ۱۹۶۶ء بحوالہ مفت روزہ رضائے مصطفیٰ گورنوالہ، ۷ ربیع الاول ۱۳۶۸ھ

﴿جامعہ رضویہ کا نصاب تعلیم﴾

جامعہ رضویہ مظہر اسلام میں درس نظامی کا پورا اہتمام ہے۔ شروع سے آخر تک تعلیم و تدریس کا مکمل انتظام ہے۔
حفظ قرآن مجید اور تجوید و قرأت کے لئے علاوہ حسب ذیل نظام تعلیم جاری ہے۔

- ☆ حدیث: مشکوٰۃ، بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، تفسیر: بیضاوی، جلالین، مدارک
- ☆ فقہ: مدنیہ الحصلی، نور الایضاح، قدوری، کنز الدقائق، شرح وقایہ چہار جلد، ہدایہ اولین، ہدایہ آخرین
- ☆ عقائد و کلام: شرح عقائد، خیالی، امور عامہ
- ☆ اصول حدیث: شرح نخبۃ الفکر، مقدمہ شیخ عبدالحق
- ☆ اصول فقہ: اصول الشاشی، نور الانوار، حسامی، تلویح و توضیح، مسلم الثبوت، ہیراث: سراجی
- ☆ ادب: دروس الادب، درجات الادب، روضۃ الادب، قلبی، نفحۃ الیمن، مقامات حریری، دیوان حماسہ، شتبی، قصیدہ بردہ شریف، دیوان حسان ابن ثابت، تاریخ الخلفاء
- ☆ نحو: نحو میر، شرح مائۃ عامل، ہدایۃ النحو، کافیہ، شرح جامی
- ☆ صرف: میزان الصرف، منہج، قانونی، قانونی، صرف بھترال، صرف میر، علم الصیف، دستور المبتدی،
- ☆ معانی: تخیص المفتاح، مختصر معانی، مطول
- ☆ منطق: مجموعہ منطق، قال اقوال، مرقات، شرح تہذیب، قطبی، سلم العلوم، ملاحسن، رسالہ قطبیہ، ملا جلال،
- ☆ فلسفہ: ہدیہ سعیدیہ، میڈی، صدر، شمس بازغہ
- ☆ فارسی: کریم، چند نامہ، زبان شیریں، آمد نامہ، گلستان، بوستان
- ☆ حساب و کتاب (۳۵)

(۳۵) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوچرانوالہ بحریہ ۲۱ شعبان ۱۳۷۹ھ

﴿مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام کی شاخیں﴾

جامعہ رضویہ مظہر اسلام کی بنیاد انتہائی بے سرو سامانی کے عالم میں رکھی گئی، اور روز تاسیس سے ہی مخالفوں نے مخالفوں اور سازشوں کا جو سلسلہ شروع کر دیا اس کے باوجود بانی جامعہ رضویہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی پر عزم مجاہدانہ مسلسل مساعی کی بدولت چند سالوں میں یہ دارالعلوم ملک بھر کے صف اول کے مرکزی مدارس میں شمار ہونے لگا۔ جامعہ رضویہ نے اپنے تمام شعبوں سمیت جس تیزی سے حیرت انگیز ترقی کی وہ باعث استعجاب بھی ہے اور اور قابل فخر بھی۔

جامعہ رضویہ سے فارغ التحصیل فضلاء کرام نے ملک بھر میں، اپنے اپنے علاقوں میں مدارس قائم کئے، جو اگرچہ خود مستقل ادارے ہیں مگر ان کا الحاق مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام سے ہے۔ ان تعلیمی اداروں کو جامعہ رضویہ کی شاخیں کہنا زیادہ مناسب ہے۔ جامعہ رضویہ سے ملحقہ مدارس اور اس کی شاخیں ملک بھر میں کثیر تعداد میں موجود ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے زیر اہتمام جامعہ رضویہ مظہر اسلام کی کثیر تعداد میں شاخیں ملک بھر میں قائم ہوئیں۔ تاریخ اسلام میں مدارس دینیہ کی تاریخ میں شاید ہی کوئی ایسی مثال مل سکے کہ جس طرح جامعہ رضویہ مظہر اسلام نے اپنے تمام شعبوں سمیت اور اس کی ذیلی شاخوں نے تعلیمی و تدریسی ترقی کی۔ یہ سب حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی بدولت ممکن ہوا۔

ذیل میں جامعہ رضویہ سے ملحقہ مدارس کی مختصر فہرست پیش خدمت ہے۔

۱ جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ لاہور۔

۲ جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ، بھکھی ضلع منڈی بہاؤ الدین۔

۳ جامعہ حامدہ رضویہ، کرشن نگر لاہور

- ۴ دارالعلوم غوثیہ رضویہ۔ فیروز شاہ اسٹریٹ سکھر (سندھ)
- ۵ مدرسہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم، محلہ اسلام آباد گوجرانوالہ
- ۶ دارالعلوم قطبیہ رضویہ، چک ۲۳۳۳ جوتیانوالہ ضلع جھنگ
- ۷ دارالعلوم انوار الابرار جامعہ رضویہ، دہلی گیٹ ملتان
- ۸ دارالعلوم انوار القرآن جامعہ رضویہ، اندرون بوہڑ گیٹ ملتان
- ۹ دارالعلوم محمودیہ رضویہ، منڈی پھراں میانوالی
- ۱۰ دارالعلوم غوثیہ رضویہ، نواب شاہ (سندھ)
- ۱۱ دارالعلوم شمسیہ مظفریہ رضویہ، وان پھراں ضلع میانوالی
- ۱۲ دارالعلوم غوثیہ رضویہ، سمندری ضلع فیصل آباد
- ۱۳ دارالعلوم شریقیہ رضویہ، غلہ منڈی ساہیوال
- ۱۴ جامعہ حنفیہ رضویہ، کوٹ رادھا کشن ضلع لاہور
- ۱۵ دارالعلوم نقشبندیہ رضویہ، جڑانوالہ ضلع فیصل آباد
- ۱۶ مدرسہ نقشبندیہ رضویہ، محلہ پیر کریاں پاک پتن
- ۱۷ مدرسہ امینیہ رضویہ، محلہ محمد پورہ فیصل آباد
- ۱۸ جامعہ رضویہ منظر اسلام، منڈی ہارون آباد بہاول نگر
- ۱۹ جامعہ حنفیہ حقانیہ رضویہ، بھائی پھیر ولاہور
- ۲۰ دارالعلوم اویسیہ رضویہ، لیاقت پور ضلع بہاول پور
- ۲۱ دارالعلوم غوثیہ رضویہ، مظفر آباد آزاد کشمیر

دارالعلوم توحید رضویہ، خوشاب ضلع سرگودھا	۲۲
دارالعلوم حبیبیہ رضویہ، مقام اتر ضلع سرگودھا	۲۳
دارالعلوم نقشبندیہ رضویہ، سانگہ ہل ضلع شیخوپورہ	۲۴
دارالعلوم کریمیہ حنفیہ رضویہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ	۲۵
جامعہ غوثیہ چراغیہ رضویہ، گوجرہ منڈی رائے چک ۲۷۲	۲۶
جامعہ انوار غوثیہ رضویہ، پرانا اڈاکاڑہ ضلع ساہیوال	۲۷
جامعہ غوثیہ مظہر اسلام، بھابٹر بازار راولپنڈی	۲۸
مدرسہ ضیاء القرآن جامعہ غوثیہ رضویہ، عیدگاہ ڈنگلہ ضلع گجرات	۲۹
مدرسہ نوریہ رضویہ، چک جھمر ضلع فیصل آباد	۳۰
مدرسہ رضویہ انوار الاسلام، پیر محل ضلع فیصل آباد	۳۱
دارالعلوم حنفیہ رضویہ، غلہ منڈی عارف والا ضلع ساہیوال	۳۲
مدرسہ غوثیہ رضویہ، کانویں والا برستہ لالیاں ضلع جھنگ	۳۳
احسن المدارس، پنیالہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان	۳۴
مدرسہ صدیقیہ رضویہ، کرمٹانی ضلع میانوالی	۳۵
مدرسہ غوثیہ رضویہ، راوی روڈ سمندری ضلع فیصل آباد	۳۶
مدرسہ رضویہ، کدھر تحصیل پھالیہ ضلع گجرات	۳۷
مدرسہ سلطانیہ رضویہ، مرید کے بنگلہ ضلع فیصل آباد	۳۸
مدرسہ قادریہ رضویہ، سندیلیا نوالہ ضلع فیصل آباد	۳۹

- ۴۰ مدرسہ مفتاح العلوم امجدیہ رضویہ، قائد آباد ضلع سرگودھا
- ۴۱ مدرسہ سعیدیہ رضویہ، ملیانی ضلع سرگودھا
- ۴۲ مدرسہ رضویہ، کھنڈاموڑ ضلع شیخوپورہ
- ۴۳ مدرسہ غوثیہ رضویہ، گلزار مسجد نواب شاہ (سندھ)
- ۴۴ مدرسہ معین الاسلام رضویہ چک چچا وطنی
- ۴۵ مدرسہ رحمانیہ قادریہ، ہری پور ہزارہ
- ۴۶ مدرسہ سلیمانئیر رضویہ، مانگٹ ضلع گجرات
- ۴۷ مدرسہ غوثیہ رضویہ، عبداللہ پور ضلع شیخوپورہ
- ۴۸ مدرسہ سعیدیہ رضویہ، علی پور چٹھہ ضلع گوجرانولہ
- ۴۹ مدرسہ کریمیہ رضویہ خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ
- ۵۰ مدرسہ سلطانیہ رضویہ، اڈامریڈ والا چک ۱۹۷، ب، ضلع فیصل آباد
- ۵۱ مدرسہ امجدیہ رضویہ ماڑی اناری، متصل تاندلیا نوالہ ضلع فیصل آباد
- ۵۲ دارالعلوم شمسیہ رضویہ چک ۲۵ ضلع لاہور
- ۵۳ مدرسہ فریدیہ رضویہ پکا لاڑاں ضلع رحیم یار خان
- ۵۴ مدرسہ منبع الفیوض اویسیہ رضویہ حامد آباد تحصیل کانپور
- ۵۵ جامعہ رضویہ معین الاسلام چک ۱۱۳ تحصیل چونیاں
- ۵۶ مدرسہ حنفیہ رضویہ تجوید القرآن محلہ بھارت نگر لاہور

۵۷ مدرسہ عربیہ رضویہ، منڈی وار برٹن ضلع شیخوپورہ (۳۶)

مذکورہ بالا مدارس حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی اشاعت علوم کے نتیجہ میں قائم ہوئے۔ بارہ برس کے قبل عرصہ میں کسی ایک ذات کی تحریک پر اتنی زیادہ تعداد میں مدارس کا قیام تاریخ کا عجوبہ ہے۔ جو شاید ہی کسی اور کے حصے میں آیا ہو۔

مندرجہ بالا فہرست ان مدارس کی ہے، جو ۱۳۸۰ھ تا ۱۹۶۰ء تک قائم ہوئے، اس کے بعد بھی متعدد مدارس آپ کی تحریک پر قائم ہوئے جن کا الحاق جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد سے ہوا۔ ایسے چند مدارس کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

- ☆ جامعہ شیخ الحدیث مظہر اسلام، متصل بڑا قبرستان لاکل پور
- ☆ جامعہ سردار العلوم مظہر اسلام، چک ۲۳۱۔ ر۔ ب۔ محمد پورہ نزد ہوائی اڈا لاکل پور (۳۷)
- ☆ مدرسہ حنفیہ رضویہ اشرف العلوم، رتہ امرال۔ راولپنڈی (۳۸)
- ☆ دارالعلوم غوثیہ لاٹانیہ رضویہ، کھاریان (۳۹)

- (۳۶) مدارس کی فہرست میں سے نمبر ۳۵ تا ۳۷ کی تفصیل جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد کے رجسٹرار اساتذہ فضاء جامعہ سے ماخوذ ہے۔ نمبر ۳۶ تا ۵۷ کی تفصیل ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ مجریہ ۲۱ شعبان المعظم ۱۳۷۹ھ سے ماخوذ ہے۔ فقیر قادری عفی عنہ
- (۳۷) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ہفت روزہ محبوب حق، لاکل پور۔ مجریہ ۲۰ مارچ ۱۹۶۳ء
- (۳۸) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ۔ مجریہ ۱۷ شوال المعظم ۱۳۸۵ھ۔ ص ۸
- (۳۹) ہفت روزہ محبوب حق، لاکل پور نومبر ۱۹۶۳ء ص ۱۲

- ☆ جناب غازی محمد حسین حوالدار فیصل آباد
- ☆ جناب سید مشتاق حسین فیصل آباد
- ☆ جناب شیخ محمد طفیل غوثیہ مارکیٹ فیصل آباد
- ☆ جناب حافظ محمد شفیع فیصل آباد
- ☆ جناب تاج دین بٹ فیصل آباد
- ☆ جناب برکت علی پہلوان فیصل آباد
- ☆ جناب چوہدری برکت علی فیصل آباد
- ☆ جناب صوفی اللہ رکھا فیصل آباد
- ☆ جناب حاجی عبدالحمید کٹاریہ فیصل آباد
- ☆ جناب حاجی تذیر احمد پٹالہ فیصل آباد

ان حضرات کی مالی امداد کے علاوہ ان کا ہر قسم کا اخلاقی، قانونی تعاون بھی آپ کے ساتھ رہا۔

کراچی، حیدرآباد اور دیگر علاقوں کے احباب اہل سنت بھی جامعہ رضویہ مظہر اسلام اور مسجد کی تعمیر و ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے تھے۔ چند دیگر معاونین کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

- ☆ جناب مولانا مفتی ظفر علی کراچی
- ☆ جناب حاجی سیٹھ عبدالعزیز کراچی
- ☆ جناب سیٹھ اسماعیل جمال کراچی
- ☆ جناب محمد شفیع قادری کراچی
- ☆ جناب محمد انور توکل ٹریڈنگ کراچی

علاوہ ازیں حیدرآباد سے حاجی محمد قاسم، فیصل آباد سے صوفی عبدالرزاق اور جمال خانوآندہ سے غازی عبدالرشید میر عبداللطیف وغیرہ تعاون میں پیش پیش تھے۔ (۲۰)

یہ امر خصوصیت سے قابل ذکر ہے جامعہ رضویہ مظہر اسلام، شاہی مسجد اور سنی رضوی جامع مسجد کی تعمیر کے لیے آپ نے کبھی چندہ کی اپیل نہ کی، بلکہ بعض اوقات احباب نے اصرار کیا کہ آپ جمعہ یا سالانہ جلسہ کے اجتماع میں چندہ کی اپیل کریں۔ لیکن آپ نے احباب کے اصرار کے باوجود کبھی چندہ نہ مانگا۔ بلکہ فرمایا کرتے۔

”میں چندہ کی اپیل نہیں کروں گا۔ مولا کریم بزرگان دین کے صدقے سے خود اسباب مہیا فرما دے گا۔ لوگ عام طور پر کہتے ہیں کہ صرف چندہ کی خاطر علماء مدارس اور مساجد بنانا شروع کر دیتے ہیں۔ ان کی غرض و غایت چندہ سے ہوتی ہے۔“ (۲۱)

ربیع الاول ۱۳۷۳ھ ۱۳ دسمبر ۱۹۵۳ء میں آپ راولپنڈی اراکین انجمن غلامان مصطفیٰ کی دعوت پر میلاد شریف کے اجلاس میں خطاب کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں ایک جلسہ میں آپ کی موجودگی میں حکومت کی توجہ اس طرف دلانی گئی کہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور کے لئے امداد مہیا کرے۔ آپ نے اس امر کو سختی سے روک دیا اور فرمایا۔

”ہمیں مخلصین عوام اہل سنت کا تعاون حاصل ہے۔ حکومت کی امداد قبول کرنا ہمارا طریقہ نہیں۔ اگر آج ہم نے حکومت کی امداد قبول کر لی تو کل حکومت کے ہر جائز و ناجائز اقدام کی حمایت کرنا ہو گی۔ ایسا ہم سے نہیں ہو سکتا۔“ (۲۲)

سابق صدر پاکستان محمد ایوب ایک مرتبہ سندھ کے دورہ پر گئے۔ وہاں انہوں نے ایک مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں صدارتی خطبہ میں مدرسہ کو خطیر رقم کی امداد دینے کا اعلان کیا۔ اس واقعہ کے بعد احباب نے حضرت شیخ الحدیث

(۲۰) (۱) نائب اعلیٰ حضرت۔ مؤلفہ مولانا محمد افضل کٹلوی۔ شائع کردہ جامعہ قادریہ لائل پور، ص ۲۲-۲۳

(ب) قلمی یادداشت مولانا مصین الدین شافعی، فیصل آباد۔

(۲۱) روایت مولانا سید محمد حسن گیلانی، مالک نوری کتب خانہ لاہور۔ ۲۳ ربیع الاخر ۱۳۰۶ھ

(۲۲) روایت صوفی فیض محمد، لائل پور۔ راولپنڈی

الرحمۃ سے عرض کیا کہ آپ مدرسہ کے جلسوں کی صدارت کے لئے علما و مشائخ کو منتخب فرماتے ہیں کیا ہی اچھا ہو کہ کوئی وزیر، مشیر یا کوئی بااثر آدمی ہمارے جلسہ کی صدارت کرے۔ اس طرح ہمارے مدرسہ کو بھی خاصی امداد مل سکتی ہے۔ اس پر آپ کا جواب غیر متوقع نہ تھا۔ فرمایا۔

”یہ درست ہے کہ وزیر وغیرہ کو اگر ہم اپنے جلسوں کی صدارت کے لئے دعوت دیں تو وہ بخوشی آئیں گے اور ممکن ہے کہ وہ ہماری امداد بھی کریں۔ مگر ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ اس طرح کرنے سے پھر ایسا ہوگا کہ ہمیں حکومت کے ہر جائز و ناجائز اقدام کی حمایت کرنا پڑے گی۔ جو ہم سے ممکن نہیں۔“ (۲۳)

چونکہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام کی وجہ اساس اور تعلیم و تربیت کا واحد نصب العین عقیدہ کی پختگی، اخلاقی ہمہ گیری، باطنی اللہیت کو فروغ دینا اور شرح حب مصطفیٰ ﷺ کو فروزاں کرنا تھا۔ اس سلسلہ میں اس متعینہ مقاصد سے فروتر کسی امر پر اکتفا کرنا ہی آپ کے مشن کے خلاف تھا۔ اس لئے جو ذات اپنے عالی مقاصد میں مخلص ہو اور اسے اپنے رب جلیل و محبوب جمیل پر یقین کامل ہو وہ نمود و نمائش اور مخلوق خدا سے درپوزہ گرمی کو کس طرح گوارا کر سکتی ہے۔ آپ کے اس خلوص اور مسلسل جدوجہد کا نتیجہ تھا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں جامعہ رضویہ مظہر اسلام کی عالی شان حسین و جمیل دو منزلہ عمارت تیار ہو گئی۔ سچ ہے کہ اولیاء اللہ جہاں قدم رکھتے ہیں وہ ویرانے باغ و بہار میں تبدیل ہو جایا کرتے ہیں۔ جامعہ رضویہ گلشن رضویت اور سراپا ”مظہر اسلام“ بن گیا۔

مظہر اسلام کی تعمیر و ترقی درس حدیث کی مشغولیت، اعلاء کلمۃ الحق کی مساعی پیہم، وعظ و تبلیغ، دعوت و ارشاد..... حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے یہ تمام وظائف جس پر آشوب ماحول میں ادا ہوئے آج اس کا تصور کرنا بھی دشوار ہے۔ مخالفین اہل سنت کی طرف سے جو خطرناک سازشیں ہوئیں، قاتلانہ حملے ہوئے اور طوفان برپا ہوئے، بدتمیزی اور ہتھکنائی کا مظاہرہ ہوا۔ آج رابع صدی سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود اس کی تلخیاں اور یادیں کم نہیں ہوئیں۔ مگر وہ ہر ذوق آگاہ ان سب سے بے نیاز اپنے نصب العین کے حصول میں مشغول رہا۔

۲۱ ربیع الاول ۱۳۷۳ھ ۲۹ نومبر ۱۹۵۳ء بروز اتوار باطل قوتیں مجتمع ہو کر آپ کے مقابل آئیں۔ ہوا یوں

مخالفین اہل سنت نے اجتماعی شکل میں حکام بالا کو آپ کے خلاف اس قسم کی مسموم اطلاعات بہم پہنچائیں کہ سردار احمد

ایک مولوی نے شہر میں فساد برپا کر رکھا ہے۔ وہ اپنی شہرت کی خاطر ناجائز حربے استعمال کر رہا ہے۔ اس نے سرکار

زمین پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے وغیرہ..... یہ مجر لوگ ضلعی انتظامیہ سے وفود لے کر ملے۔ ان کی غرض وغایت یہ تھی

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی حق گوئی کی وجہ سے ان کی مصنوعی سنیت کا پول نہ کھل جائے۔ چنانچہ مذکورہ تاریخ

ڈپٹی کمشنر، اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور دیگر حکام بظاہر ارشد مارکیٹ کے معائنہ کے لئے گول باغ پہنچے۔ مخالفین

سنت حکام کے ہمراہ تھے۔ کوئی ساڑھے بارہ بجے کا عمل ہوگا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ درس حدیث میں ایسے محو

کہ آپ نے ان حکام کی طرف قطعاً توجہ نہ فرمائی۔ دیگر اساتذہ بھی گول باغ کے خاکی فرش پر بیٹھے مصروف تدریس

تھے۔ طلباء جامعہ رضویہ اپنے اسباق کے تکرار میں منہمک تھے۔ جامعہ رضویہ کے کسی فرد نے یہ احساس تک نہ کیا کہ

آیا اور کب آیا۔ حکام بالا کے ساتھ آنے والے مخالفین نے موقع پر بھی مخالفت کا اظہار کیا۔ جامعہ رضویہ مظہر اسلام

سنی رضوی جامع مسجد کی تعمیر پر اعتراض کیا کہ یہ ناجائز قبضہ ہے۔ حکام معائنہ کو چونکہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی

خلوص درس و تدریس پسند آئی۔ علی رغم مخالفین انہوں نے جامعہ رضویہ اور سنی رضوی جامع مسجد کے لئے اس گول باغ

زمین کے الاٹ منٹ کے حکم جاری فرمادیئے۔ جس سے مخالفین کے منصوبے خاک میں مل گئے۔ (۲۴)

مٹانا چاہتا ہے جو میرے نقش تمنا کو

مجھے اس کا نشان مٹا ہوا معلوم ہوتا ہے

گول باغ میں جامعہ رضویہ کی تعمیر پر ڈی۔ سی اور دیگر حکام کا، معاندانہ کوششوں کے باوجود معترض نہ ہونا،

ایسا واقعہ ہے جسے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی کرامت ہی کہا جاسکتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ اس مدنی حکم نامہ کی تکمیل

اظہار تھا۔ جو مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا بریلوی قدس سرہ کے مکتوب گرامی کی شکل میں تھوڑا عرصہ پہلے آیا تھا۔

(۲۴) حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ پیش آمدہ واقعات کو ایک رجسٹر میں تحریر کر دیا لیتے تاکہ تاریخ کا یہ حصہ محفوظ رہ سکے۔ مذکورہ بالا واقعہ کی تفصیل

رجسٹر میں موجود ہے۔ اب یہ رجسٹر کتب خانہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ میں صاحبزادہ محمد فضل رسول مدظلہ کی تحویل میں موجود ہے۔

فقیر قادری عفی عنہ

جامعہ رضویہ میں درجہ حدیث کے طلباء کے علاوہ درس نظامی اور درجہ حفظ و تجوید و قرأت کے طلباء پہلے سال سے ہی مصروف درس تھے۔ سال اول میں آپ کے علاوہ دیگر چند مدرسین کے نام یہ ہیں۔

☆ مولانا محمد یوسف خان (پنجان)

☆ مولانا حکیم سیف الدین گجراتی

☆ مولانا سید شاہسوار

☆ مولانا محمد مختار احمد دیال گڑھی

اور درجہ حفظ کے استاذ کا نام غالباً حافظ فضل کریم تھا۔ (۲۵)

جامعہ رضویہ کے قیام کے ابتدائی سالوں میں نہ اساتذہ کا باقاعدہ مشاہرہ مقرر تھا، نہ آپ باقاعدہ مشاہرہ پاتے۔ آپ اساتذہ سمیت خالص لوجہ اللہ کام کرتے رہے۔ جامعہ کی آمدنی، جس کا دار و مدار عوام اہل سنت کے تعاون پر تھا، کے مطابق اساتذہ کی، کئی ماہ بعد خدمت کر دی جاتی۔ (۲۶)

ایک موقع پر جامعہ رضویہ کے ابتدائی معاونین، وکلاء اور شہر کے دیگر جدید تعلیم یافتہ حضرات جمع ہوئے۔ انہوں نے از خود احساس کیا کہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا باقاعدہ مشاہرہ مقرر کر دیا جائے۔ یہ مجلس چونکہ آپ کی موجودگی میں قائم ہوئی تھی۔ اراکین مجلس نے مشاورت کی گفتگو کو آپ سے مخفی رکھنا چاہا۔ اس کے لئے انہوں نے سمجھا کہ اگر آپ کے سامنے انگریزی میں گفتگو کر لی تو آپ کو باوجود موجودگی کے خبر نہ ہوگی۔ چنانچہ انہوں نے ساری گفتگو انگریزی میں کی جس میں آپ کے ماہوار مشاہرہ کی بات طے ہوئی۔ گفتگو کے اختتام پر آپ نے ان حاضرین سے فرمایا کہ فقیر آپ کی طرف سے باقاعدہ ماہوار مشاہرہ لے کر آپ کی ملازمت قبول نہیں کر سکتا۔ فقیر تو صرف اللہ و رسول کے احکام

(۲۵) مکتوب مولانا مفتی محمد امین مہتمم جامعہ امینہ رضویہ فیصل آباد بنام فقیر قادری غنی عنہ مجرہ ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۰۶ھ / ۵ جنوری ۱۹۸۶ء

(۲۶) مکتوب مولانا عبد کریم خطیب محکمہ دفاع، راولپنڈی، سابق مدرس جامعہ رضویہ بنام فقیر قادری غنی عنہ مجرہ ۱۸ جون ۱۹۸۴ء

کے تحت کام کرے گا۔ اور ان شاء اللہ بہت سے حضرات مجھ سے، باعزت طور پر مشاہرہ پائیں گے۔ اس پر حاضرین محسوس ہوا کہ ہماری گفتگو کی تمام تفصیل آپ سمجھ رہے تھے۔ ان پر اس وقت واضح ہوا کہ علوم دینیہ کا یہ ممتاز فرد علوم جدید سے بھی آراستہ ہے۔ (۲۷)

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی بے لوث خدمات کا نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں جامعہ رضویہ، شاہی مسجد اور سنی رضوی جامع مسجد کی تعمیر و ترقی کی خاطر مادی اسباب جمع ہو گئے۔ دولت آپ کے قدموں میں ڈھیر ہو گئی اور ماوراء وسائل آپ کے قدم چوم رہے تھے۔ مگر اس حالت میں بھی کبھی بھی مدرسہ یا مسجد کی رقم کو اپنے پاس نہ رکھا۔ رقم منظمین حضرات تک پہنچادی جاتی، جس کا وہ باقاعدگی سے حساب کتاب رکھتے تھے۔ بعض اوقات ایسا ہوا کہ نذرانہ پیش کرنے والے نے خود یا بذریعہ مثنی آرڈر رقم پیش کی اور وضاحت نہ فرمائی کہ یہ خالص آپ کے لئے ہے۔ ایسی صورت میں بھی آپ اس رقم کو جامعہ کے حساب میں جمع کروا دیتے۔ آپ کی اس عادت مبارکہ کے بارے میں جناب پروفیسر محمد اسحاق قریشی کے الفاظ پڑھئے۔

”حضرت مولانا سر دار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بے لوث مبلغ اسلام تھے۔ کبھی دولت کا خیال نہ فرمایا۔ زندگی بھر کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلا یا۔ جامعہ رضویہ کے مہتمم تھے۔ لوگ نذرانے پیش کرتے۔ فوراً فرماتے نیچے جا کر خرانچی کو دے دیں۔ بسا اوقات یوں بھی ہوا کہ لوگوں نے آپ کو نذرانے پیش کئے، دستی یا مثنی آرڈر کی صورت میں، مگر یہ واضح نہ ہوا کہ خاص میرے لئے ہدیہ ہے، درس میں جمع کروائیے۔ احتیاط کا اندازہ لگائیے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ مسجد تعمیر ہو رہی تھی۔ ضرورت تھی کہ لوگ بڑھ چڑھ کر اس کی تعمیر میں حصہ لیں۔ مسجد کے لئے اپیل فعل مستحسن ہے۔ اپنی ذات کی خاطر تو خرچ کرنا نہیں۔ لیکن آج کل کا ماحول ایسا ہے کہ لوگ خواہ مخواہ شک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ آپ نے کبھی خود اپیل نہ کی اور نہ رقم وصول کیں۔“ (۲۸)

(۲۷) روایت مولانا قاضی محمد فضل رسول مدظلہ، فصل آباد۔ ۱۸ جنوری ۱۳۰۶ھ

(۲۸) ہفت روزہ محبوب حق لائل پور۔ بحریہ ۲۹ نومبر ۱۹۶۳ء۔ ص ۱۱

اس مادہ پرستی کے دور میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے استغناء اور اللہیت نے خیر القرون کی یاد تازہ کر دی۔
اللہ تعالیٰ نے آپ کے جملہ مقاصد کو آپ کے لئے نہ صرف اہل بنا دیا بلکہ وہ مقاصد آپ کے سامنے دام بے غلام بن کر
حاضر ہوئے۔ مولانا علامہ عطاء محمد بندیا لوی کا یہ تجزیہ اعتراف حقیقت کا کیسا آئینہ دار ہے۔

”ان کے استغناء کو کسی دنیا دار کا مرہون احسان نہ ہونا پڑا، دنیا میں لوگ ہمیشہ اپنے اپنے مقاصد
کے پیچھے پیچھے بھاگتے ہیں مگر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شیخ الحدیث کے تمام مقاصد خود ان کے پیچھے
بھاگتے رہے ہوں۔“ (۲۹)

چونکہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام کے قیام کا محرک غیرت ایمانی، خدمت دینی، اور عشق رسالت کے فروغ کا مقدس
جذبہ تھا۔ اس کا پیارا نام ”مظہر اسلام“ ہی خود اس حقیقت کا اعلان کر رہا ہے۔ نظام مصطفیٰ کی ترویج و اشاعت اور مقام
مصطفیٰ کے تحفظ، دین اسلام کی عظمت و شوکت کا اظہار اس کا مقصد و حید تھا۔ بقول عارف جامی

بود در جہاں ہر کسے را خیالے
مرا از ہمہ خوش خیال محمد ﷺ

رب کریم کے فضل و کرم، پیارے حبیب ﷺ کی نظر رحمت، شہنشاہ بغداد، حضور داتا گنج بخش، پیارے اعلیٰ حضرت
اور دیگر اولیاء کا ملین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خصوصی برکت سے جامعہ رضویہ پورے برصغیر میں بلکہ عالم گیر طور پر نشان
سعیت بن گیا۔ پاکستان کے ہر حصہ سے آئے ہوئے طلباء کے علاوہ یوپی، بہار، بھینٹی، غزنی، مشرقی پاکستان اور افریقہ
وغیرہ سے آئے ہوئے اڑھائی سو کے قریب مسافر طلباء آپ کے فیوض و برکات سے ہر سال منتہج ہو رہے تھے۔ جامعہ
رضویہ کی ہمہ گیری دار صل حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی ایسی کرامت ہے جسے ہر ذی شعور محسوس کرتا ہے۔ وہ لاکھوں پور
جہاں عظمت مصطفیٰ کی تقریر کرنا تو درکنار ان آیات مقدسہ کی تلاوت ناقابل معافی جرم تھا، جن میں اللہ کے محبوب کی
رفعت و نعت ظاہر و باہر بیان ہوئی۔ حضرت شیخ الحدیث ﷺ میں سرہ کی برکت سے ہر طرف یا رسول اللہ کے مقدس نعرہ سے

گوج اٹھا۔ عظمت و رفعت مصطفیٰ ﷺ کے دل نواز ترانے گول باغ تو کیا سارے شہر بلکہ پورے ملک میں بہار پیدا رہے ہیں۔ اس خوش گوار انقلاب میں جامعہ رضویہ کا کردار کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔

جامعہ رضویہ میں درجہ حدیث کے طلباء کے علاوہ باقی طلباء صبح مل کر قصیدہ نور پڑھتے ہیں اور پھر حاضری کے اپنی اپنی تعلیم میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ احادیث طیبہ کا سبق شروع ہونے سے پہلے قصیدہ بردہ دارالحدیث میں محبت سے پڑھا جاتا ہے کہ حاضرین پر رقت طاری ہو جاتی ہے۔ روح وجد میں آتی ہے اور آنکھیں پر نم ہو جاتی ہیں۔

دارالعلوم کے صحن میں شاہی مسجد کے ساتھ والا کمرہ پہلا دارالحدیث بنا۔ ۵۰-۱۹۳۹ء میں چند ماہ اس کمرہ احادیث مبارکہ کے اسباق ہوئے۔ کچھ دن موجودہ دفتر کے کمرہ کو دارالحدیث بننے کا شرف ملا۔ ۱۹۵۱ء سے ۱۹۵۳ء دارالعلوم کے ساتویں نمبر والا کمرہ دارالحدیث رہا۔ ۱۹۵۳ء سے ۱۹۶۲ء تک دوسری منزل ایک وسیع کمرہ دارالحدیث بنا گیا۔ طلباء کی کثرت کے باعث یہ وسیع کمرے بطور دارالحدیث کے ناکافی ثابت ہوتے گئے۔ ۱۹۶۰ء میں سنی رضویہ جامع مسجد کے تالاب پر دارالحدیث تعمیر ہوا۔ جو وسیع ہونے کے علاوہ خوش منظر بھی ہے۔ ۱۹۶۱ء میں اس دارالحدیث افتتاح ہوا، مگر علالت کے باعث آپ اس نئے دارالحدیث میں سبق نہ پڑھا سکے۔ (۳۰)

علماء میں تنظیم کی ضرورت کا احساس ہر دور میں رہا۔ لیکن آج کے پرفتن دور میں باطل قوتوں کا مقابلہ کرنے لئے علماء کا اتحاد عمل از بس ضروری ہو گیا ہے۔ اس مقصد کے لئے مدارس میں طلباء کو تنظیم سازی سے تربیت دی جانے ہے کہ آنے والے دور میں یہ فضلاء اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح ادا کر سکیں۔ قیام پاکستان کے ابتدائی سالوں مدارس کے طلباء میں عموماً تنظیم سازی کی طرف توجہ نہیں دی جاتی تھی۔ مگر اس دور میں بھی حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ نے جامعہ رضویہ میں طلباء کی علمی استعداد کے مطابق ان کی جماعت بندی کر رکھی تھی۔ یہ جماعتیں باقاعدہ سرگرم عمل تھیں۔ جامعہ رضویہ میں تین جماعتیں قائم تھیں۔

۱۔ جماعت رضائے مصطفیٰ..... درجہ حدیث کے طلباء کی جماعت

۲۔ جمعیت خدام رضا..... شرح جامی یا اس سے اوپر کی کتابیں پڑھنے والے طلباء کی جماعت۔

۳۔ بزم رضا..... شرح جامی سے نیچے کی کتابیں پڑھنے والے طلباء کی جماعت۔ (۳۱)

یہ جماعتیں ہر جمعرات کو نماز عشاء کے بعد اپنے اپنے اجلاس منعقد کرتیں۔

تنظیمی امور کی انجام دہی کے لئے عہدیداروں کا انتخاب ہوتا۔ طلباء وعظ و تقریر اور مناظرہ کی مشق کرتے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ بذات خود ان جماعتوں کی کارکردگی کا جائزہ لیتے۔ حسب ضرورت اصلاح

فرماتے اور طلباء کی حوصلہ افزائی فرماتے۔

جامعہ رضویہ محض ایک تعلیمی ادارہ کا نام نہیں، بلکہ عوام و خواص میں عظمت و محبت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور

عقیدت اولیاء کرام علیہم الرضوان کے فروغ کی تحریک کا نام ہے۔ اس لئے جامعہ رضویہ کے شعبہ تبلیغ کا ذکر قائمہ سے

خالی نہیں۔ شعبہ تبلیغ اشاعت کتب اور تقاریر و دو جہتوں میں سرگرم عمل ہے۔

سنی رضوی کتب خانہ

سیدنا اعلیٰ حضرت بریلوی و دیگر علماء اہل سنت کی تصانیف مبارکہ اور اصلاحی لٹریچر پھیلانے، عام نشر و اشاعت

اور عوام کی راہنائی کے لئے سنی رضوی کتب خانہ قائم ہے۔ جو وسیع پیمانے پر اشاعت دین و مذہب کا فریضہ سرانجام دے

رہا ہے۔ کتابوں کی فروخت میں منافع مد نظر نہیں ہوتا۔

تقاریب مبارکہ

جامعہ رضویہ کے زیر اہتمام بہترین جشن دستار فضیلت ہر سال نہایت عظیم الشان سالانہ جلسہ منعقد ہوتا ہے۔

جس میں مقتدر علماء و مشائخ اور ملک کے گوشہ گوشہ سے اہل ذوق حضرات شرکت فرماتے ہیں۔ اس دوروزہ اجلاس میں

جامعہ کے فارغ التحصیل علماء و حفاظ کی دستار بندی ہوتی ہے۔ یہ منظر نہایت پرشکوہ اور روح پرور ہوتا ہے۔ اس کی شان

(۳۱) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، ۲۱ شعبان ۱۳۷۹ھ ص ۵

وشوکت کا اظہار الفاظ میں ممکن نہیں، صرف دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ علاوہ وعظ کے یہ دنوا از منظر حصول تعلیم اور توجیر علمائے کے لئے مہینہ کا کام دیتا ہے۔ تعلیم کے خواہش مند حضرات کو بالخصوص آپ اس اجلاس میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں یہاں صرف ایک مکتوب کا اقتباس پیش کیا جاتا ہے۔ جس سے اس جلسہ کی اہمیت کا احساس ہوتا ہے۔

”۷۱ ارشعبان کو یہاں جلسہ ہے۔ آپ اور آپ کے صاحبزادہ علی احمد سلمہ یہاں آئیں اور جلسہ دستار فضیلت دیکھ جائیں۔ اس سے علم دین کا شوق و ذوق ترقی کرے گا۔“ (۳۲)

علاوہ ازیں ہر سال ماہ صفر میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کا سالانہ عرس مبارک ہوتا ہے۔ یہ عرس بھی روحانیت اور فیوض و برکات کا دریائے موجزن ہوتا ہے۔

ہر ماہ گیارہویں چاند شب کو مجلس غوثیہ منعقد ہوتی ہے۔ اس نعت خوانی اور حلقہ ذکر ہوتا ہے۔ ختم غوثیہ کے بعد تقسیم ہوتا ہے۔ سال بھر میں دیگر تقاریب عید میلاد، معراج شریف، مجالس محرم، شب برات، لیلۃ القدر کے مواقع اور اکابر علماء اہل سنت کی تواریخ وصال پر پاکیزہ روحانی مجالس کا انعقاد ہوتا ہے۔ یہ مجالس و مجالس فیوض و برکات کی تقسیم کا ایک انداز ہیں۔ یہ تمام تقاریب جامعہ رضویہ کے زیر اہتمام حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی ذاتی نگرانی میں منعقد ہوتی ہیں۔

جامعہ رضویہ اپنی مرکزی، اعتقادی، علمی و تحقیقی اور ملی حیثیات سے عالم اسلام کے مدارس میں ایک امتیازی شان کا حامل ہے۔ پاکستان میں جامعہ سے ملحقہ مدارس اس کی مرکزیت کو واضح کرتے ہیں۔ اعتقادی حیثیت یہ جامعہ ”نشان سنیت“ بن چکا ہے۔ جامعہ رضویہ کے فضلاء مذہبی تہذیب میں نظیر نہیں رکھتے۔ دینی مدارس کے اساتذہ کے بعض تلامذہ اپنے اساتذہ سے اختلافی نظریات رکھتے ہیں اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔ مگر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا کوئی تلمیذ ایسا نہیں جس نے دورہ حدیث آپ سے پڑھا ہو۔ آپ سے مختلف نظریات رکھتا ہو۔ اسے آپ کی کرامات میں شمار کیا جاسکتا ہے۔

جامعہ رضویہ کے فضلاء ملک بھر میں اکثر مدارس دینیہ کے ممتاز مدرس اور شیخ الحدیث ہیں۔ بہت سے فضلاء بے مثال مقرر، مصنف اور محقق ہیں۔ یہ فضلاء جامعہ رضویہ کی علمی و تحقیقی امتیازی حیثیت پر برہان ناطق ہیں۔

ملت اسلامیہ پر جب بھی کوئی افتاد آئی جامعہ رضویہ کے فضلاء نے بروقت اور بھرپور ملی خدمات میں حصہ لیا۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۲ء، جنگ ۱۹۶۵ء، جنگ ۱۹۷۱ء، تحریک ختم نبوت ۱۹۷۳ء اور تحریک نظام مصطفیٰ ۱۹۷۶ء وغیرہ تمام مواقع پر جامعہ رضویہ کے فضلاء اور متوسلین کا مجاہدانہ کردار ناقابل فراموش ہے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ جامعہ رضویہ کا تعارف ان الفاظ میں فرمایا کرتے تھے۔
”ہم نے طلباء کے لئے، علماء کے لئے علم کا کارخانہ کھول دیا ہے۔ آئیں اور غوث پاک کی برکت سے پڑھیں۔“ (۳۳)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے وصال سے پہلے جامعہ رضویہ مظہر اسلام کے مدرسین اور دیگر عملہ کے مختصر کوائف درج ذیل ہیں۔

☆ مہتمم مولانا قاضی محمد فضل رسول خلیف اکبر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ہیں۔ جامعہ رضویہ کے جملہ امور آپ کے زیر اہتمام سرانجام پاتے ہیں۔ صدر جمعیت رضویہ ہیں۔

☆ نائب ناظم ابوالعالی مولانا معین الدین ناظم جامعہ رضویہ کی حیثیت سے اہم خدمات انجام دے رہے ہیں۔ بھمدی علاقہ بمبئی (بھارت) سے تعلق رکھتے ہیں۔ جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور کے پہلے سال کے فارغ التحصیل ہیں۔

☆ مولانا ولی النبی۔ آپ ضلع مردان (سرحد) کے رہنے والے ہیں۔ جامعہ معینیہ عثمانیہ اجمیر کے فارغ التحصیل ہیں۔ جامع معقول و منقول، بزرگ صورت، نیک سیرت اور سادہ طبیعت کے مالک ہیں۔ فن تدریس پر ایسا عبور ہے کہ جو طالب علم آپ سے ایک مرتبہ پڑھ لیتا ہے وہ آپ ہی سے پڑھنے کا خواہش مند ہوتا ہے۔

(۳۳) روایت مولانا حافظ محمد فضل احمد ضلعی خطیب محکمہ اوقاف، فیصل آباد ۷۷ رجب المرجب ۱۴۰۵ھ

- ☆ مولانا محمد مختار احمد۔ دیال گڑھ ضلع گورداسپور (بھارت) سے تعلق رکھتے ہیں۔ بریلی شریف کے فارغ التحصیل ہیں۔ جید عالم، ہنس کچھ اور شریف النفس ہیں۔
- ☆ مولانا مفتی نواب الدین۔ جامعہ رضویہ کے فارغ التحصیل ہیں۔ جید عالم، فاضل حکیم اور حافظ قرآن مجید ہیں۔ تدریس کے امور بڑی مستعدی سے سرانجام دیتے ہیں۔
- ☆ علاوہ انہیں جامعہ میں ناظم تعلیمات کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔
- ☆ مولانا عبدالقادر۔ احمد آباد نزد بمبئی (بھارت) کے رہنے والے ہیں۔ ایف اے پاس ہیں۔ کالج کی تعلیم کے بعد بریلی حاضر ہوئے اور حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے ساتھ ہجرت فرمائی۔ جامعہ رضویہ کے سال اول کے فارغ التحصیل ہیں۔ شانی مسجد (لاکھ پور) کے امام، ناظم جامعہ اور سیکرٹی جمیعت رضویہ ہیں۔
- ☆ مولانا مفتی محمد امین۔ جامعہ رضویہ کے سال اول کے فارغ التحصیل ہیں۔ ضلع لاہور کے رہنے والے ہیں۔ جید عالم اور مفتی ہیں۔ جامعہ رضویہ میں تدریس کے علاوہ شعبہ دارالافتاء بھی آپ سے متعلق ہے۔
- ☆ مولانا محمد احسان الحق۔ جامعہ رضویہ کے فارغ التحصیل اور حافظ قرآن ہیں۔ خوب، خوش گلو اور بلند پایہ مقرر مناظر ہیں۔ جملہ علوم پر تدریس کا ملکہ رکھتے ہیں۔
- ☆ مولانا محمد حنیف۔ جامعہ رضویہ کے فارغ التحصیل ہیں۔ صوفی منش اور حافظ قرآن ہیں۔ تدریس میں دلچسپی رکھتے ہیں۔
- ☆ مولانا سید منصور حسین۔ آپ بریلی شریف کے فارغ التحصیل ہیں۔ سادات کرام میں سے ہیں۔ خاموش طبع سادہ اور صوفی منش ہیں۔ طلباء کو بڑی شفقت، توجہ اور ہمدردی سے پڑھاتے ہیں۔ آپ کے گرد طلباء کا جھگڑ رہتا ہے۔
- ☆ مولانا منظور احمد۔ جامعہ رضویہ کے فارغ التحصیل ہیں۔ قرآن مجید کے حافظ اور بلند پایہ مقرر ہیں۔ بڑے اشہاک سے تدریس کرتے ہیں۔

☆ مولانا عنایت اللہ شاہ۔ جامعہ رضویہ کے فارغ التحصیل اور سادات کرام میں سے ہیں، بڑے مستعد اور مجاہدانہ عزائم کے حامل ہیں۔ تنظیم و تعمیر ملت کا جذبہ وافر رکھتے ہیں۔ تدریس کے علاوہ جامعہ رضویہ کی دیگر خدمات بڑے خلوص سے کرتے ہیں۔

☆ مولانا محمد عبداللہ۔ جامعہ رضویہ کے فارغ التحصیل، حافظ قرآن اور سادات کرام سے ہیں۔ ان مدرسین کے علاوہ دو اور مدرس حافظ محمد فاضل اور قاری غلام محمد جامعہ رضویہ کے شعبہ حفظ و تجوید و قرأت کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

جامعہ رضویہ کے دفتر میں حساب و کتاب کے لئے منشی صوفی اطہر حسین ہیں۔ بڑے شریف النفس ہیں۔ جامعہ رضویہ کا حساب و کتاب ایسا مکمل اور واضح ہے کہ حساب کے رجسٹر ہر وقت کھلے رہتے ہیں۔

☆ جامعہ رضویہ کے شعبہ تعمیر و غیرہ اور دیگر بیرونی امور کی نگرانی صوفی اللہ رکھا کرتے ہیں۔ بڑے باہمت ہیں۔ مطبخ (باوچی خانہ) میں مستقل طور پر باورچی موجود ہے۔ (۳)

(۳۳) جامعہ رضویہ کے عملہ کے جملہ کوائف ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ کو پورا نوالہ مجریہ ۲۱ شعبان المعظم ۱۳۷۹ھ سے لئے گئے ہیں۔

﴿ جذبہ نشر و اشاعتِ کتب دینیہ و رسائل و جرائد ﴾

کتاب، تعلیم، تدریس قلم اور دوات کی اہمیت مسلمات سے ہے۔ کوئی زندہ دین اور زندہ قوم تبلیغ و اشاعت کے بغیر باقی نہیں رہ سکتے۔ دین اسلام کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس کے ابتدائی احکام کتاب، تعلیم اور قرأت (پڑھنا) سے متعلق ہیں۔ حضور علیہ السلام پر پہلی وحی اتری۔

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ☆ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ☆ إِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ☆
الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ☆ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ☆ (۱)

کتابت بالقلم اور مطلق پڑھنے کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

قلم، دوات یعنی لکھنے پڑھنے کی اہمیت کا یوں اندازہ فرمائیں کہ رب کریم نے ان کی قسمیں کھائیں۔

ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ☆ (۲)

ایک تفسیر کے مطابق نون سے مراد دوات ہے۔

کتاب اور اوراق (جن میں قرآن، یا احکام الہی درج ہوں) کی قسمیں رب کریم نے اٹھائیں۔

ارشاد ربانی ہے۔

وَالطُّورِ ☆ وَكِنَبِ مُسْتَوْرٍ ☆ فِي رَقٍ مُنْشُورٍ ☆ (۳)

اسی نوعیت کی متعدد آیات ہیں، جن میں لٹریچر سے متعلق واضح ہدایت درج ہیں۔ قرآن مجید اور دیگر کتب سماویہ کا اگر تقابلی مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت اور واضح ہو جاتی ہے کہ نشر و اشاعت کتب و رسائل اور لٹریچر سے متعلق جتنی اہمیت قرآن مجید نے واضح فرمائی کسی اور کتاب میں اس کا اتنا ذکر نہیں۔

(۱) سورة اقرأ، آیت ۵۲ (۲) سورہ ن آیت ۲۱ (۳) سورة الطور۔ آیت ۳۱

پریس کی ایجاد کے بعد نشر و اشاعت کی اہمیت اور بڑھ گئی ہے۔ آج وہی قوم زندہ ہے جس کا لٹریچر عام ہے۔ وہی نظریہ اور عقیدہ فروغ پذیر ہے جس کی پشت پناہی لٹریچر کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ دنیا کی معمولی قوم نشر و اشاعت کی بدولت زندہ ہے اور بڑی بڑی قومیں نشر و اشاعت سے غفلت کر کے قعر گناہی میں چلی گئی ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ایک ایسے عالم دین تھے، جو تعلیم و تدریس کے ساتھ نشر و اشاعت کتب دینیہ کی اہمیت سے بخوبی واقف تھے اور اس کے لئے آپ ہمیشہ کمال جدوجہد فرماتے رہے۔ اپنی بعض تصانیف کی اشاعت کے علاوہ علماء اہل سنت کی تصانیف کی اشاعت کی طرف متوجہ رہے۔ علماء کرام کی تصانیف سے استفادہ کے لئے ہمیشہ عوام، طلباء بلکہ نوجوان علماء کی توجہ مبذول فرماتے۔ طلباء کو کتب دینیہ خرید کر دیتے۔ ناشران کتب کی ہر طرح کی اخلاقی بلکہ مالی امداد فرماتے۔ خود جامعہ رضویہ میں ایک کتب خانہ برائے فروخت قائم رکھا تھا۔ جو کتابوں کو بغیر نفع لئے، اصل خرید پر فروخت کرتا۔ بعض دفعہ حساب کرنے پر معلوم ہوا کہ اس میں خسارہ ہوا ہے۔ تاہم اس کتب خانہ کو بند نہ فرمایا۔ کیونکہ آپ علی وجہ البصیرت جانتے تھے کہ مکتبہ کا قیام، دین کی خدمت کا اہم ترین شعبہ ہے۔ بلکہ اس کی اصلاح و ترقی کی مزید کوشش فرمائی۔

نشر و اشاعت کتب دینیہ سے متعلق چند واقعات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

قیام پاکستان کے وقت ملک بھر میں دینی کتب کی اشاعت کا کوئی مکتبہ نہ تھا۔ آپ نے سید محمد معصوم شاہ نوری کو اس پر آمادہ کیا کہ حضرت داتا گنج بخش جھویری قدس سرہ کے ذریعہ ایک اشاعتی مکتبہ قائم فرمائیں۔ چنانچہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے آپ کے ایما سے نوری کتب خانہ کا اجراء فرمایا۔ جس میں امام احمد رضا فاضل بریلوی اور دیگر علماء اہل سنت کی کتابیں شائع ہوتی رہیں۔ کتب کی اشاعت میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ہر طرح کی امداد مہیا فرماتے۔ اکثر نایاب، کتابیں مہیا فرماتے تاکہ ان کی اشاعت ہو۔ کتاب شائع ہونے پر اس کی کثیر جلدیں خود اپنے مکتبہ کے لئے خرید لیتے۔ اور بوریاں بھر کر لاکھ پورے لے جاتے۔ علماء، طلباء اور عوام کو کتب کی خریدنے کی ترغیب دیتے۔ غرض کہ قیام پاکستان کے بعد ملک بھر کے واحد اشاعتی ادارے، نوری کتب خانہ لاہور کی پوری طرح سرپرستی اور حوصلہ افزائی فرماتے۔

مولانا سید محمد حسن شاہ (خلف الرشید حضرت سید محمد معصوم شاہ علیہ الرحمۃ) مالک نوری کتب خانہ لاہور فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہمارے مکانات کی تعمیر جاری تھی۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ تشریف لائے تو ہمارے غریب خانہ بھی تشریف لائے۔ مجھے الگ لے جا کر فرمایا۔

”چونکہ آپ کے مکانات کی تعمیر جاری ہے آپ کو رقم کی ضرورت ہوگی۔ یہ پانچ سو روپے رکھ لیجئے“ میں نے کہا حضرت آپ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا بہت کچھ موجود ہے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے فرمایا۔

”یہ رقم رکھ لیجئے، چونکہ آپ تعمیر میں مصروف ہیں اور ادھر خرچ بہت اٹھ رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اشاعت کا کام متاثر ہو جائے۔“ (۴)

اللہ اللہ! اشاعتی اداروں کی حوصلہ افزائی کرنے والے آج اس طرح کے کہاں ملیں گے۔ آج تو یہ حال بجائے حوصلہ افزائی کے حوصلہ شکنی پر اکثر حضرات کی توجہ ہے۔

شریعت مطہرہ میں قرض لینے کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔ شدت ضرورت کے تحت ہی قرض لینے کی اجازت دی گئی ہے۔ اس کے باوجود حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ فرمایا کرتے۔

”اشاعتی کام کے لئے اگر قرض لینے کی ضرورت پڑے تو بھی لے کر تبلیغی و اشاعتی کام کرو۔“ (۵)

ربیع الاول ۱۳۷۵ھ / ۳ اکتوبر ۱۹۵۵ء کو فلیمنگ روڈ لاہور میں سیرت النبی ﷺ کے جلسہ میں حضرت الحدیث قدس سرہ کا ایمان افروز خطاب ہوا۔ انہی ایام میں کتب خانہ مقبول عام، ریلوے روڈ، لاہور نے کتب و اشاعت کو مزید تیز کر دیا۔ آپ نے تقریر کے دوران اس کتب خانہ کی اس اشاعتی کوشش کی تعریف فرمائی، مزید ترقی لئے دعا فرمائی اور عوام الناس کو کتابیں خریدنے اور پڑھنے کی ترغیب دی۔ تقریر کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

(۴) روایت حکیم محمد موسیٰ امرتسری بانی مرکزی مجلس رضاء لاہور۔ ۲۸ ذی القعدہ ۱۳۰۳ھ

(۵) روایت مولانا سید محمد حسن، مالک نوری کتب خانہ، لاہور

”کتب خانہ مقبول عام ریلوے روڈ، لاہور نے قرآن مجید مترجم اعلیٰ حضرت مجدد ملت حاضرہ مولانا احمد رضا خاں صاحب، شرح وقایہ، مشکوٰۃ شریف اور دیگر دینی کتب چھاپ کر دین اسلام کی بڑی خدمت سرانجام دی ہے۔ خدا اس ادارہ کو مزید خدمت اسلام کی توفیق اپنے حبیب سید عالم ﷺ (کے صدقے) عطا فرمائے۔ آمین۔“ (۶)

لائل پور میں آپ کے قیام کا ابتدائی دور، ظاہر ہے ہجرت سے پیدا ہونے والے اثرات کی وجہ سے، مالی اعتبار سے مشکلات کا دور تھا، ان ایام میں جامعہ رضویہ کی طرف سے اشاعت کتب کا پروگرام تقریباً ناممکن تھا۔ مگر آپ اس اہم دینی ضرورت کو آپ نے پورا فرمایا اور امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کی بعض تصانیف کی اشاعت فرمائی۔ اس ضمن میں حضور اعلیٰ حضرت کا رسالہ مبارکہ ”نفی النبی“ شاہی مسجد لائل پور کے قیام کے ڈیڑھ سال بعد آپ نے شائع فرمایا۔ (۷)

اشاعت کتب کے ساتھ ساتھ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ جدید ضروریات کے مطابق تصنیف و تالیف کی اہمیت سے بخوبی واقف تھے۔ علماء کو تصنیف و تالیف کی ترغیب دیتے۔ ان کی تصانیف پر حوصلہ افزائی فرماتے۔ مولانا اللہ بخش علیہ الرحمۃ (۱۳۹۲ھ تا ۱۹۷۷ء) واں پھر اس ضلع میانوالی نے ایک موقع پر بیان فرمایا۔ ”حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ مولانا! کچھ نہ کچھ ضرور لکھو۔ چاہے روزانہ دو تین سطر میں ہی لکھو۔ ایک وقت آئے گا کہ پور کتاب تیار ہو جائے گی۔“ (۸)

تاج القراء مولانا قاری محمد عطاء اللہ مدرس دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور نے نماز کی اہمیت، حکمت، خصائص و مسائل پر آئینہ صلوة کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ اظہار مسرت اور حوصلہ افزائی کی خاطر آپ نے اس پر تقریب لکھی۔ اس

(۶) روزنامہ نوائے پاکستان، لاہور، کھوالہفت روزہ سواد اعظم لاہور، ۲ جنوری ۱۹۶۳ء

(۷) ملاحظہ ہو: نفی النبی مطبوعہ لائل پور پریس پورٹ اشاعت کتب

(۸) قلمی یادداشت مولانا عبدالحکیم شرف قادری، لاہور، مملو کہ فقیر قادری مخفی عنہ

کتاب پر حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری، لاہور حضرت مولانا سید احمد سعید کاظمی ملتان، مولانا مفتی محمد حسین نیشی لاہور اور دیگر علماء کی تقاریض بھی ہیں۔ (۹)

مولانا سید ریاض الحسن حامدی، خطیب جامع مسجد امریکن کوارٹرز، حیدرآباد نے جرم ہائے قربانی کے مصرف کے بارے میں ایک تحقیقی کتاب بنام ”القیوضات الحامدیہ“ لکھی، متعدد علماء اہل سنت نے اس تحقیق کی توثیق فرمائی، حضرت شیخ الحدیث نے اس کتاب پر تقریظ لکھ کر مسئلہ کی تصدیق اور فاضل مولف کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ آپ کی تقریظ یہ ہے

”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْوَفِیِّ الرَّحِیْمِ وَنَبِیِّهِ الْکَرِیْمِ الْحَلِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَحِزْبِهِ اَجْمَعِیْنِ، اَمَّا بَعْدُ

فقیر نے رسالہ القیوضات الحامدیہ دیکھا۔ مسلک صحیح و صواب پر مشتمل پایا۔ رسالہ مبارک کے مولف عزیزم محترم فاضل نوجوان واعظ خوش بیان مولانا مولوی سید ریاض الحسین صاحب حامدی رضوی خطیب جامع مسجد امریکن کوارٹرز حیدرآباد سندھ سلمہ نے خوب تحقیق فرمائی ہے اور دلائل کثیرہ سے قول محقق کی توضیح و تہویب فرمائی ہے۔ مولیٰ عزوجل تبارک تعالیٰ عزیز موصوف سلمہ کو مزید خدمت دین متین کی توفیق خیر فریق عطا فرمائے اور اہل سنت و جماعت کے لئے سرچشمہ فیض بنائے دیوبندیوں و ہابیوں کے امام ثانی نام کے مولوی رشید احمد دیوبندی گنگوہی نے یہ فتویٰ دیا کہ کھال صدقہ واجبہ ہے۔ لہذا فقراء پر اس کا تصدق واجب ہے، مسجد میں نہیں لگا سکتے۔ دیوبندی مولوی جو کہتے ہیں کہ مسجد میں قربانی کی کھال کا لگانا جائز ہے۔ اولن کا ماخذ دیوبندی امام کا یہ فتویٰ ہے۔ ہمارے نزدیک دیوبندی گنگوہی کا یہ فتویٰ صحیح نہیں، غلط ہے اور دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتوے کثرت سے غلط ہیں۔ اس کے خلاف تحقیق فتویٰ دینے کی عادت تھی۔

اس مسئلہ کی تحقیق میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت بریلوی قدس سرہ العزیز نے ایک رسالہ جلیلہ تحریر فرمایا، جو ابھی غیر مطبوعہ ہے۔ فتاویٰ رضویہ کی مجلدات میں مرقوم و

محفوظ ہے اور بھی علمائے کرام اہل سنت و جماعت نے اس مسئلہ کے متعلق قلم اٹھایا اور تحقیق فرمائی۔ جس سے دیوبندی مفتی مغلوب ہوئے اور غلط فتوے دے کر نام ہوئے۔ مگر دیوبندی کی ہٹ اور مرغنہ کی ایک ٹانگ کی رٹ مشہور ہے۔ غلطی سے رجوع کرنا، حق کو قبول نہ کرنا ان کی دیرینہ فطرت ہے۔ مگر ہمارا کام تو سمجھانے سے ہے۔ سمجھائے جائیں گے۔ رسالہ مبارکہ الفیوضات الحمدیہ بھی اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے کافی ودانی ہے۔ مولیٰ عزوجل حق پر قائم رہنے، حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ واللہ تعالیٰ هو الموفق وهو تعالیٰ اعلیٰ فقیر ابو الفضل محمد سردار احمد غفرلہ قادری

چشتی رضوی خادم اہل سنت و جماعت۔ ۱۲ رجب المرجب ۱۴۳۷ھ (۱۰)

کتب دینیہ کی اشاعت کے ساتھ ساتھ آپ رسائل و جرائد کی اشاعت و ترقی میں بڑی رغبت سے حصہ لیتے۔ تازہ بہ تازہ حالات سے واقفیت اور مخالفین اہل سنت کی طرف سے اٹھنے والے نئے اعتراضات کا جواب رسائل و جرائد سے ہی زیادہ موزوں ہوتا ہے۔ اس لئے آپ نے متعدد رسائل کی سرپرستی فرمائی۔ ان کی اعانت فرمائی اور حوصلہ افزائی کے لئے ان کے باقاعدہ خریدار بنے۔

۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء میں جب مولانا ابوالنور محمد بشیر نے کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ سے ماہ نامہ ”ماہ طیبہ“ کا اجراء فرمایا تو آپ نے سرپرستی اور اعانت فرمائی۔ نیز اس کو بہت سے بہتر بنانے کے لئے مفید تجاویز دیں۔ اس سلسلہ میں آپ کا ایک مکتوب ملاحظہ ہو۔

محترم مولانا محمد بشیر صاحب!

سلام مسنون۔ ”ماہ طیبہ“ کی اشاعت کی مسرت میں احباب سے کہا۔ بعض احباب نے اپنے نام ماہ طیبہ جاری کرانا چاہا ہے۔ لہذا ان کے نام پر چے جاری کر دیئے جائیں اور یہ سلسلہ یہاں سے آہستہ آہستہ جاری رہے گا۔ رسالہ ماہ طیبہ کے عنوان پر یہ مصرعہ خوب ہے۔

(۱۰) الفیوضات الحمدیہ۔ ص ۳۹، ۴۰

کتاب مذکور کے متعلق صفحات کی فوٹو سٹیٹ مولانا علی احمد سندیلوی، لاہور نے مہیا فرمائی جس کے ہم ممنون ہیں۔

”ماہ طیبہ کی طلعت پہ لاکھوں سلام“

جب فقیر نے رسالہ ماہ طیبہ دیکھا تو اعلیٰ حضرت عظیم الیزکت قدس سرہ العزیز کا یہ شعر شریف یاد آیا۔
طیبہ کے ماہ تمام ، جملہ رسل کے امام
نوشہ ملک خدا تم پہ کروڑوں درود
اگر دل چاہے تو اس شعر شریف کو بطور تبرک تحریر فرمائیں اور رسالہ کے آخر پر اگر مناسب ہو تو یہ شعر
تحریر فرمائیں۔

ماہ طیبہ پہ تاباں درخشاں درود
ان کی نورانی طلعت پہ لاکھوں سلام

دل چاہتا ہے کہ رسالہ کے اول و آخر ماہ طیبہ دیکھیں اور ہر طرف ماہ طیبہ دکھائی دے۔“ (۱۱)

گوچرانوالہ سے اہل سنت و جماعت کا واحد مذہبی ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ کا پہلا شمارہ ۱۳ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ ۱۱ اپریل ۱۹۵۷ء کو شائع ہوا۔ یہ ہفت روزہ بھی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی سرپرستی میں جاری ہوا۔
تعالیٰ یہ شمارہ اب ماہنامہ کی صورت میں مسلک اہل سنت کی خدمت و اشاعت میں مصروف عمل ہے۔ امام احمد رضا فا
بریلوی قدس سرہ کی یاد میں نکلنے والے اس ہفت روزہ (اب ماہنامہ) کی پیشانی پر آپ کی سرپرستی کا اعلان ان الفاظ
موجود ہوتا ہے۔

”زیر سرپرستی: امام اہل سنت شیخ الحدیث حضرت علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب دامت
برکاتہم بہتم جامعہ رضویہ لائل پور۔“ (۱۲)

(۱۱) ماہ نامہ طیبہ، کوٹلی لوہاراں، جلد اول، شمارہ ۲۔ مجرہ ذی قعدہ ۱۳۷۷ھ / اگست ۱۹۵۷ء۔ ص۔ ۴

نوٹ۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے مکتوب ہذا سے جہاں نئی جرائد و رسالے کی سرپرستی و اشاعت واضح ہوتی ہے وہاں کلام رضا سے محبت اور آ

الرسول کے مقام پر قافز ہونے کی حقیقت کھلتی ہے۔ آخری جملہ بار بار پڑھئے اور ہر بار ایک نئی حقیقت سے بہرہ ور ہوں۔ فقیر قادری غفر

ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوچرانوالہ جلد اول، شمارہ ۸۔ مجرہ یکم ذی قعدہ ۱۳۷۷ھ / ستمبر ۱۹۵۷ء (۱۲)

کوٹ رادھا کشن ضلع لاہور سے پیدا گارا امام اہل سنت فاروق نور و عظمت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ ایک ماہنامہ ”آواز جبریل“ مولانا ابوالنجم قادری کے زیر ادارت ذی قعدہ ۱۳۷۵ھ بمطابق ۱۹۵۹ء کو جاری ہوا۔ اس کی سرپرستی بھی آپ نے فرمائی آواز جبریل کی پیشانی پہ عبارت درج ہے۔

”زیر سرپرستی قائد اہل سنت تاجدار اورنگ طریقت محدث پاکستان ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب لازالت فیوضہم۔“ (۱۳)

احباب اہل سنت، عزیزان طریقت اور جامعہ رضویہ کے فارغ التحصیل علماء کے نام حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا ایک پیغام پڑھیں۔ آپ کو اندازہ ہوگا کہ آپ سنی رسائل و جرائد کی اشاع و ترقی میں کس طرح کوشاں اور خواہاں تھے۔ پیغام یہ ہے۔

”جریدہ حمیدہ ہفت روزہ ”رضائے مصطفیٰ“ جو جزائوالہ نے ماشاء اللہ تین سال کے مختصر عرصہ میں دین متین و مذہب مہذب اہل سنت کی جو عظیم مخلصانہ و مجاہدانہ نمایاں خدمات سر انجام دی ہیں، وہ واضح و ظاہر ہیں۔ ضرورت ہے کہ دین کے ایسے خادم و مخلص مبلغ کی تبلیغ و خدمت کا دائرہ وسیع کیا جائے تاکہ حق کی آواز زیادہ سے زیادہ پھیل سکے اور اہل سنت و جماعت کا اس سے بھی بڑھ کر چرچا ہو۔ چونکہ عالم اسباب میں یہ کام اہل سنت و جماعت کے تعاون کے بغیر نہیں ہو سکتا اس لئے تمام اہل سنت احباب کو عموماً اور فقیر کے عزیزان طریقت و جامعہ رضویہ مظہر اسلام کے فارغ التحصیل علماء کو خصوصاً چاہئے کہ وہ رضائے مصطفیٰ کی اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور خدمت دین کے سلسلہ میں اس کا ہاتھ بٹائیں۔ اس کی آسان صورت یہ ہے کہ جن عزیزان و احباب کے نام ”رضائے مصطفیٰ“ جاری نہیں وہ سالانہ چندہ (پانچ روپے) بھیج کر خریدار ان رضائے مصطفیٰ میں شامل ہو جائیں۔ جو پہلے سے خریدار ہیں وہ کوشش کر کے نئے خریدار بنائیں اور جو علماء مساجد کے خطیب ہیں وہ اپنے حلقہ اثر میں رضائے مصطفیٰ کی وسعت اشاعت کے لئے کوشش کریں اور ہفتہ

وارکم از کم پانچ پرچے منگوا کر ادارہ ”رضائے مصطفیٰ“ کے ساتھ تعاون کریں، تاکہ اس کی اشاعت کے راستہ میں خطرات و مشکلات حائل نہ ہو سکیں اور یہ اطمینان کے ساتھ احسن طریقہ سے اپنی دینی خدمات جاری رکھ سکے۔ اور مزید وسیع کر سکے۔ ”رضائے مصطفیٰ“ کے علاوہ دین کی خدمت سرانجام دینے والے دیگر سنی جرائد و رسائل کے ساتھ بھی رابطہ قائم رکھیں اور ان کے ساتھ بھی خوب تعاون کریں تاکہ وہ بھی دینی خدمات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ جو حضرات اس کار خیر میں حصہ لیں اور جو حصہ لے رہے ہیں، دعا ہے کہ مولیٰ عزوجل ان کو زیارت حرمین مطہین و سعادت دارین سے مشرف فرمائے۔

فقیر ابوالفضل محمد سردار احمد غفرلہ

خادم دارالعلوم اہل سنت و جماعت جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور۔“ (۱۴)

اسی نوعیت کا ایک مکتوب ہفت روزہ سوادا عظیم لاہور کے اجراء پر آپ نے مد ریخت روزہ، مولانا غلام معین الدین اشرفی کو لکھا۔ مولانا غلام معین الدین نعیمی مد ریخت روزہ سوادا عظیم، لاہور کو آپ نے یہ مکتوب لکھا۔

عزیز محترم فاضل مختتم سلمہ

۷۸۶/۹۲

سلام مسنون۔ دعوات صالحہ، خیر و عاقبت، متعدد روز ہوئے محبت نامہ ملا۔ کاشف احوال ہوا۔ آپ کا ارادہ مبارک ہے۔ سوادا عظیم جاری کریں اور مذہب مہذب اہل سنت و جماعت کی تبلیغ و اشاعت اس میں کریں۔ حضور صدر الافاضل قدس سرہ نے سوادا عظیم جاری فرمایا تھا۔ جس سے بہت فائدہ و افادہ ہوا۔ مولیٰ عزوجل آپ کے اس نیک ارادہ میں کامیابی عطا فرمائے اور سوادا عظیم کی اشاعت سے مزید ترقی ہو۔ فقیر اس کی خدمت کے لئے حاضر ہے۔ احباب اہل سنت پر سان حال کو سلام و دعا۔

فقیر ابوالفضل غفرلہ خادم اہل سنت و جماعت۔ ۲۹ رذی قعدہ ۱۳۷۷ھ۔“ (۱۵)

(۱۴) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ۔ ۲۱ شعبان المعظم ۱۳۷۹ھ۔ ۹ جنوری ۱۹۶۶ء۔ ص ۲

(۱۵) ہفت روزہ سوادا عظیم، لاہور۔ جلد ۱، شمارہ ۲۰، صفحہ ۱۳۷۵۔ ۵ ستمبر ۱۹۵۸ء۔ ص ۱

نوٹ۔ مکتوب ہذا کی وجہ سے سوادا عظیم کی اشاعت میں خوب ترقی ہوئی۔ اس مکتوب کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ ہفت روزہ سوادا عظیم کے جلد ۲، شمارہ ۱۰، مجریہ ۳ رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ۔ ۱۳/۱۳/۱۹۵۹ء میں اس مکتوب کو دوبارہ شائع کیا گیا۔ فقیر قادری عفی عنہ

مولانا مفتی اعجاز ولی خاں بریلوی، جو اوس وقت ہفت روزہ سواد اعظم لاہور کی مجلس ادارت میں شامل تھے، نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے جذبہ اشاعت و ترقی رسائل و جرائد اور آپ کے ارشاد کی اہمیت کے پیش نظر لکھا۔

”..... مظہر صدر الشریعہ حضرت شیخ الحدیث مولانا سردار احمد مدظلہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی ابوالبرکات صاحب مدظلہ الاقدس کی نگاہ التفات و ظل عنایت ہے۔“ (۱۵-۱)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ علم و فضل کے اس اعلیٰ مقام پہر فائز تھے کہ آپ کو رسائل و جرائد کی خریدار سے بے نیاز تھے، تاہم ان سنی رسائل و جرائد کی حوصلہ افزائی کے لئے آپ نے ان کی خریداری قبول کر رکھی تھی۔ چنانچہ ہفت روزہ الفقہیہ، امرتسر کے آپ قیام بریلی کے دوران باقاعدہ خریدار تھے۔ آپ کا خریداری نمبر ۳۳۳۳ تھا۔ (۱۶)

اسی طرح جمعیت علماء پاکستان کا ترجمان ہفت روزہ ”جمعیت“ جب لاہور سے جاری ہوا تو آپ نے اس کو سرپرستی اور خریداری قبول کی۔ آپ کا خریداری نمبر ۱۷ ہے۔ (۱۷)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا معمول تھا کہ دورہ حدیث کے طلباء کو مختلف کتابیں عنایت فرماتے۔ مثلاً حدائق بخشش، الدولۃ المکیہ، فتاویٰ رضویہ، الامن والعلی، ترجمہ قرآن مجید موسوم بہ کنز الایمان، کتب احادیث وغیرہ، اور پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ معمول بڑھتا ہی تھا، یہاں تک کہ آخری سالوں میں آپ نے اس مقصد کے لئے الگ فنڈ قائم کر دیا تھا اور طلباء اور علماء کو ڈھیروں کے حساب سے کتابیں عنایت فرماتے۔ (۱۸)

مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری، لاہور، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے جذبہ اشاعت کتب دینیہ اور موجودہ حالات سے متاثر ہو کر لکھتے ہیں۔

(۱۵) ہفت روزہ سواد اعظم، لاہور، مجریہ ۲۰ رمضان ۱۳۷۸ھ

(۱۶) ملاحظہ ہو ہفت روزہ امرتسر ۲۰ رمضان ۱۳۷۵ھ/۱۲ نومبر ۳۸، جلد ۲۱، شمارہ ۳۲ بذریعہ ڈاک آپ کو رسالہ بریلی شریف پہنچا۔ اس کے پتہ کی چٹ پر آپ کا نمبر خریداری درج ہے۔

(۱۷) ملاحظہ ہو ہفت روزہ جمعیت، لاہور کے شمارہ ۲۷ مارچ ۱۹۵۹ء کے پتہ کی چٹ

(۱۸) اس راقم الحروف کو بھی آپ کی طرف سے متعدد کتابیں عطا ہوئیں۔ فقیر قادری غفرلہ عنہ

”کاش کہ ہمارے عوام اور علماء کو لٹریچر کی اہمیت کا صحیح اور اک اور شعور حاصل ہو جائے ایک دور وہ
تھا جب اہل سنت کے اشاعتی ادارے قائم نہیں ہوئے تھے اور حسرت سے سوچا جاتا تھا کہ کاش ہمارا
لٹریچر بھی جدید انداز طباعت سے آراستہ ہو اور آج جب کہ متعدد اشاعتی ادارے قائم ہو چکے ہیں
اور حسین سے حسین تر انداز میں لٹریچر لایا جا رہا ہے، ہمارے ناشرین بڑی شدت سے حضرت شیخ
الحدیث قدس سرہ ایسے قدردانوں اور سرپرستوں کے لئے چشم براہ ہیں۔“ (۱۹)

(۱۹) قلمی تادداشت مولانا عبدالحکیم شرف قادری، لاہور، مملوک فقیر قادری عثمانی عہد

تدریس حدیث سے متعلق معاصر علماء کرام کے تاثرات

گذشتہ سطور میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی تدریس حدیث کی امتیازی شان کے بیان میں بعض معاصر علماء اساتذہ کے تاثرات بیان ہوئے۔ ذیل کی سطور میں ہم بعض دیگر ممتاز معاصر علماء کے تاثرات پیش کر رہے ہیں، تاکہ یہ حقیقت ثابت اور واضح ہو جائے کہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ اپنے دور کے بے مثال محدث ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی (م ۱۷ رمضان ۱۴۰۱ھ / ۲۰ جولائی ۱۹۸۱ء) بارہا آپ کے ہاں جامعہ رضویہ تشریف لائے۔ ایک مرتبہ آپ جامعہ رضویہ میں رونق افروز ہوئے۔ جامعہ رضویہ کے بیرونی دروازہ سے دور ہی آپ نے اپنا جوتا اتار لیا۔ غلاموں نے عرض کی۔

”حضور! مدرسہ تو آگے ہے“ فرمایا۔

”ہاں میں دیکھ رہا ہوں۔ مگر تمہیں معلوم ہے کہ مدرسہ میں کون سی ہستی حدیث پڑھا رہی ہے۔“

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے قال الرسول ﷺ سے جو انور و تجلیات اترتے ہیں، میں ان کا مشاہدہ کر رہا ہوں، تم اس سے بے خبر ہو۔“

حضرت محدث اعظم علیہ الرحمۃ کو جب یہ معلوم ہوا کہ حضرت شیخ الاسلام مدرسہ تشریف لا چکے ہیں تو وہ ان کے استقبال کے لئے آگے بڑھے۔ اب دونوں بزرگ ایک دوسرے سے معافقہ ملے اور دونوں ایک دوسرے کے لئے جھک رہے تھے۔ (۱)

فخر الاساتذہ مولانا حافظ عطاء محمد بند یا لوی نے اپنے مضمون میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی شان تدریس کا نقشہ یوں پیش فرمایا ہے۔

(۱) قلمی یادداشت مولانا بشیر احمد سیالوی، رضوی کتب خانہ فیصل آباد۔ مخدومہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

”انہیں رسول اللہ ﷺ سے والہانہ لگاؤ تھا۔ وہ عشق نبی میں ڈوب کر حدیث پڑھاتے تھے۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ حال و حال کے بہترین جامع تھے۔ پڑھنے والے ان کی زبان سے علمی موشگافیاں سنتے اور ان کے دماغوں میں حقائق و معارف موج در موج اتر آتے۔ پھر نگاہیں کام کرتیں اور سامعین کے سینوں میں عشق رسول کی بجلیاں بھر جاتیں۔ جب وہ تحقیق و تدقیق کے مقام پر آتے تو اس اعتماد کے ساتھ حدیث بیان کرتے جیسے خود رسول اللہ ﷺ سے سن کر حدیث بیان کر رہے ہیں۔ وہ امت کا غم کھانے والے رسول کا غم کھاتے۔ جب کسی مقام پر حضور کے ساتھ کفار کی زیادتیوں کا بیان ہوتا تو اس طرح آبدیدہ ہو جاتے جیسے خود ان پر وہ کیفیات گذر رہی ہوں اور اگر کبھی حضور اکرم ﷺ کی تکالیف کا ذکر آتا تو زار و قطار رونے لگتے۔ قصیدہ بردہ سے انہیں مجنونانہ پیار تھا۔ وہ روزانہ تدریس سے پہلے قصیدہ بردہ سنا کرتے اور اس کے نعتیہ اشعار پر جھوم جھوم کروجد کیا کرتے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شیخ الحدیث کے اجزاء بدنی کی ترکیب ہی عشق رسول سے کی گئی ہو۔“ (۴)

مولانا محمد اقدار احمد خاں ابن حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خاں بدایونی (م ۳۳ رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ)

اکتوبر ۱۹۱۷ء) حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ سے اپنی دوسری ملاقات کا واقعہ یوں سناتے ہیں۔

” (حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ سے) دوسری ملاقات لائل پور میں ہوئی، وہ بھی والد صاحب کی ہمراہی میں۔ اس وقت والد صاحب (مفتی احمد یار خاں) ملتان علامہ کاظمی صاحب کے جلسہ دستار فضیلت سے فارغ ہو کر لائل پور محض حضرت صاحب کی ملاقات کے لئے آئے تھے۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ اس وقت دورہ حدیث پڑھا رہے تھے۔ آپ نے سوائے حدیث پاک کی طرف دیکھنے کے، کسی طرف نہیں دیکھا۔ اجنبی نگاہ ڈالی اور درس حدیث میں مصروف رہے۔ دوران تقریر حضرت حکیم الامت کی بڑی تعریف فرمائی۔ اس وقت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر آیا

ہفت روزہ محبوب حق لائل پور۔ مجریہ ۱۳ دسمبر ۱۹۱۳ء ص ۲۸

(۴)

تو حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے والد صاحب کی تالیف ”حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) پر ایک نظر“ پر بہترین رائے کا اظہار فرمایا۔

آپ نے والد صاحب سے درس حدیث ختم ہونے کے بعد معافقہ فرمایا۔ اسی دوران ناشتہ آگیا۔ والد صاحب نے دورہ حدیث کی تقریر کی بہت تعریف فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں بھی آپ کے پاس دورہ حدیث میں طلباء کی صف میں شامل ہو جاؤں۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں دن رات حدیث پاک ہی پڑھتا رہوں میری طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ آپ نہیں بلکہ ان کو دورہ حدیث میں داخل کرا دیں۔ والد صاحب سے اس وقت میں دورہ حدیث مکمل کر چکا تھا۔“ (۳)

حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خاں جیسے ملت اسلامیہ کے عظیم محدث، مفسر اور فقیہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے درس حدیث سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ خود ان سے شرف تلمذ حاصل کرنے کی درخواست فرما رہے ہیں۔ اللہ اللہ! حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے درس حدیث کی برکات سے ہر چھوٹا بڑا فائدہ اٹھانے کی آرزو رکھتا تھا۔ صاحبزادہ سید فیض الحسن آلومہارکیم ڈی قعدہ ۱۳۷۵ھ / ۱۰ مئی ۱۹۵۹ء بروز اتوار جامعہ رضویہ لاکل پور میں رونق افروز ہوئے۔ شاہی مسجد جامعہ رضویہ کی عظیم الشان اور سنی رضوی جامع مسجد کی حدیم المشال عمارت اور لاکل پور میں سنیت کی بیداری اور شان و شوکت دیکھ کر آپ نے انتہائی مسرت کا اظہار فرمایا۔ اور ان عظیم الشان خدمات اور کامیابی پر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پر خلوص ہدیہ تمہیک پیش کیا۔ نیز دار الحدیث جامعہ رضویہ میں خصوصی فرمائش پر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ سے درس حدیث بھی استماع فرمایا۔“ (۴)

(۳) قلمی یادداشت مفتی محمد اقدار احمد خاں گجراتی، مخدوم جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

(۴) ہفت روزہ (اب ماہنامہ) رضوائے مصطفیٰ گوجرانوالہ۔ ۱۳ مئی ۱۹۵۹ء قعدہ ۱۳۷۵ھ۔ ص ۶

﴿ معاصرین کرام ﴾

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے مرکز علم و عرفان اور نشانِ محبت بریلی شریف سے دینی روحانی تعلیم کا آغاز کیا۔ بعد ازاں مرکز روحانیت اجمیر مقدس میں اپنی تعلیم کو پورا کیا۔ ظاہر ہے کہ برصغیر بلکہ عالم اسلام کے مشائخ عظام کرام اپنی علمی و روحانی تسکین کے لئے ان مراکز علم و عرفان پر حاضر ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ ان مراکز مقیم حضرات سے آنے والے حضرات کی ملاقات قدرتی اور فطری امر ہے، اس ملاقات سے تعلق پیدا ہوتے ہیں بڑھتے ہیں اور یہ تعلقات باعثِ محبت بنتے ہیں۔ اساتذہ کرام کی شفقت اور آپ کی ذاتی محنت سے آپ جلد ہی صوفی اول کے علماء کرام میں شمار ہونے لگے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد آپ منظر اسلام بریلی کے مدرس بنے، دوسرے سال ہی آپ نے وکیل علماء دیوبند مولوی محمد منظور نعمانی سے تین روز کے مناظرہ میں ایسی شاندار اور واضح فتح سمیٹ لی کہ ہر طرف سے تحسین و آفرین کی صدائیں بلند ہوئیں۔ آپ کی ذات اہل سنت کی امیدوں کا مرکز بن گئی۔ آپ ملاقات کرنا، تعلق پیدا کرنا باعثِ فخر بنا۔ مشائخ و علماء نے آپ کی ذات کو نعمتِ خداوندی جانا۔

منظر اسلام بریلی، منظر اسلام بریلی اور پھر منظر اسلام لائل پور میں تدریس کے باعث پاک و ہند اور عالم اسلام کے مشائخ و علماء کے خانوادوں کے طلباء نے آپ سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ مشائخ و علماء نے اپنے متوسلین طلباء کو آپ کے حلقہ تدریس میں داخل کرایا۔ ظاہر ہے کہ یہ امر بھی ان حضرات سے روابط کا باعث بنا۔ اس طرح برصغیر کا شاید کوئی عالم یا شیخ طریقت ہو جس سے آپ کا روحانی و علمی رابطہ نہ ہو۔

مولانا مبارک حسین صدیقی صابری، ہدایوانی (بھارت) نے رجب المرجب ۱۳۵۲ھ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو علماء مشائخ عظام کی خدمت میں ایک طویل عرضداشت بنام ”ایک پرورد آواز“ پیش کی، جس میں التجا کی گئی کہ ملت اسلام پر اس مشکل وقت میں خصوصی توجہ فرمائیں، اس کی اصلاح کے لئے کوئی مشترکہ لائحہ عمل بنائیں۔ مولانا موصوف کی اس میں اس وقت برصغیر میں جو حضرات ملت اسلامیہ کو درپیش مشکلات سے نجات دے سکتے تھے ان میں حضرت شیخ الحدیث

تدیس کا نام نامی شامل ہے یاد رہے کہ اس وقت حضرت شیخ الحدیث کی عمر کوئی تیس برس کے قریب ہوگی اور تدیس کا عرصہ دو سال کے لگ بھگ ہوگا۔ مولانا موصوف کے طویل مضمون کا ایک اقتباس ملاحظہ ہوں۔

”..... اس کے بعد جملہ حسب ذیل حضرات سے پھری ورد مندائے التجا ہے کہ خدا کے واسطے اور سرکارِ دو عالم ﷺ کے واسطے اپنی نظر اور توجہ کو بھولے بھالے غریب مسلمانوں کی طرف مبذول فرما کر مسلمانوں کو مشکوری کا موقع دیں اور ہر وہ خدمت، جس سے اسلام مذہب اہل سنت کو ترقی ہو، یک جگہ جمع ہو کر، یعنی ایک کانفرنس منعقد کی جائے اور دورِ حاضرہ کے مسائل دفع کرنے کی تدبیر پر غور کیا جائے۔ خواہ کسی مقام پر ہوں۔ حسب ذیل حضرات علمائے کرام کی اس کانفرنس میں شرکت لازمی اور ضروری سمجھیں اور کوشاں ہوں کہ ایک جلسہ ضرور منعقد ہوتا کہ غور کر سکیں کہ ہم کو کیا کرنا چاہیے۔ سب سے پیشتر میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا مولوی سید پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری و نیز حضرت پیران طریقت حضرت شاہ اشرفی میاں صاحب کچھوچھو شریف و نیز حضرت مولانا مولوی سید محمد میاں صاحب آل رسول ماہرہ مفسدہ و نیز حجۃ الاسلام حضرت مولانا مولوی شاہ حامد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی و نیز حضرت مولانا مولوی شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب و نیز حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی، اعلیٰ حضرت زبدۃ العارفین مولانا پیر خواجہ محمد حسن جان صاحب قبلہ سرہندی مجددی فاروقی سرہندی و نیز حضرت مولانا مولوی ابوالعلا محمد امجد علی صاحب رضوی اعظمی و نیز حضرت مولانا مولوی سید دیدار علی صاحب الوری لاہوری مفتی پنجاب و نیز حضرت محدث صاحب کچھوچھو شریف و نیز حضرت مولانا مولوی سید احمد صاحب لاہوری سیکرٹری انجمن حزب الاحناف پنجاب و نیز حضرت مولانا مولوی ظہور الحسن درس کراچی و نیز حضرت مولانا مولوی نظام الدین صاحب بدایونی و نیز حضرت مولانا مولوی حبیب الرحمن صاحب بہاری الہ آبادی و نیز حضرت مولانا مولوی محمد عمر صاحب نعیمی مراد آباد و نیز حضرت مولانا ابرار حسین صاحب صدیقی مفتی جماعت رضائے مصطفیٰ

بریلی و نیز حضرت مولانا مولوی سردار احمد صاحب قانچ دیوبند، مولانا مفتی حشمت علی صاحب بریلوی، حضرت مولانا مولوی سید شاہ محمد شرف الدین صاحب سمبہری دیوبند و حضرت مولانا مولوی ابو یوسف محمد شریف صاحب کوٹلوی مولانا مولوی ابوالنور محمد بشیر صاحب کوٹلوی و نیز جملہ علمائے کرام و صوفیائے عظام اس فقیر حقیر کی درد بھری آواز سن کر بے دینی اور لاندہی کے فساد عظیم کو متفق علیہ ہو کر روکیں..... (۱)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا پنے معاصرین علماء و مشائخ کرام سے گہرے روابط اور حسن سلوک کے مشہور واقعات ہیں۔ اختصار کے پیش نظر صرف ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔ جامع مسجد نزو گھنڈہ گھر کے ہم سالگاں نے جلسہ کا پروگرام بنایا۔ جلسہ کے مقرر کے انتخاب کے لئے ایک میٹنگ جامعہ رضویہ میں بلائی گئی۔ بہت سے علماء کا نام سامنے آیا۔ لیکن حضرت شیخ الحدیث نے اس علمی مجاہد پر تقریر کے لئے حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی صاحب علیہ الرحمۃ کا نام تجویز کیا۔ آپ نے علامہ کاظمی صاحب کا تعارف ایسے پیارے انداز میں کرایا جسے سن کر حاضرین نہ صرف آپ کی تقریر سننے کے شائق ہوئے، بلکہ زیارت کے مشتاق نظر آنے لگے۔

وقت مقررہ علامہ کاظمی صاحب تشریف لائے۔ حضرت نے انہیں اپنے کمرے کی اپنی نشست گاہ تک لے گئے۔ دونوں حضرات کی اس وقت ایک دوسرے سے عقیدت و محبت بلکہ حیا زندی قابل دید تھی۔ حاضرین نے مشاہدہ کیا کہ نشست گاہ کا درمیانی حصہ دونوں حضرات کی نشست کے لئے ترس گیا۔ اس کے دونوں کناروں پر دونوں نورانی وجود تشریف فرما تھے۔ جیسے بڑی شخصیات ایک دوسرے کے اعزاز میں عموماً کرتی ہیں۔ (۲)

حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی، ترکی ٹوپی استعمال فرمایا کرتے تھے۔ اس موقع پر جب آپ لائل پور، حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی دعوت پر تشریف لائے، آپ نے انہیں دستار پیش کی تاکہ اسے باندھ کر تقریر فرمائیں۔ ان کے بعد حضرت کاظمی نے دستار کو اپنے لباس میں شامل کر لیا۔ (۳)

(۱) ہفت روزہ امرتسر، مجریہ ۲۳، ۳۰، رجب المرجب ۱۳۵۵ھ / ۲۱، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء جس ۱۱، ۱۲

(۲) قلمی یادداشت مولانا ابو صالح فیض احمد ایسی بہاول پوری (۳) ایضاً

آئندہ صفحات میں ان مقتدر علماء کرام اور مشائخ عظام کے اسماء کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جن کو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سے روحانی اور علمی تعلق رہا۔ ان میں اکثر حضرات کا ذکر خیر اس کتاب کے متعدد مقامات پر موجود ہے۔ ان حضرات کے سوانح اختصار کے پیش نظر شامل نہیں کئے جا رہے۔ کتاب ہذا کے علاوہ درج ذیل مآخذ بھی اس فہرست کی ترتیب میں معاون بنے۔

- (۱) اکابر علماء و مشائخ کے بیانات اور قلمی یادداشتیں
- (۲) ہفت روزہ الفقیر، امرتسر ۱۹۳۳ء تا ۱۹۳۶ء اور ۱۹۳۰ء تا ۱۹۳۷ء کی فائلیں
- (۳) اخبار دہلیہ سکندری، راجپور ۱۹۳۶ء تا ۱۹۳۸ء کی فائلیں
- (۴) ماہنامہ نوری کرن، بریلی۔ سال ۱۹۶۲ء اور ۱۹۶۳ء کی شمارے
- (۵) ہفت روزہ (اب ماہنامہ) رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ۔ ۱۹۵۸ء تا ۱۹۶۳ء کی فائلیں
- (۶) مناظرہ بریلی کی مفصل روکداد، مرتبہ مولانا محمد حامد فقیر شافعی
- (۷) تذکرہ علماء اہل سنت، مرتبہ مولانا محمود احمد قادری کانپوری
- (۸) تذکرہ علماء اہل سنت، مرتبہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری
- (۹) خطوط اکابر بنام حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ، مخزنہ کتب حضرت شیخ الحدیث
- (۱۰) خطوط حضرت شیخ الحدیث بنام اکابر اہل سنت، مملو کہ فقیر قادری عفی عنہ
- (۱۱) مشاہدات مؤلف اور اوراق ہذا فقیر قادری

حضرت دیوان سید آل رسول علی خاں

سجادہ نشین سلطان الہند خواجہ غریب نواز اجیمیری

جناب محمد صادق قصبوری "اکابر تحریک پاکستان" میں لکھتے ہیں۔

آپ سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجیمیری قدس سرہ کے سجادہ نشین تھے، تحریک

پاکستان میں آپ نے بے مثال خدمات انجام دیں، مشہور صحافی جناب ممتاز لیاقت تحریک پاکستان میں علماء کا حصہ
زیر عنوان رقم طراز ہیں۔

”مشائخ بھی اس میدان میں پیچھے نہ رہے۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء میں پیر صاحب مانگی شریف کی دعوت پر پشاور میں
سرحد اور پنجاب کے مشائخ کا ایک عظیم الشان اجتماع ہوا۔ خواجہ معین الدین چشتی کے سجادہ نشین (دیوان آل رسول
خواجہ حسن نظامی، متولی درگاہ حضرت ابوعلی قلندر (خواجہ عبدالرشید)، پیر جماعت علی شاہ (علی پوری) اور پیر فضل
(جلال پوری) وغیرہم نے اپنے مریدوں کو پاکستان کی حمایت کا حکم دیا۔ (۱)

۱۹۳۶ء میں حضرت صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی اور محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی
بنارس میں تمام زعمائے ملت کی آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد کر کے مطالبہ پاکستان کی تحریک کو کامرانی کے آخری مراحل
میں داخل کرویا۔ کانفرنس میں سات ہزار مستند علماء کرام و مشائخ عظام نے شرکت فرمائی اور اعلان کے کہ
”آل انڈیا سنی کانفرنس کا اجلاس مطالبہ پاکستان کی پر زور حمایت کرتا ہے۔“

یہ اجلاس حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہ کی صدارت میں منعقد ہوا اور ملک
بھر میں تمام اہل سنت کو پاکستان کی حمایت میں ووٹ دینے کے لئے تبلیغی دورے کرنے کے لئے جن بارہ ممتاز علماء
مشائخ کی کمیٹی تشکیل کی گئی، ان میں حضرت دیوان آل رسول اجمیری رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھے۔ (۲)

اس کے بعد آپ نے پاکستان کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لئے اپنی تمام تر مساعی کو صرف کر دیا۔ ۵
رجب ۱۳۶۵ھ جون ۱۹۴۶ء میں آپ کی صدارت میں مسجد شاہجہانی واقع درگاہ معلیٰ اجمیر شریف میں ایک عظیم الشان
آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد ہوئی، جس نے تاریخ کا دھارا بدل دیا۔ کانگریس اور پاکستان دشمن طاقتوں کے سروں پر پانی
پڑ گیا۔ اسی کانفرنس میں محدث اعظم ہند کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الخطبة الاشرافية للجمهورية الاسلامية“

(۱) ماہنامہ اردو انسائیکلو پیڈیا لاہور اگست ۱۹۶۶ء، ص ۳۱

(۲) ماہنامہ السحاب لاہور، اکتوبر ۱۹۷۰ء، ص ۱۴۱

کے نام سے اپنا معرکہ الآرا خطبہ پڑھا، جس کا ایک ایک لفظ آپ زور سے لکھنے کے قابل ہے۔ اس خطبہ نے پاکستان کے حامیوں کو ایک نیا جوش و ولولہ اور عزم بخشا اور اسی جذبہ کے تحت ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان دنیا کے نقشے پر ابھرا۔ (۱) ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں مشائخ کرام نے اپنے اپنے مریدوں اور عقیدتمندوں کے حلقوں میں مسلم لیگ کی حمایت کے سلسلے میں اعلان کیا۔ آپ نے بھی ایک اہم اعلان فرمایا، جو درج ذیل ہے۔

”اس وقت ہندوستان میں سب سے زیادہ ضروری اور ہم سب کی توجہ کے قابل یہ مسئلہ ہے کہ مسلم لیگ کی واحد نمائندگی کے دعوے میں ہم پورے اتر جائیں اور قائد اعظم محمد علی جناح کی قیادت قائم و برقرار رہ جائے، اختیار اور معاندین اسلام ہماری اس واحد نمائندگی اور قیادت کی دھجیاں فضائے آسمانی میں اڑا دینا چاہتے ہیں، ہم کو بڑے استقلال و پامردی کے ساتھ اس دعوے کو ثابت کرنا ہے اور اس کی قیادت کے قیام و بقا کے لئے کام کرنا ہے، میں اپنے اس سلسلہ کی خانقاہوں کے سجادگان سے اپنے جدا مجد حضرت خوجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنی اپنی گدیوں کو چھوڑ کر اس نازک وقت میں اسلام کی خدمت کے لئے نکل پڑیں اور مسلم لیگ کے امیدواروں کو کامیاب بنانے کے لئے کمر باندھ کر میدان میں آجائیں۔ (۲)

۱۹۴۷ء کی تقسیم کے بعد آپ پاکستان تشریف لے آئے۔ اگرچہ ہندوستان کی حکومت نے آپ کو اجیر شریف نام فرما رہے پر بڑا زور دیا اور منہ مانی مراعات دینے کی پیشکش کی مگر آپ نے وہاں ٹھہرنا گوارا نہ کیا۔ پہلے چک نمبر ۱۲ گوردھا میں قیام فرمایا اور بعد ازاں مستقل طور پر پشاور کو اپنا مسکن بنا کر خلق خدا کی روحانی تربیت فرمانے لگے۔

آپ کو حضرت امیر ملت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہ سے بہت محبت تھی۔ یوں تو دونوں حضرات کے تعلقات شروع سے ہی بہت گہرے تھے، لیکن تحریک پاکستان نے انہیں مزید مستحکم کر دیا۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ

اکابر تحریک پاکستان حصہ اول از محمد صادق تصوری مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء، ص ۲۱۴

قائد اعظم اور ان کا عہد اذریس احمد حفصی مطبوعہ لاہور ۱۹۶۶ء، ص ۴۰۳

سنہ ۱۹۵۱ء میں وصال فرمایا تو آپ کو بہت صدمہ ہوا۔ جیسا کہ حضرت سراج الملت پیر سید محمد حسین علی پوری رحمہ اللہ (فرزند اکبر حضرت امیر ملت قدس سرہ) کے نام آپ کے تعزیت نامے سے ظاہر ہے۔ آپ نے تحریر فرمایا۔

”بخدمت جناب الحاج مولانا محمد حسین صاحب دام ظلکم، والسلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت محترم الحاج پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی خبر سے بے حد صدمہ ہوا، موصوف کے وجود گرامی سے بڑی تقویت قلبی رہتی تھی۔ تمام سلسل کے لئے آپ کی مقدس ذات مایہ صد فخر تھی۔ یہ گردش رو صدیوں میں ایسی گرامی ہستیاں پیدا کرتی ہے۔ افسوس ہے کہ فنا کے بے درد ہاتھوں کی گرفت اللہ کو ایسی بڑی جاریہ سے محروم کر دیتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ظاہری طور پر آنکھوں سے اوجھل ہونے کا احساس رنج و غم کی صورت میں قلوب پر مسلط ہو رہا ہے۔ ورنہ حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ کو دائمی اور حقیقی زندگی اب حاصل ہوئی ہے۔ اور وہ محبت کے درمیان ہمہ وقت تشریف فرما ہیں۔ میں بیمار تھا، بہت تاخیر سے تعزیت پیش کر رہا ہوں، معذرت خواہ ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو ایسی غیر مترقبہ نعمت کے چھٹ جانے پر صبر ثقیب عطا فرمائے۔ اور حضرت موصوف رحمۃ اللہ کو وہ درجات عالیہ عطا فرمائے جن کے آپ مستحق ہیں۔ اور ہمیں تاقیامت برکتیں حاصل ہوتی رہیں۔ میرے بھائی اکرم اور تمام خاندان کی طرف سے دلی عذرخواہی اور ہمدردانہ تعزیت قبول فرمائیں۔ والسلام

خیر اندیش دیوان سید آل رسول علی خان

سجادہ نشین آستانہ عالیہ جمیر شریف (حال سرگودھا چک نمبر ۱۲)

آپ کی وفات حسرت آیات ۱۸ جمادی الاول ۱۳۹۴ھ مطابق ۹ جون ۱۹۷۴ء بروز اتوار پشاور میں ہوئی۔

”بیری باغ بیرون یکہ توت دروازہ، پشاور میں سپرد خاک کر دیئے گئے۔

آسمان تیری لحد چہ شبم آفشانی کرے
سبزہ تو رستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری، شیخ الحدیث حزب الاحناف، لاہور

مولانا محمد صدیق ہزاروی "تعارف علماء اہل سنت" میں لکھتے ہیں۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد اشرفی بن حضرت مولانا سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ ابن سید

حفص علی ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء میں ہندوستان کے مشہور شہر الور کے محلہ نواب پورہ میں پیدا ہوئے۔ (۱)

آپ کا تعلق ایک علمی و روحانی سید گھرانے سے ہے۔ اور آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ

تک پہنچتا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد مشہد سے ہندوستان تشریف لائے اور الور قیام پذیر ہوئے۔

تعلیم و تربیت

جس طرح آپ کا تعلق ایک عظیم علمی خاندان سے ہے، اسی طرح آپ کی تربیت بھی نہایت متمم بالشان طریقے

سے ہوئی۔ قرآن مجید الور ہی کے حافظ عبدالکظیم، حافظ عبدالعزیز اور حافظ قادر علی سے پڑھا۔

صرف نحو کی ابتدائی کتب علامہ سید ظہور اللہ ملتانی سے اور اکثر کتب اپنے والد ماجد سے پڑھیں۔ فنون کی انتہائی

کتب قاضی مبارک، حمد اللہ، فقہ السبین، صدرائے شمس باغہ اور شرح عقائد نسفی وغیرہ، جمیع کتب احادیث اور کتب طب

مراد آباد میں حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور ۱۹۱۹ء میں مراد آباد

سے ہی سند فراغت و دستار فضیلت حاصل کی۔

امام اہلسنت سے سند کا حصول

۱۹۱۹ء ہی میں آپ امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اعلیٰ

حضرت علیہ الرحمۃ کی صحبت میں رہے اور آپ کے حکم پر فتویٰ نویسی کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ

اللہ علیہ نے آپ کو جمیع علوم و فنون کی سند اور دو طائفہ و خلافت عامہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔

محمد عبدالکظیم شرف قادری، مولانا: تذکرہ اکابر اہل سنت، ص ۱۳۰

آگرہ میں خطابت

جامع مسجد آگرہ میں آپ کے والد ماجد حضرت مولانا سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ خطیب تھے۔ تحریک خلافت میں مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا عبد الماجد بدایونی وغیرہ کانگریس کے حق میں تقریریں کرتے تھے۔ جبکہ سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور سید صاحب موصوف کانگریس کے خلاف سرگرم عمل تھے۔

دوران تحریک پنجاب کے عوام کی دعوت پر حضرت سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے پنجاب کا دورہ کیا۔ ان کے مسلمانوں کو آپ کی تقریر سے ایسا ذوق مینسر ہوا کہ حضرت علامہ کو لوگوں کے اصرار پر لاہور آنا پڑا۔ چنانچہ آپ کی حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد دامت برکاتہم العالیہ کو جامع مسجد آگرہ میں فرائض خطابت سونپ دیئے گئے۔

لاہور میں آمد

۱۹۲۳ء میں آپ حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ کے حکم پر جامع مسجد داتا گنج بخش کی خطابت کے لئے لاہور آئے۔ داتا گنج بخش کی مسجد ان دنوں زیر تعمیر تھی۔ مولانا محرم علی چشتی، سید امین اندرابی اور خلیفہ مولوی تاج الدین کے مشورے سے آپ کو مسجد وزیرخان میں علوم دینیہ کی تدریس پر مقرر کر دیا گیا۔ آپ کی محنت شاقہ کی شہرت نے سارے پنجاب اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ طلباء جوق در جوق آنا شروع ہو گئے اور مسجد وزیرخان کے وسیع صحن میں دینی علوم حاصل کرنے والوں کا بے پناہ جھوم ہو گیا۔

دارالعلوم حزب الاحناف کی تاسیس

مرزا ظفر علی بیج جوان دنوں مسجد وزیرخان کے متولی تھے، انہیں طلباء کے اجتماع سے اختلاف تھا، چنانچہ مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد وزیرخان سے استعفا لے دیا۔

لاہور کے سنی زعماء قاضی حبیب اللہ، مولوی محمد دین، حاجی شمس الدین اور مولانا محرم علی چشتی نے انجمن

الاحناف ہند کی بنیاد رکھی اور ۱۵ مارچ ۱۹۲۶ء کو باقاعدگی سے تدریس کا آغاز ہو گیا۔

دارالعلوم حزب الاحناف کا ابتدائی دور بے سروسامانی کا دور تھا۔ ابتداء مسجد وزیر خان سے ہوئی۔ وہاں سے لٹرا بازار، یکتی دروازہ، مسجد دائی رنگہ اور مسجد مائی لاڈو سے ہوتے ہوئے ۱۵ مارچ ۱۹۲۶ء کو تین گنبدو والی مسجد اندرون دہلی دروازہ کو دارالعلوم کے لئے منتخب کیا گیا۔ مسجد کی صفائی ہوئی اور مرمت کرائی گئی۔ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ سو روپیہ مسجد کی صفائی پر خرچ کیا اور نو ماہ میں یہ سنی دارالعلوم اپنی پوری تابانیوں سے جلوہ گر ہو گیا۔

ابتدائی اساتذہ میں حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ علامہ ابوالبرکات، علامہ ابوالحسنات، مولانا عبد القیوم اور مولانا عبدالحقان جیسے لوگ شریک تدریس تھے۔ (۱)

۱۹۳۵ء میں حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ نے دارالعلوم کے جملہ انتظام و انصرام کو سنبھالا اور مستند درس حدیث پر فائز ہوئے اور وصال تک یہ فیض جاری ہے۔

آج کل دارالعلوم حزب الاحناف لال کوٹھی بیرون بھائی گیٹ منتقل ہو چکا ہے۔ اور حضرت قبلہ سید ابوالبرکات رحمۃ اللہ باوجود پیرانہ سالی اور صحت کے ساتھ نہ دینے کے خدمت میں حاضر ہونے والوں کو علمی و روحانی فیض سے مستفیض فرماتے رہے۔ ۹ جنوری ۱۹۷۲ء کو تنظیم المدارس اہل سنت کی نشاۃ ثانیہ میں آپ کو تنظیم کا مرکزی صدر منتخب کیا گیا اور پھر ۱۹۷۵ء کے نئے انتخاب میں آپ کو تنظیم کا سرپرست نامزد کیا گیا۔

فتنوں کا مقابلہ

آج سے کچھ عرصہ پہلے لاہور میں طرح طرح کے فتنے اٹھے، کہیں وہابیت کا قتلہ سر اٹھا رہا ہے، کہیں نیچریت اپنے پر تول رہی ہے، کہیں مرزاہیوں کی ریشہ دوانیاں ہیں تو کہیں رافضی گمراہی کے جال بچھائے بیٹھے ہیں، لیکن سنیت کے اس بحر بے کنار کے سامنے جو بھی فتنہ آیا خس و خاشاک کی طرح بہ گیا۔

تحریرات

آپ کا زیادہ تر وقت علوم و فنون اور حدیث پاک کی تدریس میں گزرا۔ لیکن اس کے باوجود آپ نے میدان میں بھی کام کیا، چنانچہ مندرجہ ذیل کتب آپ نے تحریر فرمائیں۔

- | | |
|------------------|---------------------|
| ۱۔ مناظرہ تلون | ۲۔ دیوس المقلدین |
| ۳۔ فتح المبین | ۴۔ مناظر ترن تارن |
| ۵۔ ضیاء القنادین | ۶۔ وہابیوں کی کہانی |

چند مشہور تلامذہ

حضرت مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی تبلیغ دین اور علوم عربیہ کی تدریس گزری اور سینکڑوں تشکیم علم نے سیرابی حاصل کی۔ آپ کے چند تلامذہ جو آسمان شہرت پر آفتاب و ماہتاب بن کر ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

- ۱۔ شیخ الحدیث مولانا مہر دین دامت رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۔ حضرت مولانا قاضی سراج احمد
- ۳۔ سلطان الواعظین حضرت مولانا محمد بشیر کوٹلی لوہاراں
- ۴۔ مولانا حافظ مظہر الدین رحمۃ اللہ علیہ
- ۵۔ خطیب اہل سنت مولانا غلام دین رحمۃ اللہ علیہ
- ۶۔ شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۷۔ فقیہ العصر مولانا مفتی محمد نور اللہ بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ قصوری رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد عالم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ استاذ العلماء مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی (رحمۃ اللہ علیہ) ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان (۱)

طویل علالت کے بعد ۲۳ ستمبر ۱۹۷۸ء بمطابق ۲۰ شوال ۱۳۹۸ھ علم و عمل کا یہ پیکر اس دارفانی سے رخصت ہوا

اور علمی دنیا میں نہ پرہونے والا خلا پیدا ہو گیا۔

حضرت مولانا سید اولاد رسول فخر العالم محمد مارہروی (بھارت)

جناب محمود احمد قادری ”تذکرہ علماء اہل سنت“ میں لکھتے ہیں۔

حضرت سید شاہ اسماعیل حسن مارہروی (المتوفی ۱۳۳۲ھ) کے چھوٹے صاحبزادے اولاد رسول فخر العالم محمد نام

نامی ۲۳ رمضان المبارک ۱۳۰۱ھ ماس گنج سینٹاپور میں آپ کی ولادت ہوئی۔ فارسی کی مختصر مروریہ تعلیم منشی فرزند حسن

ساکن قصبہ پالی ضلع ہردوئی، اور میاں جی رحمت اللہ مارہروی سے حاصل کی، درسیات کی تکمیل مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں

کے اساتذہ سے کرنے کے بعد حضرت مولانا شاہ مطہح الرسول محمد عبدالمتقدر قادری (المتوفی ۱۳۳۳ھ) سے فاتحہ فرائض

پڑھ کر اجازت و سند حاصل کی، علوم حدیث کی اجازت والد اور نانا، حضرت سید شاہ نور المصطفیٰ ابن سید شاہ غلام محی الدین

ابن شاہ آل برکات سحرے میاں اور حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری قدوس سرہ نے عطا فرمائی، بیعت اپنے والد سے

تھے۔ ان کے علاوہ حضرت نوری میاں سے بھی اجازت پالی تھی، عقائد میں بے چلک چٹنگی رکھتے تھے۔ زہد و دروغ، تقویٰ

و انابت کی دولت سے بہرہ ور تھے، ساری زندگی رشد و ہدایت اور تبلیغ و ترویج عقائد اہل سنت میں گذری، ہزار ہا مریدین

ان کے دامن سے وابستہ تھے، تصنیف و تالیف کا خاص ذوق اور خصوصی سلیقہ رکھتے تھے، بزرگان مارہرہ کے تفصیلی

حالات کئی جلدوں میں انہوں نے ہی تحریر فرمائے ہیں، ۳۰ کتابیں مطبوعہ ہیں۔ ۱۳۷۲ھ سال وفات ہے، مرقد مارہرہ

میں ہے، آپ کا لقب تاج العلماء تھا۔

(۱) اقبال احمد فاروقی علامہ: تذکرہ علماء اہل سنت و جماعت لاہور، ص ۲۲۲

حضرت مولانا سید آل مصطفیٰ اولاد حیدر، مارہروی (بھارت)

جناب محمود احمد قادری ”تذکرہ علماء اہل سنت“ میں لکھتے ہیں۔

سید آل مصطفیٰ اولاد حیدر نام نامی، آپ کی ولادت یکشنبہ دسویں شعبان المعظم ۱۳۳۲ھ کی ہے، تربیت ماموں حضرت مولانا شاہ اولاد رسول مارہروی علیہ الرحمۃ کے زیر سایہ ہوئی۔ دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجیر شریف برسوں حضرت صدر الشریعہ حمید العصر مولانا حکیم امجد علی اعظمی قدس سرہ کے زیر نگرانی تعلیم حاصل کی، طب کی تعلیم کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں پائی، حکیم عبداللطیف فلسفی مشفق استادوں میں تھے۔ برہابرس سے مسجد قضاہاں روڈ بمبئی کے امام اور خطیب ہیں۔ ۱۹۵۸ء میں سنی مسلمانوں کی ملی دینی اور سیاسی تنظیم کے لئے سنی جمعیۃ علماء قائم کی داری کے احساس اور عمدہ کارگردگی کی بنا پر وقت تائیس سے مستقل صدر ہیں، اعلیٰ درجہ کے خطیب، بہترین نثر نگار خوش فکر شاعر ہیں، آپ کی خطابت کی پورے ملک میں دھوم ہے، بمبئی میں مطب بھی کرتے ہیں، سرکار کلاں خطا برکاتیہ کے سجادہ نشین ہیں، بلکہ صحیح ہے کہ اس وقت مارہرہ کی رونق اور بہار آپ ہی کے دم سے قائم و باقی ہے، خطا تعالیٰ آپ کی عمر دراز فرمائے اور آپ کے برکات سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے، آمین ثم آمین، سید العلماء آپ کا ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدی سہستی پوری (بھارت)

صدر مدرس شمس العلوم بدایوں و ناظم سنی کانفرنس ضلع بدایوں

جناب محمود احمد قادری ”تذکرہ علماء اہل سنت“ میں لکھتے ہیں۔

حضرت مولوی جعفر علی فریدی گورکھ پوری نور اللہ مرقدہ کے صاحبزادے مولانا مفتی محمد ابراہیم ۱۹۱۰ء میں سہستی میں پیدا ہوئے، نسبی علاقہ حضرت شہاب گنج علم کے واسطے سے حضرت شیخ الاسلام بابا فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سے ہے، اردو فارسی کی تعلیم مولوی سید ثار الدین صاحب اور قرآن مجید حافظ محمد مبین سے پڑھا، اور کتابت سیکھی، عمر

آنحضرت مولانا شاہ منظور احمد پھلواری سے کیا، مولوی سید عتیق اللہ صاحب ساکن پر بودھی ضلع مظفر پور اور مولوی محمد اوریس دہلوی سے عربی صرف و نحو اور ابتدائی کتب درس نظامیہ پڑھیں، مدرسہ جمیدیہ در بھنگہ میں مولانا سید عبدالحمید قادری اور مفتی محمد فیض الرحمن سے پڑھ کر مدرسہ شمس الہدی پٹنہ سے مولوی کا امتحان دیا، کانپور کے مشہور مدرس مولانا غلام یحییٰ ہزاروی، مولانا ابو محمد عبدالسلام درانی قندھاری سے درس نظامی کی تکمیل کر کے مدرسہ منظر اسلام بریلی میں حضرت حجیۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں خلیف اکبر مجدد الملتہ امام امام احمد رضا بریلوی اور مولانا شاہ عبدالعزیز خاں محدث بجنوری سے صحاح ستہ کا دورہ کیا اور تفسیر بیضاوی کا درس لیا، ۱۳۵۱ھ میں دستار بندی ہوئی، نیز سند فراغت و اجازت حاصل ہوئی، اولاً مدرسہ منظر اسلام ہی میں تدریسی سلسلہ شروع کیا، پھر مدرسہ قادریہ بدایوں میں تشریف لے گئے، اور ۱۹۳۲ء سے مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں صدر المدرسین اور مفتی شہر ہیں۔

زبدۃ الاصفیاء حضرت مولانا شاہ مصلح الدین قادری آروی علیہ الرحمۃ سے مرید ہوئے، والد ماجد اور حضرت شاہ نثار احمد قادری فضیلت مآب سے تربیت سلوک حاصل کر کے صاحب اجازت ہوئے مفتی اعظم ہند حضرت الحاج مولانا شاہ مصطفیٰ رضا قادری نوری مدظلہ العالی نے بھی اپنی طرف سے تمام اجازتیں سلاسل وغیرہ کی مرحمت فرمائیں۔ مفتی صاحب مدظلہ، شگفتہ قلم ہیں، اکثر و بیشتر علمی و معیاری مضامین تحریر فرماتے رہتے ہیں، اب تک پانچ کتابیں تصنیف و تالیف کر چکے ہیں۔

(۱) احکام النکاح (۲) تعلیم المنطق (علامہ فضل امام خیر آبادی کی مرقات کا خلاصہ، بطرز سوال و جواب) (۳) تذکار مطیب (بزرگان دین قادریہ مجددیہ آبادانیہ کے تذکرے میں) (۴) مفید المطالب (تربیت سلوک میں) (۵) تذکرہ نایاب (حضرت سیدی شیخ ابوالحسن شاذلی کے حالات، ارشادات سلوک، اوراد، فوائد و فضایات حزب البحر وغیرہ میں)

شاعر خوش نوا، اور پرگو ہونے کے ساتھ مادہ تاریخی کے استخراج میں کمال رکھتے تھے۔

حضرت مولانا سید احمد سعید کاظمی، شیخ الحدیث انوار العلوم ملتان

ناظم جمعیت علماء پاکستان و صدر جماعت اہل سنت

جناب محمد صادق قصوری "اکابر تحریک پاکستان" میں لکھتے ہیں۔

آپ ۱۹۱۳ء میں امر وہہ ضلع مراد آباد میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا اسم گرامی سید محمد مختار کاظمی تھا۔ سلسلہ نسب حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ بچپن ہی میں آپ سایہ پدری سے محروم ہو گئے۔ آپ کی پرورش، تعلیم تربیت آپ کے برادر معظم سید محمد خلیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی اور سولہ سال کی عمر میں سند فراغت حاصل کر کے انہی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ پھر جامعہ نعمانیہ لاہور میں تدریسی خدمات انجام دینے لگے۔ ۱۹۳۱ء میں واپس امر وہہ تشریف لے گئے اور چار سال تک امر وہہ کے مدرسہ محمدیہ حنفیہ میں تدریس فرماتے رہے۔

۱۹۳۵ء میں آپ ملتان تشریف لے آئے اور مدرسہ انوار العلوم کی بنیاد رکھی۔ ملتان میں غیر مقلدین اور بد مذہبوں نے آپ کو طرح طرح سے ناکام بنانے کی کوشش کی، قاتلانہ حملے کئے، مگر آپ کے غیر متزلزل عزم کے سامنے ان کی تمام سازشیں ناکام ہو گئیں، علم و عرفان کی ندیاں بننے لگیں، طالبان حق آ آ کر شراب توحید و رسالت کے جام لٹڈھانے لگے۔ الحمد للہ! آج یہ دارالعلوم پاکستان کے مثالی اداروں میں سے ایک ہے اور یہاں سے فارغ التحصیل ہونے والے ہزاروں علماء ملک کے کونے کونے میں خدمت دین متین میں مصروف ہیں۔

آپ نے تحریک پاکستان میں بھی گرانقدر خدمات انجام دی ہیں، مسلم لیگ کے سٹیج سے قیام پاکستان کے لئے جلسے کرتے رہے۔ ۱۹۴۶ء میں قرارداد پاکستان کی توثیق کے لئے بنارس کی آل انڈیائی کانفرنس میں شرکت کی، جس زمانہ میں کانگریسی اور احراری علماء سر دھڑکی بازی لگا کر پاکستان کی مخالفت کر رہے تھے۔ اس وقت حضرت امیر ملت جماعت علی شاہ محدث علی پوری، مولانا ابوالحسنات، پیر صاحب مانگی شریف، مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا عبدالغفور ہزاروی (رحمہم اللہ) اور حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی مدظلہ کی رفاقت میں الگ قومیت اور آزاد پاکستان کے لئے مسلسل اور جہد پیہم کر رہے تھے۔ کانگریسی و احراری مقررین کے لچر اعتراضات کے جوابات دینے میں آپ کا کوئی عا

نہیں تھا۔

قیام پاکستان کے بعد آپ نے جمعیت علماء پاکستان کی بنیاد رکھنے کے لئے ملتان میں علماء اہلسنت کا کنونشن بلا یا، جس میں مولانا ابوالحسنات کو صدر اور آپ کو جمعیت کا ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کی بناء کردہ جمعیت ملکی سیاست میں اہم مقام کی حامل ہے اور دن بدن ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ آپ ۱۹۶۳ء تا ۱۹۷۷ء جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں شیخ الحدیث رہے۔ آپ کی بہت سی تصانیف ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے۔

- | | |
|-----------------------------------|---------------------------------|
| ۱۔ تسبیح الرحمن عن الکذب والعقسان | ۲۔ مزینۃ النزاع عن مسئلۃ السماع |
| ۳۔ تسکین الجواطر | ۴۔ حیات النبی |
| ۵۔ معراج النبی | ۶۔ تقریر منیر |
| ۷۔ حجیت حدیث | ۸۔ مکالمہ کاظمی و موودوی |
| ۹۔ تحقیق قربانی | ۱۰۔ نفی الظل والقیء |
| ۱۱۔ کتاب التراويح | ۱۲۔ الحق المسبین |
| ۱۳۔ التحریر اور اس کی شرح تقریر | ۱۴۔ اسلام اور سوشلزم |
| ۱۵۔ طلباء کا اسلامی کردار | ۱۶۔ اہلبشیر بردا و تحذیر |
| ۱۷۔ میلاد النبی | ۱۸۔ اسلام اور عیسائیت |
| ۱۹۔ فتویٰ حنفی | ۲۰۔ آئینہ موودویت |

حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا نبیرہ امام احمد رضا بریلوی

جانشین حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی

جناب محمود احمد قوری ”تذکرہ علماء اہل سنت“ میں لکھتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا فاضل بریلوی کے پوتے، حضرت مولانا شاہ حامد رضا کے فرزند اکبر محمد ابراہیم

رضاعرف جیلانی میاں ۱۳۲۵ھ سال ولادت باسعادت، حضرت حسن بریلوی مجتہد دادا نے ”علم و عمر اقبال و طالع و خدا“ مصرعہ تاریخ کہا، اور دادا بزرگور نے تسمیہ خوانی کی رسم ادا کرائی، مدرسہ اہل سنت منظر اسلام کے اساتذہ درسیات کی تکمیل کی، حج و زیارت کے شرف سے مشرف ہوئے، والد ماجد کی رحلت کے بعد تاحیات مدرسہ منظر اسلام کے مہتمم اور شیخ الحدیث رہے۔ طلبہ پر بہت شفیق تھے، حسن صورت کے ساتھ حسن عمل سے بھی سرفراز تھے، علم کلام شغف تھا، اصلاح عقائد پر زور دیتے، درود پاک کا بکثرت ورد فرماتے، قدرت نے زبان میں خاص اثر و دعوت فرماتا تھا، پوپری تھانہ ضلع مظفر پور کا ایک پیدائشی گونگا آپ کی دعا سے زبان والا ہو گیا۔ آپ کی اس روشن کرامت نے گائیکے بکثرت دیوبندیوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا، تقریر میں سوز و گداز تھا، راقم سطور کے والد ماجد مدظلہ العالی سے بہتر روابط تھے، کانپور میں راقم سطور نے آپ کی زیارت سے بارہا آنکھوں کو روشن کیا، ۱۱ صفر ۱۳۸۵ھ موافق ۱۹۶۵ء بروز شنبہ وصال ہوا۔ والد کے پہلو میں مدفون ہے، مفسر اعظم کے لقب سے پکارے جاتے تھے، حضرت صاحبزادے مولانا اختر رضا، جامعہ ازہر (مصر) کے فارغ اور جامعہ منظر اسلام کے صدر مدرس ہیں۔

حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں بدایونی، گجراتی

شیخ التفسیر والحدیث جامعہ غوثیہ گجرات

علامہ عبدالحکیم شرف قادری ”تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان“ میں لکھتے ہیں۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں ابن مولانا محمد یار خاں بدایونی (قدس سرہما) شوال ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۶ء

میں محلہ قلعہ کھیرہ اوجھیانی (ضلع بدایوں) کے دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ (۱)

آپ کے والد ماجد فارسی درسیات پر عبور رکھتے تھے۔ انہوں نے جامع مسجد میں ایک مکتب جاری کیا تھا

میں طلباء کو تعلیم دیتے تھے، غالباً حضرت شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی قدس سرہ کے مرید تھے۔ (۲)

(۱) عبدالحکیم کوکب قاضی، سیرت سالک طبع اول، دسمبر ۱۹۷۷ء، غلام مہر علی، مولانا: البیواقیت المہر یہ، ص ۳۹

(۲) محمد ایوب قادری، پروفیسر، قلمی یادداشت

مولانا مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ابتدا کی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ پھر مدرسہ شمس العلوم، بدایوں میں داخل ہو کر تین سال تک (۱۹۱۶ء تا ۱۹۱۹ء) مولانا قدیر بخش بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ اور دیگر اساتذہ سے کتب فیض کیا۔ (۱)

اسی زمانے میں بریلی شریف جا کر حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ابتدائی کتب محنت و جانفشانی سے پڑھیں، امتحان میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کئے، مولانا حافظ بخش بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ (ممتحن) نے خاص طور پر ان کی تعریف کی اور انہیں انعام کا مستحق قرار دیا، ماہنامہ شمس العلوم، بدایوں میں یہ کیفیت شائع ہوئی۔ (۲)

مدرسہ شمس العلوم بدایوں کے بعد مدرسہ اسلامیہ مینڈھو (ضلع علی گڑھ) میں داخل ہوئے اور کچھ عرصہ پڑھا، چونکہ اس مدرسہ کا تعلق دارالعلوم دیوبند سے تھا، اس لئے وہاں سے تعلیم ترک کر کے مراد آباد چلے گئے، اس واقعہ کا ذکر مفتی صاحب نے اپنے مجموعہ کلام دیوان سالک کے ایک حاشیہ میں بھی کیا ہے۔ (۳)

جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں داخل ہوئے، حضرت صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ کی مردم شناس نگاہوں نے جو ہر قابل کو پہچان لیا اور خود پڑھانا شروع کیا، پھر بے پناہ مصروفیات کی بنا پر حضرت مولانا علامہ مشتاق احمد کاپوری ابن استاذ زمن مولانا احمد حسن کاپوری قدس سرہ کو مراد آباد بلا کر مفتی صاحب کی تعلیم ان کے سپرد کر دی۔ ایک سال بعد مولانا احمد حسن کاپوری میرٹھ تشریف لے گئے، مفتی صاحب بھی استاذ گرامی کے ساتھ رہے اور ۱۳۳۳ھ/۱۹۲۵ء میں درس نظامی سے فراغت حاصل کر لی، اس وقت آپ کی عمر بیس سال تھی۔ (۴)

- (۱) عبدالنبی کوکب، قاضی: سیرت سالک، ص ۲۳ تا ۲۴
- (۲) محمد ایوب قادری، پروفیسر: قلمی یادداشت
- (۳) محمد ایوب قادری، پروفیسر: قلمی یادداشت
- (۴) عبدالنبی کوکب، قاضی: سیرت سالک، ص ۲۴ تا ۲۵

حضرت مفتی صاحب قدس سرہ نے تکمیل کے بعد عملی زندگی کا آغاز جامعہ نعیمیہ، مراد آباد سے کیا، جہاں تدریس کے علاوہ فتویٰ نویسی کا کام بھی کرتے رہے۔ بعد ازاں مدرسہ مسکینیہ دھوراجی، کاٹھیاواڑ میں نو سال تک تدریس کی۔ خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اس کے بعد ایک سال جامعہ نعیمیہ، مراد آباد اور قریباً تین سال کچھوچھ شریف رہے، پھر مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا سید ابوالبرکات دامت برکاتہم العالیہ کے بلانے پر پاکستان تشریف لائے اور بارہ تیرہ برس دارالعلوم خادم الصوفیہ، گجرات اور دس برس انجمن خدام الرسول میں فرائض تدریس انجام دیتے رہے۔ وصال سے چھ برس قبل جامعہ غوثیہ نعیمیہ میں تصنیف، افتاء اور تدریس کا کام جاری رکھا۔ (۱)

۱۹۴۶ء میں جب مرکزی انتخابات ہوئے تو ہر طرف مسلم لیگ اور پاکستان کانفرنس تھا۔ علاقہ روہیل کھنڈ خاص پر بریلی اور بدایوں میں صرف مسلم لیگ کا شہرہ تھا، بدایوں کے علماء و علمائے مولانا عبدالحامد بدایونی، خواجہ غلام نظام الدین ملا عبد الصمد مقتدری وغیرہ نے بڑا کام کیا۔ قصبہ اوجھیانی میں چودھری حاجی شمس الدین، مولوی ابوالحسن، منشی شمس الدین، سید شیداعلیٰ شیخ شوکت حسین، ریاض الدین اور شیخ عبدالرحیم وغیرہ مسلم لیگ کے سرگرم کارکن تھے۔ قصبہ اوجھیانی میں مسلمانوں کے غالباً سترہ ووٹ تھے جن میں سے پندرہ ووٹ مسلم لیگ کو ملے۔ ڈاکٹر محمد اسحاق نے ووٹ ڈالا، آخری ووٹ حضرت مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ کا تھا، پولنگ کا آخری وقت ۵ بجے تھا، مفتی صاحب ساڑھے چار بجے گاڑی سے اوجھیانی پہنچے اور سٹیشن سے سیدھے پولنگ سٹیشن (میونسپلورڈ آفس) جا کر مسلم لیگ کو ووٹ دیا۔ مسلمان اس بنا پر بہت خوش ہوئے کہ مفتی صاحب محض ووٹ ڈالنے کے لئے گجرات (پنجاب) سے سفر کر کے اوجھیاں پہنچے تھے، چنانچہ بصورت جلوس آپ کو گھر لایا گیا۔ (۲)

مفتی صاحب اگرچہ درس و تدریس اور تبلیغ کے میدان کے آدمی تھے تاہم مختلف مواقع پر ملی اور سیاسی تحریکوں کی خدمات انجام دیتے رہے۔ تحریک پاکستان کے سلسلے میں صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی نے قرارداد

(۱) عبدالحی کوکب، تاضی: سیرت ساک، ص ۳۲۰۳۸

(۲) محمد ایوب قادری، پروفسر: قلمی یادداشت

پاکستان کی تائید کے لئے جو کوششیں کیں، مفتی صاحب ان میں شریک رہے۔ ۱۳۶۵ھ (۱۹۴۶ء) میں نظریہ پاکستان کی تائید کے لئے بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد ہوئی تو مفتی صاحب پنجاب کے علماء و مشائخ کے عظیم وفد میں شامل تھے۔ (۱) غالباً آل انڈیا سنی کانفرنس کے انعقاد کے بعد بعض بااثر حضرات نے سنی کانفرنس کے فیصلوں کی مخالفت کی اور اپنے حلقہ اثر میں اس کا تذکرہ بھی کیا۔ مسلم لیگ کے یہی خواہ اس بنا پر متفکر تھے کہ صوبائی الیکشن قریب ہے، اگر صورت حال یہی رہی تو نہ معلوم نتیجہ کیا ہو؟ تجویز کیا جا رہا تھا کہ بدایوں کے علماء کو بلا کر جلسہ کرنا چاہئے، اتنے میں مفتی صاحب اوجھیلیانی پہنچ گئے ان کی دو تین تقریروں نے فضا کو سازگار بنا دیا اور صوبائی الیکشن میں مسلم لیگ کامیاب ہو گئی۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ نہایت خوش اخلاق اور خندہ رو شخصیت تھے، سلام کہنے میں پہل کرتے، معمولات اور وقت کے اتنے پابند تھے کہ جب آپ جمعہ کے روز منبر پر بیٹھے تو لوگ اپنی گھڑیوں کا ٹائم ٹھیک کر لیتے تھے، پانچ دفعہ حج و زیارت سے مشرف ہوئے، ہر وقت درود شریف پڑھتے رہتے تھے۔ حضرت مفتی صاحب نے تقریباً ۴۶ سال کا عرصہ خدمت دین میں صرف کیا، سینکڑوں علماء کو فیض یاب فرمانے کے ساتھ ساتھ تصانیف کا معتد بہ ذخیرہ یادگار چھوڑا۔ جس سے مسلک اہل سنت و جماعت کو نہایت تقویت ملی۔

تصانیف کے نام درج ذیل ہیں۔

- ۱۔ تفسیر نعیمی: گیارہویں پارے کے ربع آخر تک لکھی گئی
- ۲۔ نعیم الباری فی شرح البخاری: بخاری شریف کا عربی حاشیہ
- ۳۔ مرآة شرح مشکوٰۃ اردو، آٹھ جلدوں میں
- ۴۔ نور العرفان فی حاشیۃ القرآن: اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کے ترجمہ پر تفسیری حواشی

- ۵۔ جاء الحق
۶۔ علم الخیرات
۷۔ شان حبیب الرحمن من آیات القرآن
۸۔ اسلامی زندگی
۹۔ سلطنت مصطفیٰ
۱۰۔ دیوان سالک
۱۱۔ علم القرآن
۱۲۔ رسالہ نور
۱۳۔ رحمت خدا بوسیله اولیاء
۱۴۔ مواعد نعیمیہ
۱۵۔ نئی تقریریں وغیرہ وغیرہ

نعیم الباری اور تفسیر نعیمی کے دو تین پاروں کے علاوہ باقی تمام کتابیں چھپ چکی ہیں۔
حضرت مفتی احمد یار خاں قدس سرہ کے دو صاحبزادے یادگار ہیں۔

- ۱۔ مشہور خطیب مولانا مفتی مختار احمد
۲۔ مولانا مفتی اقتدار احمد

خدا کرے کہ دونوں حضرات مفتی صاحب کی امانت عظیمہ کو ملت اسلامیہ تک پہنچانے میں زیادہ سے زیادہ کامیاب ہوں۔ جن دنوں حضرت مفتی صاحب، میوہ ہسپتال میں تھے، راقم الحروف اور مولانا غلام رسول سعیدی مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوئے۔ حضرت مفتی صاحب نے دوران گفتگو فرمایا۔

”میں جامعہ نعیمیہ، مراد آباد میں مدرس تھا، میں اور مولانا مفتی امین الدین بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ بڑے شوق سے قوالی سنا کرتے تھے۔ ایک دن قوال نے یہ شعر پڑھا۔

کچھ پاس نہیں ہے میرے، کیا نذر کروں میں تیرے
اک ٹوٹا ہوا دل ہے اور گوشہ تنہائی

یہ شعر سننا تھا کہ مفتی امین الدین صاحب نے جو کچھ پاس تھا، قوال کو پیش کر دیا، حضرت صدرالافاضل مولانا

محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ نے بلا کر باز پرس کی اور فرمایا۔ یا تدریس ہوگی یا قوالی، حضرت کے اس ارشاد پر میں نے عرض کی۔ میں تدریس چھوڑ سکتا ہوں قوالی نہیں چھوڑ سکتا، یہ سنتے ہی حضرت صدرالافاضل جلال میں آگئے اور فرمایا۔

”احمد یار خاں! میں تمہیں حکماً کہتا ہوں کہ قوالی سننا چھوڑ دو“

چنانچہ اس کے بعد آج تک میں نے کبھی قوالی نہیں سنی۔

اللہ اللہ! احترام استاذ کی ایسی مثالیں آج کہاں ملیں گی۔

حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی قدس سرہ کا وصال ۳ رمضان المبارک ۲۴ اکتوبر (۱۳۹۱ھ

۱۹۷۱ء) کو ہوا، نماز جنازہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد دامت برکاتہم العالیہ نے پڑھائی، مفتی

صاحب کی آخری آرام گاہ گجرات (پنجاب) میں ہے۔ جنازہ میں شرکت کے لئے راقم الحروف گجرات گیا، حضرت

مفتی صاحب کی زیارت کی، چہرہ پھول کی طرح کھلا ہوا تھا، اس وقت یہ تصور کرنا مشکل تھا کہ ان پر موت کی کیفیت

طاری ہو چکی ہے۔

سید ابوالکمال برق نوشاہی نے قطعہ تاریخ کہا۔

فدائے	ملت	مختار	عالم
حکیم	امت	سرکار	عالم
وحید	العصر	در تحریر	و تقریر
خطیب	اہل سنت	شیخ	تفسیر
حیا	تش بود	در عالم	کرامت
وفا	تش از	علامات	قیامت
چوں	یکتا بود	او اندر	شرافت
وفا	تش برق	گو	”شمع شرافت“

۱۳۹۱ھ

مولانا سید شریف احمد شرافت نوشاہی نے سن عیسوی کا استخراج کیا۔

آفتاب شرع ، احمد یار خاں
ذاکر اسم کدا شام و پگاہ
در حدیث و فقہ کس مٹش نبود
صوفیان اہل حق را بود شاہ
از شرافت سال تر حیلش شنوا
”مخزن انوار شد مستور آہ“ (۱)

۱۹۷۱

حضرت مولانا مفتی اعجاز ولی بریلوی صدر جمعیت علماء پاکستان صوبہ پنجاب

جناب محمد صادق قصوری ”اکابر تحریک پاکستان“ میں لکھتے ہیں۔

ہندوستان میں بریلی نام کے دو شہر مشہور ہیں۔ ایک رائے بریلی دوسرا بانس بریلی، بانس بریلی کو زیادہ تر

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کی ذات گرامی کی وجہ سے حاصل ہوئی۔ (۲)

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مذہب و ملت کی جو عظیم الشان خدمات سرانجام دی ہیں۔ اس صدی میں اس

نہیں ملتی۔ آپ ہی کے خانوادے میں ۱۱ ربیع الآخر ۱۳۳۲ھ مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۱۴ء کو ایک بچہ پیدا ہوا۔ جس کا نام

اعجاز ولی خاں رکھا گیا۔ اس بچے کا سلسلہ نسب تین واسطوں کے بعد اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے نسب سے مل جاتا ہے۔

اس طرح ہے۔

(۱) عبدالحی کوکیت، قاضی، سیرت سالک، ص ۱۳۹، ۱۴۰

(۲) تذکرہ علماء ہنداز مولانا رحمن علی (اردو ترجمہ از پروفیسر محمد ایوب قادری) مطبوعہ کراچی، ص ۱۹۶،

محمد اعجاز ولی خان بن سردار ولی خان بن ہادی علی خان بن نقی علی خان بن رضا علی خان بن کاظم علی خان۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا سلسلہ نسب یوں ہے احمد رضا خان بن نقی علی خان بن رضا علی خان کاظم علی خان۔ (۱)

ہوش سنبھالنے کے بعد حضرت مفتی صاحب کو مکتب میں داخل کروا دیا گیا۔ ۱۵ شعبان المعظم ۱۳۳۶ھ کو اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کے حضور قرآن پاک پڑھنا شروع کیا۔ بعد ازاں حافظ عبدالکریم قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ابتدائی کتب پڑھنے کے بعد درجہ متوسط کی کتابیں اپنے برادر اکبر مولانا تقدس علی خان، علامہ مختار احمد خان سلطانپوری بریلوی، مولانا حسین رضا خان، خلف الرشید مولانا حسن رضا خان سے پڑھیں۔ شرح جامی مفتی اعظم ہند شاہ مصطفیٰ رضا خان اور تفسیر جلالین حضرت محدث پاکستان مولانا سردار احمد لاکل پوری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ ۱۳۵۲ھ میں مفتی اعظم ہند سے سند حدیث حاصل کی، پھر الہ آباد یونیورسٹی سے فاضل دینیات اور دوسری مرتبہ ۸ روزہ الحجہ ۱۳۵۲ھ کو حجۃ الاسلام شاہ حامد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سند حدیث حاصل کی اور حضرت مفتی اعظم ہند کے دست مبارک پر سلسلہ قادریہ میں بیعت کی، پھر باقی ماندہ علوم کی دارالعلوم سعیدیہ دادوں ضلع علی گڑھ میں تکمیل کر کے سند فراغت حضرت صدر الشریعت مولانا محمد امجد علی اعظمی (والد گرامی علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری) شیخ الحدیث دارالعلوم سعیدیہ سے حاصل کی۔ (۲)

حضرت مفتی اعظم ہند شاہ محمد مصطفیٰ رضا خان مدظلہ نے حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری کے مزار پر سلسلہ قادریہ میں آپ کو اجازت خلافت عطا کی۔ مختلف دینی مدارس میں تدریسی خدمات سرانجام دینے کے بعد دارالعلوم مظہر اسلام بریلی و مدرسہ مظہر اسلام بریلی میں علم و عرفان کے گہرائیوں میں پانی پت میں حضرت غوث علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر مدرسہ منہاج العلوم میں منصب تدریس سنبھالی۔ ایک سال بعد پھر بریلی واپس چلے گئے اور ایک برس تک دارالعلوم مظہر اسلام میں درس و تدریس کی خدمات انجام دیں۔ (۳)

(۲) چند روزہ سواد اعظم لاہور ۱۵ دسمبر ۱۹۷۵ء، ص ۱۱

(۱) چند روزہ سواد اعظم لاہور، ۱۵ دسمبر ۱۹۷۵ء، ص ۱۱

(۳) تذکرہ علماء اہل سنت لاہور، از علامہ اقبال احمد قادری، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۵ء، ص ۳۶۹۔ چند روزہ سواد اعظم لاہور ۱۵ دسمبر ۱۹۷۵ء، ص ۱۱۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۲، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۷۵ء

۱۹۴۷ء میں مسلم لیگ کی حمایت میں تقریریں کرنا شروع کیں۔ اور کانگریس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ ۱۹۴۶ء
بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی زیر صدارت
ہوئی۔ اس میں دیگر ہزاروں علماء کے ساتھ حضرت مفتی صاحب بھی شریک ہوئے۔ کانفرنس کی کامیابی کے بعد
پاکستان کی منزل کو پانے کے لئے سربکف میدان میں کودے۔ جگہ جگہ مسلم لیگ کی حمایت میں دورے کئے، پنجاب
اکثر اضلاع میں مسلم لیگ کا پیغام پہنچایا۔ ۱۹۴۶ء میں ہی بریلی سے پاکستان کی حمایت میں فتویٰ جاری کیا اور
مسلمانوں پر پاکستان کی حقیقت واضح کی اور پھر حصول آزادی تک ڈٹ کر انگریز اور ہندو کی مخالفت کرتے رہے۔
پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد ۲۰ دسمبر ۱۹۴۷ء کو ہجرت فرما کر یہاں تشریف لے آئے اور
تک جامعہ محمدی شریف (جھنگ) میں نائب شیخ الحدیث کے عہدہ پر خدمات انجام دیتے رہے۔ اس کے بعد دارال
اہل سنت و جماعت جہلم میں منصب مدرس پر فائز رہے۔ جون ۱۹۵۲ء میں جامعہ نعیمیہ لاہور میں شیخ الحدیث
کے عہدے پر فائز ہوئے اور ۱۹۶۰ء تک تشنگان علم دین کی پیاس بجھاتے رہے۔ اسی دوران ۱۹۵۶ء میں مزار
حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے متصل جامعہ گنج بخش کی بنیاد ڈالی اور ساتھ ساتھ کرشن نگر اسلام پورہ کی جامعہ
میں جامعہ حامد یہ رضویہ کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا۔ ایک عرصہ تک دونوں مدارس کے مہتمم کی حیثیت سے کام
رہے اور ساتھ ہی ساتھ جامع مسجد کرشن نگر میں امام و خطیب کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔ (۲)

۱۹۶۰ء میں دارالعلوم نعمانیہ اندرون نکسالی گیٹ لاہور کی انتظامیہ کے اصرار پر یہاں تشریف لے آئے اور
الحدیث کے منصب جلیلہ پر فائز ہوئے اور اس کے ساتھ ساتھ جمعیت علماء پاکستان میں شامل ہو کر نظام مصطفیٰ
نفاذ کے لئے مقدور بھر کوشش کرتے رہے۔ شعبان ۱۳۹۳ھ ۱۹۷۳ء میں انجمن نعمانیہ کے صدر ڈاکٹر دلاور علی نے

(۱) تذکرہ علماء اہل سنت لاہور، از علامہ اقبال احمد فاروقی، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۵ء، ص ۳۶۹۔ پندرہ روزہ سواد اعظم لاہور ۱۵ دسمبر ۱۹۷۵ء
روز نامہ نوائے وقت لاہور، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۷۵ء

(۲) تذکرہ علماء اہل سنت لاہور، از علامہ اقبال احمد فاروقی، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۵ء، ص ۳۶۸۔ پندرہ روزہ سواد اعظم لاہور ۱۵ دسمبر ۱۹۷۵ء، ص ۱۹

لوٹس دیا کہ آپ یا تو مدرسہ کے شیخ الحدیث رہیں یا جمعیت علماء پاکستان سے تعلق رکھیں۔ آپ نے مدرسہ سے استعفیٰ دے دیا، لیکن جمعیت سے تعلق توڑنا گوارا نہ کیا۔ (۱)

سواد اعظم کی ترجمان جمعیت علماء پاکستان سے آپ کی وابستگی شروع سے ہی تھی۔ تازیت مقدور بھر خلوص و محنت سے اس کی خدمت کرتے رہے۔ ۱۹۷۲ء جمعیت کے ملتان کنونشن میں مجاہد مولانا عبدالستار خان نیازی کو پنجاب جمعیت کا صدر اور آپ کو نائب صدر چن لیا گیا۔ ۱۹۷۳ء میں خانیوال کنونشن میں حضرت نیازی صاحب کو مرکزی جمعیت کا جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا تو پنجاب جمعیت کی صدارت کی ذمہ داریاں آپ کو سونپ دی گئیں۔ آپ جمعیت کی مرکزی مجلس عاملہ کے بھی رکن تھے۔ منفی سیاست سے متنفر اور تعمیری تنقید کے حامی تھے۔ (۲)

آپ کو فقہ میں ایک خاص مقام حاصل تھا، فتویٰ میں سند کا درجہ رکھتے تھے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد ہی فتویٰ نویسی کا کام شروع کر دیا تھا اور فقیہ العصر کے خطاب سے نوازا بے گئے تھے۔ بزرگان دین سے بہت عقیدت تھی، یہی وجہ تھی کہ صوفیائے کرام کے حالات بیان کرنے میں انہیں خاصا عبور حاصل تھا۔ آپ کا دل عشق رسول ﷺ سے سرشار تھا۔ بے حد ذہین، مختی، صالح، خوش اخلاق، ملنسار، غیور، خوددار اور جسمانی طور پر تندرست و توانا تھے۔ اپنے تو اپنے بیگانے بھی ان کے کمالات کے معترف تھے۔

جدا جدا جو وصف دیگر علماء میں تھے
وہ سب کے سب اس عاشق خدا میں تھے

آپ کی تصانیف یہ ہیں۔

۱۔ تخیل الواضح۔ ۲۔ قانون میراث۔ ۳۔ تنویر القرآن (تفسیر قرآن)۔ ۴۔ ترجمہ مکاتیب و رسائل شیخ

عبدالرحمن۔ ۵۔ ترجمہ کشف الاسرار (داتا گنج بخش) وغیرہ وغیرہ

(۱) تذکرہ علماء اہل سنت لاہور، از علامہ اقبال احمد فاروقی، مطبوعہ لاہور، ص ۱۹۷، ص ۳۶۸۔ پندرہ روزہ سواد اعظم لاہور، ۱۵ دسمبر ۱۹۷۷ء، ص ۱۱۔

(۲) روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۱۸، ۱۹، ۲۰ ستمبر ۱۹۷۳ء۔ ۲۷ اگست ۱۹۷۳ء۔

علاوہ ازیں آپ کے شاگردوں کی تعداد قریباً پانچ ہزار ہے، جو اس وقت آزاد کشمیر، مشرقی پاکستان، بھارت، انڈونیشیا، افریقہ، مارشش، ایران، افغانستان، امریکہ، کویت، دوہی اور انگلینڈ میں دین اسلام کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ (۱)

دارالعلوم انجمن نعمانیہ لاہور سے مستعفی ہونے کے بعد بحیثیت شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لاہور گیت لاہور آپ کا تقرر ہوا۔ لیکن قدرت کو شاید یہ تقرری منظور نہیں تھی، کیونکہ ۲۳ شوال المکرم ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۹ اگست ۱۹۷۳ء بروز پیر (سوموار) اڑھائی بجے شب میوہ ہسپتال لاہور میں چند دن بیمار رہ کر آپ کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جنازہ مفتی اعظم پاکستان ابوالبرکات سید احمد مظہر نے پڑھائی اور میانی صاحب کے قبرستان میں مولانا غلام محمد ترنم رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ وہ پیدا

مختلف روزناموں نے آپ کی رحلت پر اداروں کے ذریعے آپ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے تحسین پیش کیا۔ روزنامہ جمہور لاہور کا ادارہ نذر قائم ہے۔

”گزشتہ روز ایک محقق عالم دین، عظیم فقیہ اور صاحب الرائے مفتی مفتی اعجاز ولی خان انتقال کر گئے، مرحوم جمعیت علمائے پاکستان پنجاب کے صدر تھے۔ مفتی اعجاز ولی خان ان اہل دین میں سے تھے جو دینی خودداری، غیرت اور کردار کے پیکر ہوتے ہیں۔ مفتی اعجاز ولی خان کا وصال معمولی حادثہ نہیں، یہ پہلے سے موجود قحط الرجال میں مزید خوفناک اضافہ ہے۔ لیکن رب العالمین کا حکم ہی فیصلہ کن ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کو اپنی بے پایاں رحمت سے نوازے اور ان کے پسماندگان کو قلبی اطمینان اور سکون عطا فرمائے۔“ (۲)

(۱) تذکرہ علماء اہل سنت لاہور، از علامہ اقبال احمد فاروقی، مطبوعہ لاہور، ص ۱۹۷، ص ۳۶۹۔ پندرہ روزہ سواد اعظم لاہور ۱۵ دسمبر ۱۹۷۳ء

(۲) روزنامہ جمہور لاہور، ۲۲ نومبر ۱۹۷۳ء

حضرت پیر امین الحسنات مانگی، ضلع پشاور

جناب محمد صادق قصوری "اکابر تحریک پاکستان" میں لکھتے ہیں۔

متولد ۱۳۳۲ھ / ۱۹۲۳ء متوفی ۱۳۷۹ھ / ۱۹۶۰ء

حضرت پیر محمد امین الحسنات بن پیر عبدالرؤف ۱۹۲۳ء میں مانگی شریف تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور میں پیدا ہوئے۔ گیارہ سال کی عمر میں والد کا سایہ سز سے اٹھ گیا اور آپ مسند نشین ہو گئے۔ یہ ملک کا ایک بہت بڑا سجادہ ہے جہاں ہزاروں کی تعداد میں عقیدت مند آتے ہیں اور فیض یاب ہوتے ہیں۔

تحریک پاکستان کا دور شروع ہوا تو ۱۹۴۵ء میں آپ نے مسلم لیگ میں شرکت فرمائی، نظریہ پاکستان کی حمایت میں بے شمار دورے کئے، صوبہ سرحد میں کانگریس کا بہت زور تھا۔ میدان سیاست میں خان عبدالغفار خان اور ان کے بھائی ڈاکٹر خان کا طوطی بولنا تھا، چنانچہ آپ کانگریس لیڈروں کے خلاف سینہ سپر ہو گئے اور آپ کے ہزاروں مریدوں نے آپ کی آواز پر لبیک کہہ کر نظریہ پاکستان کی حمایت کی۔ ڈاکٹر خان صاحب کی وزارت میں آپ کو قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنا پڑیں۔ اس وقت آپ کی عمر صرف ۲۶ سال تھی۔

آپ نے مسلم لیگ کے لئے فضا ہموار کر کے قائد اعظم کو صوبہ سرحد کا دورہ کرنے کی دعوت دی۔ قائد اعظم نے کئی روز تک آپ کے ہاں قیام فرمایا۔ اس طرح سرحد میں کانگریس کا زور ٹوٹنے لگا اور مسلم لیگ کا شہرہ ہونے لگا۔ پھر قائد اعظم نے آپ کے ایماء پر مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی کو سرحد بھیجا، جنہوں نے یہاں کامیاب جلسے کئے۔

ان دنوں سابق صوبہ سرحد میں صورت حال بڑی نازک تھی، اس کی طرف حضرت قائد اعظم نے واضح اشارہ فرمایا تھا..... وہاں سرخ پوشوں نے قیامت اٹھا رکھی تھی، وہ تحریک بے حد منظم اور عوام میں بے پناہ مقبول تھی۔ عبدالغفار خان جو سرحدی گاندھی کے لقب سے مشہور تھا، اس کا عوام پر زبردست اثر تھا، مسلم لیگ اس علاقے میں انتہائی غیر موثر اور بے وزن تھی۔ اسے جلسہ عام کرنے کی ہمت نہ پڑتی تھی، ساتھ ساتھ علماء کا ایک گروہ جو دیوبند سے اس زمانے میں فارغ التحصیل ہوا تھا، جب وہاں کانگریسی سیاست غالب آچکی تھی، سرخ پوشوں کی حمایت میں کام کر رہا تھا۔ ڈاکٹر

خان کی وزارت کے نقوش بہت گہرے تھے، ایسے میں پاکستان کے لئے کام کرنا بڑا کٹھن تھا..... علماء کے سابق پیر مانگی شریف اور پیر زکوڑی شریف نے بڑی تندہی سے کام کیا اور سچی بات یہ ہے کہ ان کی تائید و حمایت صوبہ سرحد کی سیاسی فضا میں وہ تغیر و نما ہوا جو بظاہر ناممکن نظر آتا تھا۔ (۱)

۱۹ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو صوبہ سرحد اور پنجاب کے پیروں، سجادہ نشینوں، صوفیوں اور روحانی پیشواؤں کا ایک اجتماع پشاور میں ہوا۔ اس جلسہ میں ایک تجویز منظور ہوئی جس میں مسلم لیگ سے وفاداری اور مسٹر جناح کی قیادت و اعتماد کا اظہار کیا گیا۔۔۔ پیر صاحب مانگی شریف نے اس اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

”اس وقت مسلمانوں کو باہمی اتحاد کی سخت ضرورت ہے، ہر مسلمان کو حصول پاکستان کے لئے پوری جدوجہد کرنی چاہیے جہاں وہ عزت اور آزادی سے رہ سکیں گے، حصول پاکستان کا اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں ہو سکتا کہ ہر مسلمان مسلم لیگ میں شریک ہو کیونکہ صرف مسلم لیگ ہی ایک ایسی جماعت ہے جو صرف اسلام اور مسلمانوں کی سر بلندی اور آزادی کے لئے کوشاں ہے۔ (۲)

آپ نے مولانا محمد گل صاحب کی قیادت میں ایک وفد حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کی خدمت میں بھیجا، جس نے نظریہ پاکستان پر گفتگو کی۔ پھر ۱۹۴۶ء میں بنارس کی آل انڈیا سنی کانفرنس میں کر کے اڑھائی گھنٹے تک تقریر فرمائی، دوران تقریر آپ نے فرمایا۔

”میں نے قائد اعظم سے وعدہ لیا ہے کہ اگر انہوں نے مسلمانوں کو دھوکا دیا یا اسلام کے خلاف کوئی نظام جاری کرنے کی کوشش کی تو آج جس طرح ہم آپ کو دعوت دے رہے ہیں اور آپ کی قیادت کو مان رہے ہیں اسی طرح اس کے برعکس ہوگا۔ (۳)

(۱) انڈیوینیٹی محمد شفیع، ماہنامہ اردو ڈائجسٹ لاہور، جولائی ۱۹۶۸ء، ص ۳۰

(۲) قائد اعظم اور ان کا عہد از رئیس احمد جعفری، ۹، مطبوعہ لاہور، ۱۹۶۶ء

(۳) سواد اعظم لاہور، ۱۵ جنوری ۱۹۶۰ء

آل انڈیائی کانفرنس کے خصوصی اجلاس میں نظریہ پاکستان کی توثیق و تائید میں نہایت مرگرمی سے قرارداد پاس کر آیا اور پھر تمام ملک میں اس کی حمایت میں دورے کئے اور عوام کو آمادہ کیا کہ وہ تحریک پاکستان کو بہر صورت کامیاب بنائیں گے۔

پاکستان بننے کے بعد ۱۹۴۸ء میں حضرت صدر الافاضل مراد آبادی جب پاکستان تشریف لائے تو دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں چار گھنٹے تک بند کمرے میں گفتگو ہوتی رہی۔ گفتگو میں صدر الافاضل، پیر صاحب ماگلی شریف، محدث کچھوچھوی، مفتی محمد عمر نعیمی، مولانا غلام معین الدین نعیمی اور سید ابوالبرکات شریک ہوئے۔ اس موقع پر پیر صاحب نے صدر الافاضل پر زور دیا کہ دستور اسلامی کا ایک خاکہ مرتب کریں جسے ہم قائد اعظم کے سامنے رکھیں اور ان سے اسے لاگو کرنے کو کہیں، لیکن افسوس کہ تین ماہ بعد صدر الافاضل فوت ہو گئے۔ بعد ازاں پیر صاحب حضرت محدث علی پوری اور مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی مدظلہ کے ساتھ مل کر بعد کی حکومتوں پر اسلامی نظام کے نفاذ پر زور دیتے رہے مگر ان کی یہ کوشش بار آور نہ ہو سکی۔

جب مسلم لیگ کا دور انحطاط آیا تو آپ جناح عوامی مسلم لیگ میں شامل ہو گئے جو بعد میں عوامی لیگ بن گئی۔ ۱۹۵۵ء میں ارباب سیاست کی روش کے پیش نظر سیاست کے کوچہ کو خیر باد کہہ دیا اور ملت اسلامیہ کی روحانی پیشوائی پر تمام تر توجہ صرف کرنا شروع کر دی۔

۱۹۵۲ء میں ایک سرکاری وفد کے قائد بن کر چین میں ہونے والی امن کانفرنس میں شرکت فرمائی اور وہاں ہندوستانی نمائندے کو منہ توڑ جواب دیا۔ اس کانفرنس میں آپ نے مسئلہ کشمیر کے بارے میں پاکستانی موقف کی بڑی جرات اور پامردی سے ترجمانی کی۔ مشترکہ اعلامیہ کی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔

”ہندوستان اور پاکستان کے مابین جو بھی تنازعات ہیں ان کا فیصلہ امن و آشتی سے ہونا چاہئے اور یہ حق باشندگان جموں و کشمیر ہی کو حاصل ہے کہ وہ اپنی قسمت کا آپ فیصلہ کریں۔“ (۱)

(۱) نیا چین، سمرنامہ پیر صاحب ماگلی شریف، مطبوعہ یکم ستمبر ۱۹۶۵ء، راجپور، دارالفضل علی شہید اہلس ۱۱۳

اس اعلان پر ہندوستان کی جانب سے ڈاکٹر کچلو، گیان چندروی شنکر، شورام دیاس اور درویش چندر نے کئے اور پاکستان کی طرف سے پیر صاحب مانگی شریف، سردار شوکت حیات، عطاء الرحمن اور میر عبدالقیوم نے دستخط کیے تھے۔

۵ جنوری ۱۹۶۰ء اور ۱۳۷۹ھ کو مانگی شریف سے کیمپل پور جاتے ہوئے آپ کی کار فتح جنگ کے قریب حادثہ شکار ہو گئی۔ ڈرائیور تو موقع پر ہی دم توڑ گیا مگر آپ بری طرح زخمی ہو جانے کی وجہ سے ملٹری ہسپتال راولپنڈی میں کئے گئے، لیکن زخموں کی تاب نہ لا کر ۲۸ جنوری ۱۹۶۰ء کو یہ مجاہد آزادی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا رجعون۔ لاکھوں عقیدتمندوں نے جنازہ میں شرکت کی، مدفن مانگی شریف میں ہے۔ آپ کے بعد ۲۹ جنوری کو آپ صاحبزادے روح الامین سجادہ نشین ہوئے۔

مولانا غلام معین الدین نعیمی مدیر سواد اعظم لاہور نے تاریخ وفات کہی

آہ مرد میدان پیر صاحب مانگی شریف

۱۳۷۹ھ

ملک کے نامور صحافی جناب ظہور عالم شہید نے سرحد میں مسلم لیگ کی تحریک سول نافرمانی کے زیر عنوان صاحب مانگی شریف کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے۔

”پیر صاحب مانگی شریف کی انقلابی تقریروں نے سارے صوبے میں آگ لگا دی تھی اور انہیں گرفتار کرنے کی کوششیں ابھی تک کامیاب نہیں ہوئی تھیں..... ڈاکٹر خاں صاحب (وزیر اعلیٰ سرحد) کی افسوسناک کوششیں بالآخر رنگ لائیں جس طرح پنجاب میں ہندو سکھر رہنماؤں نے فرقہ وارانہ فسادات شروع کرائے تھے اسی طرح سرحدی وزیر اعظم (اعلیٰ) نے اپنے صوبے میں بھی ان (ہندو مسلم) فسادات کی آڑ لے کر مسلم لیگ کی تحریک کو کچلنے کا اور جواز مل سکے، پیر صاحب مانگی شریف کے سوا صوبہ کے تمام قابل ذکر مسلم لیگی رہنما جیلوں میں تھے.....

۲۸ مارچ ۱۹۶۷ء کو سرحد مسلم لیگ کے جلیل القدر رہنما اور لاکھوں مسلمانوں کے روحانی پیشوا

حضرت پیر صاحب مانگی شریف بھی گرفتار کر لئے گئے۔ گرفتاری سے پہلے پیر صاحب نے ایک بیان میں سرحدی عوام سے بالعموم اور اپنے معتقدین سے بالخصوص یہ اپیل کی کہ وہ وزارتی اشتعال انگیز یوں کے باوجود اپنی تحریک کو غیر فرقہ وارانہ رکھیں اور اسے اس وقت تک بند نہ کریں جب تک صوبائی لیگ کے جائز مطالبات کی تکمیل نہیں ہو جاتی۔ پیر صاحب کی گرفتاری ڈاکٹر خاں صاحب کی بخونانہ مایوسی کی انتہا تھی، اس چھبیس سالہ سیاسی و روحانی قائد کی گرفتاری نے صوبائی مسلمانوں اور ان کے لاکھوں عقیدتمندوں میں تحریک جاری رکھنے کا نیا جوش اور ولولہ پیدا کر دیا اور ڈاکٹر خاں صاحب کا اصل مقصد پورا نہ ہوا، ہندو اخبارات نے پیر صاحب کی گرفتاری پر ”ملا مانگی“ ”جناب ایچی ٹیٹر ملا مانگی“ اور ”سرحدی ایچی ٹیشن کا سرغنہ“ ایسی افسوسناک سرخیاں جمائیں جس سے صوبہ سرحد میں وزارت کے لئے حالات اور خراب ہو گئے۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۵ دسمبر ۱۹۶۴ء، ص ۶

روزنامہ نوائے وقت لاہور میں آپ کے انتقال پر اداریہ لکھا گیا جس میں آپ کی خدمات پر یوں روشنی ڈالی گئی۔

”پیر صاحب مانگی شریف مرحوم کو کل ان کے گاؤں میں سپرد خاک کر دیا گیا۔“

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

محمد امین الحسنات مرحوم جو پیر صاحب مانگی شریف کے نام سے مشہور تھے، تحریک پاکستان کے ان رہنماؤں میں سے تھے جنہوں نے ملک کی آزادی اور قیام پاکستان کے لئے شاندار خدمات انجام دیں۔ وہ اس زمانہ میں صوبہ سرحد کے افق سیاست پر نمودار ہوئے جب اس صوبہ میں خان برادران کا طوطی بولتا تھا اور کانگریس اور انگریز دونوں سابق صوبہ سرحد کو خان عبدالغفار کا گڑھ سمجھتے تھے۔ جن مسلم لیگی لیڈروں نے سرحدی گاندھی کے اس طلسم کو توڑا، پیر صاحب مانگی شریف ان میں سب سے زیادہ نمایاں تھے۔ وہ اس زمانہ میں بالکل نوجوان تھے مگر اللہ تعالیٰ کو ان سے یہ کام لینا مقصود تھا کہ وہ اس اہم علاقہ کو پاکستان کے لئے جیتیں، قیام پاکستان کے بعد ایک مرتبہ انہیں صوبائی وزارت بھی پیش کی گئی مگر انہوں نے اسے قبول نہ کیا، بعد ازاں خان عبدالقیوم نے ایسے

حالات پیدا کر دیئے کہ تحریک پاکستان اور مسلم لیگ کے یہ مخلص رہنما مسلم لیگ سے علیحدگی پر مجبور ہو گئے۔ پیر صاحب نے عوامی لیگ میں شرکت کی اور پاکستان میں حزب اختلاف کے قیام کے لئے بڑی سرگرمی سے کام کیا اور دونوں حصہ ہائے ملک میں قریہ قریہ گھومے مگر ادھر چند سالوں سے آپ سیاسی زندگی سے بالکل کنارہ کش ہو چکے تھے۔ پیر صاحب ابھی جوان ہی تھے کہ خالق حقیقی نے انہیں پاس بلا لیا۔

خوش دزخید و لے شعلہ مستعجل بود

اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دیں۔“
روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۳ جنوری ۱۹۶۰ء

حضرت مولانا قاری احمد حسین فیروز پوری، گجراتی خطیب جامع مسجد عید گاہ گجرات

علامہ عبدالحکیم شرف قادری ”تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان“ میں لکھتے ہیں۔

خطیب اہل سنت، عالم باعمل، پیکر خلوص و ایثار، مجسمہ علم و رحمت حضرت مولانا قاری احمد حسین فیروز پوری گجراتی ابن جناب عبدالصمد مضع گومتی تحصیل جھجر ضلع ریتک میں ۱۳۳۳ھ ۱۹۱۴ء میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی والدین کا سایہ شفقت سر سے اٹھ گیا، ڈل تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد درس نظامی کی ابتدائی کتب مختلف اساتذہ پڑھیں پھر تحصیل علم کی غرض سے دہلی چلے گئے اور مشہور نعت گو شاعر مولانا صابر حسین صابر سے نحو، منطق اور فقہ کی کتب میں استفادہ کیا، دہلی ہی میں مولانا قاری شبیر حسین سے تجوید و قرأت کا درس لیا اور مشق کی۔

اللہ تعالیٰ نے ابتداء ہی سے قاری صاحب کو پُر سوز آواز اور لُحْن دادی عطا کیا تھا اس لئے وعظ و تقریر کی طرز میلان ہوا اور میدان خطابت میں وہ جو ہر دکھائے کہ باید و شاید! آپ نیا صدیقی اور مشربان نقشبندی تھے اور حضرت عبدالحق چہانخیلاں کوٹ عبدالحق (ضلع ہشیار پور) سے نسبت ارادت کی وجہ سے اپنے نام کے ساتھ ”خالقی“ کرتے تھے۔

ابتداء میں آپ مسجد قضاہاں فیروز پور میں خطیب مقرر ہوئے۔ آپ کے پُر اثر و عطا کا شہر ہر درواز تک

بہمنی، امرتسر اور جالندھر وغیرہ مقامات پر آپ کی بکثرت تقریریں ہوا کرتی تھیں، فیروز پور میں آپ کی شہرت و مقبولیت اس حد کو پہنچی کہ گجرات (پاکستان) تشریف لانے کے بعد بھی آپ کو فیروز پوری کہا جاتا تھا۔ اسی دوران آپ نے مولانا محمد سعید شبلی عربی ٹیچر زکاج فیروز پور (سابق خطیب دربار حضرت فرید الملہ والدین گنج شکر قدس سرہ) سے مزید علمی استفادہ کیا۔

غالباً ۱۹۳۵ء میں جب آپ حرمین شریفین کی زیارت کو گئے تو دوران سفر جہاز میں آپ کی تقاریر کا سلسلہ جاری رہا۔ اسی جہاز میں میاں فضل دین پکانوالے مرحوم بھی شریک سفر تھے، وہ قاری صاحب کے وعظ سے بے حد متاثر ہوئے اور گجرات تشریف لانے کی دعوت دی چنانچہ قاری صاحب نے مسجد میاں جلال دین مرحوم میں درس دیا اور رات کو اونچی مسجد منڈی میں تقریر کی۔ آپ کے بیان کا اہل گجرات پر اس قدر اثر ہوا کہ وہ لوگ دل و جان سے آپ پر فریفتہ ہو گئے اور اصرار کیا کہ آپ ہمارے پاس ہی تشریف لے آئیں اور ہمارے دلوں کو آقائے مدنی ﷺ کی محبت کے نور سے منور فرمائیں، ان حضرات کی طلب صادق رنگ لائی اور قاری صاحب گجرات تشریف لے آئے اور مرکزی جامع مسجد عید گاہ میں خطبہ دینا شروع کیا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس زمانے میں نماز عید تمام لوگ بلا امتیاز، قاری صاحب کی اقتداء میں ادا کیا کرتے تھے۔

ویسے تو پورے پاکستان کے علماء سے قاری صاحب کے گہرے مراسم تھے، لیکن خاص طور پر یہ حضرات قابل ذکر ہیں۔

- | | |
|---------------------------------------|---------------------------------|
| ۱۔ حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی | ۲۔ پیر طریقت حضرت پیر ولایت شاہ |
| ۳۔ حضرت پیر حبیب اللہ شاہ | ۴۔ مولانا فیروز دین |
| ۵۔ الحاج لالہ برکت علی | ۶۔ لالہ فضل دین |
| ۷۔ الحاج مرزا اللہ تابت | ۸۔ الحاج سلطان علی |
| ۹۔ مولانا مبارک محی الدین | ۱۰۔ مولانا حافظ سعید علی |

۱۱۔ مولانا حکیم مختار احمد اشرفی

۱۲۔ مولانا سید محمود شاہ

فی الحقیقت اس وقت گجرات شہر منج بركات بنا رہا۔

حضرت قاری صاحب نے تحریک پاکستان اور جہاد کشمیر میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا اور اہل اسلام کو اپنے کن بیانات سے تائید پاکستان اور مسلم لیگ کی حمایت پر آمادہ کیا، تحریک ختم نبوت میں بھی پر جوش حصہ لیا۔ آپ کی تقریر کا خاص وصف یہ تھا کہ اکھڑا ہوا مجمع پھر سے جم جاتا تھا، لطف یہ تھا کہ قاری صاحب کے ہوتے ہوئے تلاوت، نعت، تقریر اور سلام و دعا کے لئے کسی اور شخص کی ضرورت نہیں رہتی تھی، گویا وہ خود ایک انجمن اور جامع اجلاس تھے، خلوص کا عالم تھا کہ جہاں تشریف لے جاتے وہاں اجلاس کی تمام نشستوں میں قیام فرماتے مبادا کسی نشست کا مقرر نہ آئے۔ منتظمین جلسہ کو پریشانی ہو، آپ وعدے کو ہر صورت نبھاتے، سردی ہو یا گرمی، طوفان باد و باران ہو تا شدید بخار، کوئی آپ کو ایقائے وعدہ سے روک نہ سکتی تھی، تقریر کے بعد فوراً اپنا سفر شروع کر دیتے اور جلسہ کے منتظمین سے اجازت بھی پسند نہ کرتے، مقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ محرم، صفر و ربیع الاول مسلسل تین ماہ ہر رات کراچی آپ کی تقریریں ہوا کرتی تھیں، سامعین کی تعداد عموماً چالیس پچاس ہزار سے زائد ہوا کرتی تھی، حیدرآباد، ٹھٹھہ اور نواب شاہ وغیرہ مقامات کے لوگ محض آپ کی تقریر سننے کے لئے کراچی کا رخت سفر باندھا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے قاری صاحب کو غضب کی آواز اور بلا کا سوز عطا کیا تھا۔ جب آپ مولانا روم اعلیٰ حضرت امام رضا بریلوی اور علامہ اقبال کا کلام پڑھتے تو مجلس پر ایک کیف طاری ہو جاتا اور جب اس کی تشریح بیان کرتے تو اچھے اہل علم دنگ رہ جاتے، خاص طور پر اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ کا کلام جس حسن و خوبی پڑھتے تھے اس کی نظیر کہیں دیکھنے سننے میں نہیں آئی۔ حقیقت یہ ہے کہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے روح پروردار کا کلام کو پنجاب اور سندھ میں سب سے پہلے آپ ہی نے متعارف کرایا تھا۔

سردو کا نجات کی محبت اور یاد میں شب و روز محو رہتے، آپ کی تقریروں میں یہ عنصر ہمیشہ نمایاں رہتا اور والے کیف و سرور اور لذت محبت میں گم ہو جاتے۔ آپ کو بار بار خواب میں اور بعض اوقات عالم بیداری میں جمال

آرا کے دیدار کا شرف حاصل ہوا۔ نو عمری کا زمانہ تھا، کیا دیکھتے ہیں کہ خواب میں سرورِ دو عالم ﷺ کے دربار میں حاضر ہیں اور ایسی بیاری نعت عرض کر رہے ہیں جو پہلے انہیں یاد نہ تھی۔ بیدار ہونے پر تجسس پیدا ہوا کہ یہ نعت کس کی لکھی ہوئی ہے۔ ایک دن اتفاقاً حدائقِ بخشش (امام احمد رجا بریلوی قدس سرہ کا تعلقہ دیوان) دیکھ رہے تھے کہ اس میں وہی نعت مل گئی جو آپ نے خواب میں دربار رسالت میں پیش کی تھی، اب تو قاری صاحب کو فاضل بریلوی قدس سرہ سے بے انتہا محبت ہو گئی، اسی عقیدت کی بنا پر ایک دفعہ بریلی شریف حاضر ہوئے۔ فاضل بریلوی قدس سرہ کے مزار پر انوار پر حاضری دی اور چند دن وہاں قیام کیا۔

قاری صاحب نہایت رقیق القلب اور رحم دل واقع ہوئے تھے، انسان تو انسان حیوان بھی آپ کی شفقت سے بہرہ ور ہوتے تھے۔ باقاعدگی سے تہجد ادا کرنا آپ کا معمول تھا، وعظ و تبلیغ کے علاوہ تدریس اور خاص طور پر قرأت پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھا اور بے شمار لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے۔ مولانا قاری محمد علی (لاہور) اور مولانا قاری محمد دین راجوری (گجرات) آپ کے منظور نظر تلامذہ ہیں، (انہیں حضرات سے حضرت قاری صاحب کے یہ حالات دستیاب ہوئے ہیں)۔

۳ ذی قعدہ، ۳۰ اپریل (۱۳۷۹ھ / ۱۹۶۰ء) بروز ہفتہ ساڑھے بارہ بجے دن قاری صاحب کا وصال ہوا، آخری کلمہ ”اَدْرِ كُنِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ“ زبان پر جاری ہوا اور روحِ قفسِ غضری سے پرواز کر گئی۔ آپ کا جنازہ جاری ہوا تھا اور ساتھ ساتھ لاؤڈ سپیکر پر قاری صاحب کی تلاوت کا ریکارڈ لگایا گیا تھا۔ جسے سن کر حاضرین کی چچھیں نکل رہی تھیں۔ ایک لاکھ سے زیادہ افراد نے باچشم پریم جنازہ میں شرکت کی جنازہ خواجگان، علی پور روڈ میں آپ کی آخری آرام گاہ بنی۔ (۱)

آپ نے ایک صاحبزادی خورشیدہ بیگم اور ایک صاحبزادہ محمد حسین یادگار چھوڑے۔ مولانا الحاج حکیم محمد مظفر علی خاں مظفر چشتی نظامی ساکن چک عمر نے درج ذیل تاریخ وفات کہی۔

آں حبیب محترم احمد حسین
شد روانہ جانب خلد بریں

زینت گجرات، فخر عید گاہ
نام او مشہور تا دیوار چین
بر زبانش ذکر خالق دائمی
حق پرست و نعت گوئے شاہ دیں
خوبصورت نیک سیرت بے ریا
عابد و زاہد امام الصالحین
گفت تاربخش غلام قادرا
مہر تاباں رفت از چشم بہ بین

۱۳۷۹ھ

گفت ہائے بلبل باغ رسول

۱۳۷۹ھ

بار دیگر با مظفر دل حزین

ایضاً منہ

ز دنیا رفت قاری پاک باطن
خدا رحمت کند برجان و ماش
مظفر گفت در تاریخ ہجری
بفردوس بریں شاداست ساش

۱۳۷۹ھ

حضرت مولانا مفتی محمد امجد علی خاں گیاوی (بھارت)

مفتی دارالعلوم انوارالعلوم ملتان

متولد (۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء) متوفی (۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء)

علامہ عبدالکیم شرف قادری ”تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان“ میں لکھتے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد امجد علی خاں ابن دلاور حسین پٹھان ساکن موضع سکھ ڈیرہ تحصیل شاہ آباد ضلع گیا (صوبہ بہار) تقریباً ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء میں پیدا ہوئے۔ شاہ آباد میں میٹرک کیا اور ڈاکخانے میں کلرک ہو گئے، پھر کسی صاحب دل کی تاثیر صحبت سے علوم دینیہ کا شوق پیدا ہوا، مولانا محمد رسول خاں ہزاروی صدر مدرس مدرسہ امداد الاسلام میرٹھ سے تعلیم حاصل کی، متوسط کتابیں جامعہ اسلامیہ عربیہ امر وہہ میں مولانا محمد امین الدین سے پڑھیں۔ آخر میں مدرسہ عالیہ رامپور میں مولانا فضل حق رامپوری، مولانا وزیر محمد اور مولانا منور علی سے تکمیل علوم کی، مولانا سید محمد عبدالعزیز انیسٹھوی سے بھی مستفید ہوئے۔ رامپور ہی میں مولانا قاری علی حسین تلمیذ مولانا قاری محمد عبدالرحمن پانی پتی سے تجوید و قرأت کی مشق کی۔ بعض مسائل کی تحقیق کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور استفادہ کیا۔

۱۹۲۶ء میں غزالی زماں علامہ احمد سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ کی دعوت پر بحیثیت مفتی و مدرس انوارالعلوم ملتان تشریف لائے اور تاحیات وہیں رہے۔ مفتی صاحب حضرت مولانا سید محمد خلیل محدث امر وہوی قدس سرہ (برادر بزرگ علامہ کاظمی مدظلہ) کے ساتھ بعض اسباق میں شریک بھی رہے، مفتی صاحب فرمایا کرتے تھے۔

”میں خوانین ثلاثہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مولانا شہت علی خاں لکھنوی اور مولانا ریاست علی خاں شاہجہا پوری (قدست سرہم) میں سے ایک (آخر الذکر) کا شاگرد اور تینوں کا فیض یافتہ ہوں۔“

آپ بلند اخلاق، جامع علوم اور بے مثال مدرس تھے، جو دو سنا میں بے نظیر تھے، ان گنت علماء نے آپ سے کسب فیض کیا، تصانیف میں سے ایک رسالہ ”القول الصحيح فی اثبات حیات المسیح“ ۱۹۵۳ء میں مدرسہ

انوار العلوم سے شائع ہوا تھا۔ ۱۳۸۳ھ ۱۹۶۴ء میں ۸۲ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ پیسماندگان میں ایک صاحبزادہ اور

صاحبزادی اور ایک بھائی چھوڑے، مولانا حبیب احمد افق نے درج ذیل تاریخ وصال کہی۔ (۱)

بعد از دعائے مغفرت، تاریخ نقلش گو افق

شدو اصل حق مفتی امید علی والا مکان

۱۳۸۳ھ

حضرت مولانا سید ایوب علی رضوی بریلوی، پیش کار امام احمد رضا بریلوی

علامہ عبدالحکیم شرف قادری ”تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان“ میں لکھتے ہیں۔

فدائے رضویت مولانا سید ایوب علی رضوی ابن سید شجاعت علی ابن سید تراب علی ابن سید بربری (قدس

اسرارہم) بریلی شریف (صوبہ اتر پردیش، بھارت) میں پیدا ہوئے، مڈل سکول میں مڈل کرنے کے بعد فارسی کی

حاصل کی، کچھ عرصہ اسلامیہ سکول، بریلی میں پڑھاتے رہے، پھر جب اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی قدس

سے بیعت کا شرف حاصل ہوا تو اپنے آپ کو بارگاہ رضویت کے لئے وقف کر دیا۔ لکھائی کا جو کام آپ کے سپرد کیا

اسے حسن اہتمام سے انجام دیتے، رمضان شریف میں سحری اور افطاری کے نقشے مرتب فرماتے، دیگر علوم کے

حساب میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے خوب خوب استفادہ کیا۔

مولانا سید ایوب علی رضوی، ڈاکٹر ضیاء الدین، وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے بریلی شریف حاضر ہوئے

کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”کسور اعشاریہ متوالیہ کی قوت کا تذکرہ آیا، ڈاکٹر صاحب نے بھی وہی فرمایا کہ تیسری قوت تک

ہے اس پر حضور (اعلیٰ حضرت قدس سرہ) نے میرے (مولانا سید ایوب علی رضوی) اور قناعت علی

(۱) کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ میرے یہ دو بچے بیٹھے ہیں، انہیں جس قوت کا آپ سوال دے

دیں یہ حل کر دیں گے۔ ڈاکٹر صاحب متحیر ہو کر ہم دونوں کو دیکھنے لگے۔“ (۲)

(۱) شجاعت علی قادری، مولانا مفتی مقالہ الشیخ مفتی محمد امید علی خاں صاحب، روزنامہ سعادت، لاہور، ۱۹۶۸ء، ۱۹ اگست، ۱۹۶۸ء، ص ۱۵۱

(۲) متوفی ۱۶ ربیع الاول ۲۰ جون ۱۳۸۹ھ ۱۹۶۹ء (۳) ظفر الدین بہاری، ملک العلماء، حیات اعلیٰ حضرت، ج ۱، ص ۱۵۱

سید صاحب کربلائے معلیٰ، بغداد شریف، نجف اشرف اور بصرہ میں بزرگان دین کے مزارات پر حاضری سے مشرف ہوئے، تین دفعہ حج و زیارت کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ اڑھائی سال تک مدینہ طیبہ میں قیام پذیر رہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے وصال کے دو سال بعد بریلی شریف میں رضوی کتب خانہ قائم کیا اور اعلیٰ حضرت کے متعدد رسائل شائع کئے، امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے وصال کے بعد ان کے سوانح حیات مرتب کرنے کی تحریک آپ ہی نے شرع کی تھی، حیات اعلیٰ حضرت مؤلفہ ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری قدس سرہ کے اکثر و بیشتر واقعات آپ ہی کی روایت پر مبنی ہیں۔ مولانا ظفر الدین بہاری لکھتے ہیں۔

”ہم رضویوں کو جناب حاجی مولوی سید ایوب علی صاحب رضوی بریلوی کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ اس کی طرف سب سے پہلے توجہ فرمائی اور برادران طریقت کو توجہ دلائی ان کی تحریک سے بعض احباب نے کچھ حالات ان کے پاس لکھ بھیجے اور زیادہ حصہ خود سید صاحب موصوف نے لکھا، جب ان کو میرے حیات اعلیٰ حضرت لکھنے کی خبر ہوئی تو جو کچھ مواد ان کے پاس تھا، سب مجھے عنایت فرما دیا۔“ (۱)

مولانا سید ایوب علی رضوی، اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے فیض صحبت سے حد درجہ متاثر تھے، تقویٰ و پرہیزگاری میں اپنی مثال آپ تھے۔ معاملات میں اس قدر محتاط تھے کہ جب تک ایک ایک پیسے کا حساب نہ چکا دیتے، مطمئن نہ ہوتے۔ ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۰ء میں پاکستان آکر لاہور میں قیام پذیر ہو گئے۔ یہاں بھی رضوی کتب خانہ قائم کر کے متعدد رسائل شائع کئے۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا سید ابوالبرکات اور محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد لاکپوری قدس سرہ کے دل میں آپ کی بحد قدر منزلت تھی، آخری چند سال آپ نے جامعہ رضویہ لائل پور میں گزارے۔

قدرت نے آپ کو شعر و سخن کا پاکیزہ ذوق عطا کیا تھا، حمد و نعت اور منقبت ایسے محبوب موضوعات پر عام فہم اور

دانشیں انداز میں اظہار خیال کیا کرتے تھے، مجموعہ کلام باغ فرودس کے نام سے دو حصوں میں طبع ہو چکا ہے، ایک مزید مواد تھا جو شائع نہ ہو سکا، اس کے علاوہ شقاوۃ الشجر علی دیار القدسیۃ العربیہ (۱۳۶۸ھ) منظوم اور رشتہ زاری (حجاج اور زائرین کے لئے ہدایات کا مجموعہ) وغیرہ رسائل شائع ہو چکے ہیں، مؤخر الذکر رسالے میں آپ نے اپنی تالیف زیارت الحرمین والعراق (۱۳۶۶ھ) کا بھی ذکر کیا ہے۔ ہر سال عرس رضوی پر نئی منقبت لکھ کر پیش کیا کرتے تھے، ایک نعت کے دو بند ملاحظہ ہوں۔

ہوئی ختم دن رات کی آہ زاری
نہ ہیں سرد آہیں نہ ہے انگھاری
بہت کی ہے سرکار اختر شماری
بس اب آپ ہی کے کرم کی ہے باری
لحد میں تھپک کر سلا دیجیے گا
شہا! میری تربت پہ اللہ آئیں
کئیرین جس وقت تشریف لائیں
شبیہ مبارک کے جلوے دکھائیں
اور ایوب رضوی گو جب آزمائیں
تو کلمہ نبی کا پڑھا دیجیے گا

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی ایک منقبت کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

تمہارے لطف و کرم سے آقا ہوائیں طیبہ کی کھار ہا ہوں
جو داغِ فرقت تھے ذل پر کھانے وہ رفتہ رفتہ مٹا رہا ہوں
کوئی بنگلیر ہو رہا ہے تو کوئی پیشانی چومتا ہے
جو نام والا کوسن رہا ہے جسے سکونت بتا رہا ہوں

سے جو حالات حاضری تھے بیان کی تصدیق ہو رہی ہے
حرم کے ذی احترام علماء تمہارے مداح پارہا ہوں
فقیر ایوب قادری کی قبول فرمائے منقبت کو
ترے نقیبوں میں بندہ پرور ہمیشہ مدح سزا رہا ہوں

۲۶ رمضان المبارک، ۲۶ نومبر (۱۳۹۰ھ ۱۹۷۰ء) بروز جمعہ الوداع نماز فجر سے قبل مولانا سید ایوب علی

قادری کا وصال ہوا اور میانی صاحب (لاہور) کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ (۱)

حضرت مولانا عبدالباقی برہان الحق جبل پوری خلیفہ امام احمد رضا

جناب محمد صادق قصوری "تحریک پاکستان اور علماء کرام" میں لکھتے ہیں۔

مولانا مفتی عبدالباقی محمد برہان الحق بن مولانا شاہ محمد عبدالسلام (۱۸۶۶ھ ۱۹۵۲ء) بن مولانا شاہ محمد عبدالکریم

حیدرآبادی (ف ۱۸۹۹ء) بن شاہ عبدالرحمن بن شاہ محمد عبدالرحیم صدیقی کی ولادت جبل پور (سی پی، بھارت) میں ۳۱

ربیع الاول ۱۳۱۰ھ ۱۱۳۷ اکتوبر ۱۸۹۲ء بروز جمعرات ہوئی۔ سلسلہ نسب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک پہنچتا

ہے۔ ۱۸۹۷ء میں جد امجد نے بسم اللہ شریف کا افتتاح فرمایا اور دعاؤں سے نوازا۔ مدرسہ برہانیہ جبل پور میں عم محترم

قاری بشیر الدین سے فارسی پڑھی۔ منقولات و معقولات کی تکمیل والد ماجد سے کی۔ ۱۹۰۵ء میں پہلی بار سمیٹی میں اعلیٰ

حضرت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں (۱۸۵۶ء-۱۹۳۱ء) سے ملاقات ہوئی اور ان کے ہی ہو کر رہ گئے۔ ۱۹۱۳ء

میں بریلی شریف حاضر ہوئے۔ دارالافتاء میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ارشادات قلمبند کئے۔ دارالعلوم منظر اسلام

بریلی شریف میں مولانا ظہور حسین مجددی رامپوری (۱۸۵۷ء-۱۹۲۳ء) صدر مدرس کے حضور زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ تین

(۱) مکتوب گرامی جناب سید یعقوب علی شاہ ابن مولانا سید ایوب علی رضوی، واکس پرنٹل گورنمنٹ کالج مردان کینٹ، ۲۶ اگست ۱۹۷۳ء، نام علامہ

عبدالحکیم شرف قادری۔

سال تک اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی خدمت میں رہے۔ مارچ ۱۹۱۹ء میں جب اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ شریف تشریف لائے تو ان سے ”علم توقیت“ کی تحصیل کی اور جبل پور میں ہی اسی سال اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فضیلت و سند اجازت و خلافت سے نوازا۔

☆ پیر طریقت حضرت مولانا سید اختر حسین زب آستانہ علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ (مولف سیرت امیر ملت)

☆ حضرت مولانا مفتی تقدس علی خاں رضوی سابق مہتمم منظر اسلام بریلی، حال شیخ الجامعہ راشدیہ پیر جوگہ

خیر پور (سندھ)، اتالیق پیر پاگاہ متولد ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء

☆ امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی محدث علی پوری

متولد ۱۲۵۷ھ/۱۸۴۱ء متوفی ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء

☆ مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمن کانپوری

متولد ۱۲۹۲ھ/ متوفی ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۷ء

☆ حضرت مولانا حبیب الرحمن دھام نگری صدر مدرس مدرسہ سبحانیہ الہ آباد

☆ صوفی باصفا ڈاکٹر پیر حبیب الرحمن برق، فاضل فرنگی محل، فاضل دیوبند، فاضل مصر، پی ایچ ڈی

متوفی ۱۳۸۷ھ/۱۹۶۸ء

☆ شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد حسن جان سرہندی فاروقی مجددی، سندھ

متولد ۱۲۷۸ھ/۱۸۶۲ء متوفی ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء

☆ شیر پیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں لکھنوی۔ متوفی ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ء

☆ حضرت مولانا سید دیدار علی الوری، شیخ الحدیث حزب الاحناف لاہور

متولد ۱۳۷۳ھ/۱۸۵۶ء متوفی ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۵ء

☆ امین شریعت حضرت مولانا شاہ رفاقت حسین سرپرست مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور (بھارت)

متولد ۱۳۱۷ھ/۱۹۰۰ء

تذکرہ محدث اعظم پاکستان

☆ شمس العلماء حضرت مولانا رحم علی مظفر ٹکری، صدر مدرس منظر اسلام بریلی، خلیفہ امام احمد رضا بریلوی

متوفی ۱۳۶۳ھ / ۱۹۴۴ء

☆ سراج الفقہا حضرت مولانا سراج احمد خان پوری، مفتی سراج العلوم خان پور ضلع رحیم یار خاں

متولد ۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۶ء متوفی ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء

☆ حضرت مولانا سلیمان بھاگل پوری، مدرس مدرسہ اہل سنت مراد آباد

☆ فخر المدرسین حضرت مولانا قاضی شمس الدین جوہوری مدرس منظر اسلام بریلی

☆ قدوة الفضلاء حضرت مولانا مفتی صاحب داد خان، قاضی القضاة علاقہ قلات، شیخ الجامعہ جامعہ راشدیہ پیر گوٹھ

متولد ۱۳۱۶ھ / ۱۸۹۸ء متوفی ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء

☆ بقیۃ السلف حضرت مولانا صبغت اللہ فرنگی محلی

☆ قطب ندیہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی، مدینہ منورہ، خلیفہ امام احمد رضا بریلوی

متولد ۱۲۹۴ھ / متوفی ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۲ء

☆ ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین بہاری، خلیفہ امام احمد رضا بریلوی

متولد ۱۳۰۳ھ متوفی ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء

☆ ضیغم اسلام حضرت مولانا محمد عارف اللہ قادری میرٹھی، خطیب مرکزی جامع مسجد، راولپنڈی

متولد ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء

☆ شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ عبدالباری فرنگی محلی

متولد ۱۲۹۵ھ متوفی ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۶ء

☆ شیخ القرآن حضرت مولانا ابوالحقوق محمد عبدالغفور ہزاری، صدر جمعیت علماء پاکستان

متولد ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء متوفی ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء

☆ استاذ الفاضل حضرت مولانا مفتی عبدالحفیظ حقانی، خطیب آگرہ، شیخ الحدیث انوار العلوم ملتان

متولد ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء متوفی ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۸ء

تذکرہ محدث اعظم پاکستان

☆ حضرت مولانا مفتی ابوالرشید محمد عبدالعزیز، مزنگ لاہور

متولد ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء متوفی ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء

☆ مبلغ اسلام حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میزگی، خلیفہ امام احمد رضا

متولد ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء متوفی ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۳ء

☆ مجاہد ملت حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحامد بدایونی، صدر جمعیت علماء پاکستان

متولد ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء متوفی ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء

☆ بدر الطریقہ حضرت مولانا عبدالعزیز خاں محدث بریلوی، بجنوری، خلیفہ امام احمد رضا

متوفی ۱۳۶۹ھ

☆ حافظ الحدیث حضرت مولانا عبدالعزیز محدث، جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ۔ متولد ۱۳۱۲ھ

☆ فاضل جلیل حضرت مولانا علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری، ایم این اے، شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی

متولد ۱۳۷۷ھ/۱۹۱۸ء

☆ بقیۃ السلف حضرت مولانا عزیز احمد قادری بدایونی، خطیب عید گاہ گڑھی شاہ، لاہور۔ متولد ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء

☆ استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا عطاء محمد بندیا لوی، شیخ الجامعہ دارالعلوم مظہریہ امدادیہ بندیاں، ضلع سرگودھا

متولد ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء

☆ عزیز المشائخ حضرت مولانا سید علی حسین نقشبندی، علی پور سینداں، ضلع سیالکوٹ (۱)

☆ تاج العلماء حضرت مولانا مفتی محمد عمر نعیمی نائب ناظم سنی کانفرنس، خطیب جامع مسجد آرام باغ، کراچی

متولد ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء متوفی ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۶ء

(۱) آپ حضرت سید العارفین سید پیر جماعت علی شاہ فانی لاٹانی کے خلف الرشید ہیں۔ برصغیر میں آپ کے خلفاء کی کثیر تعداد موجود ہے۔

ایک صاحبزادے پیر سید علی اصغر شاہ نقشبندی آپ ہی کے ایماء امام احمد رضا محدث بریلوی سے تلمذ حاصل کرنے کیلئے بریلی گئے تھے۔

- ☆ مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عمر اچھروی، لاہور۔ متولد ۱۹۰۲ء۔ متوفی ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء
- ☆ مناظر اہل سنت حضرت مولانا عنایت اللہ ساکن گدیل ضلع شیخوپورہ
- ☆ عزیز العلماء حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری زیب آستانہ شرقپور ضلع شیخوپورہ
- ☆ متولد ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء متوفی ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۷ء
- ☆ حضرت مولانا مفتی غلام جان ہزاروی مدرس منظر اسلام بریلی و جامعہ نعمانیہ لاہور، خلیفہ امام احمد رضا
- ☆ متولد ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۶ء متوفی ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ء
- ☆ وحید العصر حضرت مولانا غلام جیلانی میہرٹی مدرس اندرکوٹ میرٹھ، مصنف بشیر القاری وغیرہ
- ☆ ۱۳۱۷ھ/۱۹۰۰ء
- ☆ استاذ العلماء حضرت مولانا غلام جیلانی اعظمی صدر المدرسین دارالعلوم فیض الرسول براؤن ضلع بہتھی
- ☆ متولد ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء
- ☆ صدر المشائخ حضرت مولانا فضل عثمان مجددی ملا شور بازار، لاہور
- ☆ متولد ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء متوفی ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء
- ☆ امام المدرسین حضرت مولانا فضل حق رامپوری پرنسپل مدرسہ عالیہ لکھنؤ
- ☆ متولد ۱۲۷۸ھ متوفی ۱۳۵۹ھ/۱۹۴۰ء
- ☆ استاذ العلماء حضرت مولانا محمد قدیر بخش بدایونی، صدر مدرس تعلیم الاسلام، جے پور، کراچی
- ☆ متولد ۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء متوفی ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء
- ☆ مناظر جلیل حضرت مولانا حکیم محمد قطب الدین جھنگوی۔ متوفی ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ء
- ☆ شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی زیب آستانہ سیال شریف
- ☆ متولد ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۶ء متوفی ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء
- ☆ مجاہد ملت حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری صدر جمعیت علماء پاکستان، امیر حزب الاحناف لاہور
- ☆ متولد ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۶ء متوفی ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء

- ☆ سران اہلسنت حضرت پیر سید محمد حسین زبیب آستانہ علی پور ضلع سیالکوٹ
متولد ۱۲۹۸ھ / ۱۸۷۸ء متوفی ۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۱ء
- ☆ فقیہ اعظم مولانا ابو یوسف محمد شریف کوٹلی لوہاراں، ضلع سیالکوٹ، خلیفہ امام احمد رضا
متوفی ۱۹۵۱ء
- ☆ مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی مظہر اللہ امام شاہی مسجد فتح پوری دہلی
متولد ۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۶ء متوفی ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء
- ☆ سہبان الہند وحید العصر حضرت مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی صدر عمومی آل انڈیا سنی کانفرنس، صدر اعلیٰ جناح
رضا مصطفیٰ بریلی۔ متولد ۱۳۱۱ھ متوفی ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۳ء
- ☆ زعیم اہل سنت حضرت مولانا محبوب علی خان لکھنؤ، خطیب۔ سبمی۔ متوفی ۱۳۸۸ھ / ۱۹۶۹ء
- ☆ عارف ربانی حضرت مولانا سید محمد معصوم ٹوری زبیب آستانہ چک سادہ ضلع گجرات
متولد ۱۸۹۸ء متوفی ۱۳۸۸ھ / ۱۹۶۹ء
- ☆ عمدۃ المحدثین حضرت مولانا سید محمد ظلیل احمد کاظمی محدث امر وہی
قدوة السالکین حضرت پیر سید محمد نواز، سلوشاہ، ضلع مظفر گڑھ
- ☆ بقیۃ السلف حضرت مولانا قاری مصلح الدین، مظہر اسلام بریلی
- ☆ عمدۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد عبدالرب قادری، جبل پوری
- ☆ زین المدرسین حضرت مولانا سید محمد عبد المسجود قادری، جبل پوری
- ☆ بقیۃ السلف حضرت مولانا محمد سعید شبلی فیروز پوری، خطیب دربار پاکپتن
- ☆ زعیم ملت حضرت پیر محمد شفیع نقشبندی، چورہ شریف، ضلع کیسبل پور
- ☆ زبدۃ العرفاء حضرت مولانا پیر محمد اکبر علی نقشبندی، پاک پتن
- ☆ لسان الحسان حضرت مولانا محمد یعقوب حسین ضیاء القادری ناظم سنی کانفرنس بدایوں، کراچی

- ☆ فخر العلماء حضرت مولانا قاری محبوب رضا قدسی، کراچی
- ☆ عمدۃ الفقہا حضرت مولانا محمد مظفر احمد صدیقی قادری بدایونی، جامعہ مظفریہ قصبہ اتانج ضلع بدایوں
- ☆ عمدۃ السالکین حضرت مولانا حافظ محمد مظہر الدین رمداسی، گورداسپوری، راولپنڈی
- ☆ خطیب ملت حضرت مولانا ابوالنور محمد بشیر، مدیر ماہنامہ ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں، ضلع سیالکوٹ
- ☆ حضرت مولانا محمد حسن فقیہ شافعی، بھمیوی، کراچی
- ☆ حضرت مولانا محمد یوسف فقیہ شافعی، بھمی
- ☆ حضرت مولانا منسوب احمد شاہ جہان پوری
- ☆ حضرت مولانا محمد حسین رزمندی، مدینہ طیبہ
- ☆ قدوة اللواعظین حضرت مولانا قاری محمد مطیع الرضا خطیب لال کرتی، راولپنڈی
- ☆ متوفی ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء
- ☆ خطیب ملت حضرت مولانا محمد یوسف، سیالکوٹ
- ☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محبت الدین، الہ آباد (بھارت)
- ☆ حضرت مولانا محمد حسین قادری، بنارس
- ☆ زین العرفا حضرت مولانا سید محمد میاں آل رسول مارہرہ مقدسہ (بھارت)
- ☆ شیخ طریقت حضرت مولانا الحاج پیر محمد سعید قادری، جلال پور پیر والا
- ☆ متولد ۱۳۰۷ھ / ۱۸۹۰ء متوفی ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء
- ☆ فخر العلماء حضرت مولانا نظام الدین، بدایونی
- ☆ عمدۃ العلماء حضرت مولانا نعمت اللہ، بنارس
- ☆ صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، بانی جامعہ نعیمیہ مراد آباد
- ☆ متولد ۱۳۰۰ھ متوفی ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء

تذکرہ محدث اعظم پاکستان

- ☆ سراج السالکین حضرت سید نور الحسن بخاری، کبیلی نوالہ ضلع گوجرانوالہ
متولد ۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۹ء متوفی ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۴ء
- ☆ عمدۃ المدرسین حضرت مولانا نور اللہ نعیمی، بصیر پوری، ضلع ماہی وال
قدوة العلماء حضرت مولانا وسیع احمد، شہرام بہار
- ☆ عارف ربانی حضرت مولانا سید ولایت علی شاہ، نقشبندی، گجرات۔ متوفی ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء
- ☆ زینت المدرسین حضرت مولانا ولی النبی، بیکی
- ☆ مجاہد ملت حضرت مولانا ہاشم میاں، فرنگی محلی
- ☆ فقیہ العصر حضرت مولانا یار محمد فریدی، گڑھی اختیار خاں
- ☆ مفسر قرآن حضرت مولانا نبی بخش حلوانی مصنف تفسیر نبوی
متولد ۱۲۷۶ھ / ۱۸۶۰ء متوفی ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء

اخلاق و سیرت

کسی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما سے حضور معلم اخلاق صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں پوچھا، انہوں نے فرمایا۔

كَانَ خُلُقَهُ الْقُرْآنُ (۱)

یعنی آپ کے اخلاق وہ تھے جو قرآن مجید نے اخلاق حسنہ بتائے ہیں۔

مشہور محدث اور شارح علامہ محمد عبدالرؤف المناوی نے اس حدیث کی شرح میں جو کچھ لکھا اس کا خلاصہ یہ ہے۔

أَيُّ مَا دَلَّ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ مِنْ أَمْرِ وَنَهْيٍ وَوَعْدٍ وَعَيْدٍ (۲)

یعنی جن ادا، نواہی اور وعید سے قرآن مجید نے اگاہی فرمائی ان پر عمل کرنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق تھے۔

علامہ محمد مرتضیٰ الزبیدی نے خلق کے معنوں میں لکھا ہے۔

”وَالْخُلُقُ بِالضَّمِّ وَبِضْمَتَيْنِ السَّجِيَّةُ وَهُوَ مَا خُلِقَ عَلَيْهِ مِنَ الطَّبَعِ وَمِنْهُ حَدِيثُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ كَانَ خُلُقَهُ الْقُرْآنُ أَيُّ مُتَمَسِّكِيهِ وَبِأَدَابِهِ وَأَوَامِرِهِ وَنَوَاهِيهِ وَمَا شَتَمَ عَلَيْهِ مِنَ الْمَكَارِمِ وَالْمَحَاسِنِ وَالْإِلَّا لَطَافٍ وَقَالَ ابْنُ الْأَعْرَابِيِّ الْخُلُقُ الْمَرْوَةُ وَالْخُلُقُ الْبَدِينُ وَفِي التَّنْزِيلِ وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ وَالْجَمْعُ أَخْلَاقٍ لَا يُكْسَرُ عَلَى ذَلِكَ وَفِي الْحَدِيثِ لَيْسَ شَيْءٌ عَفَى الْمِيزَانَ أَثْقَلَ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ وَحَقِيقَتُهُ أَنَّهُ لِبُصُورَةِ الْإِنْسَانِ الْبَاطِنَةِ وَهِيَ نَفْسُهُ وَأَوْصَافُهَا وَمَعَايِهَا الْمُخْتَصَّةُ بِهَا بِمَنْزِلَةِ الْخُلُقِ

(۱) رواه الامام احمد ابوداؤد وابن ماجه عن حضرت عائشه، جامع صغير، ج ۲ ص ۱۸۷ مطبوعه مصر

(۲) الفضل الكبير مختصر شرح جامع الصغير للمناوي، ملخصه مصطلحي محمد عمارة، ج ۲ ص ۱۸۷

الصُّورَةُ الظَّاهِرَةُ وَأَوْصَافُهَا وَمَعَانِيهَا وَلَهَا أَوْصَافٌ حَسَنَةٌ وَقَبِيحَةٌ وَالثُّوَابُ وَالْعِقَابُ
يَتَعَلَّقَانِ بِأَوْصَافِ الصُّورَةِ الْبَاطِنَةِ أَكْثَرُ مِمَّا يَتَعَلَّقَانِ بِأَوْصَافِ الظَّاهِرَةِ وَلِهَذَا تَكَرَّرَتِ
الْأَحَادِيثُ فِي مَدْحِ حُسْنِ الْخُلُقِ فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ كَقَوْلِهِ أَكْمَلَ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنَهُمْ
خُلُقًا وَقَوْلُهُ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَذُرُكَ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّالِحِ الْقَائِمِ وَقَوْلُهُ يُعْفُكَ لِأَتَمِّمْ
مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ وَكَذَلِكَ جَاءَتْ فِي ذَمِّ سُوءِ الْخُلُقِ أَيْضًا أَحَادِيثٌ كَثِيرَةٌ (۳)

حاصل کلام یہ ہے۔

خلقِ ضمہ سے پڑھو اور خا اور لام دونوں کا ضمہ بھی درست ہے۔ اس کا معنی ہے، عادت اور وہ شے
جس پر طبع کی تخلیق ہوئی۔ اسی مفہوم کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث نے بیان فرمایا۔
”كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ“ یعنی حضور اکرم ﷺ قرآن، اس کے آداب، اس کے اوامر نواہی اور قرآن
کے بیان کردہ مکارم، محاسن اور الطاف کے پوری طرح حامل اور متمسک تھے۔

ابن الاعرابی نے کہا کہ خلق (بالضمہ) مردت ہے اور خلق (بفتحین) دین ہے۔ قرآن مجید کی
آیت اسی معنی کو بیان کرتی ہے۔ ”وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ“ خلق کی جمع اخلاق ہے۔ اس کے
علاوہ کوئی اور جمع مکر نہیں۔ حدیث شریف میں ہے میزان عدل پر کوئی شے حسن خلق سے بھاری
نہیں۔ خلق کی حقیقت یہ ہے کہ یہ انسان کے اندر ایک باطنی صورت ہے۔ وہ صورت، اس کے
اوصاف اور اس کے سات مختص معانی ایسے ہی ہیں جیسے کہ انسان کی ظاہری صورت، صورت کے
اوصاف اور اس کے معانی۔ صورت ظاہری اور صورت باطنی دونوں کے اوصاف حسنہ اور اوصاف
قبیحہ ہوتے ہیں۔ ثواب اور عقاب بہ نسبت اوصاف ظاہرہ کے اوصاف باطنہ سے زیادہ متعلق
ہوتے ہیں۔ اس لئے حسن خلق کی مدح میں کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں۔ مثلاً حضور علیہ
الصلوة والسلام کا ارشاد کہ ”تم میں سے ایمان کے لحاظ سے کامل ترین مومن وہ ہے جس کے اخلاق

مجھے ہیں“ نیز فرمایا۔ ”انسان اخلاقِ حسنہ سے قائم اللیل اور صائم اللہر عبادت گزار کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ نیز حضور معلم اخلاق ﷺ نے فرمایا۔ ”میں مکارم اخلاق کو پورا کرنے کے لئے مبعوث ہوا ہوں“ سو خلق کے بارے میں بھی بکثرت احادیث وارد ہیں۔

یعنی خلق کے مفہوم میں یہ امر واضح ہے کہ انسان ظاہری صورت سے کہیں زیادہ باطنی صورت کو حیرین کرے اور باطنی صورت کی اس طرح تہذیب کرے کہ اس کے انوار ظاہری صورت میں جلوہ گر ہوں، اس کام کے لئے احکام شرعیہ اور اس کے تقاضوں پر کاربند ہونا ضروری ہے۔ قرآنی اور انوارِ انوار کی تعمیل ہی اخلاقِ نبوی ہے۔ اور یہی منشاء الہی ہے۔ اسی کا مطالبہ عام بندوں سے کیا جاتا ہے۔

امام غزالی حسن اخلاق کی تعریف اور اس کے حصول کا راستہ بتاتے ہیں ان کا ارشاد ملاحظہ ہوں۔

”لَمَنْعَنِ بِحُسْنِ الْخُلُقِ حُسْنُ صُورَةِ الْبَاطِنِ فَبَقْدَرِ مَا يَمْتَلِي عَنْهُ مِنَ الصِّفَاتِ الْمَلْمُومَةِ
يَبْئُثُ بِنَدْوَاهِمِنْ الصِّفَاتِ الْمَحْمُودَةِ فَهُوَ حُسْنُ الْخُلُقِ“ (۴)

حسن خلق سے مراد انسان کی صورت باطنی کو خوبصورت بنانا ہے، پس جس قدر صفات مذمومہ مٹتی جائیں گی اور ان کی جگہ صفات محمودہ لے لیں گی۔ یہی حسن خلق ہے۔

یعنی حسن ظاہر کا نام جمال ہے اور حسن باطن کا نام حسن خلق ہے۔ حسن خلق کے لئے ضروری ہے کہ صفات مذمومہ اور عیوب نفس کا کھل طور محقق اور تعقیب ہو جائے یا کم از کم صفات مذمومہ اور عیوب نفس پر اخلاق حمیدہ، فضائل مجیدہ، صفات محمودہ اور خصال کمال کا غلبہ ہو جائے۔ پس جس قدر خصال کمال کا غلبہ ہوگا، حسن اخلاق کے مراتب پر اسی قدر فائز المرآمی نصیب ہوگی۔ جس طرح ظاہر میں احکام شرعیہ کی پابندی فرض ہے اسی طرح باطن کو اوصافِ رزیلہ سے پاک کرنا مطلوب اخلاق اور مدارقلاح ہے کہ اوصافِ رزیلہ سے تنزیہ کے بغیر فلاح کھل ممکن نہیں۔ نائبِ غوث الوری امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کا ارشاد اس سلسلہ کی وضاحت کے لئے کافی ہے۔ لکھتے ہیں۔

”فلاح ظاہر، حاشا اس سے وہ مراد نہیں کہ نرے ظاہر داروں کو مطلوب، جن کی نظر صرف اعمال جوارج پر مقصور۔ ظاہرہ احکام شرع سے آراستہ اور معاصی سے منزہ کر لیا اور متقی و مفلح بن گئے۔ اگرچہ باطن ریا و عجب و حسد و کینہ و تکبر و مدح و حب جاہ و محبت دنیا و طلب شہرت و تعظیم امر اور تحقیر مساکین و اتباع شہوات و مدہمت و کفران نعم و حرص بخل، طول اہل و سوائے ظن و عناد حق و اصرار باطل و مکر و غدر، و خیانت و غفلت و قسوت و طمع و تملق و اعتماد خلق و نسیان خالق و نسیان موت و جرأت علی اللہ و نفاق و اتباع شیطان و ہندگی نفس و رغبت بظالمات و کراہت عمل و قلت خشیت و جزع و عدم خشوع و غضب النفس و تساہل فی اللہ و غیر ہا مہلکات آفات سے گندہ ہو رہا ہو جیسے مزبلہ پر زرقت کا خیمہ، اوپر زینت اور اندر نجاست پھر کیا یہ باطنی خباثیں ظاہری صاحب پر قائم رہنے دیں گی؟ حاشا، معاملہ پڑنے دیجئے کوئی ناگفتنی ہے کہ نہ کہیں گے، کوئی نا کردنی ہے کہ اٹھا رکھیں گے اور پھر بدستور صالح۔ عوام کی کیا گنتی، آج کل بہت علماء ظاہر اگر متقی ہیں تو پھر اسی قسم کے الّا من شاء اللہ و قلیل ماہم میں سے زیادہ شرح کرتا، مگر کیا فائدہ کہ حق ہوتا ہے..... فلاح ظاہر یہ دل و بدن دونوں پر جتنے احکام الہیہ ہیں، سب بجالائے۔ نہ کسی کبیرہ کا ارتکاب کرے نہ کسی صغیرہ پر مصر رہے۔ نفس کے خصائل ذمیرہ اگر دفع نہ ہوں تو معطل رہیں۔ ان پارکار بند نہ ہو۔ مثلاً دل میں بخل ہے تو نفس پر جبر کر کے ہاتھ کشادہ رکھے، حسد تو محسوس کی برائی نہ چاہے، بلکہ علی ہذا القیاس کہ یہ جہاد اکبر ہے اور اس کے بعد مواخذہ نہیں بلکہ اجر عظیم ہے.....“ (۵)

یہ اخلاق حسنہ کے ایک پہلو ”صورت باطن“ کے تنقیہ و تصفیہ کا معاملہ تھا۔ اب اسی ”صورت باطن“ کی اور تعمیر کے لئے مرشد برحق امام احمد رضا کا ارشاد کافی ہے۔

”یہ اخلاق باطنی کہ قلب و قالب رزائل سے متخلی اور فضائل سے متجلی کر کے بقایائے شرک خفی، دل

سے دور کئے جائیں۔ یہاں تک کہ لَا مَقْصُودَ إِلَّا اللَّهُ پھر لَا مَشْهُودَ إِلَّا اللَّهُ پھر لَا مَوْجُودَ إِلَّا اللَّهُ متجلی ہو۔ یعنی اولاً ارادہ غیر سے خالی ہو، پھر غیر نظر سے محروم ہو، پھر حق حقیقت جلوہ فرمائے کہ وجود اسی کے لئے ہے۔ باقی ظلال و پرتو۔ یہ منہجائے فلاح و قلاح احسان ہے۔ (۶)

احادیث طیبہ، کلام محدثین اور کلمات ائمہ سے یہ امر مبرا بن و مشرح ہو چکا ہے کہ صورت باطن و درجہ ظاہر کو عیوب و زرائع سے پاک کرنا اور پاک رکھنا، صورت باطن و درجہ سے ظاہر سے متعلق واجبات کو ادا کرنا ظاہر و باطن کو فضائل و کمالات سے آراستہ کرنا اور ان سے معمور رکھنا "اخلاق حسنہ" کہلاتا ہے۔ صورت باطن یا صورت ظاہر سے متعلق احکام میں سے اگر کسی ایک امر میں بھی کمی رہ گئی تو اخلاق حسنہ کی خوبصورت عمارت میں داغ دار ہو جائے گی۔ زرائع کا اگر کوئی فرد ادنیٰ سی حیثیت میں بھی پایا گیا یا فضائل کا کوئی ادنیٰ سا فرد بھی رہ گیا تو اخلاق حسنہ کے حسن لطیف میں کمی پائی جائے گی۔

چونکہ صورت ظاہری اور صورت باطنی سے متعلق احکام الہی کو نبی معلم اخلاق ﷺ نے عملاً بیان فرمایا۔ قرآن مجید نے اس حقیقت کو ان کلمات سے بیان کیا ہے۔ وَ اِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ اور س بات میں کوئی شک نہیں کہ آپ عظیم خلق پر فائز ہیں۔

ہم مسلمان چونکہ حضور اکرم ﷺ کی کامل اتباع کے پابند ہیں۔ غیر مشروط کامل اتباع کے بغیر ہمارا دین مکمل نہیں ہوتا۔ اس لئے ہم بندوں کی نسبت سے اخلاق حسنہ کا مفہوم یہ ہوگا کہ حضور معلم اخلاق علیہ التحیۃ و الثناء نے جن اوصاف حمیدہ اور فضائل مجیدہ پر عمل کی تاکید فرمائی ان پر عمل پیرا ہونا اور جن عیوب نفس اور صفات رزیلہ سے مجتنب رہنے کا حکم فرمایا ان سے اپنے ظاہر و باطن کو پاک رکھنا۔ اسی مفہوم کے پیش نظر نبی متمدن اخلاق ﷺ کا ارشاد دوبارہ پڑھئے۔ ایک نئی روشنی حاصل ہوگی۔

"اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا" (۷)

(۶) السیۃ اللاتیبۃ فی فتاویٰ افریقہ ص ۱۳۱

(۷) رواہ احمد والبوداؤ و دولین حبان و حاکم عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جامع صغیر مطبوعہ مصر، ج ۱، ص ۹۲

یعنی ایمان کی رو سے تم میں سے کامل تر وہ ہے مومن ہے جس کا ظاہر اس احکام شریعت سے آراستہ ہو، جس باطن انوار شریعت سے معمور ہو۔ رزائل قلب و قالب سے دور اور بہار شریعت سے مامور و ماجور ہے۔

اخلاق کا یہ ہمہ گیر مفہوم سامنے رکھتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی سیرت کا مطالعہ کیجئے۔ آپ پر ظاہر ہوگا کہ آپ کی سیرت و صورت اور ظاہر و باطن پر اخلاق نبوی کا بھرپور پورا تھا۔ جامع سنت میں آپ کا وجود آپ کے زمانہ میں، ضرب اللشل بن چکا تھا۔ حب رسول ﷺ کی بدولت آپ کا ظاہر و باطن فضائل و کمالات سے آراستہ تھا۔ رزائل کا آپ کی زندگی سے کوئی علاقہ نہ تھا۔ ہر حال میں محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی رضا ملحوظ خاطر رہی۔ اسی رضا کے حوالہ سے آپ کو احکام و انوار شریعت سے محبت رہی۔

آئندہ سطور میں آپ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے اخلاق و شمائل، عادات و اطوار اور گفتار و کردار کا اجمالی بیان پڑھیں گے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ خالق کائنات نے آپ کو ان صفات حمیدہ میں بھی ممتاز مقام عطا فرمایا تھا جن سے انسان کی قدرت اختیار کو دخل نہیں مثلاً کمال خلقت، جمال صورت، قوت عقل، صحت فہم، بالغ نظری، نور بصیرت، مثال ذہانت، لاجواب ذکاوت، علمی وثوق، حاضر جوابی، فصاحت لسان، قوت اعضا، اعتماد حرکات اور شرف وغیرہ۔ چونکہ بطور مصلح و رہبر آپ کو ان صفات میں بھی ممتاز فرمایا۔ تاکہ کوئی امر باعث نفرت نہ رہے۔

علاوہ ازیں وہ اوصاف حمیدہ اور فضائل جلیلہ، جو اخلاق حسنہ کا لازمہ ہیں اور ان میں انسانی اختیار و قدرت داخل ہے ان میں بھی فیاض فطرت نے آپ کو وافر حصہ عطا فرمایا۔ مثلاً احسان، رفق، عدل، امانت، عفت، صدق، زہد، دنیا، شفقت، رأفت، رحمت، وفا، حسن عہد، صلہ رحم، تواضع، عفو، صبر، جود، کرم، سخاوت، سماحت، شجاعت، خوف اللہ، رغبت عبادت، ادب و عشق رسالت، رسوخ فی العقیدہ، اکابر کا احترام، اصاغر پر شفقت، استقامت و استقلال، تقویٰ، عمل بالسنۃ، الحب فی اللہ و البغض فی اللہ، مجاہدانہ ہمت، عزم راسخ، بلند ہمتی، تسلیم و رضا، امراء سے استثناء و اتمام، مدح و ذم سے بے نیازی، بردباری، یقین و اعتماد، حسن تفہیم، تلقین صبر، طلباء کی حوصلہ افزائی، خندہ روئی، لطافت بیان، حاجت روائی، ایثار و قربانی، بے قرار تمنا، اور انداز موعظت وغیرہا، اوصاف حمیدہ جلیلہ کثیرہ آپ کی سیرت ممتاز پہلو ہیں۔ آپ کی زندگی ان اوصاف سے عبارت ہے۔ رزائل باطن عیوب نفس اور اوصاف رزیلہ سے

تھا۔ یہی کمال اخلاق ہے اور شمائل و خصائل کی معراج ہے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ چونکہ بے باک مبلغ تھے، حق گوئی آپ کا شعار تھا۔ اللہ ورسول کی رضا کے مقابل کسی اور کی رضا کی مطلقاً پرواہ نہ تھی، اس لئے فطرتاً انہیں بے شمار معاندین و حاسدین نے آپ کی عداوت میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ ہونے دیا۔ مگر عناد اور فساد میں آپ کا کوئی ایک دشمن بھی ایسا نہیں جس نے آپ کی پوری زندگی میں آپ کے کردار و اخلاق کی کوئی ادنیٰ سی کمزوری بھی دیکھی ہو۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم“ آپ کے اخلاق اور معاندین و حاسدین کے کردار کو سامنے رکھ کر ”الفضل ما شهدت بہ الأعداء“ کی صداقت ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ آسمان فضیلت کے آفتاب و ماہتاب تھے۔ جامع کمالات تھے۔ کمال میں سمندر کی طرح بے کراں مگر قلب انور میں تواضع کا وہ رنگ کہ خود کو قطرہ تصور فرماتے۔ آپ کی ذات قلز علم، اقلیم ہنر تھی۔ آپ کا وجود ایک مکتب، ایک مدرسہ، ایک خانقاہ تھا۔ عظمت کردار کا درخشاں باب جس کی ضیا پاشیوں نے بہتوں کو راہ دکھائی، ان کا اخلاق بجائے خود ایک نمونہ تھا، علماء کے لئے طلباء کے لئے پیران عظام کے لئے، مریدان باصفا کے لئے، آپ کا حسن سلوک سب کے ساتھ یکساں ہوتا مگر آپ کے متعلقین میں ہر فرد یہی سمجھتا کہ جو خصوصی تعلق اور شفقت مجھ پر ہے وہ شاید دوسروں پر نہیں۔ طریقت کی دنیا میں اسے علامت و ولایت و کرامت مانا گیا ہے۔

علماء اہل سنت اور مشائخ عظام سے آپ کا سلوک خصوصی ہوتا۔ آپ اپنے کردار سے ناظرین کو علماء و مشائخ کے آداب سکھاتے۔ چنانچہ جب بھی علماء و مشائخ حضرات میں سے کوئی آپ کی ملاقات کے لئے تشریف لاتے تو ان کی آمد پر نہایت تزلزل و احتشام سے استقبال کا انتظام فرماتے۔ ایک مرتبہ کوئٹہ سے حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے حضرت پیر سید طاہر علاء الدین گیلانی، لائل پور تشریف لائے۔ آپ نے ان کے استقبال کے لئے شاندار پروگرام ترتیب دیا۔ شہر بھر میں حضرت پیر صاحب کی آمد کا اعلان کرایا، جس کا اثر یہ ہوا کہ کثیر تعداد میں لوگ اسٹیشن پر جمع ہو گئے۔ حضرت پیر صاحب کو ایک بڑے جلوس کی شکل میں جامعہ رضویہ لایا گیا۔ ریل گاڑی سے موٹر کار تک اور جامعہ رضویہ کے قریب بازار سے جامعہ رضویہ تک حضرت پیر صاحب کی گذرگاہ پر کپڑا بچھا دیا گیا۔ خود حضرت شیخ الحدیث

قدس سرہ دست بستہ پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔

اسی طرح نبیرہ امام احمد رضا، مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی میں قادری علیہ الرحمۃ (م ۱۳۷۵ھ / ۱۹۶۵ء) بریلی سے لائل پور تشریف لائے تو ان کے استقبال کے لئے بھی ایسا ہی اہتمام کیا۔ لاہور سے مفتی پاکستان ابوالبرکات سید احمد، کراچی سے جگر گوشہ صدر الشریعہ مولانا علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری یا کوئی اور عالم یا شیخ طریقت لائل پور آمد ہوتی تو ان کے استقبال کے لئے ہی شاندار اہتمام فرماتے۔ اپنے استاد زادہ علامہ ازہری کو دیگر مخالف شیعروانی سمیت اعلیٰ قیمتی لباس پیش کرتے۔ (۱)

علماء و مشائخ کے احترام میں آپ کے کردار کو دیکھ کر لوگوں کے دلوں میں وقار علم و فضل قائم ہو جاتا تھا۔ احترام کا یہ برتاؤ سادات کرام کے حق میں اور بڑھ جاتا۔ ہر معاملہ میں آپ سادات کرام کو مقدم رکھتے اور انہیں میں دو گنا حصہ عطا فرماتے۔

سنی علماء سے غایت درجہ محبت فرماتے۔ ایک مرتبہ مولانا ابوالنور محمد بشیر، کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ سے فرمایا ”مولانا میں آپ سے اس قدر خوش ہوں کہ اگر آپ مجھ سے ناراض بھی ہو جائیں پھر بھی میں آپ سے راضی رہوں گا۔“ (۲)

کسی کے خلاف کبھی ہوئی بات کو بغیر تحقیق کے کبھی تسلیم نہ فرماتے، بالخصوص علماء کے بارے میں کسی بیان وقت تک قبول نہ فرماتے جب تک اس کی پوری تصدیق نہ کر لیتے۔ ایک مرتبہ مناظر اہل سنت مولانا محمد عمر اچھرہ الرحمۃ (م ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء) کے متعلق اخبارات میں شائع ہوا کہ آپ نے سنی اور شیعہ کے اختلاف کو معمولی اور قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ ان کا اختلاف ”س“ اور ”ش“ کا ہے۔ علماء اہل سنت بالخصوص مناظر اسلام سے منسوب بیان ایک بڑے فتنہ کا باعث بن سکتا ہے۔ اخبارات میں شائع شدہ یہ بیان عوام و خواص میں زیر بحث آ گیا۔ ایک

(۱) قلمی یادداشت مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی، لاہور

(۲) اہل سنت رودہ رضائے مصطفیٰ، گورنر انوار، شعبان المعظم ۱۳۷۵ھ۔ ص ۳

علم نے دوران تدریس آپ سے مولانا محمد عمر علیہ الرحمۃ سے منسوب اس بیان پر تبصرہ کرنے اور اس کے قائل سے متعلق حکم شرعی بیان کرنے کے لئے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔

”مولانا محمد عمر صاحب سے پوچھے بغیر ان سے منسوب اس بے بنیاد بیان پر فقیر کچھ نہیں کہنا چاہتا۔“ (۳)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی عادت مبارکہ تھی کہ اکابر علماء و مشائخ اور سادات کرام کو حسب دستور طریقت نذرانہ پیش کرتے۔ یہ نذرانہ ان کے وقار و احترام کے اظہار کی خاطر ہوتا۔ جناب سید حسین علی رضوی وکیل جاوہر، کلید بردار حضرت خواجہ غریب نواز اجمیر شریف، حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ سے بیعت تھے۔ ۱۳۷۵ھ ۱۹۵۹ء کو وہ پاکستان تشریف لائے۔ پیر گوٹھ ضلع خیر پور میں مولانا مفتی تقدس علی خاں بریلوی کے ہاں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سے ان کی ملاقات ہوئی۔ حسب قاعدہ آپ نے حضرت وکیل جاوہر کو نذرانہ پیش کیا۔ حضرت وکیل جاوہر لکھتے ہیں۔

”پاکستان سے ہر سال میرے پاس آنے والوں کے ہاتھ نذرانہ بھیجتے تھے اور جب میں پاکستان گیا اور پیر صاحب پاگاہہ کا میں مہمان تھا، اس وقت تقدس میاں صاحب بھی وہیں تھے، ان کے لڑکے کا انتقال ہو گیا تھا، ان سے ملنے تشریف لائے تو مجھ سے وہاں ملاقات ہو گئی، حسب قاعدہ عادت جاریہ نذرانہ دیا.....“ (۴)

علماء سے محبت کا یہ عالم تھا کہ دوران تدریس جب بھی اوصاف جمیلہ کا تذکرہ ہوتا آپ بڑی محبت سے علماء اہل سنت کے اوصاف بیان کرنا شروع فرما دیتے۔ فرماتے کہ فلاں مولانا صاحب بہت اچھے مدرس ہیں، فلاں مولانا اچھے مناظر ہیں۔ فلاں مولانا اچھے مقرر ہیں۔ علی ہذا القیاس اکثر علماء کے فضائل بیان فرماتے۔ اس وقت آپ کا لہجہ انتہائی محبت آمیز ہوتا تھا۔ طلباء اور حاضرین کے دلوں میں احترام اور وقار علماء ہو جاتا۔ (۵)

(۳) روایت مولانا قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی، فیصل آباد۔ ۹ محرم الحرام ۱۳۷۵ھ

(۴) ہفت روزہ محبوب حق، لائل پور ۳ جنوری ۱۹۶۳ء۔ ص ۳ (۵) قلمی روایت مولانا حافظ احسان الحق، فیصل آباد

مولانا سید محمد حسن گیلانی، مالک نوری کتب خانہ، لاہور فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد ماجد علیہ الرحمۃ نے پورے بیجا تا کہ میں آپ کے درس حدیث میں شرکت کروں۔ چنانچہ تین چار ماہ میں آپ کے درس حدیث میں شریک رہا۔ اس دوران میرا کھانا آپ کے گھر سے آتا تھا۔ جبکہ دیگر طلباء جامعہ رضویہ کے لنگر سے کھانا حاصل کرتے۔ (۶)

ایک مرتبہ لائل پور میں بارش نہ ہوئی۔ لوگ بارش نہ ہونے سے پریشان تھے اور اپنے طور پر دعائیں مانگتے تھے اور نماز استسقاء پڑھ رہے تھے۔ مگر ہنوز بارش کے آثار ناپید تھے۔ لوگ آپ کے پاس حاضر ہوئے اور اپنی پیش کر کے طالب دعا ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ نماز استسقاء کے لئے چند شرائط ہیں، جن کا بیان کتب حدیث میں موجود ہے ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

شہر سے باہر کھلے میدان میں دھوپ میں ادا کی جائے۔

بچے اور بوڑھے بھی دعائیں مانگیں اور گرمی کی شدت برداشت کریں۔

اگر ممکن ہو تو جانوروں کو بھی میدان میں کھڑا کیا جائے۔

نماز استسقاء سے پہلے تین دن روزہ رکھا جائے۔ اور خیرات کی جائے۔

چنانچہ نماز جمعہ کے بعد آپ نے فرمایا کہ حاضرین میں سے جو حضرات سادات کرام ہیں وہ آگے تشریف آئیں۔ چند حضرات آگے آگئے۔ آپ نے ان میں سے ہر ایک کا وامن تھا کر بارگاہ الہی میں دعا مانگی کہ

”اے اللہ! اپنے حبیب پاک ﷺ کی اولاد پاک کے صدقے باران رحمت نازل فرما۔“

دعا کے بعد لوگ ابھی اپنے گھروں کو پہنچنے ہی نہ پائے کہ موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ پورے شہر جل تھل

حالا تکہ دعا کے وقت آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا موجود نہ تھا۔ (۷)

(۶) قلمی روایت مولانا سید محمد حسن گیلانی، لاہور

(۷) قلمی روایت مولانا رشید احمد نوری، مکتبہ معین الاسلام فیصل آباد۔

علماء کا وقار اور ان کی عزت افزائی کس قدر ملحوظ تھی؟ اس سلسلہ میں آپ کی سیرت سے ایک واقعہ مولانا اسد احمد خطیب چک جھمرہ، ضلع فیصل آباد کی روایت سے حاضر ہے۔ مولانا موصوف لکھتے ہیں۔

”مولانا حافظ سیف الدین صاحب ضلع سرگودھا والے جامعہ رضویہ میں استاد تھے۔ کچھ عرصہ بعد وہ یہاں سے جانے کے بعد دور بارہ ملنے کے لئے تشریف لائے۔ میں استاد مولانا سیف الدین کے پاس بیٹھا تھا۔ مولانا محمد ابراہیم خوشتر آئے تو انہوں نے آکر مولانا سیف الدین صاحب سے پوچھا۔ ”مولانا آپ چائے پیئیں گے؟“ تو انہوں نے کہا نہیں۔ پھر خوشتر صاحب نے پوچھا، کھانا کھائیں گے؟ انہوں نے فرمایا، نہیں، پھر پوچھا پانی پیئیں گے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ جب مولانا سیف الدین جانے لگے تو میں انہیں بس تک چھوڑنے کے لئے ساتھ گیا۔ وہاں انہوں نے خود بھی کھانا کھایا اور مجھے بھی کھلایا۔ میں واپس جامعہ رضویہ پہنچا تو حضرت صاحب قبلہ نے مجھے طلب کیا اور فرمایا۔ ”مولانا سیف الدین صاحب نے کھانا کہاں سے کھایا۔ میں نے عرض کی ہوٹل سے۔ آپ نے مولانا خوشتر صاحب کو بلایا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ مولانا یہ کونسا طریقہ ہے کہ مہمان آئے اور آپ اس سے پوچھیں کہ کھانا کھائیں گے؟ یا چائے پیئیں گے؟ کھانے کا وقت ہو تو کھانا کھلائیں۔ پانی کا وقت ہو پانی پلائیں، چائے کا وقت ہو چائے پلائیں۔“ (۸)

﴿ طلباء سے سلوک ﴾

طالبانِ علم دین پر بڑی مہربانی اور شفقت فرماتے۔ دینی مدارس اور دینی مدارس کے طلباء کو دیکھ کر آپ بہت خوش ہوتے۔ اور جتنی زیادہ محنت، دینی خدمت اور مذہبِ باطلہ کا رد کرتا آپ اتنا ہی اس سے خوشنودی کا اظہار فرماتے۔ بعض طلباء کی مالی خدمت اور ان کی دعوت بھی فرماتے۔ اور علماء اہل سنت کی ضروری تصانیف ان میں تقسیم کرتے۔ آپ کو کبھی کسی طالب علم کو جھڑکتے، اور مارتے نہیں دیکھا گیا۔ آپ طلباء کے ساتھ بالخصوص بڑے اخلاق سے پیش آتے۔ چھوٹے طالب علموں کو ”مولوی صاحب“ ”مولانا صاحب“ ”حافظ صاحب“ کے الفاظ سے یاد فرماتے۔ ان ڈھارس بندھاتے۔ محنت کے ساتھ علم دین حاصل کرنے اور خلوص کے ساتھ خدمت دین کی تلقین فرماتے۔ مذہبِ اہل سنت پر مضبوطی سے قائم رہنے اور باطل کے مقابل ڈٹے رہنے کی نصیحت فرماتے۔ طلباء میں آپ کی نصیحت اور شفقت بھری باتوں سے خود بخود علم دین حاصل کرنے کا شوق اور خدمت دین کا جذبہ پیدا ہو جاتا۔ آپ کی گورنری اور زیارت سے کئی دنیا دار دیندار بن جاتے اور دنیوی تعلیم اور کاروبار چھوڑی کر علم دین اور خدمت اسلام کو اپنا نصب العین بنا لیتے۔ آپ نے کئی طلباء کو علم پڑھانے کے علاوہ انہیں حرمین طہیین میں حاضری کی سہولت بہم پہنچائی۔ ان شادی اور نکاح کا اہتمام فرمایا۔ (۱)

مولانا ابوداؤد محمد صادق، گوجرانوالہ لکھتے ہیں۔

خود راقم الحروف پر آپ بڑی شفقت و نوازش فرماتے۔ حج و زیارت کی سعادت سے مشرف ہونے کے موقع پر آپ نے بڑی حوصلہ افزائی فرمائی۔ روانگی سے قبل شاہی مسجد (فیصل آباد) میں تقریر کرائی اور آپ خود اور دیگر احباب سے امداد دلوائی۔ اور جب فقیر مع والدہ و ہمیشہ حج و زیارت کی

(۱) پندرہ روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ۔ ۱۳ شعبان ۱۳۵۷ھ

سعادت کے حصول کے بعد واپس ہوا تو لاہور ریلوے سٹیشن پر آپ کو استقبال کے لئے موجود پایا۔ پھر آپ نے لائل پور بلایا۔ شاہی مسجد میں تقریر کرائی اور حرمین طہیین کی حاضری کے واقعات سن کر بڑی مسرت کا اظہار فرمایا۔ مختلف اوقات و گرفتاری کے مواقع پر بھی بڑی ہمدردی و خیر خواہی فرماتے رہے، نکاح کے موقع پر بھی بنفس نفیس شرکت فرما کر شفقت کا بھرپور مظاہر فرمایا۔“ (۶)

ایک موقع پر حضرت مولانا عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمۃ نے آپ سے پوچھا کہ آپ چھوٹے چھوٹے طالب علموں کو بھی ”مولانا“ کیوں کہہ دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

”مولانا! ان طالب علموں کو قریب لانے کی ضرورت ہے۔ اگر ان پر شفقت نہ کی جائے تو بھاگ جائیں گے۔“ (۳)

مولانا مجیب السلام اعظمی (بھارت) آپ کے تلامذہ میں سے ہیں، وہ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔ ”طلبہ کے ساتھ کمال شفقت کا ایک واقعہ حاضر ہے، جاگیر سے فقیر کو جو کھانا ملتا وہ کچھ اچھا نہ ہوتا۔ حضرت کی قیام گاہ مسجد بی بی جی کا کمرہ تھا۔ فقیر بھی حضرت کی خدمت میں رہا کرتا تھا۔ اکثر و بیشتر کھانا دیکھ کر فرماتے کہ مجھے بھوک لگ رہی ہے۔ اپنا کھانا دے دو۔ میں اس وقت کھاؤں، میرا کھانا تم کھا لینا۔ بہت دنوں کو بعد معلوم ہوا کہ حضرت جب ملاحظہ فرماتے کہ کھانا اس کے حراج کے موافق نہیں تو خود تناول فرما لیتے۔ اور اپنا کھانا ہمارے لئے چھوڑ دیتے۔“ (۴)

مولانا مفتی محمد حسین نعیمی مہتمم جامعہ نعیمیہ لاہور آپ کے طلباء پر شفقت کے بارے میں فرماتے ہیں۔ ”آپ طلباء کی اکثر خفیہ طور پر امداد فرماتے تاکہ اس کی عزت نفس مجروح نہ ہو۔“ (۵)

(۶) پندرہ روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ۔ ۱۳ شعبان ۱۳۷۵ھ ص ۷۷۔

(۳) قلمی یادداشت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری، لاہور

(۵) قلمی روایت مفتی محمد حسین نعیمی، لاہور

(۴) ماہنامہ نوری کرن، بریلی، مارچ اپریل ۱۹۶۳ء۔ ص ۱۳

حافظ الحدیث حضرت مولانا حافظ عبدالعزیز مبارک پوری، شیخ الحدیث دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور (انڈیا) کے استاد بھائی ہیں۔ آپ سیرت سے متعلق وہ ایک واقعہ لکھتے ہیں۔

”ترمذی شریف کی حدیث ہے۔

”طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْإِثْنَيْنِ وَطَعَامُ الْإِثْنَيْنِ يَكْفِي الثَّلَاثَةَ..... الْحَدِيثُ

یعنی ایک شخص کا کھانا دو کے لئے کافی ہو سکتا ہے اور دو کا تین کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔

اس حدیث پر حضرت علامہ موصوف (شیخ الحدیث) نے پورا عمل کیا۔ واقعہ یہ ہے کہ جب آپ

دارالعلوم مظہر السلام بریلی شریف کے شیخ الحدیث تھے تو میں نے آپ کی خدمت میں ایک طالب

علم حافظ محمد صدیق مراد آبادی کو تحصیل علم کے لئے روانہ کیا۔ حضرت موصوف نے اس دارالعلوم

مظہر السلام میں داخل کر لیا۔ مگر اس کے کھانے کا انتظام نہ ہو سکا۔ حضرت کا جو کھانا معمولاً آیا کرتا

تھا اسی کھانے میں اپنے ساتھ کھلانا شروع کر دیا۔ دو چار دس بیس روز تک نہیں بلکہ جب تک حافظ

محمد صدیق بریلی شریف رہے، برابر ان کو اپنے ساتھ اسی ایک کھانے میں شریک رکھا۔ ان سے فرمایا

کرتے تھے۔ ”کھاؤ، بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ، ان شاء اللہ دونوں کو کافی ہوگا۔“

حافظ محمد صدیق کا بیان ہے کہ میرا پیٹ تو بھر جاتا۔ حضرت مولانا کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

حضرت موصوف علیہ الرحمۃ کا یہ وہ عمل ہے جو فی زمانہ اپنی آپ ہی نظیر ہے۔“ (۶)

فرمان رسول پر وثوق، سنت مصطفیٰ پر عمل، طلباء پر شفقت، اپنے معاصر علماء کی دلجوئی، استقبال اور دیگر اوصاف

اس ایک ہی واقعہ سے عیاں ہیں۔

جامعہ رضویہ میں دیگر عطیات کے علاوہ زکوٰۃ و صدقات بھی جمع ہوتے۔ چونکہ جامعہ میں سید طالب

ہوتے تھے ان کے اخراجات کا کفیل جامعہ رضویہ ہی ہوتا تھا۔ لیکن مسئلہ کی رو سے زکوٰۃ کی رقم سادات پر نہیں خرچ

جاسکتی۔ اس صورت حال کے پیش نظر آپ نے ناظم مالیات کو ہدایت کر رکھی تھی کہ زکوٰۃ کی رقم کسی غریب غیر سید طالب علم کو دے کر اس کا مالک بنا دیا کریں، وہ طالب علم اپنی رضا سے وہی رقم جامعہ کو ہدیہ دے۔

اس وقت اس رقم کی حیثیت زکوٰۃ بدل کر ہبہ کی بن چکی ہوتی ہے۔ لہذا اس کا سادات کرام پر صرف کرنا جائز ہو جاتا۔ شریعت میں اسے ”حیلہ“ کہتے ہیں۔ قرآن و حدیث اس قسم کے صحیح حیلہ کی اجازت دیتے ہیں۔

ایک مرتبہ ناظم مالیات نے آمدہ زکوٰۃ کی رقم ایک غریب طالب علم کی ملک میں دی تاکہ وہ اپنی رضا سے ہبہ کر دے۔ مگر خلاف توقع اس طالب علم نے وہ رقم واپس ہبہ نہ کی۔ جب حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو فرمایا۔

”آپ اسے مجبور نہ کریں وہ اس رقم کا مالک ہے۔ ہبہ کرنا یا نہ کرنا اس کی رضا پر موقوف ہے۔“

چنانچہ کارکنان جامعہ رضویہ کی طرف سے اس سے باز پرس نہ کی گئی۔ (۷)

جامعہ رضویہ کے عطیات کے بارے میں آپ کی عادت اور اتقاء کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ دفتر جامعہ میں روپے پیسے کی کتنی ہو رہی تھی۔ اسی اثناء میں آپ کے چھوٹے صاحبزادہ صاحب، جو ابھی بچے تھے، آگئے اور کھیلنے لگے۔ آپ نے کارکنوں کو تاکید سمجھا دیا کہ بچے کو اس پیسوں سے کچھ نہ لینے دیا جائے۔ اگر وہ نادانی کی بنا پر کوئی روپیہ اٹھالے گا تو اس کا ذمہ دار کون ہوگا۔ (۸)

ایک مرتبہ ایک طالب علم نے کھانا کھانے کے بعد روٹی کا بچا ہوا ٹکڑا حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی بھینس کو کھلانا چاہا۔ آپ کی نظر پڑ گئی۔ فرمایا۔ ”کیا کر رہے ہو؟“ طالب علم نے عرض کی ”حضور! روٹی کھانے سے ٹکڑا بچ گیا ہے۔ بھینس کو دینے لگا ہوں“ فرمایا۔

(۷) قلمی یادداشت مولانا محمد معراج الاسلام، صدر مدرس دارالعلوم محمدیہ نوشیہ، بھیرہ، ضلع سرگودھا

(۸) قلمی یادداشت مولانا محمد معراج الاسلام، صدر مدرس دارالعلوم محمدیہ نوشیہ، بھیرہ، ضلع سرگودھا

”دلنگر کی روٹیاں طلباء کا حق ہے۔ میری بھینس کا حق نہیں۔ اس بچے ہوئے نکلے کو دلنگر میں رکھا آؤ۔

نکلے جمع ہو کر فروخت ہو جائیں گے پھر طلباء کے کام آسکتے ہیں۔“ (۹)

طلباء پر شفقت کا یہ عالم تھا کہ ان سے پوچھے اور بتائے بغیر کہیں تشریف نہ لے جاتے۔ جہاں کہیں وعظ کے لئے جانا ہوتا یا کسی کے کھانے کی دعوت پر جانا ہوتا تو طلباء کو بتا لیتے اور طلباء کو مطلع کرنے کا انداز یہ ہوتا گویا ان کی اجازت لے رہے ہیں۔ حالانکہ اس کی حاجت نہ تھی اور نہ ہی منظور تھا کہ اگر آپ انہیں بتائے بغیر کہیں تشریف جائیں تو طلباء کی بیادگی محسوس کریں گے۔ تاہم جہاں بھی تشریف لے جاتے، کام ختم ہونے کے بعد فوراً واپس ہوتے اسباق پڑھانے میں تاخیر یا وقفہ نہ ہونے پائے۔ یہی وجہ ہے اکثر موقعوں پر تقریر ختم ہونے پر آپ رات کو ہی سفر کرتے تاکہ صبح دارالحدیث کے اسباق کا ناغہ نہ ہو۔

ایک مرتبہ ایک نیاز مند حاضر ہوا اور عرض کی حضور میں آپ کو اپنے ہاں کھانے کی دعوت دینا چاہتا ہوں۔ فرمایا: ”ارے بندۂ خدا! یہ طلباء بیچارے کہاں کہاں سے پڑھنے کے لئے آتے ہیں۔ ان کو چھوڑ کر میں دعوتیں کھاتا پھروں۔ یہ مناسب نہیں۔ میں تو ان کا خادم ہوں ان کی اجازت کے بغیر کہیں نہیں جاسکتا۔“

نیاز مند نے عرض کی ”سرکار اجازت فرمائیں تو میں در دولت پر ہی کھانا پکواتا ہوں۔“

فرمایا: ”وہ آپ کی مرضی۔ اگر ایسا کر لیں تو ٹھیک ہے۔“

دعوت تیار ہوگئی کچھ احباب باہر سے ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے۔ آپ نے حجرہ میں ایک بہتر دسترخوان بچھایا اور فرمایا۔ ”یہ دسترخوان مدینہ پاک سے لایا ہوں“

احباب کے ساتھ مل کر خود کھانا تناول فرمایا۔ پھر خدام حاضرین سے کھانا کھا چکے۔ آپ نے فرمایا۔ ”مولا! خوب کھائیں، خوب کھائیں“ خدام نے آپ کے ارشاد پر دوبارہ کھانا کھایا۔ پھر فرمایا۔

(۹) مکتوب صوفی فرزند علی حال مقیم اڈانوں، ضلع شیخوپورہ، بنام فقیر قادری علی عند غرہ صی ۱۹۷۵ء

”آج میں نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سرکار ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی سنت ادا کی ہے۔ جس کے متعلق سرکار اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے۔

کیوں جناب ابو ہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا (۱۰)

طلباء سے خصوصی محبت کا یہ عالم تھا کہ دوسری مرتبہ جب آپ زیارت حرمین اور حج کے لئے تشریف لے گئے تو واپسی پر درجہ حدیث کے طلباء کے لئے مدینہ منورہ سے ٹوپیاں خرید کر لائے۔ فرماتے تھے اس مرتبہ فارغ التحصیل علماء کو دستار بندی کے موقع پر مدنی ٹوپی بھی ملے گی۔ چنانچہ سالانہ جلسہ دستار بندی کے موقع پر ساٹھ کے قریب فضلاء کو مدنی ٹوپی پہنائی۔ (۱۱)

طلباء کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت کا بہت لحاظ رکھتے۔ تدریس کے دوران اکثر فرمایا کرتے۔
”مولانا! فارغ ہونے کے بعد بیسوں کے لئے تقریر نہ کرنا۔ دین کی خدمت، خدا و رسول کی رضا کے لئے وعظ کرنا۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے دین کی خدمت کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں وہاں سے روزی دے گا جہاں سے وہم و گمان بھی نہ ہوگا۔“

اسی سلسلہ میں اپنا ایک واقعہ بیان فرمایا۔

ارشاد ہوا ”میں نے بہت جگہوں پر تقریریں کی ہیں کہیں سے پانچ روپے ملے، کہیں سے دس روپے اور بعض دفعہ کہیں سے بظاہر کچھ نہ ملا۔ میں بہت خوش ہوتا کہ آج کا بیان خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو گیا۔ ایک مرتبہ فلاں جگہ میں نے تقریر کی۔ ان لوگوں نے مجھے کچھ نہ دیا۔ میں بہت خوش گھر لوٹا۔ ابھی گھر پہنچا ہی تھا کہ ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا، حضور! میرے ہاں کراچی

(۱۰) مکتوب صوفی فرزند علی، بیواں بنام فقیر قادری عثمانی عنہ۔ محرمہ مئی ۱۹۸۵ء

(۱۱) قلمی یادداشت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، لاہور

سے برات آئی ہے۔ کرم فرمائیں اور نکاح آپ پڑھائیں۔ میں نے نکاح پڑھایا۔ ان لوگوں نے دو سو روپے میری نذر کئے۔ میں نے دل میں سوچا کہ حبیب پاک کے ذکر پاک کی برکت اور انہی کا صدقہ ہے۔ اتنا دلوا لیا کہ کئی تقریروں سے بھی نہیں مل سکتا۔“

اس واقعہ کے بعد فرمایا۔

”مولانا! اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے دین کی خدمت کرنا بہت بڑی بات ہے۔ اور بہت روزی ملتی ہے۔“ (۱۲)

ایک موقع پر آپ نے طلباء کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

”مولانا! میں آپ کو ایک وظیفہ بتاتا ہوں۔ آپ پتھر پر بیٹھ کر دین کی خدمت کریں گے اللہ تعالیٰ کے فضل سے پتھر سے آپ کے لئے روزی اُگے گی۔“ (۱۳)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ طلباء کی مالی ضروریات کو بھی پورا کرتے اور پھر ان کے بدلہ کا تصور بھی نہ فرماتا۔ مالی خدمات اس انداز سے فرماتے کہ طالب علم کی عزت نفس بھی مجروح نہ ہونے پائے۔ حضرت مولانا پیر محمد فاضل ڈھاگری (آزاد کشمیر) اپنے طالب علمی کا ایک واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

”۱۳۵۸ھ ۱۹۳۹ء کی بات ہے۔ حزب الاحناف لاہور کا سالانہ جلسہ جامع مسجد وزیر خاں میں منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، مولانا حشمت علی لکھنوی اور دیگر اعظم فضلاء کے علاوہ حضرت مولانا محمد سردار احمد شیخ الحدیث بریلی شریف سے جلوہ فرما ہوئے۔ میں ان دنوں دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں درس حدیث میں شامل تھا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے زہد و تقویٰ اور علم و فضل سے میں بہت متاثر ہوا۔ حاضر خدمت ہو کر میں نے عرض کی کہ بریلی

(۱۲) مکتوب صوفی فرزند علی، چٹواں بنام فقیر قادری غنی عند۔ محررہ مئی ۱۹۸۵ء

(۱۳) مکتوب صوفی فرزند علی، چٹواں بنام فقیر قادری غنی عند۔ محررہ مئی ۱۹۸۵ء

شریف میں دورہ حدیث میں داخلہ کے لئے کواکف کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی طالب علم دیگر علوم و فنون سے فراغت حاصل کر لے تو اسے دورہ حدیث میں داخلہ مل جاتا ہے۔ میں نے عرض کی کہ میں دورہ حدیث کے لئے بریلی شریف حاضر ہو جاؤں گا۔

اس وقت میرے پاس بریلی شریف پہنچنے کے لئے زادراہ نہ تھا۔ آپ نے اسے بھانپ لیا اور فرمایا کہ آپ صبح سامان لے کر آجائیں زادراہ ہم پیش کر دیں گے۔ رات کو آپ کا بیان ہوا۔ موضوع تھا ”نور انیت مصطفیٰ ﷺ“ حسب پروگرام میں صبح حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے ساتھ لیا اور لاہور سے براستہ امرتسر بریلی شریف پہنچ گئے۔ چند دنوں بعد میں نے خط لکھ کر گھر سے پیسے منگوا لئے اور سفر خرچ جتنے پیسے بنتے تھے وہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی خدمت میں پیش کئے۔ آپ نے فرمایا۔ ”ارے بندۂ خدا! ہم نے تو یہ کام لکھ لیا تھا۔ یہ قرض نہیں۔ اللہ رسول کی رضا کے لئے آپ سے تعاون کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔“ (۱۴)

موصوف مذکور فرماتے ہیں کہ میرے دل میں چاہت رہتی تھی کہ آپ کی خدمت میں کچھ تحفہ پیش کروں۔ مگر مجھے موقع میسر نہ آتا تھا۔ ایک دن آپ صبح سویرے باہر تشریف لائے۔ میں سامنے کھڑا تھا۔ مجھے فرمایا کہ بازار سے فلاں فلاں چیز لے آؤ۔ میں نے موقع غنیمت جانا بڑی مسرت سے بازار سے مطلوبہ اشیاء خرید کر حاضر کیں۔

آپ اندر تشریف لے گئے اور مجھے فرمایا کہ تم یہاں ٹھہرو۔ جتنے پیسے سودا کے بنتے تھے وہ لا کر دیئے۔ مگر میں نے معذرت کر دی۔ آپ نے فرمایا کہ مولانا جو چیزیں میں بازار سے لانے کے لئے کہتا ہوں، اس کے پیسے بہر حال میں نے دینے ہی ہوتے ہیں۔ میں نے بڑی حکمت اور لجاجت سے کام لیتے ہوئے عرض کی۔ حضرت آپ کی کرم نوازی اور نظر شفقت ہوگی۔ آپ دوبارہ اندر تشریف لے گئے۔

(۱۴) (۱) قلمی یادداشت حضرت مولانا بیہر محمد فاضل ڈھاگری (آزاد کشمیر) مملوک فقیر قادری عفی عنہ محررہ ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۰۶ھ

(ب) مکتوب مولانا محمد گل احمد خاں عتیقی صدر مدرس انجمن انصانیہ لاہور، بنام فقیر قادری عفی عنہ۔ محررہ ۹ دسمبر ۱۹۸۵ء

جب آپ واپس تشریف لائے تو آپ کے دست اقدس میں تفسیر عزیزی کا انیسواں پارہ تھا۔ مجھے عطا ہوئے فرمایا کہ میری طرف سے یہ بطور تبرک ہے۔ اس کا مطالعہ کیا کرو۔ میں نے لینے سے انکار کیا اور سوچا کہ آپ جو سودا منگوا یا ہے اس کا بدلہ ادا کر چاہتے ہیں۔ بہر حال آپ کے اصرار پر میں خاموش ہو گیا اور وہ کتاب لے لی۔ آپ کی شفقت، محبت، رأفت اور طالب علموں کی حوصلہ افزائی کے لئے مولانا اسد احمد خطیب چک جمہرہ فیصل آباد کی زبانی ایک واقعہ سنئے۔ مولانا فرماتے ہیں۔

”ایک دفعہ دوران تعلیم حضرت قبلہ شیخ الحدیث قدس سرہ نے مجھے فرمایا کہ مولانا محمد شریف کو بلائیں۔ میں نے سوچا کہ محمد شریف نام کے ایک استاد جامعہ رضویہ ہیں اور جبکہ ایک طالب علم کا نام بھی محمد شریف ہے۔ اس تردد میں پڑھ گیا کہ استاد مولانا محمد شریف کو بلاؤں یا طالب علم محمد شریف کو۔ میں نے عرض کی حضور! مولانا محمد شریف کو بلاؤں یا طالب علم محمد شریف کو۔ آپ نے فرمایا۔

”ارے طالب علم مولانا نہیں ہوتے؟“ (۱۶)

طلباء کی تربیت میں انتہائی ملامت پہلوا اختیار فرماتے۔ کبھی سختی نہیں کی، حسب حال درست پہلو اور شاد فرمادے۔ مولانا اسد احمد خطیب چک جمہرہ، ضلع فیصل آباد، جامعہ رضویہ کے طالب علم رہے ہیں وہ اپنا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں۔

”جامعہ رضویہ میں دوران تعلیم ایک دفعہ صوفی اللہ رکھا خادم جامعہ سے میرا جھگڑہ ہو گیا۔ میں نے صوفی اللہ رکھا سے بہت باتیں کیں۔ حضرت صاحب میرے نام کی مناسبت سے مجھے فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ ہمارا شیر ہے۔ دوسرے روز جب حدیث کے اسباق کے دوران حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ بیان فرمایا تو انہوں نے بڑی بہادری سے اکیلے ہی شیر کی طرح منافقین کا مقابلہ کیا۔ پھر فرمانے لگے۔ ”ارے شیر! اپنوں پر تو بھرا نہیں کرتے۔“

(۱۵) قلمی یادداشت حضرت مولانا محمد قاسم ڈھانگری (آزاد کشمیر) مملوک فقیر قادری عقی عنہ مرحرہ ۱۳ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ

(۱۶) مکتوب مولانا اسد احمد چک جمہرہ، ہمام تفسیر قادری عقی عنہ مرحرہ ۸ جولائی ۱۹۸۱ء

اس سے میری اصلاح مقصود تھی۔ اس ارشاد سے میں بہت متاثر ہوا۔ اور آئندہ کے لئے مزید محتاط رہنے ہو گیا۔“ (۱۷)

آپ کی مساعی تبلیغ و اشاعت سے مسلک اہل سنت کا تعارف عام ہوا۔ دور دراز علاقوں بلکہ دیہات کے لوگ اپنی دینی ضروریات کے لئے آپ کی طرف متوجہ ہونے لگے۔ اپنی مساجد میں ائمہ و خطبا حضرات کے لئے آپ سے درخواست کرتے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے آپ نے طلباء کرام پر خصوصی توجہ دی اور ان کے لئے مختلف علاقوں میں مدارس کے قیام کا اہتمام فرمایا۔ ساتھ کرام کو محنت اور لگن سے طلباء کی تعلیم و تربیت کے لئے فرماتے۔ ادھر عوام الناس کو اپنے بچوں کی دینی تعلیم کے لئے تیار کرتے، ان کی حوصلہ افزائی کرتے۔ زیر تربیت طلباء کو محنت کر کے جلد از جلد تعلیم سے فراغت کی رغبت دلاتے۔

عوام الناس کو علماء اور طلباء کی عزت و وقار اور علماء و طلباء کو عزت نفس اور استغناء طبع کی ہدایت فرماتے۔ چنانچہ جب بھی کوئی عالم یا طالب علم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ اس سے کارکردگی اور خدمات دیدیہ سے متعلق سوال ضرور فرماتے۔ اگر مخاطب عالم یا طالب علم اپنی کارکردگی سے مطلع کرتا تو آپ نہایت خوش ہوتے۔ دعائیں دیتے اور فرماتے۔

”مولانا! خوب محنت سے مسلک حقہ کی خدمت کرو اور جم کر کام کرو“

اور اگر حاضر ہونے والا عالم یا طالب علم اپنی خاطر خواہ کارکردگی کا اظہار نہ کرتا تو آپ اظہار تاسف فرماتے اور اسے خدمت دین کی رغبت دلاتے، اگر کسی مطلوبہ جگہ کے لئے اس کو موزوں پاتے تو فوراً آپ رغبت اور احساس دلا کر اس جگہ کام کے لئے متعین فرما دیتے۔ آپ کے اس طرز عمل سے ایک طرف علماء کرام میں برتری اور خود شناسی کا جذبہ بیدار ہو گیا، جس سے وہ اپنے آپ کو دینی خدمات کا اہل ثابت کرنے کی کوشش کرتے۔ دوسری طرف عوام الناس میں علماء کی قدر شناسی کا جذبہ پیدا ہو گیا، جس کی بنا پر لوگ ایک عالم کو گراں قدر تحفہ سمجھ کر حاصل کرتے۔

آپ کے اس طریق کار سے جامعہ رضویہ علماء کا وقار بحال ہو گیا اور عوام الناس کی ضرورت پوری ہو جاتی۔
کے اس طریق کار سے جامعہ رضویہ علماء کرام اور عوام الناس دونوں کے لئے مرجع بن گیا۔ جس کی وجہ آپ کا
ترپ، خلوص، محنت، اور بے قرار تماشگی۔ چنانچہ جامعہ رضویہ ایک تحریک کا نام ہے۔ جس نے قلیل عرصہ میں ایک
روحانی انقلاب برپا کر دیا۔ (۱۸)

رمضان المبارک کی آمد پر پاکستان کے مختلف علاقوں کے حفاظ کرام جامعہ رضویہ میں آنے شروع ہو جائے
ایک مرتبہ حفاظ کرام کو دیکھ کر اظہار مسرت فرمایا اور تحدیثِ نعمت کے طور پر فرمایا۔

”لائل پور میں بہت سی منڈیاں ہیں، گھوڑوں کی منڈی، بھینسوں کی منڈی، غلہ منڈی، (دیگر چند قسم
کی منڈیوں کا ذکر فرمایا) جامعہ رضویہ بھی طلباء، علماء، ائمہ، خطباء اور حفاظ کی منڈی ہے۔ لوگ آتے
ہیں اور اپنی اپنی دینی ضروریات کے پیش نظر کوئی حافظ لے جاتا ہے، کوئی حافظ عالم کا سوال کرتا
ہے، کوئی حافظ واعظ مانگتا ہے، کسی کو حافظ مناظر کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہماری منڈی میں ہر قسم کا
حافظ واعظ، عالم، امام اور خطیب دستیاب ہو سکتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔“ (۱۹)

علماء کے کسی جگہ تقرر میں آپ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ عالم کو وہاں کام کرنے کا مشورہ دے کر راجح پہنچا
کر دیتے مگر فیصلہ مخاطب پر چھوڑ دیتے۔ کسی عالم پر خواہ مخواہ اپنا حکم مسلط نہ فرماتے۔ اس سلسلہ کا ایک واقعہ مولانا
عبدالقیوم ہزاروی مہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور سے سنئے۔ موصوف بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۰۰ء اور ۱۳۷۵ھ کا واقعہ
کہ میں دارالعلوم حزب الاحناف لاہور سے فارغ ہونے کے بعد جامعہ حنفیہ قصور میں تدریس کے فرائض انجام
ہوئے بیمار ہو گیا۔ جس کی بنا پر مجھے وہاں سے مستعفی ہونا پڑا۔ علالت کے دوران میں چک نمبر ۱۲۶ گ۔ ب۔ ج۔

(۱۸) قلمی یادداشت مولانا محمد عبدالقیوم ہزاروی، لاہور

نوٹ: جامعہ رضویہ ہمہ گیر روحانی انقلاب سے واقفیت کے لئے کتاب ہذا کا جامعہ رضویہ کا باب پڑھیں۔

(۱۹) مکتوب صوفی فرزند علی بچاں، ضلع شیخوپورہ بنام فقیر قادری عقی حند۔ مجرہ ۱۸ مئی ۱۹۸۶ء

اپنے گھر میں تھا کہ آپ کو میری علالت کا علم ہوا۔ آپ نے مولانا انوار الاسلام صاحب کو جو اس وقت جامعہ رضویہ لائل پور کے طالب علم تھے، میری تیمارداری کے لئے بھیجا۔ جب مولانا تشریف لائے تو میں صحت یاب ہو چکا تھا۔ مولانا موصوف نے لائل پور واپس جا کر میری صحت کی اطلاع دی۔ تو آپ نے پھر مولانا کو بھیج کر مجھے طلب فرمایا۔ میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ

”مولانا! سمندری میں اہل سنت کا کوئی مدرسہ نہیں اس لئے آپ وہاں مدرسہ قائم کریں۔“

میں اگرچہ خطابت و امامت کا تجربہ نہیں رکھتا تھا اور نہ ہی اس طرف طبعی میلان تھا۔ مگر چونکہ آپ نے مدرسہ کے قیام کا بھی ارشاد فرمایا۔ اس لئے میں نے ادا آپ کے ارشاد پر عمل کیا۔ چنانچہ میں سمندری پہنچا وہاں کے عوام میں صرف امامت اور خطابت کی ہی دلچسپی محسوس کی، مدرسہ سے بے رغبتی پا کر ایک ہفتہ بعد واپس لائل پور آ کر رپورٹ پیش کر دی۔ اور ساتھ ہی عرض کر دیا۔ کہ حضور میری بجائے وہاں خطابت کے لئے اور صاحب کو تقرر فرمائیں تو بہتر ہے۔ کیونکہ خطابت میرا طبعی لگاؤ نہیں۔ نیز میرا دیرینہ شوق ہے کہ میں آپ سے تلمذ حاصل کر لوں۔ اگر اجازت ہو تو میں جامعہ رضویہ میں دورہ حدیث میں شریک ہو جاؤں۔ آپ نے میری درخواست کو قبول فرماتے ہوئے دورہ حدیث میں شریک ہونے کی اجازت دے دی۔

دورہ حدیث میں شرکت کے بعد اختتام سال پر آپ نے مجھے مولانا عبدالغفور صاحب کی درخواست پر پیر محل کے مدرسہ میں صدر مدرس مقرر کر کے بھیج دیا۔ چونکہ رمضان المبارک میں سالانہ تعطیلات کا موقع تھا۔ صرف تعارف کے لئے مولانا عبدالغفور صاحب مجھے ہمراہ لے گئے۔ تعطیلات میں واپس گھر آ گیا۔ رمضان المبارک میں آپ نے مجھے اپنے گاؤں سے طلب کیا اور فرمایا کہ آپ کے استاد مولانا غلام رسول صاحب کا لاہور سے خط آیا ہے کہ مولوی محمد عبدالقیوم کو لاہور میرے پاس بھیج دیں۔ کیونکہ یہاں مسجد خراسیاں (اندرون لوہاری گیٹ) میں مدرسہ کا اجرا کرنا ہے۔ اطلاع کے بعد آپ نے مجھے فرمایا کہ کیا خیال ہے؟ پیر محل میں مشاہرہ کافی اور آرام ہے۔ جبکہ لاہور میں مدرسہ کا ابتدائی دور ہے۔ تکالیف پیش آنا ممکن ہے۔ مشاہرہ بھی کم ہوگا۔ مگر لاہور میں آپ کا ذوق پورا ہوگا اسباق خوب ہوں گے اور پڑھانے کا موقع ملے گا۔

جب کہ پیر محل میں آپ کا یہ ذوق کم پورا ہوگا۔ آپ نے حسب عادت مجھ سے رائے طلب فرمائی۔ کیونکہ آپ عادت مبارکہ یہ تھی کہ مشورہ دینے اور راج پہلو کو واضح کر کے پھر فیصلہ مخاطب پر چھوڑ دیتے۔ مگر میں نے بار بار اصرار کیا کہ جیسے آپ کا حکم ہوگا، عمل کروں گا۔ آخر تیسرے روز آپ نے مجھے لاہور جانے کا حکم فرمایا۔ اور پیر محل کے اور انتظام کر دیا۔ (۲۰)

آپ کی عادت کریمہ تھی کہ حتی الامکان کسی عالم کو اس کے آبائی گاؤں، شہر یا برادری میں مقرر نہیں فرمایا کرتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اس طرح لوگ سابقہ حیثیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے برتاؤ کرتے ہیں اور عالم کی علمی حیثیت کو نظر انداز کرتے ہوئے گفتگو یا معاملہ کرتے ہیں۔ جس سے اس عالم کی مکاتھ عزت نہیں ہوتی۔ اخلاق کے اس پہلو سے متعلق چند واقعات مولانا مفتی محمد عبدالقیوم، لاہور نے یوں بیان کئے ہیں۔

میری موجودگی میں مولانا مفتی محمد حسین صاحب سکھروی کے برادری کے لوگ آئے اور انہوں نے مطالبہ کیا کہ مولانا محمد حسین صاحب کو ہی سکھر میں مقرر کیا جائے۔ کیونکہ ہمیں ان کی ضرورت ہے۔ مگر آپ نے بڑی سختی سے مطالبہ کو بار بار رد فرمایا۔ مگر جب انہوں نے بار بار اس سلسلہ میں مراجعت کی تو آپ نے ان کے اصرار پر ان کے کو تسلیم کرتے ہوئے فرمایا کہ کسی عالم کا اپنا شہر یا برادری میں رہنا مناسب نہیں ہوتا۔ اس طرح تبلیغ دین میں رکاوٹ ہوتی ہے۔ لوگ عالم کی عالمانہ حیثیت کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور انہیں بھی برادری اور شہرت کے مسائل میں الجھا لیتے ہیں۔ مگر آپ لوگوں کے بار بار اصرار پر مولانا محمد حسین کو آپ کے ہاں بھیجتا ہوں۔

اسی طرح جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے مدرس مولانا محمد اللہ بخش مرحوم کے متعلق جب ان کے علاقہ والوں کے ملک مظفر صاحب کے لڑکے، جو کہ ڈی سی بھی تھے، ان کو واں پھرا لے جانے کا اصرار کر رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ متعدد بار ان کے مطالبات کو اسی مصلحت کے تحت مسترد کر دیا۔ اور یہی فرمایا کہ کسی عالم کا آبائی وطن یا برادری میں رہنا مناسب خیال نہیں کرتا۔ اس سے عالم کی علمی حیثیت مجروح ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ مگر ملک مظفر کے لڑکے نے

اصرار اور مراجعت کی اور مولانا کے منصب کے تحفظات پیش کرنے پر جب آپ نے اطمینان حاصل کر لیا تو آپ نے مولانا اللہ بخش مرحوم کے وہاں تقرر کی منظوری دی۔ (۲۱)

میاں غلام رسول مرحوم سیکرٹری انجمن ارشاد الاسلام بیگہ، تحصیل کھاریاں ضلع گجرات ہر سال بڑے تزک و احتشام سے میلاد النبی ﷺ کا دو روزہ اجلاس کرواتے۔ جس میں برصغیر کے ممتاز علماء کو دعوت دی جاتی۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے بھی بریلی سے ان اجلاس میں شرکت فرمائی۔ جناب میاں غلام رسول نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ ۱۹۳۸ء/ ۱۳۶۷ھ میں آپ ہمارے جلسہ میں تشریف لائے۔ ہمارا گاؤں پختہ سڑک سے دو میل کے قریب دور واقع ہے۔ سڑک سے ہی کسی سواری کا انتظام ممکن ہوتا ہے۔ جلسہ سے فراغت کے بعد جب آپ واپس ہونے لگے تو آپ کے ہمراہ مولانا قاری احمد حسین فیروز پوری گجرات اور مولانا غلام قادر اشرفی لالہ موسیٰ بھی تھے۔

اس وقت گاؤں سے صرف دو گھوڑیاں مہیا ہو سکیں تاکہ علماء حضرات کو پختہ سڑک تک پہنچائیں۔ مولانا قاری احمد حسین اور مولانا غلام قادر اشرفی نے عرض کیا کہ ایک گھوڑی پر آپ سوار ہو جائیں اور دوسری پر ہم میں ایک سوار ہو جائیں گے، مگر آپ کا اصرار تھا کہ آپ دونوں سوار ہوں میں پیدل چلتا ہوں۔ یہ دونوں بھی اس پر راضی نہ ہوئے۔ اس طرح تینوں حضرات پیدل ہی پختہ سڑک تک پہنچے۔ وقار و احترام علماء کی خاطر آپ نے گوارا نہ فرمایا کہ میں سوار ہو جاؤں اور علماء پیدل چل رہے ہوں۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ اپنی ذات سے متعلق کسی الزام کا جواب خود نہ دیتے اور معاصرین علماء اہل سنت سے کبھی کسی مسئلہ پر اختلاف رائے ہو گیا تو عوامی سطح کے اجلاس میں کبھی اس کا تذکرہ نہ فرماتے۔ ایک مرتبہ کسی نے عرض کیا کہ فلاں صاحب نے آپ سے اختلاف کرتے ہوئے کئی مضامین لکھے ہیں۔ آپ بھی ان کا جواب دیں۔ فرمایا۔

”مولانا! میں انہوں سے الجھ کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ جتنا وقت انہوں کی تردید میں لگے گا وہ وقت مخالفین اہل سنت کی تردید میں کیوں نہ صرف کروں۔“ (۲۲)

اپنے ملنے والے علماء میں سے اگر کسی عالم سے کوئی ایسی حرکت محسوس فرماتے جو قابل اصلاح ہوتی تو اس کا اصلاح اس طرح فرماتے کہ ان کا وقار علم مجروح نہ ہونے پاتا۔ اور وہ صاحب اپنی اصلاح کر کے آپ کے شکر ہوتے۔ اس سلسلہ کا ایک واقعہ مولانا حافظ محمد احسان الحق، فیصل آباد کی زبانی سنئے۔

مولانا موصوف فرماتے ہیں کہ ہر سال کی طرح شعبان ۱۳۷۵ھ ۱۹۵۸ء میں حضرت شیخ الحدیث قدس نواب شاہ جلسہ میں تشریف فرما ہوئے۔ آپ کے ہمراہ مولانا سید غلام محی الدین گیلانی، اکاڑوی اور میں بھی ہمارے میزبان حاجی عبدالرحیم اجیری تھے۔ جلسہ سے فارغ ہو کر بذریعہ گاڑی ہم واپس ہوئے۔ حسب معمول عبدالرحیم اجیری نے ہماری نقدی کوئی خدمت نہ کی۔ خانیوال سے جب حضرت مولانا سید غلام محی الدین گیلانی گاڑی بدلنے کے باعث آپ کے پاس ڈبہ الوداعی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو آپ نے مولانا موصوف کے سے محسوس کیا کہ نواب شاہ سے نقدی خدمت نہ ہونے کی وجہ سے کبیدہ خاطر ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ کی عادت بڑی واضح اور متعارف تھی۔ آپ نے جو کچھ ارشاد فرمایا اس کا مفہوم یہ تھا۔ کہ

”شاہ صاحب! علماء پر تبلیغ فرض ہے۔ لوگ جلسوں کا انتظام کر کے علماء کو تبلیغ کی دعوت دیتے ہیں۔ اگر عوام جلسوں کا انتظام نہ کریں تو بھی علماء جلسوں کا اہتمام کر کے تبلیغ کرنا ضروری ہے۔ عوام کا یہ تھوڑا کام ہے جلسوں کے انتظام کی ذمہ ادا کرتے ہیں۔ ان سے خدمت کی توقع نہ رکھیں۔ بلکہ غنیمت جانو کہ وہ ایک گونہ آپ کا بار اٹھائے ہوئے ہیں۔ ہاں اگر وہ بطیب خاطر آپ کی کچھ نذر کریں تو قبول کرنے میں حرج نہیں۔“ (۲۳)

علماء اور طلباء کی حوصلہ افزائی اس انداز سے فرماتے کہ مخاطب بڑی مسرت محسوس کرتا۔ وہ یہ بھی محسوس کرتا کہ خدمت دین کا معمولی سا کام اللہ ورسول کے ہاں بڑا مقبول ہے۔ آپ کی حوصلہ افزائی اس کے لئے مزید خدمت جزیبہ پیدا کرنے کا باعث بنتی اور وہ آپ کے کلمات کو حرز جان بنا کر ان پر عمل کرتا۔

مولانا الہی بخش قادری، لاہور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے میرا نام پوچھا۔ میں نے عرض کیا، الہی بخش۔ فرمانے لگے، کیا خوب نام ہے۔ یہ نام اور دعا کی دعا ہے۔ یعنی الہی! بخش دے۔

مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری، لاہور بیان کرتے ہیں کہ ۱۳۷۹ھ ۱۹۵۹ء کو میں آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا ان دنوں میں ہندیال ضلع سرگودھا میں استاذ العلماء مولانا عطا محمد ہندیالوی سے پڑھتا تھا۔ آپ نے پوچھا کیا پڑھتے ہو۔ میں نے عرض کیا، شرح جامی، مختصر معانی، تکملہ۔

فرمایا۔ ”منطق کے گھر میں رہ کر منطق کا کوئی سبق نہیں پڑھتے ہو؟“ (۲۴)

آپ کا اشارہ اس طرف تھا کہ ہندیال کے مدرسہ میں معقولات کی تعلیم ایک امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی عادت مبارکہ تھی کہ طلباء کو مختلف کتابیں عطا فرماتے، مثلاً کنز الایمان، حدائق بخشش، الدولۃ المکیۃ، الامن والعلی، فتاویٰ رضویہ وغیرہ اور درجہ حدیث کے اکثر طلباء کو کتب صحاح بھی خرید کر عطا فرماتے۔ اور ساتھ یہ بھی ترغیب دیتے کہ کتابیں پڑھو۔ تحقیق کے بغیر کوئی بات نہ کرو۔ موقع ملے تو کتابیں مزید خریدو اور ان سے ضرور استفادہ کرو۔

مولانا حافظ میں فضل احمد، ضلعی خطیب محکمہ اوقاف، فیصل آباد فرماتے ہیں۔

میں بھکھی شریف ضلع منڈی بہاؤ الدین میں پڑھتا تھا۔ لیکن رمضان المبارک میں تراویح میں قرآن مجید آپ کے ہاں سنی رضوی جامع مسجد میں سنایا کرتا تھا۔ متواتر چھ سال تک میں نے ہی وہاں قرآن مجید سنایا۔ حالانکہ اس عرصہ میں وہاں نہیں پڑھتا تھا۔ پہلے سال ختم قرآن مجید کے موقع پر آپ نے نمازیوں کی توجہ اس طرف دلائی کہ یہ ہمارے حافظ صاحب ہیں۔ انہوں نے ہمیں قرآن مجید سنایا ہے۔ ہمیں بھی ان کی خدمت کرنی چاہئے۔ نمازیوں نے کچھ رقم اکٹھی کی۔ آپ نے اپنی طرف سے اس میں مزید رقم شامل کر کے مجھے عطا کرتے ہوئے فرمایا۔

”مولانا! یہ حقیر سا نذرانہ ہے۔ آپ اسے قبول فرمائیں“۔ (۲۵)

مولانا موصوف فرماتے ہیں کہ آپ کے دوسرے حج کے موقعہ پر میرے والد صاحب آپ کے ہمراہ حج تھے۔ میرے والد صاحب کو میرے متعلق ارشاد فرمایا۔

”آپ کا صاحبزادہ خوب چمکے گا۔“

مولانا موصوف فرماتے ہیں کہ مولانا تعالیٰ نے آپ کی برکت سے مجھے خوب عزت و وقار نصیب ہوا ہے۔ صوفی محمد عمر دراز، نائب صدر انجمن فدا یان رسول ﷺ فیصل آباد، خالد آباد فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کی مجلس میں ابتداً جب نعت شریف پڑھی تو آپ نے بڑی مسرت کا اظہار فرمایا۔ دیر تک میری حوصلہ افزائی اور فرمایا۔

”اعلیٰ حضرت کا کلام پڑھا کرو۔ آپ مشہور نعت خواں نہیں گے۔“

میری اصلاح اور حوصلہ افزائی کے لئے خود اپنا واقعہ بیان فرمایا کہ ابتداً میں میں بریلی شریف میں اعلیٰ کلام پڑھ رہا تھا۔ ایک موقعہ پر حضور مفتی اعظم مدظلہ العالی نے میری اصلاح فرمائی۔ اس واقعہ کے بیان سے حوصلہ افزائی مقصود تھی۔ نعت کے بعد صوفی عبدالحق، خانیوال کے ہاتھ میرے لئے ایک روپیہ بھیجا اور کہلا بھیجا۔ نذرانہ ہے، اسے قبول کر لیں۔ (۲۷)

(۲۶) روایت حافظ محمد فضل احمد، فیصل آباد، ۷ رجب المرجب ۱۳۷۵ھ

(۲۷) صوفی محمد عمر دراز، خالد آباد فیصل آباد، ۳ رجب الآخر ۱۳۷۶ھ

﴿حزم و اتقا﴾

پاک باطن پاک طینت، پاک باز
وہ جمال اصفیاء جاتا رہا
جو مرقع تھا جمال و حسن کا
وہ نگاہ اولیاء جاتا رہا
تھا خشیت میں خدائے پاک کی
وہ مثال اتقیاء جاتا رہا

جمال اولیاء حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے وصال پر بلال پر آپ کے استاذ گرامی مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا نوری بریلوی نے محررہ بالا تاثرات کا اظہار فرمایا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی تمام زندگی کی ایک ایک حرکت اتباع سنت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی۔ عالم طفلی، عقنویان شباب کی زندگی بھی فیض فطرت کی بدولت جادہ شریعت پر مستقیم رہی۔ درس و تدریس کا دور تو حزم و اتقا کا کامل نمونہ تھا۔

مولانا نذیر احمد سراجی مقیم باہمی والا چک نمبر ۲۷/۲۰۰ تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد آپ کے آبائی وطن دیال گڑھ میں آپ کے ہمسائے تھے، انہوں نے بچپن اور ابتدائی تعلیم کا دور آپ کے ساتھ گزارا، وہ آپ کے بچپن کے بارے میں لکھتے ہیں۔

”عارف کامل و محدث پاکستان میرے عزیز تھے اور زندگی میں مجھے ان سے گہرا لگاؤ تھا۔ محدث صاحب کے بچپن میں میں نے ان سے کوئی ایسی حرکت نہیں دیکھی نہ سنی جو شریعت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ہو۔ میرے ناقص ذہن میں یہ خیال سرگرداں رہتا ہے کہ وہ ماں کے پیٹ سے علم حاصل کر کے تشریف لائے ہیں۔ میں نے کبھی ان سے گالی گلوچ نہ سنی۔ نہ کسی

کے لئے دوسری جماعت حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو منتخب کرتی۔ لیکن اس مقابلہ میں سب لوگ پاجامے یا شلووار پہنے ہوئے ہوتے۔ ان کو ستر عورت کا پورا پورا خیال ہوا کرتا تھا۔ اور یہ مقابلہ بڑا دلچسپ ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ عام طور پر کھیل کود میں دلچسپی نہ تھی۔“ (۶-۱)

بنالہ سے جو سڑک گورداسپور کو جاتی تھی، اس کے کنارے آم کے پیڑوں کی قطار تھی، آندھی کی وجہ سے آم گرنے لگتا تھا۔ مگر آپ نے کبھی بھی ایسا آم نہ اٹھایا۔ (۷-۱)

آپ کے حزم و اتقا کے مناظر سفر و حضر میں ہر جگہ دیکھے جاتے۔ حاضرین و ناظرین آپ کے پاکیزہ عمل متاثر ہوتے۔ چوہدری محمد حسین ریٹائرڈ ہیڈ کانسٹیبل، مغل پورہ بیان کرتے ہیں۔

۱۹۵۱-۵۲ء میں ریلوے پولیس میں میری ڈیوٹی کے دوران آپ ایک مرتبہ لائل پور سٹیشن پر تشریف لائے۔ سفر کے دوران میں نے آپ کو اپنے ڈبے میں بٹھالیا، میں نے چاہا کہ میری ہمراہی میں اس طرح آپ بغیر ٹکٹ خریدے سفر کر لیں۔ مگر آپ نے اس کو ناپسند فرمایا اور تاکید فرمائی کہ میرا ٹکٹ خرید لیا جائے۔ (۸-۱)

۱۳۷۵ھ ۱۹۵۶ء میں دوسرے حج و زیارت حرمین کے لئے پروگرام بنا۔ تمام ضروری امور اور معمولات فارغ ہو کر ریلوے سٹیشن کی طرف روانگی ہوئی، کار بغیر چھت کے تھی، تاکہ لوگ زیارت آسانی سے کر سکیں، سینہ پھولوں کے ہاروں سے سجا ہوا تھا۔ کار پر اتنے ہار تھے کہ مزید گنجائش نہ رہی۔ آپ حسب معمول نیچی نگاہیں کئے کے تصور میں محو تھے۔ الوداعی جلوس میں شرکاء کے علاوہ بازاروں میں مکانوں کی چھتوں پر مردوں اور عورتوں کا ہجوم کی زیارت کے لئے جمع تھا اور بعض چھتوں پر لوگ کیمرے لئے ہوئے تھے تاکہ زائر مدینہ کی تصویر بنالیں۔ باوجود محویت کے اچانک آپ نے نگاہ اٹھائی اور ارشاد فرمایا کہ ان کو روکو۔ چنانچہ آپ کے ارشاد پر فوٹو گرافروں کو سختی سے روکا گیا۔

(۶-۱) ہفت روزہ محبوب حق لائل پور ۱۳ دسمبر ۱۹۶۳ء

(۷-۱) مکتوب چوہدری احمد دین مقیم چک ۲۰۹-آر۔ بی۔ فیصل آباد، بنام فقیر قادری عفی عنہ ۱۰ جنوری ۱۹۸۶ء

(۸-۱) روایت چوہدری محمد حسین ریٹائرڈ ہیڈ کانسٹیبل، مظفر پورہ لاہور۔

کر دیا گیا۔ اسی طرح اسٹیشن پر جلوہ گری فرمائی۔ ہجوم کے باعث اسٹیشن کا نظام معطل ہو گیا۔ آپ کے لئے انتظار گاہ (ویٹنگ روم) خالی کرایا گیا۔

لیکن آپ نے انتظار گاہ کے باہر ہی قیام مناسب خیال فرمایا۔ گاڑی آنے میں ابھی وقت باقی تھا۔ حسب معمول نعت خوانی شروع ہو گئی۔ ایک شعر ملاحظہ ہو۔

دیکھیا چو فیرا سارا رب دی زمین دا
جناں! مدینے باجوں حج نبیوں جین دا

آپ کی چشمان مبارک آنسوؤں سے تر ہو رہی تھیں۔ نعت خوانوں پر انعام کی بارش ہو رہی تھی، لوگ انہیں نذرانہ پیش کر رہے تھے۔ اس محویت کے عالم میں آپ نے اچانک نگاہ اٹھائی اور فرمایا۔ ”ان کو روکو۔“

دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ ریلوے اسٹیشن کی عمارت کی چھت پر چھپ کر ایک آدمی کیمرا لئے آپ کی فوٹو لینے کی کوشش کر رہا ہے۔ اسے سختی سے روک دیا گیا۔ باوجود بڑے بڑے اجتماعات میں شرکت کرنے کے آپ نے عمر بھر اپنی تصویر نہ بنوائی۔ ہمیشہ اس سے اجتناب فرمایا۔ اور تصویر کی حرمت کے شرعی مسئلہ پر آپ نے عمل کر کے دکھا دیا۔ بریلی شریف، بغداد شریف اور دیگر مقامات مقدسہ کی زیارت کی خواہش کے باوجود پاسپورٹ پر فوٹو کی پابندی کی وجہ سے نہ جاسکے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک آپ کا کوئی حقیقی فوٹو ثابت نہیں ہو سکا۔ (۹)

مولانا حافظ محمد سلیمان، خانیوال بیان کرتے ہیں کہ میں اور حافظ محمد شریف جامعہ رضویہ میں اکٹھے پڑھتے تھے۔ حافظ محمد شریف ابھی بلوغت کی عمر کو نہیں پہنچا تھا۔ ایک مرتبہ وہ آپ کے کمرہ میں داخل ہوا کہ آپ سے تعویذ حاصل کرے۔ مگر آپ نے اسے فوراً واپس باہر بھیج دیا۔ اس لئے کہ نابالغ اکیلا کمرہ میں کسی کے پاس نہیں ہونا چاہئے۔ (۱۰)

آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب بھی دربار داتا گنج بخش قدس سرہ میں حاضر ہوتے تو آپ راستہ میں جامعہ نظامیہ اندرون لوہاری یا بازار داتا کی چھوٹی مسجد میں وضو فرمالتے اور اکثر اوقات غسل بھی فرمالتے۔ ایک مرتبہ آپ بازار

داتا صاحب کی چھوٹی مسجد میں غسل فرمانے کے لئے غسل خانہ میں تشریف لے گئے۔ حسب معمول غسل کے وقت آنے سے بند باندھ رکھا تھا۔ اتفاق سے غسل خانہ میں لوٹا نہیں تھا۔ آپ نے مجاور داتا گنج بخش میاں لال بادشاہ نے میاں الحاج محمد صدیق سے جو وہاں مسجد میں موجود تھے، ان سے لوٹا طلب کیا، غسل کے بعد آپ نے میاں لال بادشاہ بتایا کہ جس وقت میں نے غسل خانہ میں سے آپ سے لوٹا طلب کیا، اس وقت میں نے تہ بند باندھ رکھا تھا۔ آپ یا کو اور غسل خانہ میں سے لوٹا طلب کرنے سے یہ نہ سمجھ لے کہ ننگے بدن کسی سے کلام کرنا یا کچھ طلب کرنا جائز ہے۔ حرم و آداب کا یہ کمال نقطہ عروج ہے۔ علماء اس کی حقیقت سے بخوبی واقف ہیں۔ (۱۱)

آداب مسجد میں سے ہے کہ اسے ہر قسم کی نجاست کی تلویٹ سے بچایا جائے بلکہ پاک کپڑے کا گرد وغبار میں جھاڑنا بھی آداب مسجد کے منافی اور مورث نسیان ہے۔ علامہ شامی نے اس کی صراحت فرمادی ہے۔ (۱۲)

غالباً ۱۹۵۲ء کا واقعہ ہے کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ بغرض تبلیغ خانیوال تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت آپ شیروانی بھی پہنچے ہوئے تھے۔ آپ مسجد میں جلوہ گر تھے۔ آپ کی شیروانی پر خشک مٹی کے داغ نہ معلوم کب پڑ گئے اچانک آپ کی نظر ان پر پڑ گئی، ان مٹی کے داغوں کو صاف کرنے کے لئے آپ مسجد سے باہر تشریف لائے۔ مسجد سے باہر کھڑے ہو کر آپ نے مٹی کو جھاڑا۔ اس وقت مسجد میں دیگر حضرات موجود تھے۔ لوگ آپ کی اس احتیاط اور تقویٰ سے بے حد متاثر ہوئے۔ متعدد حضرات نے آپ سے اسی وقت بیعت کر لی۔ ان بیعت کرنے والوں میں صوفی عبداللہ اور دیگر علماء شامل ہیں۔ (۱۳)

راقم الحروف کو اچھی طرح یاد ہے کہ جب ۱۳۸۰ھ (دسمبر ۱۹۶۰ء) میں ایک روز عصر کے وقت شاہی مسجد فیصل آباد میں ایک شخص آیا۔ اس نے اپنی چادر اتار کر مسجد کے صحن میں پھینک دی اور وضو کے لئے ٹوٹیوں پر گیا۔ وضو سے فارغ ہو کر وہ شخص دوبارہ مسجد کے صحن میں آیا اور اس نے اپنی چادر اٹھائی، عام عادت کے مطابق نے اس نے اپنی چادر

(۱۱) روایت حکیم محمد صوفی امرتسری نسیانی، لاہور۔ ۳ ذی الحجہ ۱۴۰۶ھ

(۱۲) ملاحظہ ہو: رد المحتار شرح الدر المختار۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت، جلد اول، ص ۲۲۵ (۱۳) روایت حافظ محمد سلیمان، خانیوال

مسجد میں جھاڑا۔ یہ سار منظر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ دیکھ رہے تھے۔ آپ نے اس آدمی کو قریب بلایا اور اسے بتایا کہ اس طرح مسجد میں کپڑا جھاڑنے سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے دیگر یہ کہ اس سے مرض نسیان پیدا ہوتا ہے۔ آپ کے اتقاء اور انداز اصلاح سے وہ اجنبی بہت متاثر ہوا۔ (۱۴)

شعبان ۱۳۷۵ھ مارچ ۱۹۵۹ء کو ڈاکٹر امجد والا، ضلع فیصل آباد میں مدرسہ سلطانیہ غوثیہ کے سالانہ جلسہ پر تشریف لائے۔ یہاں ملاقاتیوں میں آپ نے چند اشخاص کو پہچان کر قریب بلایا اور انہیں فرمایا کہ گذشتہ برس میں یہاں آیا تھا۔ نماز عصر کا وقت تھا، جماعت ہو چکی تھی۔ فقیر یہاں بعد میں پہنچا۔ آپ نے میری اقتدا میں نماز عصر پڑھی تھی۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ بعض اسباب کی بنا پر نماز نہیں ہوئی۔ میں نے وہ نماز دوبارہ پڑھ لی تھی۔ آپ بھی اس نماز کا اعادہ کر لیں۔ (۱۵)

آپ نے اس امر کی پروا نہ کی کہ عوام اس کو سن کر کیا کہیں گے۔ بلکہ شریعت مطہرہ کے حکم کو نافذ فرما دیا۔ ایسے واقعات کا صدور اسی ذات سے ممکن ہے جس کے قلب و نظر پر پیارے آقا و مولیٰ ﷺ کے فرامین کی حکومت ہو اور وہ انہیں ادا کرنے میں لذت محسوس کرتا ہو۔

لاہور میں ایک پیر صاحب نے آپ کو اپنے ہاں جلسہ میں خطاب کے لئے دعوت دی۔ بعض ذرائع سے آپ کو معلوم ہوا کہ وہ پیر صاحب اپنے مریدوں سے سجدہ تعظیمی کرواتے ہیں، آپ نے اس بے شرع پیر کی دعوت مسترد کر دی اور انہیں کہلا بھیجا کہ جب تک اپنی ان غیر شرعی حرکات سے توبہ نہ کر لو۔ فقیر ان کے جلسہ میں شریک نہ ہوگا۔ (۱۶)

مختلف علوم کی کتابوں کو اکٹھا رکھنے میں آپ کا دستور یہ تھا کہ سب سے اوپر قرآن مجید، نیچے کتب تفسیر، پھر کتب احادیث، پھر کتب فقہ، پھر کتب اصول، پھر کتب ادب اور پھر کتب منطق و فلسفہ سب سے نیچے۔ کسی کتاب پر کوئی دوسری شے قلم، دوات وغیرہ رکھنے سے منع فرماتے۔ ایک مرتبہ مولانا انوار الاسلام نے بخاری شریف پر گلاب کا پھول رکھ

(۱۴) اخی الکلام مولانا محمد علیم الدین نے فقیر کی روایت سے اسے اپنے ایک مضمون میں شامل کیا۔

ملاحظہ ہو: روزنامہ سعادت، لائل پور، ۸ مارچ ۱۹۶۳ء، ص ۷

(۱۵) روایت مولانا محمد عبدالغفار ظفر صاحبی، فیصل آباد، ۱۳ ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ

(۱۶) مکتوب حضرت شیخ الحدیث بنام حاجی مختار احمد راولپنڈی۔ محرمہ ۱۹، جب ۱۳۷۵ھ

دیا۔ آپ نے تنبیہ فرمائی اور فرمایا پھول اگرچہ بڑی لطیف شے ہے بہر حال بخاری شریف سے افضل نہیں۔ (۱۷)
مسجد کو ہر بد بودار شے کی تلویح سے محفوظ رکھتے۔ ایک مرتبہ بریلی میں مسجد بی بی جی مرحومہ میں رات کو
گئی۔ مولانا محمد عبدالرشید رضوی جھنگوی، جوان دونوں بریلی شریف میں آپ سے دورہ حدیث پڑھا کرتے تھے
کے تیل کا گیس لے کر مسجد کے صحن سے گزرنے لگے۔ آپ نے دیکھ لیا۔ فوراً فرمایا۔

”ارے بندہ خدا! مسجد کے صحن سے مٹی کے تیل کا گیس لے کر گزر رہے ہو۔ یہ منع ہے۔“ (۱۸)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے حزم و اتقاء کا یہ عالم تھا کہ جامعہ رضویہ کے سالانہ جلسہ یا عرس قادری
جو اشتہار آپ شائع فرماتے اس میں تقویم ہجری اور تقویم شمسی دونوں تاریخیں درج فرماتے، تقویم ہجری کی تاریخ
رکھتے۔ اشتہار میں ایک وضاحتی نوٹ یوں درج فرماتے۔

۱۔ چاند کی تاریخ ڈائری کے حساب سے لکھ دی ہے۔ مگر چاند کی تاریخ اصل میں وہ ہے جو شرعی
ثابت ہو۔

۲۔ باہر سے تشریف لانے والے حضرات موسم کے لحاظ سے بستر ہمراہ لائیں۔

۳۔ باہر سے آنے والے حضرات اپنے ہمراہ مستورات کو ہرگز نہ لائیں۔ (۱۹)

اشتہار میں چند دیگر نصاب بھی درج ہوتے۔ ان کو پڑھ کر آپ کے جذبہ ہمدردی اور اتباع سنت کی ایک
لمتی ہے۔ وہ نصاب یہ ہیں۔

”مسلمانو! عقائد و بیہ اسلام پر قائم رہو۔ مذہب اہل سنت و جماعت کی پابندی کرو۔ پانچوں
وقت پابندی سے نماز پڑھو۔ مسجد آباد کرو۔ رمضان المبارک قریب آ رہا ہے۔ پابندی سے روزے
رکھو۔ شب برأت کو جاگو۔ نفل و درود پاک پڑھو۔ تلاوت قرآن پاک و ذکر خیر کرو۔ گناہوں سے

(۱۷) روایت مولانا محمد انوار السلام، مکتبہ حادیہ لاہور۔ (۱۸) روایت مولانا محمد عبدالرشید جھنگوی، ۱۴ ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ

(۱۹) ملاحظہ ہو: اشتہار سالانہ جلسہ دستار فضیلت جامعہ رضویہ لائل پور، متعلقہ ۱۳۷۸ھ ۱۹۵۹ء من جانب حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ

توبہ کرو۔ مولا عزوجل کے دربار میں خشوع و خضوع، تقضیع و زاری سے نیک مقاصد کے حصول کے لئے دعائیں کرو۔ دینی و دنیوی، ملکی، سیاسی، ترقی، فلاح و بہبودی، کامیابی صرف اس میں ہے کہ حضور نبی کریم سرور عالم ﷺ کی صحیح معنوں میں غلامی اختیار کی جائے۔“ (۲۰)

علاج معالجہ میں عموماً اس امر کا خیال بہت کم رکھا جاتا ہے کہ دو ایسا غذا کی ترکیب حلال اجزائے سے ہوئی ہے یا نہیں۔ بیماری کی شدت یا اس کے طویل ہوجانے کی صورت میں یہ بے اعتنائی اور بھی بڑھ جاتی ہے بلکہ بعض موقعوں پر تو معالج جب ایسی دوائی استعمال کرائے جس کے اجزاء شرعاً قابل استعمال نہ ہوں تو مریض یا اس کے متعلقین اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ بلکہ بحال صحت کی خاطر اسے قبول کر لیا جاتا ہے۔ مگر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا معاملہ اس سے بالکل مختلف تھا۔ مسلسل محنت سے جب آپ کی صحت گر گئی اور نقاہت بڑھ گئی، تو علاج شروع ہوا۔ آپ نے معالجین سے واضح طور پر فرما دیا کہ میرے علاج میں کوئی ایسی دوائی استعمال نہ کی جائے جس کا استعمال شرعاً جائز نہ ہو۔

بریلی شریف کی محبت کا یہ عالم تھا کہ اکثر مجالس میں تذکرہ فرماتے۔ بریلی شریف کے قیام کے دوران ہر روز بلا ناغہ خانقاہ قلدریہ رضویہ میں حاضری معمول تھا۔ قیام پاکستان کے بعد جب پاسپورٹ کی پابندی ہو گئی تو آپ بریلی شریف نہ جاسکے۔ تصویر کی حرمت مانع رہی۔ اپنی خواہشات کے مقابلہ میں شریعت مطہرہ کی اس قدر پابندی آپ حزم و اتقاء کی علامت ہے۔

ثبوت ہلال کے بارے میں آپ کا موقف انتہائی واضح اور شریعت مطہرہ کے عین مطابق تھا۔ اس سلسلے میں آپ کی عزیمت قابل تقلید ہے۔ بارہا حکام نے کوشش کی کہ آپ ان کے پروگرام کے مطابق عید پڑھائیں مگر آپ نے حکام کی دھمکیوں کی پرواہ نہ کی۔ آپ کے مخالفین نے آپ کی عزیمت کے مقابل آپ کو متعدد مقدمات میں الجھانے کی کوشش کی مگر آپ کے مضبوط موقف میں فرق نہ آیا۔ ذاتی آرام کے مقابل میں شریعت مطہرہ کے احکام پر عمل کی پاداش میں تکالیف آپ کو گوارا تھیں۔ مگر احکام شرعیہ سے سر مو انحراف برداشت نہ تھا۔ ایسا ہی لاؤڈ سپیکر پر نماز کی اقتداء کے معاملے میں آپ کا موقف شرعی اصولوں پر مبنی تھا۔ حلت و حرمت اور جواز و عدم کے درمیان دائرہ معاملہ میں فقہاء کے اصول حرمت اور عدم جواز و عمل حزم و اتقاء کی علامت ہے۔

(۲۰) ملاحظہ ہو: اشتہار سالانہ جلسہ دستار فضیلت جامعہ رضویہ لاکھ پور، معلقہ ۱۳۷۸ھ ۱۹۵۹ء من جانب حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ

صلابت دینی

مت سہل انہیں سمجھو، پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انساں نکلتے ہیں

خلوص اور اللہیت کی برکات اور اس کے ثمرات یہ ہوتے ہیں کہ شخصیت کے معنوی خدوخال نکھر کر سامنے آتے ہیں۔ کردار میں عظمت، شخصیت میں مقناطیسیت، گفتار میں صداقت، رائے میں اصابت اور نصب العین میں صلاح پیدا ہو جاتی ہے۔ متلاشیان حق اس شخصیت کے گرد پروانہ وار جمع ہو جاتے ہیں اور اختلاف رائے رکھنے والے بھی گہرائیوں سے اس کی حقانیت کے قائل ہو جاتے ہیں۔ احباب اس شخصیت کی وجاہت سے اپنے اندر ایک طاقت کرتے ہیں اور مخالف پر اس کا ایسا رعب پڑتا ہے کہ وہ اس کے مقابل اپنے آپ کو نہایت کمتر اور حقیر تصور کرتا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز اپنے نصب العین کی پختگی اور شریعت مطہرہ کی ایک ایک جزئی پر عمل کرنے میں کوہ وقار تھے۔ حوادث زمانہ اور نامساعد حالات آپ کے پائے استقلال میں لغزش کیا، جنبش بھی کرنے لگے۔ عملی اور اعتقادی اعتبار سے آپ کے کردار میں وہ عظمت تھی کہ اس دور میں اس سے زیادہ کیا اس کی مثل بھی مشکل نظر آتا ہے۔ طفلی سے تادم آخراں کا پاکیزہ دامن ہر قسم کے گرد و غبار سے صاف نظر آتا ہے اور یہ حضرت الحدیث قدس سرہ العزیز کی امتیازی خصوصیت ہے۔ وہ ہر معاملہ کا فیصلہ بڑے غور و فکر کے بعد کرتے، احباب سے بھی فرماتے مگر فیصلہ کر چکنے کے بعد ”وَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ“ کی عملی تفسیر بن جاتے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ بارہا زمانہ نے آپ کی خدا داد اصابت رائے کا مشاہدہ کیا۔ بعض مرتبہ بڑے راہنما ایک فیصلہ کرنے میں خطا کا شکار ہو گئے، اگرچہ ان کی خطا بھی اجتہادی نوعیت کی ہوتی، مگر حضرت الحدیث قدس سرہ العزیز کو کبھی بھی اپنا فیصلہ تبدیل کرنے کی شرعی ضرورت نہ پڑی۔ یہ فیصلہ خواہ مذہبی مسائل سے ہو یا سیاسی معاملات سے، اعتقادی حیثیت رکھتا ہو یا عملی۔ بہر حال آپ کے موقف کی صداقت بالآخر واضح ہو کر رہی۔

تذکرہ محدث اعظم پاکستان

نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل السلام ارشاد فرماتے ہیں۔

”أَحَبُّ فِي اللَّهِ وَالْبَعْضُ فِي اللَّهِ مِنْ أَفْضَلِ الْأَعْمَالِ“ (۱)

اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کسی سے محبت اور اللہ کی رضا کی خاطر کسی سے بغض و عداوت بہترین اعمال میں سے ہے۔

ایک اور حدیث میں کمال ایمان کی کیفیت یوں بیان ہوئی۔

”مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ وَأَبْغَضَ لِلَّهِ وَأَعْطَى لِلَّهِ وَمَنَعَ لِلَّهِ فَقَدْ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ“ (۲)

جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کسی سے محبت کی، اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کسی سے عداوت کی، اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کسی کو کچھ دیا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کسی کو کچھ نہ دیا، اس نے ایمان مکمل کر لیا۔

وَلْيَعْمَ مَا قَبِلَ

لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَا طَعَنَهُ

إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيعٌ

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز احادیث مبارکہ پر صدق دل سے حامل تھے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات پر عمل کرنے میں وہ کسی مخالفت کی پرواہ نہ فرماتے۔ آپ کی عطا و منح، محبت و عداوت چونکہ رضائے الہی اور رضائے رسالت پناہ علیہ التحیۃ و الثناء کے حصول کی خاطر تھی، اس حوالہ سے یہ حقیقت بلا خوف و خطر کہی جاسکتی ہے کہ آپ کمال ایمان کی اعلیٰ بلندیوں پر فائز تھے اور اعمال کے اعتبار سے کامل ترین شخصیت تھے۔ صلابت دینی کی بنیاد ہی کمال ایمان اور افضل اعمال ہے۔ اس موقع پر چند ان واقعات کا تذکرہ کیا جاتا ہے جن میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی صلابت دینی کا اظہار ہوتا ہے۔

رواہ ابوداؤد، کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلق، للعلامة عبدالرؤف المناوی علیہ الرحمۃ۔ طبع مصر (۱۳۷۳ھ) ص ۴۲۲

رواہ ابوداؤد و الفضلاء عن ابی امامہ، جامع صغیر للسیوطی۔ ج ۲۔ ص ۲۷۲

حضرت سید محمد معصوم شاہ نوری (م ۱۳۸۸ھ / ۱۹۶۹ء) بانی نوری کتب خانہ، دربار حضرت گنج بخش قدس
ایام علالت میں لائل پور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی عیادت کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ چونکہ حضرت
الحدیث قدس سرہ العزیز صاحب فراش تھے، اس لئے اندر مکان میں تشریف فرما تھے۔ نقاہت کی وجہ سے معالجہ
زیادہ ملاقات اور گفتگو پر پابندی لگا رکھی تھی۔ حضرت شاہ صاحب کے آنے کی اطلاع اندر آپ کو ہو گئی۔ آپ
صاحب کو اندر بلا لیا۔ احوال پرسی کے بعد آپ نے شاہ صاحب سے فرمایا۔

”شاہ صاحب میری دو باتوں کا گواہ رہنا، ایک تو یہ کہ یہ فقیر حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کا غلام اور مرید ہے۔ اور دوسرے یہ کہ اس فقیر نے عمر بھر کسی بے دین سے مصافحہ نہیں کیا۔“ (۳)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کا یہ ارشاد کہ میں نے عمر بھر کسی بے دین سے مصافحہ نہیں کیا
عزیمت اور کرامت کی بات ہے۔ یہ بات کہنی تو آسان ہے مگر اس پر عمل کتنا مشکل ہے؟ اس کا اندازہ وہی
کر سکتے ہیں جو بے دینوں کی بے دینی پر مطلع ہوں۔ اور زندگی کے مختلف مراحل میں ان بے دینوں سے معاملہ
بہر حال یہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی کمال کرامت تھی۔ ”أَلْبَغْضُ لِلَّهِ“ کی خاطر آپ نے اس پر
کرے دکھا دیا۔

۱۳۷۵ھ / ۱۹۵۶ء کو جب آپ دوسری مرتبہ حرمین طہیین کی حاضری کے لئے روانہ ہوئے تو راستہ میں
کا بے پایاں استقبال ہوا۔ جہاں گاڑی رکتی عاشقانِ مصطفیٰ اس پروانہ مصطفیٰ کی زیارت کے لئے ٹوٹ پڑے
اسٹیشن پر گاڑی رکی تو وہاں بھی یہی کیفیت تھی۔ بے شمار احباب اہل سنت استقبال اور زیارت کے لئے اسٹیشن
تھے۔ ہر کوئی مصافحہ اور دست بوسی کر رہا تھا۔ بعض خوش نصیب تو قدم بوسی کی سعادت سے بہرہ ور ہو رہے تھے
کیفیت تھی کہ آنکھیں جھکائے ہوئے ہر ایک سے ملاقات فرما رہے تھے اور دعاؤں کے تحفے عطا فرما رہے تھے
دیوبندی عقائد کے مشہور عالم اور احراری راہنما قاضی احسان احمد شجاع آبادی بھی کسی کام کے لئے

موجود تھے۔ اس نے بھی چاہا کہ میں بھی آپ سے مصافحہ کر لوں۔ اس نیت سے وہ بھی اہل سنت کے مجمع میں شامل ہو کر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کے سامنے آیا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے۔ اچانک آپ نے اپنا ہاتھ روک لیا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اس نے کہا مجھے احسان احمد شجاع آبادی کہتے ہیں۔ آپ نے دوسرا سوال یہ کیا کہ علمائے دیوبند نے جو کفری عبارات لکھی ہیں اس کے بارے میں آپ کا کیا عقیدہ ہے۔ قاضی صاحب اس سوال سے الجھلا گئے اور کہنے لگے میں یہاں مناظرہ کے لئے نہیں آیا صرف آپ سے مصافحہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر آپ نے فرمایا۔

”اس فقیر نے کبھی بھی بے دین اور بد مذہب سے مصافحہ نہیں کیا۔ آپ سے مصافحہ نہیں کروں گا۔“

اس پر وہ شرمندہ ہو کر واپس ہو گیا۔ آپ نے اس بات کی پرواہ نہ کی کہ قاضی احسان احمد دیوبندی فرقہ کا مقتدر عالم ہے، بلکہ آپ کا ہاتھ روک لینا صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر تھا۔ (۳)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی بصیرت عطا فرمائی تھی کہ آپ پہلی نظر میں ہی سامنے آنے والے کے متعلق اندازہ فرما لیتے کہ یہ صحیح العقیدہ مسلمان ہے یا بد عقیدہ بے دین۔ یہی وجہ ہے کہ آپ جب بھی کسی سے مصافحہ کے لئے ہاتھ کھینچ لیتے تفتیش حال پر وہ بد عقیدہ یا بے دین نکلتا۔

سالار والا ضلع فیصل آباد کے قریب ایک گاؤں میں آپ ایک غریب آدمی کی دعوت پر ایک مرتبہ تقریر کے لئے تشریف لے گئے۔ گاؤں میں پہنچے تو دیہاتی ماحول کے مطابق لوگوں نے آپ کا پر جوش استقبال کیا۔ آپ کو ملنے والوں میں وہاں نمبردار بھی شامل ہوا۔ جب اس نمبردار نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا تو آپ نے ہاتھ کھینچ لیا اور اس سے پوچھا کہ تیرا عقیدہ کیا ہے؟ اس نے بر ملا بتایا کہ وہ مرزائی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں کسی مرزائی یا بد مذہب بے دین سے مصافحہ نہیں کر سکتا۔ سب سے پہلے اپنی بد عقیدگی سے توبہ کرو تو پھر آپ سے مصافحہ ہوگا۔ اس با اثر نمبردار نے اسے اپنی ہنک سمجھا اور وہ آپ کے مخالف ہو گیا۔ اس نے اس غریب آدمی کو کہہ دیا کہ گاؤں کی اس مسجد میں تم جلسہ نہیں کروا

(۳) ا۔ روایت مولانا محمد عبدالرشید رضوی جھنگوی، ۱۴، ریح الاخر، ۱۳۰۶ھ

ب۔ روایت مولانا اسد نظامی، جہانیاں منڈی، ۲۸، ذی قعدہ، ۱۴۰۳ھ

سکتے اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کے متعلق کہنے لگا اگر اس مولوی صاحب نے گاؤں کی اس مسجد میں آج تو میں مزاحمت کروں گا۔ اور فساد کی ذمہ داری ان پر ہوگی۔ وہ غریب آدمی ہم گیا۔ اور حیران تھا کہ کیا کرے، اپنے میزبان غریب آدمی سے فرمایا، گھراؤ نہیں۔ ان شاء اللہ آج میں تقریر کروں گا اور حالات بھی پر امن رہیں چنانچہ آپ نے گاؤں کی ایک غیر آباد مسجد میں تقریر کرنے کا اعلان فرمایا۔ بجزہ تعالیٰ آپ کا وہ بیان تین گھنٹے تک رہا، آپ نے اپنی تقریر میں دیگر مسائل کے علاوہ مرزاہیت کا بھی بھرپور رد فرمایا۔ حاضرین کی تعداد کئی ہزار تھی۔ حیران اور خوش تھے کہ اتنے سامعین کس طرح جمع ہو گئے۔ (۵)

آخری ایام علالت میں بغرض تجدیدی آپ وہو اہری پورا اور ایٹ آباد جلوہ گر ہوئے۔ ایٹ آباد میں آپ ملک منظور احمد بزار کے ہاں تھا۔ ملک صاحب نے بڑی محبت سے آپ کی خدمت کی، اسی دوران وہاں کی مشہور مسجد کا خطیب آپ کی شہرت سن کر حاضر ہوا کہ آپ سے ملاقات کرے۔ مگر آپ نے اس کو ملاقات کا موقعہ نہ دیا کہ وہ دیوبندی عقیدہ رکھتا ہے۔ اور فقیر کسی دیوبندی مولوی سے ملاقات نہیں کرتا۔ چنانچہ وہ دیوبندی خطیب ملاقات نہ کر سکے۔ (۶)

حمیت مذہبی اور صلاحیت دینی میں آپ کی شخصیت ضرب المثل کی حیثیت رکھتی ہے۔ دین کے معاملہ میں برہنہ تھے۔ اس معاملہ میں کسی کا لحاظ ان کو گوارا نہ تھا۔

فیصل آباد کی ایک شخصیت راجہ نادر خاں تھی، جو بزم خویش ایک بڑا سیاسی آدمی، رئیس علاقہ اور کسی کو شمار لانے والا تھا۔ چونکہ عوام الناس حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی عزت و توقیر دل و جاں سے کرتے تھے اب بھی کرتے ہیں) اس لئے وہ ایک ایکشن کے سلسلہ میں آپ کی امداد حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوا اور مصالحت کے لئے ہاتھ بڑھائے اور ساتھ ہی اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ وہ اس علاقہ میں شیعوں کا صدر ہے۔ اس پر حضرت الحدیث قدس سرہ العزیز نے اپنا ہاتھ مبارک کھینچ لیا اور فرمایا۔

(۵) قلمی یادداشت مولانا محمد احسان الحق، فیصل آباد، مجز و نہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

(۶) روایت حاجی منظور احمد، لال کڑتی راولپنڈی ۱۳۰۵ھ

”آپ سے ہاتھ ملا کر میں خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو کیا منہ دکھاؤں گا۔“

یہ واقعہ بھری محفل میں ہوا اور وہ شخص اس کو اپنی توہین خیال کر کے غصہ کی حالت میں واپس بجائے و خاسر چلا گیا اور ہمیشہ آپ کی مخالفت کرتا رہا۔ مگر آپ نے اس کی پروا نہ کی۔ (۷)

عقیدہ حقہ اہل سنت کی تبلیغ عام، محافل میلاد کے انعقاد، گیارہویں شریف اور دیگر ایصالِ ثواب کی مجالس کے قیام اور عقائد باطلہ کے مؤثر رد کی وجہ سے غیر مقلد، دیوبندی، شیعہ، کانگریسی، احراری، خاکساری بلکہ مرزائیوں نے آپ کے خلاف متحدہ محاذ قائم کر رکھا تھا۔ عوام آپ کے مدلل اور موثر مواظبت میں جوق در جوق شرکت کرتے۔ آپ کے جمعہ کے حاضرین کی تعداد کا اندازہ لگانا مشکل ہوتا۔ ایک مرتبہ جمعہ کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ وہ حضور داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ کی طرف سے چوکیدار مقرر ہیں اور چوکیدار کا فرض ہے کہ وہ بتائے کہ فلاں دین کا چور ہے اس سے بچو۔ (۸)

۱۹۵۲ء میں جب تحریک ختم نبوت چلی اور تین بڑے مطالبات پیش کیے گئے۔

- ۱۔ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔
- ۲۔ ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔
- ۳۔ ظفر اللہ مرزائی کو وزارت سے ہٹایا جائے۔

تو مرزائیوں کے علاوہ دیگر فرقے اہل حدیث، دیوبندی، شیعہ، مہودوی سب اہل سنت کے ساتھ متحد ہو گئے۔

قوم کے جذبات میں طوفان آ گیا۔ مگر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ اور دیگر چند علماء اہل سنت نے اشتراک عمل نہ کیا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا موقف یہ تھا کہ جہاں تک مطالبات کا تعلق ہے ہم ان کی پوری طرح حمایت کرتے

(۷) مکتوب چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ حال تقیم اسلام آباد، بنام فقیر غنی عنہ، بحرہ ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء

(۸) مکتوب چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ حال تقیم اسلام آباد، بنام فقیر غنی عنہ، بحرہ ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء

ہیں۔ مگر جب تک یہ لوگ اپنے اپنے غلط عقیدہ سے تائب نہیں ہوتے ان سے ہمارا اشتراک عمل نہیں ہو سکتا۔ گرفتاریاں اپنے پلیٹ فارم سے دیں گے۔ ناموس رسالت کی حفاظت کی خاطر خون کا آخری قطرہ بہانا ہمارے باعث فخر و مباہات ہے، مگر باہت مصطفیٰ ﷺ کرنے والوں سے اشتراک عمل کسی طرح بھی پسند نہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ فیصلہ پر آخر دم تک ڈٹے رہے اور جامعہ رضویہ کے پلیٹ فارم سے گرفتاریاں دیں۔ کاش دیگر علماء اہل سنت بھی اپنے شیخ الحدیث قدس سرہ کی طرح غیروں سے اپنے پلیٹ فارم کو پاک رکھتے تو تحریک اس طرح ناکام نہ ہوتی، آپ نے نازک مرحلہ پر بھی مصلحت بینی سے کام نہ لیا اور اپنے مسلک سے سرمو انحراف نہ کیا۔ بالآخر تاریخ نے ثابت کر دیا کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ حق پر تھے اور حق ان کے ساتھ تھا۔

اس طوفانی اور ہیجانی دور میں بعض نوجوان اہل سنت نے جوش کا مظاہرہ کیا اور آپ سے عرض کیا کہ آپ شتر کہ مجاز میں شرکت فرمائیں۔ لیکن آپ کے موقف میں ذرہ بھر چلک نہ آئی۔ انہی ایام میں ایک جمعہ کے موقع پر فرمایا: ”اگر میرے مرید میرے شجرے میرے منہ پر ماریں اور تحریک ختم نبوت کے متحدہ مجاز میں شرکت کر جائیں مگر میں ہرگز بندہ ہوں کے ساتھ اتحاد نہیں کر سکتا۔“

نیز فرمایا۔

”اعلیٰ حضرت عظیم البرکت حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ نے تحریک ترک موالات میں بھی ایسا ہی فرمایا۔“ (۹)

”الْحُبُّ فِي اللَّهِ وَ الْبُغْضُ فِي اللَّهِ مِنْ أَفْضَلِ الْأَعْمَالِ“ پر آپ کا یہ عمل اسلاف کرام کی سیرت

تازہ کر دیتا ہے۔ اسی دور سے متعلق صلابت دینی کا ایک واقعہ جو ہدیری مختار احمد انور ایڈووکیٹ، فیصل آباد حوالہ میں آبادیوں بیان کرتے ہیں۔

”ایک روز ایک کانگریسی دیوبندی مولوی تاج محمود اور اہل حدیث کا سیکریٹری میرے اور خاں محمد عمر

خان ایڈووکیٹ کے بار روم میں آئے اور کہا کہ وہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ صاحب سے تحریک کے سلسلے میں ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ آپ دونوں ہمارے ساتھ چلیں۔ چنانچہ بعد دوپہر حسب پروگرام ہم ان کے ساتھ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان لوگوں نے حضرت صاحب سے تحریک میں شامل ہونے کے لئے کہا اور کہا کہ آپ (یعنی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ) صدر ہوں گے اور وہ لوگ ان کے سپاہی۔ میں (چوہدری مختار احمد) اور خاں (محمد عمر خاں) صاحب سوچ رہے تھے کہ ان لوگوں نے چالاکی سے کام لیا ہے۔ دیکھیں حضرت صاحب کیا کرتے ہیں۔ ان دونوں نے اپنا تعارف یوں کرایا کہ ایک دیوبندی ہیں اور دوسرے اہل حدیث۔ حضرت صاحب نے فوراً ارشاد فرمایا کہ آپ حضرات اپنے غلط عقائد سے توبہ کر لیں۔ تو آپ تحریک کے صدر اور میں آپ کا سپاہی بننے کو تیار ہوں۔ دونوں ششدر رہ گئے اور اٹھ کر چلے گئے۔“ (۱۰)

مولوی تاج محمود دیوبندی اور اہل حدیث مولوی نے تحریک ختم نبوت میں آپ کو شامل کرنے کی جو چال چلی اس سے بچنا بہت مشکل تھا، مگر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی بصیرت نے انہیں ایسا لا جواب کر دیا کہ انہیں راہ فرار نظر نہ آئی۔

اسی نوعیت کا ایک واقعہ جماعت اسلامی کے بانی مودودی صاحب کے جلسہ سے متعلق چوہدری مختار احمد انور کی زبانی سنئے اور آپ کی صلابت دینی کا اندازہ فرمائیں۔

”جماعت اسلامی نے لائل پور میں ایک بہت بڑے جلسہ کے انعقاد کا اعلان کیا اور ان کے لائل پور کے امیر نے مجھے (چوہدری مختار احمد انور) کہا کہ حضرت صاحب کو جلسہ میں تشریف لانے کی دعوت دینی ہے۔ آپ میرے ساتھ حضرت صاحب کے پاس چلیں۔ میں ان کے ہمراہ حاضر خدمت ہوا۔ حضرت صاحب بے حد اخلاق سے پیش آئے۔ چائے پلائی۔ امیر صاحب نے

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو دعوت نامہ پیش کیا اور کہا کہ آپ ضرور تشریف لائیں اور وعدہ فرمائیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اگر میں آپ کے جلسہ میں آؤں تو موہووی صاحب سے ان کے عقیدہ وغیرہ کے متعلق وہ سوال کروں گا جو ان کے بارے میں اپنے وعظ میں کہتا ہوں۔ کیونکہ یہ میرا دینی فرض ہے۔ اس پر وہ امیر صاحب کہنے لگے اچھا آپ تشریف نہ لائیں۔“ (۱۱)

مولانا صاحبزادہ سید فیض الحسن زبیب آستانہ آلوہار ضلع سیالکوٹ ابتدا چونکہ مجلس احرار سے وابستہ رہے لئے ان کا میل جول مخالفین اہل سنت سے رہتا۔ انہی ایام میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے کوشش فرمائی کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سے ملاقات کروں۔ چنانچہ ایک موقعہ پر دونوں حضرات ایک ہی مقام پر جمع ہو گئے۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے ان سے ملاقات نہ کی۔ بعد میں جب حضرت صاحبزادہ صاحب نے مخالفین اہل سنت سے علیحدگی اختیار کر لی تو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ان سے بڑی محبت و شفقت سے پیش آتے اور اہل سنت کی خدمت کے سلسلہ میں آپ کی مساعی کی بڑی تعریف فرماتے۔ ایک مرتبہ حضرت صاحبزادہ صاحب سے فرمایا۔

”کسی کے ساتھ میری محبت و عداوت محض حق اور رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعلق کی بنا پر ہے۔ اس وقت میرا آپ سے ملاقات نہ کرنا بھی اسی جذبہ کے ماتحت تھا۔ کیونکہ آپ کا تعلق و ہم نشینی ان لوگوں کے ساتھ تھی جن کا عقیدہ عظمت و شان رسالت کے خلاف ہے اور مجھے آپ کو اس بات کا احساس دلانا مقصود تھا۔ یہ دین آپ حضرات (سادات) ہی کے گھر سے نکلا ہے میں تو سادات کرام اور دین پاک کا ایک خادم ہوں۔“ (۱۲)

حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن نے اس واقعہ کو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے عرس چہلم کے موقعہ پر عام میں یوں بیان فرمایا۔

(۱۱) مکتوب چوہدری مختار احمد انور لٹریچر و کیت از اسلام آباد بنام فقیر غنی عند ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء

(۱۲) ہفت روزہ محبوب حق لائل پور ۲۴ دسمبر ۱۹۶۵ء۔ ص ۱۷

”ایک دفعہ ڈھاہاں سنگھ میں کسی نے میری دعوت کی۔ وہاں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ بھی موجود تھے۔ میں خوش تھا کہ ملاقات ہوگی۔ مگر جب میں وہاں گیا تو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے دروازہ نہ کھولا اور ملاقات نہ کی۔ میرے دل میں رنجش پیدا ہوئی کہ حضرت نے یہ مناسب نہیں کیا۔ میں نے بھی عہد کر لیا کہ آئندہ نہ ملوں گا۔ تین سال کے بعد میں آلو مہار میں سو رہا تھا کہ مجھے میرے جد امجد کی زیارت ہوئی۔ انہوں نے ایک دعوت میں بلایا اور فرمایا کہ آؤ ایک عظیم شخصیت سے تعارف کرنا ہوں۔ میرے جد امجد نے ایک بزرگ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ یہ بزرگ مولوی محمد سردار احمد صاحب ہیں ان سے ملو۔ اور ان کی خدمت میں جایا کرو۔ میں اس خواب سے اتنا متاثر ہوا کہ میری کیفیت ہی بدل گئی۔ اس خواب کی تعبیر یوں ہوئی کہ حضرت مولانا محمد صادق صاحب (گوجرانوالہ) نے ایک خاص دعوت میں ہم دونوں کو بلایا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے پر ہم آنکھوں سے مجھے سینے سے لگا لیا۔ میری دنیا بدل گئی۔“ (۱۳)

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ ظاہری ملاقات سے پہلے جس طرح حضرت صاحبزادہ صاحب کو خواب میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سے متعارف کرایا گیا اسی طرح خواب میں صاحبزادہ صاحب سے آپ کی ملاقات کا اتفاق ہو گیا۔ چنانچہ ملاقات سے کچھ روز پہلے جب حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب سے ہم پہلے بھی ملاقات کر چکے ہیں۔ کسی نے متعجب ہو کر استفسار کیا کہ حضور! وہ کہاں؟ تو آپ نے فرمایا ”خواب میں“۔

اس کے بعد آپ نے بیان فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مجلس قائم ہے۔ جس میں میں اور صاحبزادہ صاحب دونوں موجود ہیں۔ اور وہاں پر صاحبزادہ صاحب سے خوب ملاقات ہوئی۔

(۱۳) روزنامہ غرب، لاہل پور مجر یہ ۱۹ پرل ۱۹۶۳ء بحوالہ ہفت روزہ محبوب حق لاہل پور دسمبر ۱۹۶۳ء
نوٹ: عرس چہلم پر حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن کی یہ تقریر فقیر قادری عفی عنہ نے خود بھی سنی۔ ہزاروں کا مجمع تھا۔

الم خواب میں ملاقات کے بعد مدرسہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم گوجرانوالہ کے سالانہ اجلاس میں دونوں حضرات کی محبت آمیز اور پر خلوص ملاقات ہوئی اور دونوں حضرات کے خوابوں کی عملی تعبیر سامنے آئی۔ اس ملاقات کا منظر عجیب پر کیف اور رقت آمیز تھا۔ ایک طرف سے حضرت صاحبزادہ صاحب بے تابانہ آگے بڑھے۔ دوسری طرف حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ جذبہ سنیت سے سرشار تھے۔ سلام مسنون، مرحبا اور مصافحہ و معانقہ ہوا۔ صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ افسوس کہ ہم اتنی دیر آپ کے فیوض و برکات سے محروم رہے۔ آپ نے فرمایا۔

”ہر کام کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔“

اس خوش گوار واقعہ سے تمام اہل سنت میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ یہ پر خلوص تعلق اور رابطہ دونوں حضرات درمیان آخر تک قائم رہا۔ (۱۴)

جس زمانہ میں مولانا صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحب مخالفین اہل سنت سے ملتے جلتے تھے، اسی زمانہ میں مولانا عبدالغفور شاگرد مولانا عنایت اللہ سانگلہ ہل نے عرض کیا۔ جلسہ میں مولانا سید فیض الحسن کو بھی بلا لیا جائے گا۔ کے مریدوں سے کافی چندہ ہو جائے گا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے فرمایا۔

”کہو اگر وہ ہمارے ہاں آکر مولوی یونس دیوبندی سے ملنے چلے گئے تو پھر ہمارے پاس کیا علاج ہوگا۔ ہمیں چندہ کی ضرورت نہیں دین کی ضرورت ہے۔“ (۱۵-ا)

حکومت پاکستان نے آج کل متعدد علماء پر مشتمل ایک با اختیار رویت ہلال کمیٹی قائم کر دی ہے۔ جو چاند و یا شرعی شہادت ملنے پر چاند کے ہونے یا نہ ہونے کا اعلان کر دیتی ہے۔ کمیٹی کے چیئرمین کا اعلان بمنزلہ قاضی الشرع کے اعلان کے ہے۔ (۱۵)

(۴) ہفت روزہ محبوب حق اہل پور، مجریہ ۳ دسمبر ۱۹۶۳ء، ص ۱۷

(۱۵-ا) روایت مولانا مفتی محمد مختار احمد جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد، ۹ ربیع الثور ۱۴۰۵ھ

(۱۵) بعض شرعی تقاضوں کے پورا نہ ہونے کے باعث متعدد علماء اس اعلان کا پتہ اعتبار نہیں کرتے۔ فقیر قادری عفی عنہ

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے زمانہ حیات ظاہری میں یہ صورت حال نہ تھی، اگر کہیں چاند نظر آجاتا تو ریڈیو پر اس خبر کا اعلان ہو جاتا۔ کسی خبر آنے سے رویت ہلال کا ثبوت شرعی طور پر نہیں ہو سکتا۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ شرعی تقاضوں کے مطابق ہی چاند کے ثبوت یا عدم ثبوت پر عمل کرتے۔ کسی جگہ سے محض خبر آنے کو بے اعتبار قرار دیتے۔ شریعت مطہرہ کے مطابق عمل کرنے کا بہت اہتمام فرماتے۔ اس سلسلہ میں احباب کی خواہش یا کسی افسر مجاز کے حکم کو کوئی وقعت نہ دیتے۔ چنانچہ بارہا ایسا ہوا کہ ادھر مقامی طور پر ماہ رمضان یا شوال کا چاند نہ نظر آیا اور نہ شرعی شہادت حاصل ہوئی، ریڈیو سے ہلال عید یا ہلال رمضان کی خبر نشر ہو گئی۔ لیکن حکام کے رویہ، عوام کے رجحان اور مخالفین کے پراپیگنڈا کے باوجود آپ تصریحات دینی و شرعی کے مطابق اپنے موقف پر قائم رہے۔ اور یہی اعلان فرماتے رہے کہ دربارہ ہلال ریڈیو کی خبر شرعی معیار پر پوری نہیں اترتی۔ ثبوت ہلال کے لئے رویت یا شہادت وغیرہ درکار ہے۔ کسی نے چاند دیکھا ہے یا کہیں سے شہادت موصول ہوئی ہے تو بے شک روزہ رکھو اور عید کرو۔ ورنہ ثبوت شرعی کے بغیر دینی معاملہ میں مداخلت اور سینڈ زوری سے باز رہو۔

اس سلسلہ میں آپ نے کبھی کسی مصلحت یا رو رعایت کا مظاہرہ نہیں کیا۔ آپ نے ہمیشہ مسئلہ شرعی پر عمل کیا۔ اس سلسلہ میں آپ کو اگرچہ امراء کی ناراضگی، مخالفین کی شرانگیزی، مقدمہ بازی اور شدید منفی قسم کے پراپیگنڈے سے دوچار ہونا پڑا۔ لیکن آپ ہمیشہ حق پر قائم رہے اور لوگوں نے آپ کی استقامت کے منظر اپنی آنکھوں سے دیکھے اور آپ پر قربان ہوتے رہے۔

مخالفین کی جانب سے آپ کے خلاف دائر ہونے والے مقدمات میں خان محمد عمر خاں ایڈووکیٹ اور چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ بطور وکیل کے پکھری میں پیش ہوتے۔ اس لئے یہ حضرات ان مقدمات کی نوعیت اور تفصیل سے بخوبی واقف تھے۔ اسی حیثیت سے چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ (جنہیں ان کی خدمات کے صلہ میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ "وکیل اہل سنت" کے معزز لقب سے یاد فرماتے تھے) کا ایک بیان ملاحظہ ہو۔

”رویت ہلال کے سلسلہ میں حضرت صاحب (شیخ الحدیث قدس سرہ) شریعت کے مطابق عمل کرنے کے لئے بہت اہتمام کیا کرتے تھے۔ کسی افسر یا احباب کی خواہش کو وقعت نہ دیتے تھے۔

ان ایام میں لاکھ پور کے ڈی سی دیوبندی عقیدہ کے تھے یا اہل حدیث تھے، وہ چاہتے تھے کہ سرکاری طور پر اعلان کے مطابق عید ہو۔ مگر حضرت صاحب احکام شریعت کے مطابق عمل کرتے۔ اسی طرح کئی دفعہ دو عیدیں ہوئیں۔ سب مخالفین نے مل کر یہ ایما ڈی۔ سی۔ صاحب، حضرت صاحب کے خلاف فوجداری مقدمہ اے، ڈی۔ ایم لاکھ پور کی عدالت میں دائر کر دیا کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے غلط طور پر دوسری عید کروائی ہے۔ ڈی۔ سی۔ نے اے۔ ڈی۔ ایم کو کہہ دیا کہ حضرت صاحب کو عدالت میں ضرور طلب کر لیا جائے۔ میں اور خاں محمد عمر خاں مرحوم حضرت صاحب کی طرف سے وکیل تھے۔ اے۔ ڈی۔ ایم۔ بہت اچھا آدمی تھا، دوسرے اس مقدمہ کی تاریخ پر لاکھ پور شہر اور دیہات سے بے انداز لوگ احاطہ پکھری میں جمع ہوئے۔

اے۔ ڈی۔ ایم۔ نے دعویٰ خارج کر دیا اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو عدالت میں طلب تک نہ کیا۔ پھر مخالفین نے اسی بنا پر عدالت دیوانی میں دعویٰ دائر کر دیا۔ ہم نے بھی ایک فتویٰ لے کر چار مخالف لیڈر مولویوں پر دعویٰ دائر کر دیا۔ تو وہ مولوی ہمارے پاس آئے کہ آپ اپنا دعویٰ چھوڑ دیں۔ ہم بھی مقدمہ واپس لیتے ہیں۔“ (۱۶)

ان مقدمات کے باوجود بھی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے موقف میں ذرا بھر بھی کمی یا نرمی نہ آئی۔ حکام کا جانبداری بھی آپ کے پائے استقلال میں لغزش یا جنبش پیدا نہ کر سکی۔

مخالفین اہل سنت کی یہ کاروائی ایسی نہ تھی جو یہاں پہنچ کر رک جاتی۔ وہ تو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ برسر پیکار رہ کر آپ کے مشن کو ناکام کرنے کا ارادہ کر چکے تھے، ادھر حضرت شیخ الحدیث کی صلابت دینی کے ساتھ ساتھ

(۱۶) مکتوب چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ، بنام فقیر قادری عفی عنہ۔ ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء

ثبوت ہلال کے سلسلہ میں ریڈیو کی خبر اور اعلان کی شرعی حیثیت معلوم کرنے کے لئے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا فتویٰ مندرجہ ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، مجریہ ۲۸ رمضان المبارک ۱۳۷۳ھ/۱۸ اپریل ۱۹۵۸ء ص ۲، ملاحظہ فرمائیں۔ فقیر قادری عفی عنہ

استقلال نے عجب رنگ جمایا۔ بالآخر مخالفین اور جانبدار حکام بھی ہار گئے۔ رویت ہلال کے سلسلہ میں مقدمات کی ناکامی کے باوجود جانبدار حکام اور مخالفین اہل سنت کی کارروائیوں کی روداد جناب چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ کی زبانی سنئے۔

”چونکہ ڈی۔سی۔ صاحب کا یہ داؤد بھی ناکام ہو گیا تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ حضرت صاحب ان کی عدالت میں آئیں، مگر حضرت صاحب فرماتے تھے کہ وہ فقیر آدمی ہیں وہ کیوں افسروں کے پاس جائیں۔ چنانچہ ڈی۔سی۔ وغیرہ نے مشورہ کر کے یہ پلان بنایا کہ شہر میں حضرت صاحب کی وجہ سے فرقہ بندی بڑھ گئی ہے اور فسادات کا فوری خطرہ ہے اس لئے دونوں گروہوں کے چند اشخاص کے ناموں پر مشتمل کیس بنادیا کہ ان کی ضمانتیں لی جائیں۔ تاکہ فساد کی روک تھام ہو سکے۔ اس میں حضرت صاحب کے ساتھ میرا، خاں محمد عمر خاں، شیخ بشیر احمد، (سابق چیئرمین بلدیہ لائل پور) غازی محمد حسین، اور مولانا عبدالقادر صاحب کے نام تھے۔ اور دوسری طرف مولوی محمد یونس اور ان کے ہمراہیوں کے نام تھے۔ ایک شام ایس۔ پی۔ کی طرف سے حکم نامہ حضرت صاحب کے نام پہنچا کہ اگلے روز نو بجے صبح ایس۔ پی۔ کے دفتر میں حاضر ہوں۔ حضرت صاحب نے مجھے بلوایا۔ میں ذرا پریشان ہوا کیونکہ ہم نہیں چاہتے تھے کہ حضرت صاحب کسی افسر کے پیش ہوں۔ مگر حضرت صاحب نے میری پریشانی معلوم کر کے فرمایا۔

”کوئی بات نہیں ہم چلیں گے۔ کیونکہ کسی افسر کے بلانے پر یا عدالت میں جانا شرعاً منع نہیں ہے۔“ اگلی صبح جب میں اپنی کار لے کر حضرت صاحب کو لینے گیا تو معلوم ہوا کہ حضرت صاحب علی الصبح ہی داتا صاحب (لاہور) تشریف لے گئے ہیں۔ بہر حال ہم لوگ میٹنگ کے لئے ایس پی کے دفتر پہنچ گئے۔ دوسری طرف سے مولوی محمد یونس اور ان کے ہمراہی تھے۔ ان لوگوں نے ایس۔ پی۔ کو بھڑکانے کی خاطر کہا کہ دیکھا سردار احمد نہیں آیا۔ وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ ایس۔ پی۔ بھی غصہ میں نظر آتا تھا۔ میٹنگ شروع ہونے والی تھی کہ تین اصحاب ایس۔ پی۔ کے کمرہ میں داخل ہوئے

اور ایس۔ پی۔ کو کہنے لگے ہمارے ساتھ چلو۔ ایس۔ پی نے کہا کہ ایک بہت اہم میٹنگ بلائی گئی ہے۔ معاملہ سنگین ہے اور شہر میں فساد کا خطرہ ہے۔ اس پر آنے والوں میں سے ایک، جو کہ خلیفہ شجاع الدین صدر اسمبلی تھے۔ نے گرجدار آواز میں کہا کہ کیا بات ہے۔ تو ایس۔ پی نے کہا کہ مسجد میں میلاد کی محفل کے انعقاد پر بھگڑا ہے۔ تو خلیفہ صاحب نے کہا کہ مسجد میں میلاد کی محفل ہونی چاہئے۔ اس پر مولوی محمد یونس نے ایک قرآنی آیت پڑھ دی۔ اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ خلیفہ صاحب بلند پایہ وکیل، صدر اسمبلی اور دینی علوم کے ماہر ہیں۔ کیونکہ اس وقت انہوں نے انگریزی لباس پہنا ہوا تھا۔ وارٹھی مونچھ نادر۔ خلیفہ صاحب، مولوی محمد یونس پر برس پڑے اور کہنے لگے کہ تم کو مولوی کس نے بنایا ہے؟ تم تو جاہل ہو۔ جو آیت تم نے پڑھی ہے وہ مشرکین کے متعلق ہے۔ غرضیکہ مولوی محمد یونس کی بے حد بے عزتی ہوئی اور میٹنگ برخاست ہوئی اور وہ ایس۔ پی کو ساتھ لے کر چلے گئے۔ اس کا پس منظر یہ ہے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے داتا دربار پہنچ کر معاملہ ان کے حضور پیش کر دیا اور یہ تین اصحاب لاہور سے چل کر عین بروقت ایس۔ پی کے کمرہ میں پہنچے اور مخالف گروہ کے سرغنہ کی مرمت کر دی۔“ (۱۷)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ شرعی طور پر کسی ایسے جلسہ میں شریک ہونا جائز نہیں سمجھتے تھے جس میں العقائد علماء مدعو ہوں۔ آپ کے نزدیک ایسا اشتراک یا اتحاد شرعی احکام کی خلاف ورزی ہوتا۔ چنانچہ ایک موقع پر مفتی اعجاز ولی خاں (م ۱۳۹۳ھ ۱۹۷۳ء) لاہور میں مختلف العقائد علماء کے ایک مشترکہ اجلاس میں آپ کو شریک کے لئے دعوت دینے لاکل پور حاضر ہوئے اور مجوزہ جلسہ کی دعوت دی۔ آپ نے سختی سے دعوت کو مسترد کر دیا اور فرمایا: ”مفتی صاحب! اگر آپ کی نسبت بریلی شریف سے نہ ہوتی تو فقیر آپ سے ہمیشہ کے لئے تعلقات منقطع کر لیتا۔“ (۱۸)

(۱۷) مکتوب چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ از اسلام آباد، جامع فقیر قادری علی عنہ، مہرہ ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء

(۱۸) روایت مولانا اعلیٰ بخش ضیائی، ایم اے۔ لاہور ۲۸ ستمبر ۱۴۰۲ھ

غیر محرم سے پردہ کرنا مرد اور عورت دونوں پر فرض ہے۔ مغربی تہذیب کی دیکھا دیکھی ہمارے ہاں یہ روچل نکلی ہے کہ اکثر عورتیں غیر محرم مردوں سے بے حجابانہ ملاقات کرتی اور مصروف گفتگو ہوتی ہیں۔ اس کے برے اثرات بھیانک صورت میں ظاہر بھی ہوتے رہتے ہیں۔ مگر اس سے عبرت حاصل نہیں کی جاتی۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ قطعی طور پر کسی غیر محرم عورت سے نہ ملاقات کرتے اور نہ اس سے ہم کلام ہوتے۔ غیر محرم عورتوں کو دیکھ کر آپ اپنی نظریں جھکا لیتے۔ ایک موقع پر سابق وزیر تعلیم بیگم محمودہ سلیم، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سے ملاقات کی خاطر جمعہ کے روز آئی۔ چونکہ بیگم صاحبہ بے حجابانہ نکلتی تھی اور وہ آپ کی غیر محرم تھی۔ جب آپ کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی اور ساتھ ہی اس کی یہ درخواست بھی پہنچی کہ وہ آپ سے ملاقات کرنا چاہتی ہے۔ آپ نے سختی سے منع فرمادیا اور کہلا بھیجا کہ فقیر غیر محرم عورتوں سے ملاقات نہیں کرتا۔ (۱۹)

بحیثیت رکن قومی اسمبلی اور وزیر تعلیم بیگم محمودہ سلیم کا سماجی وقار اور آئینی منصب اس امر کا متقاضی تھا کہ ان کے معاملہ میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نرم لہجہ اور موقف اختیار فرماتے تاکہ اس کی طرف سے متوقع انضباطی کارروائی کے شر سے محفوظ رہا جائے۔ مگر آپ نے ان تمام امور کو شریعت مطہرہ کے واضح احکام پر قربان کر دیا۔ صلابت دینی کے سلسلہ میں اپنے متوسلین کے لئے عمدہ نمونہ قائم فرمادیا۔

سر کے بالوں کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ یا تو انہیں مونڈ دیا جائے یا کانوں کی لوٹک بڑھائے جائیں اور اگر یہ بال کندھوں تک بڑھ جائیں تو بھی مسنون و جائز ہے۔ کندھوں سے نیچے تک بڑھانا، جیسا کہ عورتیں بڑھاتی ہیں، مردوں کے لئے جائز نہیں۔ بعض لوگ اسے کندھوں سے بڑھا کر زلفیں بنا کر لٹکا لیتے ہیں اور دعویٰ فقیری کرتے ہیں۔ شریعت میں یہ بے اصل اور ناجائز ہے۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ اگر ایسی بڑھی ہوئی زلفوں والے سے ملتے تو اسے شرعی مسئلہ بنا کر مسنون انداز سے بال رکھنے کی تاکید فرماتے اور کسی ایسے شخص کو ملنے کبھی نہ جاتے جس کی زلفیں حد شرعی سے تجاوز کر چکی ہوں۔ ایسا ہی ایک موقع آیا کہ بریلی کو توالی میں شاہ نیاز کے صاحبزادہ عزیز میاں نے سر کے بال کندھوں سے نیچے تک بڑھا رکھے تھے۔ آپ نے ان سے ملاقات گوارا نہ کی۔ (۲۰)

(۱۹) روایت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی، فیصل آباد، ۲۲ صفر ۱۴۰۳ھ

(۲۰) روایت مولانا محمد یعقوب، بنالہ، کوئی، فیصل آباد، ۲۲ صفر ۱۴۰۳ھ

مشہور و بااثر سجادہ نشین سے ملاقات اس لئے گوارا نہ کی کہ وہ شریعت مطہرہ کے مطابق سر کے بال نہیں رکھتے۔
حمایت حق اور صلابت دینی کی یہ مثالیں ہمارے لئے درس ہدایت ہیں۔

لائل پور میں جب آپ نے درس حدیث شروع کیا تو مختلف مشرب، قادری، چشتی، نقشبندی اور سہروردی
درس حدیث میں شامل ہوتے۔ ظاہر ہے کہ مختلف مشربوں میں بعض جزئیات کے جواز و عدم جواز میں اختلاف
ہمیشہ سے موجود ہے۔ مثلاً ذکر بالجبر افضل ہے یا ذکر خفی، سماع جائز ہے یا نہیں وغیرہ امور میں اختلاف رائے
حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی ابتدائی بیعت سلسلہ چشتیہ میں تھی۔ اس کے باوجود آپ تو الیٰ قوالی نہیں سنتے تھے۔

لائل پور میں پہلے سال درس حدیث میں ایک طالب علم نے سوال کیا کہ چاچا اٹھ شریف میں قوالی ہوتی ہے
کے متعلق ارشاد فرمائیں۔ فرمایا کہ یہ فقیر چشتی قادری، نقشبندی اور سہروردی تمام سلاسل طریقت میں مجاز و ماذون
مگر طہیبت پر عشق مصطفیٰ کا غالب ہے۔ اس لئے فقیر سنت رسول کریم ﷺ پر عمل پیرا ہے۔ بالالتزام قوالی نہیں سنتا۔
آپ وعظ میں اکثر فرمایا کرتے کہ دین مقدم ہے، دنیا مؤخر۔ دینی معاملات کو دنیوی معاملات پر ترجیح
کامل ایمان کی علامت ہے۔ خود آپ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ فتویٰ دینے یا مسئلہ بتانے پر کبھی نذرانہ یا ہدیہ قبول
فرماتے۔ بلکہ دوسروں کو بھی اسی کی تلقین فرماتے۔

ایک مرتبہ دو شخص حاضر ہوئے۔ دست بوسی کے بعد انہوں نے علیحدہ علیحدہ نذرانہ پیش کیا۔ آپ نے
نذرانوں کو الگ الگ رکھا اور ان سے دریافت فرمایا کیسے آنا ہوا۔ ان دونوں نے عرض کی صرف زیارت کے لئے
نے پھر پوچھا۔ انہوں نے یہی جواب دیا۔ تھوڑی دیر بعد ان میں سے ایک صاحب نے عرض کی، حضور! ایک
دریافت کرنا ہے۔ آپ نے ان کے نذرانوں کی رقم ان دونوں کو واپس کر دی اور فرمایا، ہمارے ہاں مسئلہ بتانے
اجرت نہیں لی جاتی۔ (۲۲)

(۲۱) قلمی یادداشت مولانا سید محمد جمال الدین، بھکھی۔ مخزنہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

(۲۲) قلمی یادداشت مولانا احسان الحق فیصل آباد، مخزنہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

۱۳۷۵ھ / ۱۹۵۶ء میں دوسرے حج کے موقعہ پر حرمین طہیین میں آپ نے کبھی بھی نجدی امام کی اقتدا میں نماز ادا نہ کی۔ بلکہ ہمیشہ اپنی الگ جماعت کراتے رہے۔ مخالفین نے سازش کر کے سعودی حکومت کے قاضی کے پاس آپ کی شکایت بھی کر دی کہ یہ شخص الگ جماعت کروا کر فتنہ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ آپ کو قاضی نے طلب کیا۔ اور پوچھا کہ آپ کیوں الگ نماز پڑھتے ہیں۔ آپ نے نہایت واضح دلائل سے ثابت کیا کہ ان کی نماز تمہارے مقررہ کردہ نجدی امام کے پیچھے نہیں ہوتی۔

ظاہر ہے کہ موجودہ سعودی حکومت کے قانون کے مطابق کوئی شخص وہاں حرمین طہیین میں الگ جماعت نہیں کرا سکتا۔ ایسا کرنا ممنوع اور ناقابل معافی جرم ہے۔ مگر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی عقیدہ کی پختگی کا یہ عالم تھا کہ ان تمام نتائج و عواقب سے بے نیاز ہو کر اپنی الگ جماعت کروائی۔ (۲۳)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی حمایت حق اور صلابت دینی کا یہ صلہ آپ کو ملا کہ مولانا کریم اور حبیب کریم جل و علا و صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور انہیں وہ قبولیت حاصل ہوئی جسے ہم اپنی اصطلاح میں حضوری کہتے ہیں۔ علاوہ ازیں اولیاء کاملین کی توجہات کا بھی آپ مرکز بنے۔ بطور شواہد اس سلسلہ کا ایک خواب پیش خدمت ہے۔ یہ خواب غیر منقسم ہندوستان کے ایک ثقہ عالم مولانا حکیم محمد احمد علوی کا کوروی نے جون ۱۹۴۴ء میں دیکھا اور خود ہی خواب کی تمام تفصیل لکھ کر مولانا شاہ عارف اللہ میرٹھی اور آپ کو روانہ کیں۔ مولانا محمد عارف اللہ خطیب اعظم راولپنڈی نے اپنے ماہنامہ ہمالک میں اکتوبر ۱۹۵۳ء میں درج کیا۔ بعد ازاں یہی خواب ماہنامہ نوری کرن، بریلی کے محدث اعظم پاکستان نمبر میں شائع ہوا۔ نوری کرن سے اقتباس درج ذیل ہے۔

”بسامی خدمت گرامی منزلت محترمی ذوالجحد والکرم مولانا لکھنؤم زید مجدہم السامی تسلیم ممنون و تکریم مشمون۔

ضرورت تحریر عریضہ یہ ہوئی کہ میں نے جس روز آپ حضرات یہاں سے روانہ ہوئے ہیں، ایک عجیب خواب دیکھا۔ جس سے مجھ کو بے حد مسرت بلکہ فخر ہے۔ آپ کی توجہ اور فیض سے جلدی ماشاء

(۲۴) اس واقعہ کی تفصیلات آپ کے سفر حج میں بیان ہو چکی ہیں۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ نہایت کامیاب رہے۔ آپ حضرات کے بیانات اور تقریریں ایسی زبردست ہوئیں کہ الحمد للہ مسلمانوں کے قلوب انوار و برکات سے منور ہو گئے۔ ارواح طیبہ حضرات بزرگان دین خاص طور پر متوجہ رہیں..... بالخصوص اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ کا تو کرم ایسا ہوا ہے کہ سبحان اللہ! جس کی تائید میرے اس خواب سے ہوتی ہے۔

آپ حضرات کو رخصت کر کے جب میں اسٹیشن سے واپس آیا تو سونے کے لئے چارپائی پر جلد لیٹ رہا۔ کیونکہ کئی روز کا جاگا ہوا تھا۔ سوتے وقت پیران سلاسل شجرہ کے فاتحہ و ایصال ثواب کا میرا معمول روزانہ کا ہے۔ جب میں پیران سلسلہ قادریہ کی خدمت میں یہ ہدیہ پیش کرنے لگا تو خصوصیت سے اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ کی برزخ مبارک میرے سامنے بار بار تشریف لائی۔ مجھ کو بے حد سرور حاصل ہوا کہ اسی حالت میں سو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں بریلی شریف حاضر ہوں، نماز عصر کا وقت ہے۔ اس مسجد میں جس میں اعلیٰ حضرت نماز پڑھایا کرتے تھے۔

بعد نماز عصر مجھ کو شرف قدمبوسی نصیب ہوا تو حضور پر نور نے نہایت فرحت و انبساط کے ساتھ مجھ سے معانقت بھی فرمایا اور فرمایا کہ میرے گھر چلو۔ میں ہمراہ گیا۔ اسی پرانی جگہ کا شانہء اقدس پر جہاں بعد نماز عصر تشریف لا کر کچھ دیر بیٹھا کرتے تھے۔ چارپائی بچھی تھی۔ اس پر حضرت نے تشریف رکھی، میں ذرا دور بیٹھنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اور حضرات بھی موجود تھے۔ حضرات شاہزادگان و فرزند ان گرامی، صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب، مولانا ظفر الدین صاحب وغیرہ۔

مجھے ارشاد ہوا کہ آئیے مولانا ادھر میرے قریب آئیے۔ چارپائی پر میں قریب بیٹھ گیا۔ فرمایا، مولانا ہم نے آپ کے لئے ایک عمدہ تھنہ عرصہ سے رکھ چھوڑا ہے۔ وہ آج خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ چنانچہ حضرت مولانا (مفتی اعظم) مصطفیٰ میاں صاحب (سجادہ نشین بریلی شریف) سے ایک چوبلی بکس منگایا۔ اس کو خود اپنے دست مبارک سے کھولا۔ اس میں سے ایک زرہ اور خود نکالی۔ جس کو نہایت ہی خندہ دلی سے یہ فرماتے ہوئے، اپنے دست اقدس میں لیا کہ آئیے میں ہی آپ کو

پہناؤں میں اس کو آپ کے لئے موزوں سمجھتا ہوں۔ یہ سن کر میں قریب حضرت کے جا کر کھڑا ہو گیا۔ فرمایا۔

”فقیر کے بہت مخلص اور قدیم کرم فرما احباب سے حبیب اللہ شاہ ہیں۔ ان کے بیٹے عارف اللہ شاہ مولوی سردار احمد ان کو آپ جانتے ہوں گے۔ انہیں دونوں نے اس کو تیار کیا ہے۔ یہ فرما کر مجھ کو پہلے زرہ پہنائی، خود بھی اپنے دست مبارک سے میرے سر پر رکھی اور کچھ دعا دم فرماتے ہوئے فرمایا کہ جانیے، اللہ جل و علا اور اس کے رسول ﷺ آپ کے مددگار و حافظ و ناصر ہیں..... اس میں شبہ نہیں کہ میرا اور حضرت مولانا سردار احمد صاحب قبلہ کا کئی دن سے ٹھہرنا اور مسلک اہل سنت کو پیش کرنا کچھ اتنا کامیاب رہا جس پر خود مجھ کو بار بار حیرت ہو رہی ہے۔“ (۲۳)

دیگر علماء اہل سنت کی طرح جس طرح حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے دین حق کی حمایت و اشاعت فرمائی اور وہ اولیاء کا ملین بالخصوص امام احمد رضا بریلوی قدس سرہم کی توجہ کا مرکز بنی اس کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے اشاعت دین حقہ اس نچ پر فرمائی کہ گویا دین حقہ کے گرد حصار قائم فرما دیا۔ اب کوئی بد مذہب، بے دین مداخلت پسند دین حقہ پر حملہ کرے گا تو منہ کی کھائے گا۔

۱۔ اور ہوں گے جو پانی ملا کے پلاتے ہیں
یہاں قلم لگی بوتل ہلا کے پلاتے ہیں

تواضع

امام المرسلین علیہم السلام نے فرمایا ہے۔

”مَنْ تَوَاضَعَ لِلَّهِ رَفَعَهُ اللَّهُ“ (۱)

جس نے اللہ کے لئے تواضع اختیار فرمایا اللہ تعالیٰ اس کو رفعت و منزلت عطا فرمائے گا۔

عظمت و جلالت ذات باری کے مشاہدہ نے جس ذات میں یہ کیفیت پیدا کر دی کہ اس کی نگاہ میں خود اپنی ذات تمام جہاں سے کم تر محسوس ہو۔ عبودیت اور عجز نے اس کو اوامر الہی کے اقتتال اور تمام احکام کی تسلیم پر مائل کر دیا۔ ہر حال میں بندہ بن کر رہے اور اللہ جل و علا کے بندوں سے اس کا پیار ایسا ہو کہ ہر بندہ محسوس کرے کہ وہ اس سب سے زیادہ پیار کرتا ہے۔ ایسی تواضع کو اللہ تعالیٰ ایسی رفعت و منزلت عطا کرتا ہے کہ تمام جہاں اسے اپنا سمجھتا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی متواضع عادت اور بے نفسی کا یہ عالم تھا کہ کریم اور پند نامہ پڑھنے والے کو بھی ”مولانا“ کہہ کر خطاب فرماتے۔ آپ کی مجلس میں اگر کسی ناخواندہ، دیہاتی نے کوئی مسئلہ پوچھا تو بڑی سے پوری وضاحت سے مسئلہ کا جواب عطا فرماتے۔ مسائل کی وضاحت میں خواہ کتنا ہی وقت لگ جاتا، اکتاہٹ نہ کرتے۔ ایک شخص کے بعد اگر دوسرا شخص وہی مسئلہ دریافت فرماتا تو اسے محبت اور وضاحت سے مسئلہ بیان فرماتا۔ مسئلہ کا بیان اس نوعیت کا ہوتا کہ وہ ”مشاہدہ“ بن جاتا۔

آپ کی مجلس میں جو بھی مسئلہ پوچھنے آیا آپ اس سے بڑی شفقت فرماتے۔ وہ مسئلہ کے جواب سے زیادہ کے اخلاق سے متاثر ہوتا۔

قیام پاکستان سے قبل، جب آپ مظہر اسلام بریلی میں صدر مدرس اور شیخ الحدیث تھے، جناب میاں غلام دوگاہی ناظم انجمن ارشاد الاسلام بیگہ مہر و چپور تحصیل کھاریاں، ضلع گجرات کی دعوت پر بیگہ میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

(۱) رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ عن ابی ہریرۃ، جامع صغیر، ج ۲، ص ۲۹۰

اجلاس میں تشریف لائے۔ علاقہ کے دو دیہاتی ایک مسئلہ پوچھنے کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ اس وقت چارپائی پر جلوہ گر تھے۔ دیہاتیوں نے آپ کے علمی مقام کا پاس کرتے ہوئے زمین پر بیٹھنا چاہا۔ مگر آپ نے ان دیہاتیوں کو اصرار کر کے نہ صرف چارپائی پر بٹھایا بلکہ اپنی چارپائی کے سرہانے کی طرف بٹھایا۔ امتثال امر کے پیش نظر انہیں آپ کے برابر بیٹھنا پڑا اور ان کے مسئلہ کا جواب مرحمت فرمایا۔ یہ دیہاتی حیران تھے۔ کہ مرکز علم و عرفان بریلی کا شیخ الحدیث عوام الناس سے اس بلند اخلاقی سے پیش آتا ہے۔ (۲)

میاں غلام رسول موصوف نے بیان کیا، قیام پاکستان سے قبل جب آپ ہمارے ہاں سالانہ جلسہ میں تشریف لائے میں نے عرض کیا۔ ”حضور! آپ کے کھانے کا انتظام کیسا کیا جائے اور آپ کون کون سی اشیاء کھانے میں پسند فرمائیں گے۔“ آپ نے فرمایا۔

”مولانا! خشک روٹی، پسی ہوئی مرچیں اور نلکے کا سادا پانی میرے لئے کافی ہے۔ کسی تکلیف کی ضرورت نہیں۔“ (۳)

جناب میاں صاحب موصوف بڑی محبت و عقیدت سے آپ کی تواضع اور استغناء کا یہ واقعہ بیان کیا کرتے تھے۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ جب بھی اپنا نام لکھتے تو لفظ ”فقیر“ اپنے نام سے پہلے ضرور لکھتے۔ اور جب کسی تعارف کے موقع پر اپنا نام لکھتے تو یوں رقم فرماتے۔

”فقیر محمد سردار احمد غفرلہ خادم اہل سنت“ (۴)

مولانا سید محمد جلال الدین ہکھی شریف ضلع منڈی بہاؤ الدین (م ۴ بیچ النور ۱۲۰۶ھ ۲۷ نومبر ۱۹۸۵ء) نے بیان فرمایا کہ ۱۳۶۶ھ ۱۹۴۷ء میں بریلی میں دورہ حدیث کے دوران ایک صبح آپ نے فرمایا کہ آج رات مطالعہ کے

(۲) روایت میاں غلام رسول درگاہی مرحوم

(۳) روایت میاں غلام رسول درگاہی مرحوم

(۴) نوٹ: آپ کی مہر اسی طرح کی بنی ہوئی تھی۔ فقیر قادری غفی عنہ

دورانِ مسلم شریف میں کعبہ سے متعلق روایت میں ایک لفظ ”کلیل“ کا مناسب معنی ذہن میں نہ آیا۔ سر دیوں تھا۔ استاذ محترم حضرت صدر الشریعہ بغرض ملاقات حضرت مفتی اعظم مدظلہ کے مکان پر تشریف لائے ہوئے رات کو وہی میں حضرت استاذ محترم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ”کلیل“ کا مناسب معنی دریافت فرمایا۔ انہوں نے کہ اس مقام پر مرفوع موزوں ہے۔ دورانِ تدریس آپ نے مطالعہ کی کیفیت اور رات کو استاذ محترم کے حضور حاضر سارا جرم بیان فرمایا۔ حالانکہ اس کی ضرورت نہ تھی۔ (۵)

صلہ رحمی

غار حرا میں پہلی وحی کے بعد جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ کی طرف مراجعت فرمائی۔ آپ پر آیات نمایاں تھیں۔ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا، آپ غم نہ کھائیے۔ خوش رہئے کیونکہ اللہ آپ کو کسی خطرہ میں نہ ڈالے گا۔ یقیناً وہ آپ کے ساتھ اچھائی ہی فرمائے گا، کیونکہ

”إِنَّكَ لَتَفِصِلَ الرَّجْمَ وَتَحْمِلَ الْكُلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ“ (۱)

آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں، عیال کا بوجھ اٹھاتے ہیں، بے کسوں اور مجبوروں کی دستگیری کرتے ہیں، مہمان نوازی فرماتے ہیں اور لوگوں کی سچائی میں ان کی مدد فرماتے ہیں۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جن صفات حمیدہ اور کمالات رفیعہ کا تذکرہ فرمایا ان سے موصوف کا مالک ہوتا ہے۔ یہ اوصاف ہر دین اور ہر معاشرے میں باعث عزت و کمال ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے عادات پر حضور معلم اخلاق ﷺ کے اخلاق کا ایسا گہرا پرتو تھا کہ آپ اللہ

(۵) مولانا سید محمد جلال الدین بھٹکھی شریف ضلع منڈی بہاؤ الدین ۱۴ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ

(۱) رواہ البخاری و مسلم عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نبوی سے کمال بہرہ ور ہوئے۔ آپ کی سیرت میں اس قسم کے بے شمار واقعات ملتے ہیں جن سے آپ کی صلہ رحمی، بے کسوں اور ناداروں کی دیکھیری اور حاجت روائی، مہمان نوازی اور راہ حق پر چلنے والوں کی اعانت کی واضح جھلک ملتی ہے۔

آپ کا تعلق چونکہ زمیندار گھرانے سے تھا۔ آپ کے بھائی زمین کی کاشت کرتے تھے۔ آپ نے کبھی بھی زمین کی پیداوار سے اپنا حصہ نہ لیا۔ آپ کے بھائی ہی آپ کا حصہ بھی لیتے۔ (۲)

آبائی گاؤں میں بھائیوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ہماری زمین میں ایک باغ ہونا چاہئے۔ آپ نے متحدہ ہندوستان کے مختلف شہروں سے عمدہ قسم کے آم اور کیلے کے پودے منگوائے۔ الہ آباد (بھارت) سے امرودوں کے پودے منگوائے اور دیال گڑھ میں باغ لگوایا۔ یہ تمام مصارف آپ نے خود برداشت کئے اگرچہ اس باغ میں بھائیوں کا بھی برابر کا حصہ تھا۔ (۳)

جناب چوہدری محمد اسماعیل برادر خور حضرت شیخ الحدیث بیان کرتے ہیں کہ

”آپ نے باغ کیا لگوایا، گویا خیر و برکت کی بنیاد رکھی گئی“

اپنے خاندان میں جب بھی شادی یا عجمی کا موقع آتا آپ رشتہ داروں کی مالی امداد فرماتے۔ رشتہ داروں کو دی ہوئی رقم بطور امداد ہوتی، قرض نہ ہوتا۔ (۴)

رشتہ داروں میں کوئی بھی اگر آپ کے ہاں آتا تو ان کی خوب خاطر مدارت فرماتے۔ ان کی مہمان نوازی میں مقدر بھر کوشش فرماتے۔ رشتہ داروں کو تاکید کرتے کہ وہ جامعہ رضویہ کے لنگر سے کھانا نہ کھائیں۔

کسی شخص کی حقیقی ہمدردی کا پتہ مشکل وقت میں ہوتا ہے۔ مشکلات میں جو شخص ایثار سے کام لیتا ہے درحقیقت

(۲) روایت چوہدری محمد اسماعیل برادر خور حضرت شیخ الحدیث مقیم چک ۲۰۸، ضلع فیصل آباد، ۱۰ ربیع الاول ۱۳۰۵ھ

(۳) روایت چوہدری محمد اسماعیل برادر خور حضرت شیخ الحدیث مقیم چک ۲۰۸، ضلع فیصل آباد، ۱۰ ربیع الاول ۱۳۰۵ھ

(۴) روایت چوہدری محمد اسماعیل برادر خور حضرت شیخ الحدیث مقیم چک ۲۰۸، ضلع فیصل آباد، ۱۰ ربیع الاول ۱۳۰۵ھ

اسی کی ہمدردی شک و شبہ سے بالاتر ہوتی۔ ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے وقت ہندوستان سے مسلمانوں کو بھجوانا کرنا پڑی۔ سکھوں اور ہندوؤں نے مسلمانوں کو نہ صرف خوف زدہ کیا بلکہ مسلمانوں کے قتل و غارت کا وہ بازار گرم کیا۔ قیامت صغریٰ کا منظر قائم ہو گیا۔ مسلمانوں کو قیمتی سامان گھربار چھوڑنا پڑا۔ ہر ایک کو اپنی جان کی فکر تھی، کوئی کسی کا پرہیزگار نہ ہوتا تھا۔ مگر اس حال میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے اپنے بھائیوں، ان کی اولاد اور دیگر رشتہ داروں کو دیکھ بھال اس محبت سے فرمائی جس کی مثال مشکل سے ملتی ہے۔

سفر ہجرت میں ان کی نگہداشت فرمائی، پاکستان پہنچ کر ان کو بھکھی شریف ضلع منڈی بہاؤ الدین اور پھر ساہیوال ضلع گوجرانوالہ میں اپنے پاس رکھا۔ جو قافلے ڈیرہ بابانانک کے راستے پاکستان سیالکوٹ کے علاقہ میں داخل ہوئے آپ کے کچھ رشتہ داران قافلوں میں شامل تھے۔ آپ نے بھکھی پہنچ کر مولانا عبدالقادر احمد آبادی، جو ان دنوں طالب علم آپ کے ہمراہ تھے، اور چوہدری بہادر کو سیالکوٹ کے علاقے میں بھیجا کہ وہ آپ کے رشتہ داروں کو تلاش کر کے یہاں لے آئیں۔

جب آپ کے رشتہ دار بھکھی شریف پہنچے تو آپ آپلہ سٹیشن پر ان کو لینے کے لئے خود تشریف فرما ہوئے۔ انہیں رہائش کی سہولت مہیا کی۔ ان کے راشن کا معقول انتظام فرمایا۔ بعد ازاں جب آپ سارو کی تشریف لے گئے تو بھی بھائی اور دیگر اہل خاندان ہمراہ تھے۔ سارو کی بھائیوں کے نام زمین کی عارضی الاٹ منٹ کروادی، اور ان کا کید کی کہ ان کو غلہ وغیرہ کی کمی نہ ہونے پائے۔ فیصل آباد کے قیام میں بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں کو ساتھ رکھا۔ (۵) حضرت شیخ الحدیث کا لطف و کرم صرف اپنے بھائیوں تک محدود نہ تھا بلکہ ہر بے کس، مجبور، مسافر اور ضرور مند کی ضرورتیں پوری فرماتے، مولوی نذیر احمد سراجی دیال گڑھی حال مقیم چک باہمی والا ضلع فیصل آباد اپنے ایک کاتب میں اپنا واقعہ لکھتے ہیں۔

”ایک مرتبہ میں اپنے لڑکے کو ملنے لاکھ پور گیا۔ میرا لڑکا اس وقت لاکھ پور میں کالج میں زیر تعلیم

(۵) روایت چوہدری محمد سلیمان برادر خور حضرت شیخ الحدیث مقیم چک ۲۰۸ ضلع فیصل آباد، تاریخ الاول ۱۳۵۵ھ

تھا۔ میرے پاس اس وقت ساٹھ روپے تھے۔ میرے لڑکے نے بتایا کہ اگر اسے ساٹھ روپے مل جائیں تو اس کا ایک ماہ کا خرچ آسانی سے پورا ہو سکتا ہے۔ میں نے وہ رقم، جو میرے پاس تھی، اسے دے دی اور خود پروگرام کے مطابق خانہ نوال ملازمت کی تلاش کے لئے سٹیشن کی طرف روانہ ہوا۔ میرے معمول میں یہ بات شامل تھی کہ جب بھی لاکل پورا آتا حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ سے ضرور ملاقات کرتا۔

حسب معمول ملاقات کے بعد میں اسٹیشن کی طرف روانہ ہوا۔ اس وقت چونکہ میرے پاس زادراہ نہیں تھا، اس لئے دل میں پریشانی تھی۔ اسی عالم میں میں نے دل ہی دل میں اپنے مرشد برحق سے استعانت کی اور یا شیخ سراج الحق کا وظیفہ شروع کر دیا۔ جامعہ رضویہ سے ابھی تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ کسی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ آپ کو محدث اعظم بلا رہے ہیں۔ میں واپس حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے مجھ سے پختہ وعدہ لیا کہ جو میں کہوں اسے آپ تسلیم کریں۔ پھر آپ نے مجھے ساٹھ روپے عطا فرمائے اور فرمایا، یہ قرض نہیں۔ (۶)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے شب قدر (نصف شعبان ۱۳۵۹ھ / ستمبر ۱۹۴۰ء) اور رمضان المبارک ۱۳۵۹ھ / اکتوبر ۱۹۴۰ء کو اپنے والد مرحوم کی طرف سے تین بار مبلغ چھ سو روپے والدہ مرحومہ کی طرف سے تین مرتبہ مبلغ چھ سو روپے اور دو ہمشیرگان مرحومتان کی جانب سے تین مرتبہ مبلغ دو، دو سو روپے صدقہ و کفارہ از نماز و روزہ ادا کئے۔ (۷)

آپ کا خاندان علاقہ بھر میں اپنی نیکی، تقویٰ اور احکام شرع پر پابندی کی وجہ سے مشہور تھا۔ آپ کے والدین آپ کے بچپن میں ہی وصال فرما چکے تھے۔ آپ نے ان کی طرف سے صدقہ و کفارہ ادا کر کے اظہار امتنان کیا۔ نیز ہر دو مرحوم ہمشیرگان کی طرف سے خطیر رقم کا صدقہ کر کے صلہ رحمی کا حق ادا کر دیا۔

(۶) مکتوب مولوی نذیر احمد سرائی، تمیم پبلک بائینی والا، انعام فقیر قادری غنی، عہدہ موصولہ ۱۲۲ پر مئی ۱۹۸۵ء

(۷) بیاض حضرت شیخ الحدیث مخدومہ کتب خانہ شیخ الحدیث فیصل آباد

۱۳۶۳ھ ۱۹۴۵ء میں آپ نے پہلا حج کیا۔ اسی سال آپ نے اپنے بھائی علی محمد، اپنی بہن فاطمہ بی بی اور سلطان بی بی کی طرف سے حج بدل اپنے اخراجات پر کرایا۔ (۸)

۱۳۶۳ھ ۱۹۴۵ء میں جنگ عظیم دوم کے باعث اہل ہند کی جو اقتصادی حالت تھی، وہ مورخین اور ماہر اقتصادیات پر واضح ہے، اس ہوشربا گرانی کے ایام میں اپنے حقیقی رشتہ داروں کی طرف سے حج بدل کے اخراجات برداشت کرنا صلہ رحمی کا کمال ہے۔

﴿امراء و غرباء سے سلوک﴾

اعزاز علم و فضل نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی خوداری کو امتیازی شان عطا کی۔ امراء کی صحبت سے آپ ہمیشہ مجتنب اور نفور رہے۔ دنیا داروں، امراء اور اعلیٰ افسروں کے دروازوں پر جانا اور ان کے آستانوں کا طواف کرنا آپ کے نزدیک انتہائی مبغوض و معیوب تھا۔ امراء کی دعوت قبول کرنے سے حتی الامکان اجتناب فرماتے۔ اس کے برعکس کوئی غریب سنی دعوت کی پیش کش کرتا تو حتی المقدور اسے قبول فرماتے۔ اور اس کے معمولی اور سادہ سے کھانے پر بھی اس کی تحسین کرتے۔ اور خوشنودی کا اظہار فرماتے۔ غرباء سے مل کر بہت مسرور ہوتے۔ طلباء پر والدین سے زیادہ شفیق تھے۔

۱۳۷۵ھ تا ۱۹۵۶ء حج کے موقع پر امیر امور شرعیہ مکہ معظمہ کے سامنے آپ نے حرم پاک میں نجدی امام کی اقتداء نہ کرنے کے شرعی دلائل کا اظہار لگا دیا۔ امیر آپ کے علمی کمالات کا معترف ہو گیا۔ اور اس نے اعزاز علم کی خاطر چاہا کہ آپ کی دعوت کروں۔ چنانچہ بذریعہ معلم اس نے آپ کو پیغام بھیجا کہ وہ آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہے۔ آنے اور جانے کے لئے وہ اپنی کار پیش کرے گا اور گراں قدر تحائف بھی پیش کرے گا۔ آپ نے یہ کہہ کر اس کی دعوت مسترد کر دی کہ حرمین طہین میں وہ اللہ و رسول کا مہمان ہے۔ کسی دنیا دار یا امیر کی دعوت کیسے قبول کرے۔ (۱)

قیام بریلی کے دوران ایک دفعہ ریاست بہاول پور کے نواب نے آپ کو اپنے ہاں قیام کی دعوت دی اور ساتھ ہی دس مربع زمین کی پیش کش کی۔ آپ نے نواب کی دعوت قبول نہ کی۔ بھائیوں کو جب معلوم ہوا کہ نواب علاوہ دیگر مراعات کے دس مربع زمین بھی دے رہا ہے تو انہوں نے آپ سے کہا کہ اس کی پیش کش قبول کر لینی چاہئے۔ دس مربع زمین کے حصول سے ہماری معاشی حالت کافی بہتر ہو سکتی ہے۔ آپ نے بھائیوں سے فرمایا کہ روزی رب کے پاس ہے۔ (۲)

(۱) روایت مولانا محمد معین الدین شافعی، فیصل آباد۔ ۹ ربیع النور ۱۳۰۵ھ

(۲) روایت چوہدری محمد اسلمیل برادر حضرت شیخ الحدیث۔ ۱۰ ربیع النور ۱۳۰۵ھ

خواجہ ناظم الدین نے اپنے دور اقتدار میں آپ کو پیغام بھیجا کہ آپ کراچی سیکڑ ریڈیٹ کی جامع مسجد میں خطبہ کے لئے مستقل طور پر یہاں تشریف لے آئیں مگر آپ نے انکار کر دیا۔ (۳)

ایک مرتبہ ایک دیہاتی نے آپ کو دعوت دی۔ غریب آدمی تھا۔ کھانے میں اس نے موٹے چاول گنے کی ڈال کر پکائے۔ اگرچہ حکماء کی ہدایت کے پیش نظر آپ ان دنوں چاول کے استعمال نہ کرتے تھے۔ مگر آپ نے غریب کے ہاں چاول خوب سیر ہو کر کھائے۔ اور ساتھ ہی اس کی تحسین فرمائی، تاکہ غریب آدمی کی دلجوئی ہو جائے۔ (۴)

ایک غریب آدمی نے آپ کو کھانے کی دعوت دی۔ جب آپ اس کے گھر پہنچے تو معلوم ہوا اس کا مکان ہے اور اور بد بودار علاقہ میں واقع ہے۔ آپ نے اس کی دل جوئی کے لئے اس کے ہاں کھانا تناول فرمایا۔ اپنے کھانے سے اس غریب کو محسوس نہ ہونے دیا کہ آپ بد بو محسوس کر رہے ہیں۔ حالانکہ عام حالات میں معمولی سی بد بو بھی آپ کے لئے ناگوار ہوتی۔ (۵)

غریب مسلمان اپنی غربت کا علاج یوں کرتے کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو اپنے ہاں دعوت پر بلا لیا اور آپ سے دعا کروا تے۔ بہت سے غریب مسلمان آپ کی دعا کی برکت سے مرفہ الحال بن گئے۔ ایام غربت میں جب وہ آپ کو اپنے ہاں بلا تے تو حسب استطاعت کھانا پیش کرتے۔ بعض اوقات وہ کھانا آپ کی صحت کے خلاف اور اطباء نے ایسا کھانا کھانے سے منع کر رکھا ہوتا۔ مگر آپ اس غریب کی دلجوئی کی خاطر وہ کھانا رغبت سے کھا لیتے۔ ایک مرتبہ شہر کے ایک غریب عقیدت مند نے آپ کو کھانے پر بلایا۔ اس کے ہاں آپ تشریف فرما ہوئے۔ سامنے آیا تو محسوس ہوا کہ دال میں مرچیں معمول سے زیادہ ہیں۔ ڈاکٹروں نے زیادہ مرچ کے استعمال سے آپ کو کھانا کھانا کھانے سے منع کر رکھا تھا۔ لیکن اس کے باوجود آپ نے وہ کھانا سیر ہو کر کھایا تاکہ غریب میزبان یہ محسوس نہ کرے کہ آپ نے کھانا کھانے سے انکار کیا ہوا کھانا پسند فرمایا ہے۔ (۶)

(۳) روایت چوہدری بشیر احمد چھوہچھی زاد حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ، بنالہ کالونی فیصل آباد۔ ۲۹ رجب ۱۴۰۵ھ

(۴) مکی یادداشت مولانا منظور حسین خطیب فیصل آباد۔ مخزنہ جامعہ نظامیہ لاہور

(۵) روایت مولانا صاحبزادہ محمد فضل رسول حیدر رضوی، فیصل آباد، ۹ ربیع الثور ۱۴۰۵ھ

(۶) روایت مولانا محمد عبدالغفار ظفر صابری، فیصل آباد۔ ۱۴ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ

شجاعت

عشق مصطفیٰ کی دولت بے کراں نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو دینا کے ہر غم و حزن سے بے نیاز کر رکھا تھا، اور پھر شریعت مطہرہ پر استقامت نے آپ کی ذات میں شجاعت کی وہ صفت پیدا کر رکھی تھی، جو اخلاق کریمانہ کی زینت ہے۔ وعدہ ربانی ”لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ“ کے جلوہ آپ کی سیرت میں جا بجا ملاحظہ کئے جاتے رہے، آپ جس مقصد کی خاطر مصروف عمل رہے اس کی راہ میں بے شمار مشکلات آئیں مگر کوئی بڑی بڑی مشکل آپ کے پائے استقامت میں لغزش کیا جنبش بھی پیدا نہ کر سکی۔ کوئی خوف آپ کو ہراساں تو کیا پریشان بھی نہ کر سکا۔ جسمانی شجاعت کے ساتھ قلبی شجاعت سے بھی بہرہ ور ہوئے، کوئی ناگواری ایسی نہ آئی جس نے آپ کو بے قابو کر دیا ہو۔ زیادہ سے زیادہ ناراض ہوتے تو فرماتے۔ ارے بندۂ خدا حضور علیا الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔

”لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرْعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ“ (۱)

یعنی طاقت ور وہ نہیں جو کسی کو بچھا ڈرے، بلکہ طاقت ور وہ ہے جو غضب کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔ آپ کی سیرت پر خوب صادق آتا ہے۔

ان سطور میں آپ کی سیرت سے چند واقعات کا تذکرہ ہے جن میں آپ کی شجاعت کے مظاہرے ہوئے۔

۱۳۶۵ھ تا ۱۹۲۶ء کے ہندو مسلم فسادات نے پورے متحدہ ہند کو اپنی پیٹ میں لے لیا۔ بریلی بھی ہندوؤں کے فساد کی زد میں تھا۔ دیگر مسلمان اہل بریلی کے علاوہ مظہر اسلام مسجد بنی بی جی مرحومہ کے طلباء بھی متاثر ہوئے۔ ایک موقعہ ایسا بھی آیا کہ مظہر اسلام کا ایک طالب علم ہندوؤں کے زبردستی پھنس گیا۔ بہت سے ہندو اس پر حملہ آور ہو رہے تھے، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے خطرات سے بے نیاز ہو کر اکیلے ان ہندو حملہ آوروں کو لاکار اور طالب علم کو شریپندوں کے زبردستی سے نکال لائے۔ (۲)

(۱) رواہ البخاری و مسلم و احمد عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ جامع صغیر ج ۲ ص ۲۲۷

(۲) قلمی یادداشت مولانا محمد معین الدین شافعی، فیصل آباد۔ مخزنہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

کانگریس کے ایما پر اہتہا پسند ہندوؤں نے دیگر علاقوں کی طرح بریلی میں بھی اودھم مچا رکھا تھا۔ مسلمانوں جانیں اور املاک محفوظ نہ رہی تھیں، لیکن اس افراتفری کے عالم میں بھی آپ نے بریلی شریف کو نہ چھوڑا۔ بلکہ محلوں میں بہ نفس نفیس پہرہ دیتے۔ (۳)

۱۳۶۶ھ/۱۹۴۷ء رمضان المبارک میں آپ حسب معمول اپنے آبائی وطن دیال گڑھ میں تشریف لائے۔ پنجاب ان دنوں ہندوؤں اور سکھوں کے قتل و غارت سے قیامت صغریٰ کا منظر پیش کر رہا تھا۔ آپ بلا خوف و خطر گاؤں کے گرد گھوڑی پر سوار ہو کر پہرہ دیتے۔ آپ نے اپنے گاؤں کو کھمات طیبات پڑھ کر حصار میں کر دیا تھا۔ برکت سے سکھ اور ہندو اس گاؤں کا کوئی نقصان نہ کر سکے۔ (۴)

بریلی شریف سے جب بھی اپنے آبائی گاؤں آتے تو گرد و نواح کے دیہات میں آپ بغرض و عطف و تبلیغ تشریف لے جاتے۔ راستے میں سکھوں کی آبادیاں بھی آتیں۔ وہ مزاحم ہونے کی کوشش کرتے مگر آپ کی شجاعت ان پر قابو آتی اور وہ اپنے ناپاک عزائم میں نامراد رہتے۔ (۵)

۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء جب آپ نے پہلی مرتبہ سرگودھا میں تقریر کی۔ مخالفین اہل سنت کو یہ بات قطعاً ناگوار آئی۔ آپ سرگودھا میں تقریر کریں۔ آپ کی تقریر سے ان کی مصنوعی سنیت کا پول کھل جانا تھا۔ آپ کے جلسہ میں شرکت کرنے کے ان کے ناپاک عزائم کی خبریں برابر آپ تک پہنچ رہی تھیں، مگر آواز حق کا بلند کرنے کے لئے آپ نے سرگودھا۔ چنانچہ حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد قمر الدین سیالوی کی زیر صدارت آپ کی تقریر جب شروع ہوئی۔ اہل سنت مسلح ہو کر حملہ آور ہوئے۔ تھوڑی دیر جلسہ گاہ میں افراتفری پھیل گئی۔ مگر شیخ الحدیث قدس سرہ نہایت جرأت و شجاعت سے مسلح پر جلوہ افروز رہے۔ بالآخر سنی مسلمانوں نے مخالفین کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ اس طرح آپ کی جرأت اور شجاعت سے سرگودھا اہل سنت کے لئے سر ہو گیا۔ (۶)

(۳) قلمی یادداشت مولانا محمد معین الدین شافعی، فیصل آباد۔ مخزنہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

(۴) روایت قاری غلام نبی دیال گڑھی حال مقیم فیصل آباد (۵) روایت قاری غلام نبی دیال گڑھی حال مقیم فیصل آباد

(۶) قلمی یادداشت مولانا منظور حسین خطیب فیصل آباد

لائل پور میں آپ کے قیام کے ابتدائی دنوں میں آپ نے حسب معمول محلہ گوروناک پورہ کی گلی نمبر ۹ میں رات کو جلسہ سے خطاب کرنا تھا۔ سردیوں کی رات تھی۔ اسی محلہ میں قریب ہی گلی نمبر ۱۱ میں مخالفین اہل سنت کا مدرسہ تھا۔ مدرسہ کے مہتمم نے جلسہ سے پہلے ہی کہلا بھیجا کہ اس طرف جلسہ میں نہ آنا ورنہ فساد ہو جائے گا۔ محبت مصطفیٰ ﷺ کے ترانے ان کو ناگوار تھے۔ مخالفین اہل سنت کے محلہ میں مجوزہ جلسہ میں متوقع فساد سے آپ بالکل نہ گھبرائے۔ نتائج سے بے خطر آپ پیارے حبیب کی پیاری باتیں سنانے جلسہ گاہ میں پہنچ گئے۔ نعت خوانی ہوئی۔ آپ نے عربی خطبہ کے بعد اپنے پیارے انداز میں آیت کریمہ ”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“ بھی پڑھی ہی تھی کہ مخالفین حسب پروگرام حملہ آور ہو گئے۔ ان کے ہاتھوں میں ڈنڈے تھے۔ سٹیج پر اس وقت مولانا محمد سلیم (طالب علم جامعہ رضویہ) خطیب جمال خانوآء، حوالدار محمد حسین، تاج الدین بٹ، امیر محمد پہلوان اور حاجی عبدالغنی موجود تھے۔ تین اطراف سے یکبارگی حملہ سٹیج پر تھا، جس سے مخالفین کا ارادہ آپ کو گزند پہنچانا تھا۔ مگر یہ حملہ درحقیقت حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ پر نہ تھا بلکہ مخالفین اہل سنت کا اپنے اوپر تھا۔ سنیوں کی مدافعت سے وہ ایسے فرار ہوئے کہ اپنے گھروں میں جا کر سانس لیا۔ اس ہنگامی اور افراتفری کے عالم میں آپ کا کردار انتہائی مضبوط رہا۔ انتشار ختم ہونے پر آپ نے تقریر شرع کی۔ دوران تقریر آپ نے حملہ آوروں کے بارے میں ایک لفظ تک نہ کہا۔ آپ کی شجاعت کے علاوہ عفو و درگزر کی عادت سے بے شمار جاہد حق سے بٹے ہوئے مسلمان صحیح العقیدہ مسلمان بن گئے اور آپ کے دامن سے وابستہ ہو گئے۔

اس واقعہ کے بعد چوہدری سردار علی تھانیدار نے خود عرض پیش کی کہ آپ مخالفین کے خلاف تھانہ میں رپٹ درج کرائیں۔ مگر آپ نے فرمایا۔ ہم نے جہاں درخواست دینا تھی دے دی ہے۔ ہم نے حضور داتا رپٹ درج کرا دی ہے۔ (۷)

عام عادات

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کھانا سادہ اور قلیل مقدار میں کھاتے۔ عموماً ایک چپاتی سالن کے ہمراہ ایک کی غذا ہوتی۔ کھانا خوب چبا کر کھاتے۔ فرمایا کرتے تھے کہ کھانا خوب چبا کر کھاؤ۔ دانتوں کا کام معدہ سے نہ لو۔ کے بغیر تناول نہ فرماتے۔ یہی وجہ ہے پیٹ کبھی خراب نہ ہوا۔

گرمیوں میں ٹھنڈا پانی استعمال کرتے۔ سردیوں میں بھی پانی کی صراحی رات کو باہر صحن میں رکھوا دیتے۔ ٹھنڈے پانی کو پیتے۔ حتیٰ کہ ایک وقت دانتوں میں تکلیف ہوگئی تو پاپ سے ٹھنڈا پانی پیتے۔ برتن نہایت استعمال فرماتے۔

بارش میں بڑے شوق سے نہاتے۔ حتیٰ کہ اگر سردیوں میں رات کو بارش ہوتی تو بھی بارش میں نہا لیتے۔ جو کھانا پک جاتا وہی کھا لیتے۔ کسی خاص کھانے کی فرمائش کبھی نہ کی۔ روٹی اور پروالی ہی کھاتے۔ اور پروالی روٹی نیچے والی گرم روٹی نہ کھاتے۔ ویسے سردیوں میں شلجم اور گرمیوں میں کدو رغبت سے کھاتے۔

پانی کھانے کے درمیان پیتے۔ اگر کھانے کے بعد پانی پینے کی ضرورت ہوتی تو پانی پینے کے بعد کھا لیتے۔ کبھی کبھی چائے بھی پی لیتے۔

سردیوں میں گنے کارس مرغوب تھا۔

خرید و فروخت کے لئے بازار کبھی نہ جاتے۔

آپ کی نشست دو زانو یا مریجہ ہوتی۔

گرمیوں میں بغیر پچھونے کے چار پائی پر لیٹتے۔ یہ چار پائی عموماً موج کی ہوتی تھی۔ سردیوں میں کھڑکیاں کھول کر رات کو سوتے۔ سونے میں لحاف سینے تک رکھتے۔ چند لمحوں سے زیادہ نہ سوتے۔ آپ

جیب میں گھڑی نہ ہوتی۔ نہ ہی کمرے میں ہوتی۔ اس کے باوجود ہر کام اپنے مقررہ وقت پر ادا فرماتے۔ نیز فرمایا کرتے تھے کہ زندگی کے امور کے لئے اوقات متعین کر لو اور پھر ان پر عمل کرو۔

اخبار بینی نہ کرتے۔ اگر کسی خاص وجہ سے اخبار دیکھنا ہوتا تو اخبار پڑھنے سے پہلے وہاں پر موجود جاندار تصاویر کو سیاہی پھیر کر مسخ کر لیتے۔

لکھنے میں بالعموم سیاہ روشنائی استعمال کرتے۔ کسی کتاب پر کاغذ رکھ کر نہ لکھتے۔ کارڈ وغیرہ تو عموماً ہاتھ پر رکھ کر لکھ لیتے۔

سنت تیا من کی پاسداری کا یہ عالم تھا کہ شعوری اور غیر شعوری طور پر بھی اس کا خلاف نہ کرتے۔ (۱) بلکہ اپنے متعلقین کو اس کی بار بار تاکید فرماتے۔ ایک موقعہ پر فرمایا کہ

”لینے اور دینے میں دائیں ہاتھ کو استعمال کرو۔ یہ عادت ایسی پختہ ہو جائے کہ کل قیامت کو جب نامہ اعمال پیش ہو تو اسی عادت کے موافق دایاں ہاتھ آگے بڑھ جائے تب تو کام بن جائے گا“

جو تاپہنے، اتارنے، مسجد میں داخل ہونے اور مسجد سے نکلنے کے آداب کا خود بڑا لحاظ رکھتے اور دوسروں کو بھی ان کی پابندی کی تاکید فرماتے۔

جب سواری پر سوار ہوتے تو ادعیر ماثورہ کے علاوہ اللہ اکبر کہتے اور جب اترتے تو کہتے سبحان اللہ۔ مزارات پر حاضری کے لئے سفر میں ہدیہ قبول نہ کرتے، بلکہ اپنی جیب سے خرچ کرے۔ مزارات پر حاضر ہو کر ایصال ثواب کھڑے ہو کر کرتے۔

(۱) حدیث پاک میں ہے۔

”كَانَ يُجِيبُ السَّائِمْنَ مِمَّا اسْتَطَاعَ فِي طَهْوَرِهِ وَتَنَعَّلِهِ وَتَرَجُلِهِ وَفِي شَاتِيهِ نَجْلِهِ“ عن عائشة.

رواہ البخاری و مسلم و الترمذی وابن ماجہ و ابوداؤد و النسائی، جامع صغیر ج ۲ ص ۱۹۵

گفتگو میں اکثر نَعَم اور طَيِّب استعمال کرتے۔ جس سے کلام کا لطف دو بالا ہو جاتا۔

تبلیغی اجلاس میں شامل ہوتے وقت اکثر اپنی جیب سے کرایہ خرچ کرتے۔ جو طالب علم آپ کے ساتھ
کا کرایہ بھی آپ ادا کرتے۔

طلباء اور علماء جو آپ کے پاس حاضر ہوتے آپ ان کو بڑی فراخ دہی سے ہدایا عطا فرماتے۔

مسائل اور فتاویٰ وغیرہ پر نذرانہ ہرگز قبول نہ فرماتے۔ دیگر مدارس اہل سنت کو اپنی طرف سے عطیہ دینے
حوالہ پیش کرنے کے لئے ہمیشہ اصل کتاب کو دیکھ کر پیش کرتے اور اپنے تلامذہ کو یہی تاکید فرماتے کہ
”جب تک اصل کتاب اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لو اس کا حوالہ نہ دو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارا زبانی حوالہ
دیا ہوا اصل سے مختلف ہو یا اگر تم سے اصل کتاب کا مطالبہ کیا جائے تو تم وقت پر نہ دکھا سکو۔ اس
سے علماء کی سبکی ہوگی۔“

اس سلسلہ کے دو واقعات پیش خدمت ہیں۔

ایک مرتبہ آپ جمعہ کے خطبہ میں اختیارات مصطفیٰ ﷺ کا بیان فرما رہے تھے۔ یہ مضمون چند جمعوں
جاری رہا۔ اسی سلسلہ میں آپ ایک حدیث کا حوالہ پیش کرنا چاہتے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک
اس شرط پر ایمان قبول فرمایا کہ وہ صرف دو نمازیں پڑھے گا۔ یہ حدیث حضور امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ
کتاب ”الامن والاعلیٰ“ میں مسند امام احمد کے حوالہ سے لکھی ہے۔
حدیث کے کلمات یوں ہیں۔

”.....عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ آتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَسْلَمَ
عَلَى أَنَّهُ لَا يُصَلِّي إِلَّا صَلَاتَيْنِ فَقِيلَ ذَلِكَ مِنْهُ“ (۳)

(۲) ملاحظہ ہو: مدرسہ نیاز یہ رضویہ، محلہ ہرچیر پورہ، لاکھ پور کی رسید نمبر، ۲۵ رمضان المبارک۔ سن مدارو

(۳) الامن والاعلیٰ، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ کفرہ، ص ۱۸۹

امام احمد رضا قدس سرہ کی دیانت و تقویٰ پر اعتماد کر کے اگر اس حدیث کا حوالہ دیا جاتا تو اس میں عیب کی بات نہ تھی، مگر امام احمد رضا قدس سرہ پر کئی اعتماد کے باوجود آپ نے اصل کتاب مسند امام احمد کو دیکھنا ضروری خیال فرمایا، چونکہ ان دنوں جامعہ رضویہ اور آپ کے ذاتی کتب خانہ میں مسند امام احمد موجود نہ تھی، آپ نے جامعہ رضویہ کے طالب علم مولانا سید حبیب الرحمن، حال ضلع قاضی راولا کوٹ، آزاد کشمیر کو مولانا محمد بشیر مدیر ماہ طیبہ کے پاس کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ بھیجا۔ وہاں سے اصل کتاب مسند امام احمد منگوا کر حوالہ دیکھا، پڑھا اور پھر جمعہ کے خطبہ میں بیان فرمایا۔ (۴)

ایک مرتبہ مناظرہ کے لئے جامعہ رضویہ کے طالب علم مولانا سید حبیب الرحمن موصوف کو فرمایا کہ تیاری کر لو، فلاں دن، فلاں جگہ آپ سنیوں کی طرف سے مناظر بن کر جائیں گے۔ شاہ صاحب نے دیگر کتابوں کے علاوہ امام احمد رضا قدس سرہ کی تجلی الیقین کو بھی پڑھا اور حوالہ جات نوٹ فرمائے مناظرہ سے پہلے آپ نے شاہ صاحب سے دریافت فرمایا کہ کون کون سی کتابوں سے تیاری کر رہے ہو۔ انہوں نے کتابوں کے نام بتائے۔ ان میں تجلی الیقین کا بھی تذکرہ فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ شاہ صاحب! آپ مخالف اہل سنت کے سامنے تجلی الیقین کو بطور حوالہ پیش نہیں کر سکتے۔

آپ تجلی الیقین کے ماخذ کتب کا مطالعہ فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے اپنی ذاتی کتب عاریہ دیں تاکہ شاہ صاحب موصوف ان سے تیاری کر کے مناظرہ کر سکیں۔ (۵)

بجہ تعالیٰ شاہ صاحب موصوف کو اس مناظرہ میں کامیابی ہوئی۔

ان واقعات سے صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ آپ اپنی ثقافت کے پیش نظر سنی یا کہیں پڑھی ہوئی بات کو بطور حوالہ اس وقت تک پیش نہ فرماتے جب تک کہ اصل ماخذ سے اس کی تصدیق نہ فرمالیتے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی سخاوت سے عام حاجت مندوں کے علاوہ طلباء اور علماء بھی بہرہ ور ہوتے۔ علماء آپ کے حضور حاضر ہوتے اور مشائخ کرام تشریف لاتے۔ آپ ان کی خوب خاطر مدارت فرماتے اور نقدی صورت میں ان کو کثیر عطا یا اور نذرانہ پیش کرتے۔ (۶)

(۴) روایت حکیم الحاج محمد موسیٰ ضیائی لاہور۔ ۱۳۸ ذی قعدہ ۱۳۰۳ھ (۵) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: کتاب ہذا کا مناظرہ کا باب

روایت مولانا الہی بخش ضیائی۔ لاہور

مہانوں کو کھانا اپنے ہاتھ سے کھلاتے۔ ان کے قیام وغیرہ امور کی ذاتی نگرانی فرماتے۔ بریلی اور لاہل
جامعہ رضویہ کے سالانہ اجلاس اور عرس قادری رضوی پر آئے ہوئے مہانوں کو حتی الوسع خود کھانا کھلاتے۔ (۷)
صدر محمد ایوب کے مارشل لاء کے دوران ایک فوجی افسر جامعہ رضویہ کے حسابات کی پڑتال کے لئے آیا۔ مارشل
دہشت اور فوجی افسر کا متکبرانہ لہجہ، خدام جامعہ رضویہ کے لئے ایک نیا تجربہ تھا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو
فوجی افسر کی آمد اور آمد کا مدعا معلوم ہوا تو آپ نے خدام جامعہ رضویہ سے فرمایا کہ تمام حسابات بلا خوف اس
سامنے پیش کر دو۔ فوجی افسر دو روز تک حسابات کی پڑتال کرتا رہا۔ مگر اسے ایک پیسہ کی کمی بیشی نظر نہ آئی۔ تمام
تواضع کی رو سے مکمل اور درست تھے۔ جب وہ پڑتال کا کام مکمل کر چکا تو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے حضور
اور اپنی رائے پیش کی۔ آپ نے اس فوجی افسر سے فرمایا کہ ہماری عادت یہ ہے کہ مہانوں کی حسب موقعہ گرم
مشروب سے تواضع کرتے ہیں، مگر ان دونوں میں ہم نے آپ کو کچھ بھی کھانے پینے کو نہ دیا، تاکہ یہ رشوت
جائے۔ فوجی افسر آپ کی علمی وجاہت اور دیانت داری سے انتہائی متاثر ہوا۔ اصرار کرنے لگا کہ آپ کے ہاں
ہاتھ نہ جاؤں گا۔ کچھ نہ کچھ تبرک چاہتا ہوں۔ آپ نے اسے قریب پڑے ہوئے دو لٹو دینے۔ (۸)
امانت و دیانت کا یہ عالم تھا کہ جامعہ رضویہ کی خطیر رقم جو آپ کی نگرانی میں خدام جامعہ رضویہ کے پاس
وصال سے پہلے عمائدین اور معاونین جامعہ کے سپرد کر دی۔ (۹)

(۷) ہفت روزہ الفقیہ امرتسر، ۷ اگست ۱۹۴۳ء ص ۸

ب روایت سید امیر علی، مرید والا، ضلع فیصل آباد

ج روایت مولانا محمد رفیع مسکین، خلیب فیصل آباد

(۸) روایت مولانا حافظ محمد احسان الحق، فیصل آباد

(۹) قلمی یادداشت چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ، حال مقیم اسلام آباد۔

اورادو اشغال

درس قرآن، تدریس حدیث و فقہ، تبلیغ و اشاعت دین اور دعوت و ارشاد حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کاسب سے بڑا وظیفہ تھا۔ علماء و مدرسین کے لئے آپ اسی عمل کو بہترین وظیفہ قرار دیتے۔ تاہم آپ اپنے منصب کے علاوہ سلسلہ عالیہ قادریہ اور سلسلہ چشتیہ کے اورادو اشغال بالخصوص بڑی پابندی سے ادا فرماتے، تلاوت قرآن مجید، دلائل الخیرات، حزب البحر، قصیدہ غوثیہ، شیخ گنج قادریہ اور ادعیہ ماثورہ کی پابندی روزانہ کا معمول تھا۔

علاوہ ازیں درود شریف کثرت سے پڑھتے۔ (۱)

(۱) روایت صاحبزادہ محمد فضل رسول حیدر رضوی، فیصل آباد

(۲) روایت مولانا پیر محمد فاضل، فاضل جامعہ رضویہ بریلی، ڈھانگری، آزاد کشمیر

(۳) قلمی یادداشت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، لاہور۔

﴿ذوقِ مطالعہ﴾

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو دور طالب علمی سے ہی مطالعہ کا ذوق تھا۔ یہ ذوق آخر تک قائم رہا۔ تدریس کا زمانہ میں آپ بغیر مطالعہ کے اسباق نہ پڑھاتے۔ اگرچہ کثرت مطالعہ سے آپ کو اتنی عبارات یاد تھیں۔ کہ معاصر علماء آپ کو ”عدل العلم“ یعنی علم کی گھڑی اور تلامذہ آپ کو ”کتب خانہ“ سے موسوم کرتے تھے۔ آپ کے ذوق مطالعہ سے متعلق چند شواہد پیش خدمت ہیں۔

مولانا علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری دورانِ تعلیم اجیر مقدس آپ کی مصروفیات کو یوں بیان فرماتے ہیں۔
”اجیر شریف کا دور طالب علمی بھی عجیب و غریب دور تھا۔ لیکن حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو وہاں طلب علم اور مطالعہ کے علاوہ اور کسی کھیل کو تفریح سے کوئی رغبت نہ تھی۔ اسی زمانہ کا ایک واقعہ ہے کہ دارالعلوم معینیہ عثمانیہ کے دارالاقامہ سے، جو تین منزلہ عمارت بازار میں تھی، اس کی میٹھی سے اترتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا قدم پھسل گیا۔ غالباً نماز ظہر کے لئے جا رہے تھے اور جانے میں جلدی تھی۔ پیر پھسلنے سے زمین پر گر گئے اور سر میں سخت چوٹ لگی۔ جس کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے اور بہت سا خون سر سے بہ گیا۔ طلباء جب نماز سے فارغ ہو کر لوٹے تو آپ کو میٹھیوں میں بے ہوش پایا۔ مرہم پٹی ہوئی۔ تین چار دن کے بعد کا واقعہ ہے کہ میں اور دوسرے احباب بیٹھے تھے اور سب کا ذکر آیا، آپ سب کھائیں، تو فرمانے لگے کہ سب حافظہ کو کمزور کرتا ہے۔ شامی نے رد المحتار میں ایسا لکھا ہے، لہذا میں سب نہیں کھاؤں گا۔ فوراً اوپر سے کتاب منگوائی اور وہ مقام نکال کر دکھایا۔ یہ زمانہ طالب علمی کا واقعہ ہے کہ درمختار ورد المختار اور دوسری بڑی کتابیں ہمیشہ مطالعہ میں رہا کرتی تھیں۔“ (۱)

(۱) ہفت روزہ محبوب حق، لاہل پور، مجریہ ۱۳ دسمبر ۱۹۶۳ء۔ ص ۳۲

مولانا مفتی ابوسعید محمد امین سابق مفتی و مدرس جامعہ رضویہ فیصل آباد اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں۔

”تقریباً بارہ تیرہ سال کی بات ہے (۱۹۵۰ء/ ۱۳۷۱ھ) کہ ملتان شریف سے شائع ہونے والے ایک ماہنامہ میں ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراضات کئے گئے تھے۔ حضرت مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب زینت المساجد گوجرانوالہ نے (جو کہ اس وقت جامعہ رضویہ لائل پور میں مدرس تھے) وہ مضمون حضرت سیدنا محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کو دکھایا۔ آپ نے دیکھ کر مولانا موصوف مدظلہ اور فقیر کو فرمایا کہ اس کے متعلق مضمون تیار کرو۔ مولانا موصوف نے کچھ مضمون لکھا اور دکھایا۔ فرمایا۔ اور لکھو اور فلاں کتاب کتب خانہ سے نکال کر مجھے دے جاؤ۔ میں بھی رات کو دیکھوں گا۔ صبح حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ یہ کتاب میں نے دیکھی ہے، نشانات بھی لگا دیئے ہیں۔ آج مجھے فلاں کتاب نکال کر دے جانا۔ ہم دونوں نے جب کتاب کو دیکھا تو ہم پر حیرت سی چھا گئی۔ وہ کتاب کئی سو صفحات پر مشتمل تھی۔ پوری کتاب پر جگہ جگہ نشانات لگے ہوئے تھے۔ ہم نے استفسار کیا تو فرمایا۔ ”اس ساری کتاب کا میں نے آج رات میں ہی مطالعہ کیا ہے۔ اور یہ سارے نشانات آج رات میں ہی لگائے گئے ہیں۔“ اسی طرح روزانہ رات کو ایک دو کتابیں بالاستیعاب دیکھتے تھے اور حسب معمول دورہ حدیث پاک کے طلباء کو دن بھر درس دیتے تھے۔ جو کہ موسم گرما میں صبح سے تقریباً ایک بجے تک ہوتا اور نماز ظہر کے بعد بھی عصر تک حدیث پاک کا درس دیتے اور بعض اوقات رات کو عشا کے بعد بھی طلبہ کو پڑھاتے تھے۔ اور پھر رات کو کتب بنی کا یہ عالم تھا کہ ایک رات میں اتنی اتنی ضخیم کتابوں کا بالاستیعاب مطالعہ کرتا جو کہ ہم کئی ہفتوں میں بھی اتنا مطالعہ نہ کر سکتے۔ اور وہ مضمون ایک رسالے کی صورت اختیار کر گیا۔ اس میں سے ایک قسط اسی ماہنامہ کے ایڈیٹر کو برائے اشاعت بھیجی تو انہوں نے اس کو شائع کرنے کے ساتھ اپنے مضمون سے تو بہ نامہ بھی شائع کر دیا اور وہ مضمون فقیر کے پاس تا حال مسودہ کی صورت میں موجود ہے۔ (۲)

(۲) حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے وصال کے بعد اس مضمون کی چند اقساط ہفت روزہ محبوب حق لائل پور میں شائع ہوئیں۔ پورا مقالہ آپ کے نامادری کے مجموعہ میں اتنی دارالاشاعت بلوچیر رضویہ، ڈچکٹ روڈ، فیصل آباد نے شائع کر دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: جامع الفتاویٰ جلد ششم ص ۲۰۰ تا ۲۵۸

یہ کیا تھا، وہ کون سی طاقت تھی کہ جس کے ذریعہ اتنا کام ہوتا تھا، وہ عشق مصطفیٰ ﷺ کی طاقت تھی۔ آپ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جب میں منیہ المصلیٰ پڑھتا تھا تو اس کے ساتھ رات کو شامی کا مطالعہ کیا کرتا تھا۔ اور عموماً یہ بات فرمایا کرتے تھے کہ لوگ جب بیمار ہوتے ہیں، بخار ہوتا ہے یا سر درد ہوتا ہے تو دووائی کھاتے ہیں۔ لیکن مجھے کوئی تکلیف ہوتی ہے تو میں حدیث مصطفیٰ ﷺ پڑھاتا ہوں مجھے آرام ہو جاتا ہے.....“ (۳)

رد المحتار معروف بہ شامی کے جس مضمون کا حوالہ گذشتہ سطور میں ہوا ہے، بطور افادہ اسے ذکر کیا جاتا ہے۔

”قِيلَ سِتُّ تُورِثُ النَّسِيَانَ . سُورَةُ الْفَارَةِ وَالْقَاءُ الْقُمَّلَةِ وَهِيَ حَيْثُ وَالْبُؤْلِ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ وَقَطْعُ الْقِطَارِ وَمَضْغُ الْعَلَكِ وَآكُلُ النَّفَّاحِ وَمِنْهُمْ مَنْ ذَكَرَهُ حَدِيثًا لَيْكِنْ قَالَ أَبُو الْفَرَجِ بْنُ الْجَوْزِيِّ أَنَّهُ حَدِيثٌ مَوْضُوعٌ (بَحْرُ وَحَلِيَّة) وَإِطْلَاقُ النَّفَّاحِ هُنَا مُوَافِقٌ لِمَا فِي كُتُبِ الطَّبِّ مِنْ أَنَّهُ أَكَلَهُ تُورِثُ النَّسِيَانَ وَذَكَرَ بَعْضُهُمُ الْحَدِيثَ مُقْبِلًا لِلنَّفَّاحِ بِالْحَامِضِ تَبَعًا: زَادَ بَعْضُهُمْ مِمَّا يُورِثُ النَّسِيَانَ أَشْيَاءَ مِنْهَا الْعُضْيَانُ وَالْهُمُومُ وَالْأَحْزَانُ بِسَبَبِ الدُّنْيَا وَكَثْرَةُ الْإِسْتِغَالِ بِهَا وَآكُلُ الْكَزْبَرَةِ الرُّطْبَةِ وَالنَّظْرُ إِلَى الْمَصْلُوبِ وَالْحَجْمُ فِي نَفْرَةِ الْقَفَاوِ اللَّحْمِ الْمِلْحِ وَالْخُبْزِ الْحَامِيِّ وَالْآكُلِ مِنَ الْقِدْرِ وَكَثْرَةُ الْمَزَاحِ وَالصَّحْكِ بَيْنَ الْمَقَابِرِ وَالْوُضُوءُ فِي مَحَلِّ الْإِسْتِجَاءِ وَتَوَسُّدُ السَّرَاوِيلِ أَوْ الْعِمَامَةِ وَنَظْرُ الْجُنْبِ إِلَى السَّمَاءِ وَكُنْسُ الْبَيْتِ بِالْحَرَقِ وَمَسْحُ وَجْهِهِ أَوْ يَدَيْهِ بِدَيْلِهِ وَنَقْضُ الثُّوبِ فِي الْمَسْجِدِ وَدُخُولُهُ بِالْيَسْرَى وَخُرُوجُهُ بِالْيَمْنَى وَاللَّعِبُ بِالْمَدَاكِبِ أَوْ الذُّكْرِ حَتَّى يَنْزَلَ وَالنَّظْرُ إِلَيْهِ وَالْبُؤْلِ فِي الطَّرِيقِ أَوْ نَحْتِ شَجَرَةٍ مُشْمِرَةً أَوْ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ أَوْ فِي الرَّمَادِ وَالنَّظْرُ إِلَى الْفَرَجِ أَوْ فِي مِرَاةِ الْحَجَامِ وَالْإِمْتِشَاطُ بِالْمِشْطِ الْمَكْسُورِ وَغَيْرِ ذَلِكَ“ (۴)

ترجمہ: بیان کیا گیا ہے کہ چھ چیزیں نسیان کا باعث ہیں۔

(۳) ہفت روزہ محبوب حق، لائل پور، مجریہ ۱۳ دسمبر ۱۹۶۳ء، ص ۲۳۳

(۴) رد المحتار حاشیہ در مختار، علامہ شامی، مطبوعہ دار الفکر بیروت (۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء) ج ۱، ص ۲۲۵

چوہے کا جوٹھا، جوں کو زندہ پھینک دینا، ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا، صف کو قطع کرنا، مصطلکی چباننا، سیب کھانا، بعض علماء نے سیب کے بارے میں ایک حدیث بھی ذکر کی ہے مگر ابن جوزی نے کہا ہے کہ وہ حدیث موضوع ہے۔ (بحر، حلیہ)

یہاں مطلقاً سیب کا ذکر کرنا (کھٹا ہو یا میٹھا) کتب طب کے مضمون کے موافق ہے کہ اس کا کھانا نسیان کا باعث ہے۔ بعض علماء نے ایک حدیث بیان کی ہے جس میں سیب کھٹا ہونے کی قید ہے۔ (جو مورث نسیان ہے)

تتمہ: بعض علماء نے مورث نسیان اشیاء اور بھی بیان کی ہیں جیسے گناہ کرنا، دنیوی سبب سے غم و حزن، دنیا میں کثرت سے مشغول ہونا۔ سبز دھنیا کھانا، مصلوب کو دیکھنا، گردن کی گدی میں چھپنے لگوانا، چربی کھانا، سخت گرم روٹی کھانا، ہڈیا سے کھانا، کثرت سے ہنسی مذاق کرنا، قبرستان میں ہنسنے، استنجائے میں وضو کرنا، پا جامہ یا عمامہ کا سر ہانا، جینی کا آسمان کی طرف دیکھنا، چیتھڑوں سے گھر کا جھاڑو دینا، اپنے دامن سے منہ یا ہاتھ کا پونچھنا، مسجد میں کپڑا جھاڑنا، مسجد میں داخل ہوتے وقت پایاں پاؤں پہلے رکھنا، مسجد سے دانے پاؤں سے نکلنا، فرج یا ذکر کے ساتھ کھیلنا یہاں تک کہ انزال ہو جائے، آگہ تاسل کی طرف دیکھنا، راستہ میں پیشاب کرنا، پھل دار درخت کے نیچے پیشاب کرنا، کھڑے پانی میں پیشاب کرنا، راکھ میں پیشاب کرنا، عورت کی شرمگاہ کی طرف دیکھنا، جام کے آئینہ میں دیکھنا، ٹوٹی ہوئی کنگھی سے کنگھی کرنا وغیرہ۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے استاذ گرامی مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا نوری قدس سرہ کا بیان ہے کہ ”جب میں ان کو دیکھتا، پڑھتے دیکھتا، مدرسہ میں قیام گاہ پر، حتیٰ کہ مسجد میں آتے تو بھی کتاب ہاتھ میں ہوتی اور اگر جماعت میں تاخیر رہتی تو بجائے دیگر اذکار و اوراد کے، مطالعہ میں مصروف ہو جاتے۔ حضرت مفتی اعظم قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ان کے اس والہانہ ذوق تحصیل علم سے میں بہت متاثر ہوا۔ (۵)

مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمن دھام نگری، ضلع ہالیسر (بھارت) حضرت شیخ الحدیث قدس سرہا کی وفات پابندی اور ذوق مطالعہ کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

”ان کی سلامت روی، دیداری اور ذوق و شوق کا یہ عالم تھا کہ چند لمحات کے لئے بھی اپنا کوئی وقت بے کار جانے دینا نہیں چاہتے تھے۔ چند منٹ اگر کوئی کسی اور بات میں مشغول کر لیتا تو پریشان ہو جاتے۔ فرماتے، بھئی! بہت وقت ضائع ہو گیا۔ ایک دفعہ ایسے موقع پر کسی نے کہا تھا کہ آپ کے یہاں تھوڑی دیر جو بہت وقت قرار پاتا ہے تو یہ گھنٹہ کتنی دیر کا ہوتا ہے؟ تو آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ ۱۵ منٹ کا گھنٹہ سمجھ لیجئے۔ یہ بہت ہے۔ بچکانہ نماز کے لئے مسجد جا کر کبھی جماعت میں تاخیر پاتے تو وظیفہ پڑھتے رہتے۔ یا کتاب کے مضامین کو غور کرتے رہتے۔ کتاب دیکھنے کے لئے بے چینی ہوتی تو ٹھیلنے لگتے۔ اس قدر کتب بینی کرتے تھے اور اتنی عبارتیں یاد تھیں کہ ہم لوگوں نے ان کا نام کتب خانہ رکھ دیا تھا۔ ذہانت و منانت سے ان کی کدو کاوش از حد بڑھی ہوئی تھی۔“ (۶)

حضرت شیخ الحدیث کے تلمیذ اور مولانا حسن رضا بریلوی کے پوتے مولانا تحسین رضا بریلوی، آپ کے مطالعہ اور ذوق تدریس سے متعلق لکھتے ہیں۔

”صبح سے دوپہر تک پڑھاتے رہتے۔ ظہر سے عصر تک پڑھاتے، رات کو بعد مغرب پڑھاتے اور عشاء کے بعد مطالعہ کے لئے بیٹھتے تو ۱۲، ۱ بجے تک مطالعہ کرتے۔ بغیر مطالعہ کے کبھی نہ پڑھاتے تھے۔ ایک دفعہ آنکھوں میں بڑی تکلیف تھی۔ ڈاکٹر نے ہر چند منع کیا کہ آپ آنکھوں پر زور نہ دیں۔ آپ نے چاہا کہ کچھ دن کے لئے کتب بینی ترک کر دیں، مگر ایسا نہ کر سکے۔ جھلا کتابیں سامنے موجود ہوں اور آپ فرصت میں ہوں پھر مطالعہ نہ کریں، ناممکن ہے۔ فرمایا کرتے تھے جس طرح تازہ روٹی اور تازہ سالن مزہ دیتا ہے اسی طرح تازہ سبق اور تازہ مطالعہ مزیدار ہوتا ہے۔“ (۷)

(۶) ماہنامہ نوری کرن بریلی، (محدث اعظم پاکستان نمبر) مارچ اپریل ۱۹۶۳ء۔ ص ۱۹، ۲۰

(۷) ماہنامہ نوری کرن بریلی، مارچ، اپریل ۱۹۶۳ء۔ ص ۳۴

وصال سے کچھ عرصہ پہلے ایام علالت میں بغرض تبدیلی آب و ہوا اور آرام کے لئے ہری پور ہزارہ اور مری تشریف لے گئے، ان دنوں آپ کی علالت اور نقاہت بڑھی ہوئی تھی۔ مدرسہ رحمانیہ ہری پور میں آپ کا معمول یہ تھا کہ آپ کی مجلس میں اگر کوئی نعت خواں ہوتا تو اس سے نعت شریف سنتے، عمومی طور پر آپ کی مجلس دعوت و ارشاد پر مشتمل ہوتی اور مدرسہ کے کتب خانہ سے کتابیں منگوا کر ان کا مطالعہ فرماتے۔ مختلف مسائل میں دلائل کے طور پر پیش ہونے والی عبارت کو نشان لگاتے اور بعد عصر مدرسہ کے مدرسین مولانا سید محمد زبیر شاہ اور مولانا محمد ریاض الدین سے ان کا تذکرہ فرماتے اور انہیں تاکید فرماتے کہ انہیں نوٹ کر لیں تاکہ حوالہ میں کام آسکیں۔ (۸)

مولانا ابوصالح فیض احمد اویسی بہاول پوری حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ آپ نے کثیر تعداد تصانیف فرمائی ہیں۔ اپنی تصانیف کی کثرت کا راز وہ یوں لکھتے ہیں۔

”اثنائے عبارت (صحاح ستہ کی قرأت) میں حضرت صاحب علیہ الرحمۃ بعض احادیث پر بہترین تقریر اور تبصرہ فرماتے۔ جنہیں فقیر نے بھی نوٹ کیا۔ جس سے ایک مجموعہ تیار ہوا (ان شاء اللہ کبھی منظر عام پر آئے گا) کبھی یوں بھی ہوتا کہ بعد نماز عشاء ہم چند فقیروں کو خصوصی مجلس میں بلوا کر حوالہ جات کے لئے کتابیں اپنے کتب خانہ سے اٹھوا کر نشان لگواتے۔ اور پھر کبھی یوں بھی ہوتا کہ اسی وقت چند حوالہ جات کا پیوں پر لکھوا دیتے۔ اسی مرد خدا کی برکت ہے جو آج فقیر ہزاروں صفحات پڑ کر جاتا ہے جن کے لئے جدید محنت نہیں کرنی پڑتی۔“ (۹)

گویا ہزاروں صفحات پر مشتمل تصانیف حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا حاصل مطالعہ ہے۔ جسے آپ نے نہایت فراخ دلی سے اپنے تلامذہ تک پہنچا دیا ہے۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ آپ کے تلامذہ کی کثیر تصانیف آپ کے تقریری فوائد ہیں۔

(۸) روایت مولانا سید محمد زبیر شاہ، چکوال۔ یکم شعبان ۱۴۰۶ھ

(۹) قلمی یادداشت مولانا فیض احمد اویسی بہاول پور۔ محرم ربیع الثانی ۱۴۰۰ھ

﴿ذوق نعت شریف﴾

محبت کا تقاضا یہ ہے کہ محبت اپنے محبوب کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔ محبت صادق عاشق مصطفیٰ ﷺ کی حیثیت حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو نعت شریف سے خاص دلچسپی تھی۔ خصوصاً امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کا نعتیہ کلام شوق تھا۔ تدریس حدیث کے دوران اکثر ایسے مواقع آجاتے جن میں آپ قصیدہ بردہ شریف، عارف جامی، یا امام رضا کا نعتیہ کلام پڑھنے کا اشارہ فرماتے۔ حاضرین طلباء کے ساتھ مل کر نعت شریف پڑھتے۔ نماز عصر کے بعد عمومی میں حاضرین میں اگر کوئی نعت خواں ہوتا تو ضرور اس سے نعت شریف پڑھنے کو فرماتے۔ دوران سفر گاڑی میں اور کے انتظار میں اسٹیشن یا اڈا پر جہاں بھی بیٹھنا پڑتا وہی مجلس نعت خوانی کی محفل میں بدل دیتے، اکثر طور پر یہ محفل خوانی میں آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ رومال سے آپ انہیں صاف کر لیتے۔

اندازِ بیعت ﴿﴾

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ جمیع سلاسل طریقت میں مجاز و ماذون تھے۔ انہیں اپنے مشائخ کی طرف سے بیعت لینے کا اذن عام بلکہ حکم تھا۔ لاکھوں بندگان خدا نے آپ سے ہدایت پا کر اپنی دین و آخرت سنواری۔ آپ کے متوسلین کا امتیازی وصف یہ ہے کہ وہ عقائد میں نہایت پختہ اور اعمالِ حسنہ پر نہ صرف عامل ہیں بلکہ دوسروں کی ہدایت کا سبب بھی بنتے ہیں۔ ہزاروں علماء آپ کے دامن سے وابستہ ہیں۔ بیعت لینے وقت کا انداز یہ ہوتا کہ مرید کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر یہ کلمات پڑھاتے۔

”جو میں پڑھوں میرے ساتھ ساتھ وہ آپ بھی کہو۔“

پڑھو! ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ ﴿۱﴾

(یہ کلمات آپ تین بار پڑھاتے)

میں تو بہ کرتا ہوں پچھلے گناہوں سے اور عہد کرتا ہوں کہ آئندہ شریعتِ مطہرہ پر قائم رہوں گا۔ شریعت کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانوں گا۔ میں نے آپ کے وسیلہ سے اپنا ہاتھ پیروں کے پیر دستگیر حضرت غوثِ اعظم ابو محمد شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی کریم بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک ہاتھ میں دیا۔

اے اللہ! تو مجھے ان کے غلاموں میں شمار فرما اور ان کے صدقہ سے میری توبہ قبول فرما۔ اور قیامت کے روز ان کے گروہ میں اٹھا۔ دنیا میں، قبر میں، حشر و نشر میں، پل صراط پر ان کے فیض و برکت سے امداد فرما۔ اور حضرت مخدوم داتا گنج بخش علی ہجویری لاہوری اور حضرت سلطان الہند خواجہ غریب نواز سید حسن معین الدین اجیری اور بزرگان دین اولیاء کاملین قدست اسرارہم کے فیض و برکت سے بھی نفع عطا فرما۔ دین میں ایمان میں علم و عمل میں، ظاہر و باطن دنیا و آخرت میں برکت، رحمت،

سعادت، حفاظت، استقامت عطا فرمائیں“ (۱)

اس کے بعد مرید کو ایمان و ارکان اسلام کی پابندی اور شریعت پر استقامت اور مذہب اہل سنت پر ہمدردی اور بے دینوں گمراہوں سے نفرت کی ہدایت فرماتے اور ہاتھ اٹھا کر استقامت کی دعا فرماتے۔ آپ کی ہدایت کے اس قسم کے ہوتے۔

”پانچوں وقت پابندی سے نماز پڑھنا فرض ہے۔ رمضان المبارک کے روزے رکھنا فرض ہے۔ جو شخص مالدار شرعاً مالک نصاب ہو تو سال گزرنے کے بعد شریعت کے نصاب و قانون کے مطابق اہل حاجت مسلمانوں کو زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ حج کی توفیق عطا فرمائے تو عمر بھر میں ایک دفع حج کرنا فرض ہے۔ اور حضور اکرم ﷺ کے روضہ مقدسہ منورہ کی حاضری ضروری موکد ہے۔ ہم اہل سنت و جماعت ہیں۔ اہل سنت و جماعت کا مذہب حق ہے۔ صحیح ہے۔ ٹھیک ہے۔ جتنے فرقے اہل سنت و جماعت کے خلاف نکلے یا نکل رہے ہیں ان سب کا مذہب غلط اور باطل ہے۔ جیسے قادیانی مرزائی لاہوری پارٹی، دیوبندی وہابی، غیر مقلد وہابی، نجدی وہابی، تبلیغی وہابی، تنظیمی وہابی، موودوی وہابی، شیعہ، رافضی، تفضیلی۔ نیچری، چکڑالوی، مشرقی خاکساری۔ ان سب کا مذہب باطل ہے۔

دعا ہے کہ مولیٰ عزوجل آپ کو اور سب احباب حاضرین و غائبین کو اور اس خادم اہل سنت کو مذہب حق مذہب اہل سنت و جماعت پر قائم و دائم فرمائے۔ آمین (۲)

شجرہ مبارکہ مطبوعہ، جو آپ اپنے مریدین کو عطا فرماتے اس میں اوراد و اشغال کے علاوہ ”ضروری ہدایات کے عنوان سے مفصل ہدایات درج ہوتیں۔ ان میں سے ایک ہدایت یوں ہے۔

(۱) مکتوب حضرت شیخ الحدیث، نام مولانا ابو داؤد محمد صادق گوجرانوالہ۔ محرم ۱۳۷۲ھ

(۲) تحریر حضرت شیخ الحدیث، بقلم مولانا صہب الدین رضوی، فیصل آباد

”امام اہل سنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا علامہ شاہ احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ کے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ ان کا مسلک مذہب اہل سنت و جماعت ہے۔ حرمین طہیین مکہ معظمہ، مدینہ منورہ عرب و عجم کے علماء کرام نے اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ العزیز کو اپنا امام و پیشوا تسلیم کیا ہے، اور اس صدی کا مجدد مانا ہے۔ مولانا عزوجل ہم سب کا بزرگان دین کے وسیلہ جلیلہ سے ایمان پر خاتمہ فرمائے۔ آمین“ (۳)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے حلقہ ارادت میں عورتیں بھی شامل ہوتی ہیں، چونکہ غیر محرم عورت سے پردہ کرنا مرد و عورت دونوں پر فرض ہے۔ اس میں کسی استاد یا پیر کا استثنا نہیں۔ اس لئے آپ عورتوں کو اس طرح بیعت فرماتے کہ عورتیں پردہ میں بیٹھیں اور کلمات بیعت کو اس طرح ادا فرمائیں کہ کوئی غیر محرم مرد نہ سنے پائے۔ چادر یا رومال کا ایک سرا آپ کے ہاتھ میں ہوتا اور دوسرا بیعت کرنے والی عورت کے ہاتھ میں۔

عورتوں کو بیعت کرتے وقت اسی نوعیت کے کلمات بیعت ہوتے جیسے مردوں کی بیعت کے ضمن میں گذرے۔ ہاں اتنے کلمات زیادہ ہوتے۔

”عورتوں پر لازم ہے کہ اپنے خاوند کی اطاعت کریں۔ اپنے خاوند کے مال کی حفاظت کریں، اس میں خیانت ہرگز نہ کریں۔ اور خاوند کے ذمہ لازم ہے کہ اپنی بیوی کے شرعی حقوق ادا کرے۔ عورتیں وضو کریں۔ قرآن پاک کی تلاوت کریں۔ حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت پر چلیں، امہات المؤمنین کی سیرت پر زندگی بسر کریں۔ جن گھروں میں عورتیں نماز نہیں پڑھتی ان گھروں میں برکت نہیں ہوتی۔ وہ گھر مثل قبروں کے ہیں۔“ (۴)

علاوہ شجرہ مبارکہ کے دین و ایمان، جان و مال اولاد کی حفاظت، دنیا، برزخ، آخرت میں ہر مرض، فقر اور کمر سے

(۳) شجرہ مبارکہ سلسلہ عالیہ قادریہ و سلسلہ عالیہ چشتیہ، مطبوعہ پنجاب پریس ڈائل پورہ، ص ۸

(۴) تحریر حضرت شیخ الحدیث بقلم مولانا معین الدین شافعی، فیصل آباد

حفاظت، شیطان کے حملوں سے مدافعت کے لئے مستنون دعاؤں کے پڑھنے کی اجازت و ہدایت فرماتے۔ جوں
آپ کا مرید روحانی ترقی کرتا اسے دیگر وظائف، اور ادوا و اشغال کی اجازت فرماتے۔ قصیدہ بردہ، قصیدہ غوثیہ،
الخیرات، حزب البحر وغیرہ اذکار و اوراد کی اجازت بھی عطا فرماتے۔ ان سب اوراد و اذکار کی اجازت مشائخ عظام
ہاں معروف شرائط سے مشروط ہوتی ہے۔ ساتھ ہی تاکید ہوتی کہ مذہب اہل سنت اور مسلک اہل طریقت پر مضبوطی
قائم رہیں۔ نیز مذہب اہل سنت و جماعت کے مطابق اعتقاد رکھیں۔ اسی کے موافق عمل کریں اور تبلیغ کریں
حضرات علم و عمل میں رسوخ حاصل کر لیتے ہیں اور معیار طریقت پر پورے اترتے انہیں سلاسل طریقت میں مجاز و
بھی فرمادیتے۔ آپ کے متعدد خلفاء ہیں۔ (۵)

(۵) مولانا یحییٰ الدین، فیصل آباد مولانا عبدالغفار ظفر، مولانا عبدالرشید اور دیگر علماء کو آپ کی طرف سے حاصل ہونے والی سندرات اجازت ملاحظہ فرمائیں

اندازِ اصلاح

علم و فضل کے بادشاہ، ورع و تقویٰ کے عظیم پیکر، مسلک اہل سنت کے مبلغ اعظم، عقائد حقہ، اعمال صالحہ اور اخلاق مرضیہ کے عظیم ناشر اور مخلص مصلح حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا ایک خاص وصف یہ بھی تھا کہ آپ کوئی ایسی حرکت دیکھتے یا کوئی ایسی بات سنتے جو شریعت مطہرہ کے مسلمہ قوانین کے خلاف ہوتی تو حسب حال حکم شرعی سنا دیتے۔ اگر وہ لغزش ایسی ہوتی جو شریعت مطہرہ کے کسی واضح حکم کی خلاف ورزی ہوتی تو فوراً مجمع میں ہی اس پر تنبیہ فرما دیتے۔ چونکہ اس انتباہ کا انداز انتہائی ناصحانہ اور مخلصانہ ہوتا جس سے متعلق فرد اس انتباہ کو قبول کر لیتا اور فوراً ہی اس سے احساس ہو جاتا کہ میری جس لغزش پر متنبہ کیا گیا ہے اس سے فوری اعلانیہ رجوع ضروری ہے۔ اور اگر لغزش ایسی ہوتی جس کا تعلق صرف اسی فرد تک محدود ہوتا تو اس کی اصلاح کا انداز دوسرا ہوتا، خلوت میں بلا کر انتہائی شفقت سے احکام شرعیہ بتا کر اس کی اصلاح کی جاتی۔ مخاطب اس شفقت سے اتنا متاثر ہوتا کہ ایسی خطا سے نہ صرف ہمیشہ کے لئے اجتناب کرتا بلکہ اس کی نگاہ میں آپ کی عظمت اور بڑھ جاتی۔

یہ فطری امر ہے کہ خلوص ہو تو بے باکی پیدا ہو جایا کرتی ہے۔ بات بھی پر اثر ہوتی ہے۔ اعتماد نفس پیدا ہو جاتا ہے۔ اور مخاطبین بھی ذوق و شوق کا اظہار کرتے ہیں، مخلصانہ انتباہ کے الفاظ دل میں خود بخود جگہ پیدا کر لیتے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی مجلس میں بیٹھنے کی سعادت جن حضرات کو نصیب ہوئی وہ اکثر اس حقیقت کے مناظر کا مشاہدہ کرتے۔

علمائے اہل سنت ہی کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ کوئی ایسا کلمہ جس سے انسان شرعی گرفت میں آجاتا ہو، سنتے ہی وہ تنبیہ فرما دیتے ہیں تاکہ کہنے والا بھی شرعی گرفت سے بچ جائے اور سننے والا عالم حق گو بھی حق گوئی کے موقع پر خاموشی اختیار کر لینے کے گناہ سے محفوظ رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مناسب حال اصلاح کرنے کا یہ وصف عالی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ میں اس شان سے موجود تھا کہ اس کی جلوہ گری ہر محفل میں دیکھی جاتی تھی۔

مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلی لوہاراں، ضلع سیالکوٹ علماء حضرات کے طریق اصلاح پر مکمل خدشات کو سامان سے دور کرتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔

”آج کل کے مصلحت باز اور پالیسی نواز افراد ممکن ہے اس بات کو اچھا نہ سمجھیں اور یوں کہہ دیں کہ نہیں صاحب! یہ بات مناسب نہیں کہ کسی شریف آدمی کو بھرے مجمع میں ٹوک اور روک دیا جائے۔ مگر جن کے پیش نظر شرعی احکام ہیں وہ کوئی ایسا کلمہ سن کر، جس سے غلط تاثر پیدا ہو سکے یا جو کسی شرعی ضابطے سے ٹکرائے۔ خاموش نہیں رہ سکتے۔ اور فوراً اس پر تنبیہ فرمادیتے ہیں۔“ اپنے بائیں ہاتھ چلو“۔ ٹریفک کے اس اصول کے خلاف اگر کوئی سوار بھرے مجمع میں عمداً یا سہواً دائیں طرف سے گزرنے لگے۔ تو چوک میں اگر کوئی سپاہی کھڑا نہ ہو تو یہ دوسری بات ہے کہ وہ اپنی غلطی سمیت گزر جائے۔ لیکن وہاں اگر سپاہی موجود ہوگا تو وہ فوراً سیٹی بجائے گا اور اسے اس کی غلطی پر متنبہ کر کے مجبور کرے گا کہ وہ بائیں سائیڈ اختیار کرے۔ فرمائیے کیا یہاں بھی یہی کہا جائے گا کہ سپاہی نے یہ اچھا نہیں کیا کہ ایک شریف آدمی کو اتنی بڑی شاہراہ میں روک اور ٹوک دیا۔ قرآن پاک پڑھنے والا کوئی بھی ہو اس سے زبرداری کی معمولی بھی نفرت واقع ہو جائے تو بھرے مجمع میں حفاظ فوراً بول اٹھتے ہیں کہ حضرت! یوں نہیں یوں پڑھئے۔ یہ نظارہ آپ نے کئی بار دیکھا ہوگا کہ پڑھنے والا استاذ ہو یا پیر و مرشد یا کوئی بہت بڑا عالم ہو، قرآن پڑھتے ہوئے اگر اس کی زبان سے کسی آیت میں تھوڑا سا بھی تغیر واقع ہو جائے تو شاگرد، مرید اور عوام سبھی بول اٹھتے ہیں کہ حضرت یوں نہیں یوں ہے۔ (۱)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے بروقت اعتناء کے چند مناظر ملاحظہ ہوں۔
مولانا محمد بشیر مدیر ماہنامہ ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں خود اپنا واقعہ لکھتے ہیں۔

”مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ چک جھمرہ ضلع لاکل پور کے ایک جلسہ میں حضرت موصوف علیہ الرحمۃ کی صدارت میں میری تقریر ہو رہی تھی۔ میں نے تقریر کے دوران ”رَأَيْتُ رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ“ کی حدیث پڑھ کر اس کا ترجمہ پنجابی زبان میں بلفظ ”شکل“ کر دیا اور یوں کہا کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے رب کو بڑی اچھی شکل میں دیکھا ہے۔ حضرت موصوف علیہ الرحمۃ نے جو کرسی صدارت پر رونق افروز تھے۔ اسی وقت فرمایا۔ مولانا! اللہ تعالیٰ شکل سے پاک ہے۔ صورت کا ترجمہ بھی صورت ہی رہنے دیجئے۔ چنانچہ میں نے وہیں حضرت کی اس تشبیہ سے خبردار ہو کر اپنے ترجمہ سے رجوع کر لیا۔ اور پھر آج تک یہ حدیث پڑھتے یا بیان کرتے وقت حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی وہ تشبیہ سامنے آجاتی ہے۔“ (۲)

مولانا ابوالنور محمد بشیر، مولانا غلام محمد ترم (م ۱۷۷۹ھ / ۱۳۷۹ء / ۲۴ جولائی ۱۹۵۹ء) مرکزی نائب صدر جمعیت علماء پاکستان کا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ مولانا موصوف تقریر فرما رہے تھے اور اس جلسہ کی صدارت حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کر رہے تھے۔ دوران تقریر مولانا ترم علیہ الرحمۃ کے منہ سے سبقت لسانی سے یہ جملہ نکل گیا۔

”نماز میں ایک طرف بندہ کھڑا ہوتا ہے اور دوسری طرف خدا کھڑا ہوتا ہے“

حضرت نے یہ بات سن کر فوراً ٹوک دیا اور فرمایا مولانا! اللہ تعالیٰ کھڑا ہونے سے پاک ہے۔ تو یہ کیجئے۔ مولانا ترم اس انتہاء سے اپنی غلطی کو سمجھ گئے فوراً اسی وقت توبہ کی۔ (۳)

سنی رضوی جامع مسجد لاکل پور کی تعمیر کے سلسلہ میں طریق کار یہ تھا کہ جمعہ میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی تقریر اور خطبہ عربی کے درمیان کوئی صاحب مجمع کی توجیہ تعمیر کی اعانت کی طرف دلاتے۔ حاضرین حسب استطاعت زیر اعانت پیش کرتے۔

(۲) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گو جزا نوالہ۔ مجریہ ۱۳ شعبان ۱۳۸۵ھ۔ ص ۳

(۳) ایضاً۔ ص ۳

رمضان المبارک بڑی برکتوں والا مہینہ ہے، اس میں کئے گئے صدقات و خیرات کا ثواب ستر گنا بڑھا ہوا ہے۔ زیر تعمیر سنی رضوی جامع مسجد کی تعمیر میں بھی عوام اہل سنت رمضان شریف میں عام دنوں سے بڑھ کر حصہ لیا تاکہ مسجد کی تعمیر کے ثواب کے ساتھ رمضان شریف میں عطیات دینے کا ثواب شامل ہو جائے۔

ایک مرتبہ سوال المکتوم کے ابتدائی جمعہ میں غالباً حوالدار محمد حسین نے زیر تعمیر سنی رضوی جامع مسجد کی سلسلہ میں یہ کہہ دیا۔

”لوگو! یہ خیال نہ کرو کہ رمضان شریف گزر گیا ہے، اس لئے اب عطیات بیکار ہیں، بلکہ اب بھی عطیات کا اتنا ہی ثواب ہوگا جتنا رمضان شریف میں تھا۔“

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ منبر پر تشریف فرماتھے آپ نے سنتے ہی فوراً تنبیہ فرمائی اور فرمایا۔
”رمضان شریف میں دیئے گئے عطیات کا ثواب یقیناً زیادہ تھا۔ اب جب کہ رمضان شریف گزر چکا ہے۔ اب عطیات کا ثواب اتنا نہیں ہوگا۔“ (۲)

اللہ اللہ! اظہار حق کے جذبہ کی تڑپ کا اندازہ لگائیے۔ اس کی قطعاً پرواہ نہ کی کہ ایسا کہنے سے مسجد کی اعانت متاثر ہوگی۔ بلکہ حقیقت کا اظہار مقدم سمجھا۔

مولانا سید حبیب الرحمن ضلع قاضی راولا کوٹ، آزاد کشمیر فرماتے ہیں کہ منڈی چوہڑکانہ ضلع شیخوپورہ میں مولانا یوسف گنیمتہ (اہل سنت) اور مولوی محمد صدیق (اہل حدیث) کی مخالفتانہ تقاریر کی وجہ سے انتظامیہ نے دونوں کو شہر سے ہٹا دیا۔ اس وقت میں جامعہ رضویہ کا طالب علم تھا۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے مجھے حکم دیا کہ آپ مولانا محمد یوسف کی جگہ جمعہ پڑھایا کریں۔ اس کا طریقہ کار یہ ہو کہ آپ جمعرات کی شام کو منڈی چوہڑکانہ پہنچ جایا کریں۔ رات قرآن دین اور صبح جمعہ میں تقریر کریں۔ شام کو لائل پور واپس پہنچ جایا کریں، تاکہ ہفتہ صبح سبق کے لئے مطالعہ کر سکیں۔ حسب ارشاد میں نے چوہڑکانہ میں جمعہ پڑھانا شروع کیا۔ اسی دوران ایک مرتبہ دھوبلی گھاٹ (فیصل آباد)

میں جمعرات کو نماز عشاء کے بعد مولانا سید احمد سعید کاظمی شیخ الحدیث انوار العلوم ملتان ایک جلسہ سے خطاب کرنے کے لئے تشریف لائے۔ میں نے از خود یہ پروگرام بنایا کہ رات کو حضرت کاظمی صاحب کی تقریر سنوں گا اور منڈی چوہڑکانہ میں جو درس قرآن جمعرات شام کو دیتا ہوں وہ جمعہ کے بعد رات کو دے کر کمی پوری کر لوں گا۔ چنانچہ کاظمی صاحب کی تقریر کے بعد جب چند خدام جلسہ کی کاروائی سنانے کے لئے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے عرض کیا کہ ابتداء میں فلاں صاحب نے تلاوت فرمائی پھر ”نعت شعت“ ہوئی..... یہ لفظ سنا تھا فوراً

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ وَاَجْعُوْنَ پڑھنا شروع کیا۔ بار بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ پڑھ رہے تھے۔ اور فرماتے تھے۔

”شاہ صاحب! ہمیں آپ سے یہ توقع نہ تھی“

شاہ صاحب موصوف فرماتے ہیں میرے ذہن میں آیا کہ حسب معمول میں نے آج رات چوہڑکانہ میں جا کر درس دینا تھا۔ آج چونکہ میرے جلسہ سننے کی وجہ سے وہاں کا درس نہ ہو سکا۔ آپ اس کی تنبیہ فرما رہے ہیں۔ لیکن یہ کوئی ایسا معاملہ نہ تھا کہ اس پر ان الفاظ سے گرفت فرمائی جائے۔ میں نے عرض کیا۔

”حضور! میں آج کا درس جمعہ کے بعد رات کو دے کر کمی پوری کر لوں گا“

فرمایا: مولانا! یہ بات نہیں آپ نے تو نبی اکرم نور مجسم ﷺ کی شان رفیع میں بڑی سوئے ادبی کی ہے۔ یہ ”نعت شعت“ کیا ہے؟

نیز فرمایا۔

نبی اکرم نور مجسم شفیع معظم ﷺ کی نسبت ایسے فرد تر الفاظ کا استعمال جائز نہیں۔ سوئے ادبی ہے۔ آپ نے یہ کیا انٹ شٹ کہہ دیا ہے۔“

پھر فرمایا۔

”لنقم کی صورت میں حضور انور ﷺ کی تعریف کو نعت شریف کہتے ہیں۔ حضور کی نسبت سے نعت

شریف کہنا چاہئے۔“

مولانا! اب اس کا کفارہ ادا ہونا چاہئے۔ بھلا معلوم ہے کہ اس کا کفارہ کیا ہے؟“
خود ہی ارشاد فرمایا۔

”علماء نے لکھا ہے کہ مدینہ طیبہ کو یشرب کہنا سوائے ادبی ہے۔ علماء نے اس کا کفارہ یہ لکھا ہے کہ جو
آدمی ایک مرتبہ یشرب کہے وہ دس بار مدینہ طیبہ کہے۔ آپ بھی دس مرتبہ کہیں کہ ظلم کی صورت میں
حضور اقدس نور معظم ﷺ کی تعریف کو نعت شریف کہتے ہیں“ (۵)

مولانا محمد سلیم نقشبندی خطیب جامع مسجد جمال خانوآ نہ فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ حاجی مہر الدین متیم
فیصل آباد کے مکان پر ایصال ثواب کی محفل میں آپ کی موجودگی میں میں نے ختم شریف کے کلمات پڑھے۔ ان
میں جامعہ رضویہ کا طالب علم تھا۔ آیت مبارکہ ”مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ
خَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا“ پڑھتے وقت میں نے کلمہ ”مَا كَانَ مُحَمَّدٌ“ پر وقف کیا اور
عظمت مصطفیٰ کے اظہار کے لئے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگا لئے۔ آپ نے مجھے فرمایا۔ مولانا! آیت دوبارہ اہتمام
پڑھو۔ میں نے دوبارہ پڑھنے میں وہی عمل کیا۔ یعنی لفظ ”مُحَمَّدٌ“ پر وقف کیا۔ آپ نے پھر تنبیہ فرمائی اور
دوبارہ آیت کو پڑھو۔ میں نے پھر پڑھنے میں لفظ ”مُحَمَّدٌ“ پر وقف کیا۔ درحقیقت میں آپ کے اعتناء کو نہ
آپ نے پھر وضاحت سے بیان فرمایا۔ کہ آیت مبارکہ میں مَا كَانَ مُحَمَّدٌ تو محض نفی ہے۔ حالانکہ یہاں
بعد اثبات ہے جو منشا آیت ہے، آپ نے محض نفی پر توقف کیا ہے۔ جس طرح کوئی شخص کلمہ طیبہ میں صرف ”لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ“ جو غلط ہے ”إِلَّا اللَّهُ“ ساتھ ملا کر نہ پڑھے، سانس کا کوئی اعتبار نہیں آئے یا نہ آئے۔ یہاں توقف
اگر سانس نہ آئے اور اسی حالت میں جان نکل جائے تو نعوذ باللہ حضور انور ﷺ کی صفت رسالت اور ختم نبوت
خاتمہ کا خدشہ ہے۔ لہذا آیت مبارکہ میں لفظ ”مُحَمَّدٌ“ پر توقف منع ہے۔ (۶)

(۵) روایت مولانا سید حبیب الرحمن ۲۷ ربیع الاخر ۱۴۰۶ھ

(۶) روایت مولانا محمد سلیم، فیصل آباد۔ ۱۶ جنوری ۱۴۰۶ھ

اگر کوئی قاری لفظ ”مُحَمَّدٌ“ پر توقف کئے بغیر تقبیل ابراہیم کرے اس کے جواز میں کلام نہیں۔

مولانا سید حسین الدین شاہ مہتمم جامعہ رضویہ ضیاء العلوم سیٹلائیٹ ٹاؤن راولپنڈی بیان فرماتے ہیں کہ راولپنڈی میں ایک تقریر کے بعد حسب معمول ایک نعت خواں نے سلام پڑھایا۔ دوران سلام کچھ اس قسم کے اشعار پڑھے جن کا مفہوم تھا کہ معلوم نہیں کہ حضور اکرم ﷺ بشر ہیں یا نور، سلام کے یہ اشعار سن کر آپ نے نعت خوان کی وہیں اصلاح فرمائی۔ تقریباً نصف گھنٹہ تک آپ نے یہ مسئلہ سمجھایا کہ حضور نبی اکرم ﷺ اپنی حقیقت کے اعتبار سے نور ہیں اور آپ کی ظاہری صورت بشری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے نور پاک سے پیدا فرمایا۔ چونکہ آپ نے اس دارالعمل میں بندوں کی ہدایت کا فریضہ انجام دینا تھا اس لئے آپ نے بشری لباس میں جلوہ گری فرمائی۔ آپ کا بشر ہونا صرف ظاہری اعتبار سے ہے۔ اصل حقیقت کے اعتبار سے آپ کی نورانیت اور ظاہری صورت میں آپ کی بشریت میں شک نہیں کرتا جاہے۔

مُحَمَّدٌ بَشَرٌ لَا كَمَا لِبَشَرٍ

يَأْفُوتُ حَجْرًا لَا كَالْحَجَرِ (۷)

مولانا سید حسین الدین ہی بیان کرتے ہیں کہ ایام علالت میں آپ پہلی مرتبہ مری تشریف لے گئے۔ راولپنڈی میں آپ نے حاجی عبدالحمید (حاجی اینڈ کمپنی) کے ہاں بھی قیام فرمایا۔ آپ کی قیامگاہ کے لئے جو کمرہ تجویز ہوا، جب آپ اس کے دروازہ پر تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ کمرہ میں کوئی تصویر تو نہیں۔ جب عرض کیا گیا کہ اس کمرہ میں کسی جاندار کی تصویر نہیں تو آپ اندر تشریف فرما ہوئے۔ اسی راولپنڈی کے قیام کے دوران حاجی عبدالرحیم اور بشیر احمد حاضر ہوئے۔ یہ حضرات اگرچہ آسودہ حال تھے۔ مگر نعت خوانی کیا کرتے تھے۔ ان کی نعت خوانی محض محبت رسول کی خاطر ہوتی کوئی اور غرض سے نہ ہوتی۔ ان دونوں حضرات نے اجازت پا کر نعت پڑھی۔ دوران نعت ایک مصرعہ اس طرح پڑھا۔

کعبہ کو چھوڑ زاہدا ، یار کے در پر پڑھ نماز
آپ نے فوراً روک دیا اور فرمایا اس مصرعہ کو یوں پڑھو۔

کعبہ نہ چھوڑ زاہدا ، یار کے در پر پڑھ نماز
تمام حاضرین آپ کی بروقت اصلاح سے محفوظ اور متاثر ہوئے۔ (۸)

کسی مقرر کی ایسی معمولی لغزش جو شرعی گرفت میں نہ آتی ہو تو آپ اس کی اصلاح بھی فرما دیتے۔
اصلاح کا انداز دوسرا ہوتا۔ مولانا ابوالنور محمد بشیر مدیر ماہ طیبہ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔ جس میں آپ کی
یہ پہلو نمایاں ہوتا ہے۔

”مدرسہ جامعہ رضویہ لائل پور کے ایک سالانہ اجتماع میں حضرت کی موجودگی میں تقریر کر رہا تھا، اور
اس میں حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کر رہا تھا کہ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ
نے ایک بار خوش ہو کر فرمایا ”سَلِّ“ مانگ۔ حضرت ربیعہ نے عرض کیا۔ ”أَسْئَلُكَ
مَسْرَافَتِكَ لِي الْجَنَّةِ“ حضور! میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں۔ یہ حدیث
بیان کرتے ہوئے سبقت لسانی سے میرے منہ سے بجائے ”سَلِّ“ کے ”سَلِّ مَا شِئْتَ“ نکل
گیا۔ اور ایک بار نہیں متعدد بار ”سَلِّ مَا شِئْتَ“ مانگ جو تو چاہے۔ تقریر ختم ہوئی۔ رات کا وقت
تھا۔ آرام کیا۔ صبح اٹھے اور نماز کے بعد حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے حضور حاضری ہوئی۔
چائے پینے کے بعد حضرت نے حاضرین مجلس سے فرمایا۔ تھوڑی دیر کے لئے ذرا آپ باہر تشریف
لے جائیں۔ مجھے ان سے (میری طرف اشارہ فرمایا) کوئی بات کرنا ہے۔ حاضرین باہر چلے
گئے۔ تو مجھ سے فرمایا۔ رات کی تقریر ماشاء اللہ خوب تھی۔ خدا تعالیٰ اور بھی برکت عطا فرمائے مگر
آپ نے حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ والی حدیث پاک میں جو ”سَلِّ مَا شِئْتَ“ پڑھا ہے۔ اس

روایت میں ”مَاشِئَت“ کا لفظ موجود نہیں۔ صرف ”مَسَل“ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی مخالف اس روایت میں ”مَاشِئَت“ کا مطالبہ کر بیٹھے تو مشکل پیدا ہو جائے۔ حضرت کی اس طرز اصلاح سے میں اس قدر متاثر ہوا کہ میرے لب حضرت کے ہاتھ چوم رہے تھے اور حضرت کے لب میرے لئے دعائیں فرما رہے تھے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔“ (۹)

مولانا الہی بخش لاہور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ لاہور میں آپ میری دعوت پر تقریر کے لئے تشریف لائے۔ رات کو تقریر ہوئی۔ صبح کی نماز میں نے پڑھائی۔ آپ نے نماز کے بعد جب سب نمازی جا چکے تو مجھے علیحدگی میں فرمایا۔ مولانا سجدہ کرتے وقت پاؤں کی دونوں انگلیوں کے پینٹ لگنا ضروری ہے۔ پھر خود سجدہ کر کے بتایا۔ اس وقت نماز میں میرے پاؤں کی انگلیاں کسی وجہ سے نہ لگی تھیں۔ آپ کے اس ناصحانہ انداز اصلاح سے میں بے حد متاثر ہوا۔ (۹-۱)

آپ کی ہر محفل ہر مجلس میں مسائل شرعیہ کا ہی تذکرہ ہوتا۔ ملاقات ہو یا رخصت، کھانے کی محفل ہو یا کوئی اور محفل، ہر جگہ سنت طریقت کی وضاحت فرماتے اور اس پر عمل کی ترغیب دیتے، جہاں کہیں کسی نے سنت طریقت کے خلاف عمل کیا آپ نے دیکھتے ہی فوراً اسے سنت طریقت پر عمل کے لئے فرما دیا۔ آپ کی اصلاح عوام و خواص سبھی کے لئے ہوتی۔ آپ کا انداز اصلاح اتنا مخلصانہ ہوتا کہ سبھی آپ کی ہدایات پر عمل کرنے میں سعادت سمجھتے اور آپ کے انتباہ سے متاثر ہوتے۔

ایک مرتبہ حاجی سراج دین نورانی کینڈر فیصل آباد والے حاضر ہوئے۔ ان کے دائیں ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی۔ آپ نے فرمایا۔

”حاجی صاحب! سونے کی انگوٹھی مرد کے لئے منع ہے۔ اسے اتار دو۔“

حاجی صاحب نے فوراً انگوٹھی اتار دی اور عرض کی کہ اب اسے مدرسہ کے لئے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ گھر کے لئے رکھ لو۔ کسی عورت کو پہنا دینا۔ حاجی صاحب موصوف آپ کی بات سے انتہائی متاثر ہوئے۔ (۱۰)

(۹) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ کوبراؤالہ۔ ۱۳ شعبان ۱۳۸۵ھ ص ۳ (۹-۱) روایت مولانا الہی بخش لاہور۔ ۲۸ صفر ۱۳۰۳ھ

(۱۰) روایت مولانا محمد سلیم نقشبندی، فیصل آباد۔ ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۶ھ

اسی نوعیت کا ایک واقعہ صوفی گلزار احمد خادم آستانہ عالیہ رضویہ فیصل آباد نے بیان کیا۔

مولانا محمد سلیم نقشبندی خطیب جہاں خانوآئہ، فیصل آباد فرماتے ہیں کہ جب میں جامعہ رضویہ میں زیر تعلیم ایک مرتبہ میں نے کھڑے ہو کر شلوار پہنی۔ آپ نے مجھے بلا کر شفقت بھرے انداز میں فرمایا۔
”مولانا! شلوار کھڑے ہو کر نہیں پہننی چاہئے“

پھر فرمایا۔

”مشائخ عظام فرماتے ہیں کہ جو آدمی کھڑے ہو کر شلوار پہنے، سیاہ جوتا پہنے، بزم یا سیاہ تہبند باندھے وہ ساری عمر پریشانی اور مفلسی میں بسر کرتا ہے، اسے سکون نصیب نہیں ہوتا، اور ایسے مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے جو لا علاج ہو۔“ (۱۱)

مولانا سید حسین الدین مہتمم جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی فرماتے ہیں کہ
”۱۹۵۵ء میں جب میں دورہ حدیث سے فارغ ہوا اور آپ سے رخصت لے کر آنے لگا۔ میں نے غلطی سے اپنا جوتا پہلے بائیں پاؤں میں پہن لیا۔ آپ نے مجھے دیکھ لیا۔ فوراً واپس بلا لیا۔ مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ آپ نے فرمایا۔ جوتا پہننے میں سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے دائیں پاؤں میں جوتا پہنا جائے اور جوتا اتارنے میں سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے بائیں پاؤں سے اتارا جائے۔“ (۱۲)

ایک مرتبہ قاری علی احمد رهنکی، امام سنی رضوی جامع مسجد فیصل آباد نے عرض کی کہ فلاں جگہ مجلس میں چلنا کھڑے تھے۔ فلاں صاحب نے آپ کی مخالفت میں یہ لفظ کہے۔ آپ نے فرمایا۔

”قاری صاحب! اس مخالف کی بات وہیں رہ گئی ہے۔ اب وہ نہیں کہہ رہا۔ آپ کہہ رہے ہیں“

قاری صاحب موصوف آپ کی تنبیہ سے متاثر ہوئے۔ (۱۳)

(۱۱) روایت ایضاً (۱۲) روایت مولانا سید حسین الدین راولپنڈی۔ ۸ ربیع النور ۱۴۰۴ھ

(۱۳) روایت مولانا عبد الغفار ظفر فیصل آباد۔ ۳ ربیع النور ۱۴۰۶ھ

آپ اکثر اوقات اولیاء کا ملین کے مزارات پر حاضری دیتے اور ایصال ثواب کرتے۔ ایک مرتبہ دربار داتا گنج بخش قدس سرہ حاضر ہوئے۔ مولانا حافظ احسان الحق آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ مزار کے سامنے کھڑے دعا مانگ رہے تھے کہ ایک نووارد آیا اس نے دربار کی طرف منہ کر کے سجدہ کیا۔ آپ نے دعا کو چھوڑ کر اس کو تنبیہ فرمائی کہ سجدہ صرف اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک کے لئے روا ہے۔ مخلوق میں سے کسی کو سجدہ روا نہیں۔ اگر کوئی شخص مخلوق میں سے کسی کو معبود سمجھ کر سجدہ کرے، کفر ہے اور اگر اسے معبود نہ سمجھے، صرف تعظیم کے لئے سجدہ کرے پھر بھی ہماری شریعت میں حرام اور ممنوع ہے۔

آپ نے دربار شریف کے منتظمین سے فرمایا کہ اس مضمون کی ایک تختی بنا کر یہاں لگوا دی جائے کہ مزارات کو سجدہ کرنا روا نہیں۔ آپ کی ہدایت کے مطابق وہاں جلی حروف میں لکھی ہوئی تختی آویزاں کر دی گئی۔ (۱۴)

قیام بریلی کے دوران احمد آباد (بھارت) میں مولوی سلطان حسن سنہلی سے مناظرہ کے بعد وہاں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی تقاریر کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ شہر کے مختلف مقامات پر روزانہ جلسے سے آپ خطاب فرماتے۔ یہ سلسلہ کئی ہفتوں جاری رہا۔ احمد آباد میں آپ کا قیام مولانا عبدالقادر احمد آبادی کے دادا جان کے ہاں تھا۔ ان دنوں مولانا عبدالقادر بی۔ اے کی تیاری کے لئے کالج میں داخلہ کی تیاری کر رہے تھے۔ ایک دن آپ نے ان کی انگریزی وضع دیکھ کر فرمایا، ارے بندہ خدا! تمہارے دادا جان کتنے بڑے عالم ہیں۔ ان کے کتب خانہ میں کیسی کیسی نایاب کتابیں ہیں۔ تم انگریزی تعلیم حاصل کر رہے اور انگریزی وضع اختیار کر رکھی ہے۔ اگر تم نے انگریزی وضع نہ چھوڑی اور دینی تعلیم حاصل نہ کی تو تمہارے دادا جان کی کتابوں کا مصحف تمہارے والد کے بعد کیا ہوگا۔ تمہیں چاہئے کہ دینی تعلیم حاصل کرو اور اس علمی ورثہ کے صحیح جانشین بنو۔ آپ کی زبان فیض ترجمان سے نکلے ہوئے الفاظ مولانا عبدالقادر کے دل کی گہرائیوں میں اتر گئے۔ ان کی طبیعت میں انقلاب آ گیا۔ بی اے کرنے کا ارادہ فوری طور پر ترک کر دیا۔ آپ کے ساتھ بریلی حاضر ہوئے اور دینی تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ (۱۵)

(۱۴) قلمی یادداشت مولانا احسان الحق، جزو نہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

(۱۵) تذکرہ شہید اہل سنت، ناشر انجمن غوثیہ رضویہ، فیکٹری ایریا فیصل آباد، ص ۴

ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ۔ ۶ شوال ۱۳۸۳ھ/۲۶ فروری ۱۹۶۳ء

سفر و حضر میں آپ کی تبلیغ سے لوگ ہدایت پاتے۔ اور اپنی غلطیوں کی اصلاح کرتے۔ تاکہ والوں کی عموماً خاطر ہوتی ہے کہ وہ اپنے گھوڑے کو یا تو گالیاں دیتے ہیں یا پیار سے انہیں بیٹا کہتے ہیں۔ آپ انہیں تاکید فرماتے کہ کسی کو گالی دینا جائز نہیں۔ اور کسی جانور کو بیٹا کہا رو انہیں۔ (۱۶)

مولانا محمد عبدالرشید رضوی خطیب سنی رضوی جامع مسجد فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ دور طالب علمی میں مرتبہ آپ نے مجھے بریلی شریف میں تل سے لوٹا بھرنے کا حکم دیا۔ میں نے تل سے لوٹا بھرا۔ لیکن لوٹے کے پانی میری انگلیوں کے پورے لگ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ پانی مستعمل ہو گیا ہے۔ اس سے وضو جائز نہیں۔ میں نے کہا کہ اس پانی کو گرا کر دوبارہ لوٹا بھریں۔ مگر آپ نے فرمایا۔ خواہ مخواہ پانی ضائع کرنا اسراف ہے، آپ ایسا کریں کہ اس مسجد کے تالاب میں ڈال دیں تاکہ اسراف سے بچ جائیں۔ (۱۷)

مولانا نذیر احمد قادری مقیم چک ۱۱۳/۱۱۲ ایل چیچہ وطنی ضلع ساہیوال بیان کرتے ہیں کہ ۳۷-۱۳ھ کا واقعہ ہے ایک دن درس حدیث کے دوران جبکہ مسلم شریف کا درس شروع تھا۔ ایک صاحب دارالحدیث میں طلباء کے لئے آئے۔ درس ختم ہونے پر حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے اشارہ پر چائے تقسیم ہونے لگی۔ جب اس ناچیز باری آئی تو بندہ نے دائیں ہاتھ میں کپ پکڑا، پلیٹ میں چائے ڈالی۔ بائیں ہاتھ سے پلیٹ منہ کے قریب لے کر حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی آواز دارالحدیث میں گونجی، مولانا! آپ بائیں ہاتھ سے پی رہے ہیں۔ بندہ کپ نیچے رکھ کر دائیں ہاتھ سے پلیٹ پکڑی اور پینے لگا۔ جب دوبارہ کپ سے پرچ میں چائے ڈالنے لگا تو پھر آئی، مولانا! آپ بائیں ہاتھ سے ڈال رہے ہیں۔ تو بندہ نے پلیٹ رکھ دی۔ دائیں ہاتھ میں کپ لے کر پینے لگا۔ حضرت محدث اعظم علیہ الرحمۃ نے تبسم فرمایا اور زبان مبارک سے یہ الفاظ فرمائے۔ طیب طیب۔ اب ٹھیک ہے۔ اس واقعہ پر مولانا نذیر احمد قادری اپنے تاثرات بیان کرتے ہیں۔ کہ اب بھی تنہائی میں بیٹھے جب یہ واقعہ آتا ہے اور طیب طیب کے الفاظ کی گونج کانوں میں آتی ہے تو آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ اور بے ساختہ زبان نکلتا ہے۔

جس کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ
ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام (۱۸)

مولانا محمد عبدالرشید رضوی خطیب سنی رضوی جامع مسجد فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ میرے بریلی شریف کے دوران تعلیم ایک مرتبہ استاذ گرامی حضرت محدث اعظم علیہ الرحمۃ نئی بریلی میں ایک جلسہ میں تقریر کے لئے تشریف لے گئے۔ چند طلباء بھی وہاں آپ کا خطاب سننے کے لئے پہنچے۔ میں بھی ان میں شامل تھا۔ جلسہ گاہ کا فاصلہ مسجد بی بی جی سے اندازاً ڈیڑھ میل تھا۔ خطاب کے بعد آپ تا نگہ پر سوار ہو کر واپس مدرسہ میں تشریف لائے۔ ہم طالب علم پیدل تھے۔ ہم درمیانی کم فاصلہ والے راستہ پر ہوئے۔ اس طرح ہم کبھی تیز چلتے، کبھی دوڑتے۔ اتفاق سے جب آپ مدرسہ کے قریب تا نگہ سے اترے ہم بھی دوڑتے ہوئے پہنچ گئے۔

آپ نے ہمیں دوڑتے ہوئے دیکھ لیا۔ اور فرمایا۔

”ارے بندہ خدا! لوگ تمہیں دوڑتا ہوا دیکھ کر کیا کہتے ہوں گے کہ مولوی دوڑ رہے ہیں، اس سے خواہ مخواہ وقار علماء میں کمی آتی ہے۔ بغیر ضرورت کے طلباء علماء کا آبادی میں دوڑنا معیوب سمجھا جاتا ہے۔ وقار علماء کے لئے آپ کو ایسا نہ کرنا چاہئے۔ آئندہ محتاط رہیں۔“ (۱۹)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ہمیشہ اپنے تلامذہ کو فرماتے کہ تبلیغ کے لئے جہاں کہیں بھی جاؤ، بڑی خندہ پیشانی سے جاؤ۔ لوگوں سے خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔ نذرانہ وغیرہ کا مطالبہ ہرگز نہ کرو۔ بلکہ تم ان لوگوں کا احسان مانو جنہوں نے تمہیں وعظ کرنے کے لئے دعوت دی۔ تبلیغ تم پر فرض ہے۔ انہوں نے جلسہ کا اہتمام کیا، اشتہارات شائع کئے، تمہارے کھانے کا انتظام کیا۔ آپ سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا کہ وہاں جا کر تبلیغ کریں۔ اگر وہ لوگ یہ اہتمام نہ کریں پھر بھی آپ کو تبلیغ فرض ہے۔ اللہ کا شکر ادا کیا کرو کہ انہوں نے جلسہ کے تمام انتظام خود کر لئے۔ آپ اگر خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تبلیغ کریں گے، مولانا کریم آپ کے دینی و دنیوی امور میں برکت کرے گا۔

اسی سلسلہ میں آپ نے ایک واقعہ سنایا کہ ایک گاؤں مجھے جلسہ کے لئے جانا تھا۔ منتظمین جلسہ سواری کے کار لے آئے۔ میں مذکورہ گاؤں میں پہنچا۔ مجھہ تعالیٰ تین گھنٹے بیان جاری رہا۔ بڑا نر لطف بیان ہوا۔ واپسی کے منتظمین نے کوئی نذرانہ وغیرہ پیش نہ کیا۔ الحمد للہ یہ نر لطف محفل خالصتاً اللہ کے لئے تھی۔ (۲۰)

اس نوعیت کے بے شمار واقعات آپ کے سیرت طیبہ کی زینت ہیں۔

صوفی محمد بشیر ساکن چک ۶۷ اگ ب، تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ جزائوالہ کا ایک حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ سے بیعت ہوا۔ بیعت ہونے کے بعد وہ جزائوالہ میں بے دین ملکوں کی مجلس کا کار ہو گیا۔ ان بے دین ملکوں کی مجلس کا یہ اثر ہوا کہ وہ شخص علماء کرام سے متفر ہو گیا۔ چنانچہ بیعت ہونے کے شخص دوبارہ آپ کے ہاں حاضر نہ ہوا۔ بلکہ ایک جلسہ کے سلسلہ میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ایک مرتبہ تشریف لے گئے تو یہ شخص راستہ میں ملکوں کے ڈیرے پر موجود تھا۔ اس نے حضرت کی آمد کی کوئی پروا نہ کی، بلکہ گوارا نہ کیا۔ کچھ عرصہ اسی حالت بد میں گذرا کہ اس کی قسمت نے یاوری کی۔ اس نے خواب دیکھی جس سے وہ اپنے پر متنبہ ہوا اور بڑا نادم ہوا۔ ندامت کے عالم میں ہی وہ لاکھ پور شیخ کامل حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی خدمت حاضر ہوا۔ مجلس میں اس نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا مگر آپ نے اس کو مصافحہ کے لئے ہاتھ نہ دیئے۔ مختلف اوقات میں اس نے مصافحہ کے لئے کوشش کی۔ مگر آپ نے اظہار ناراضی کے طور پر اس سے مصافحہ نہ کیا۔ وہ شخص رات بھر شاہی مسجد میں روتا رہا۔ اور اپنی غلطی پر ندامت کے آنسو بہاتا رہا۔ میں (صوفی محمد بشیر) نے اسے روئے کی وجہ دریافت کی۔ اس نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ صبح کو آپ نے اس کو طلب فرمایا اور اس کو نصیحت فرمائی۔ شریعت پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی۔ اس شخص نے سچی توبہ کی۔ بعد ازاں وہ آدمی احکام شریعت کا پابند بن گیا۔ (۲۱)

صوفی محمد بشیر موصوف بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے ایک برادر طریقت (حضرت

(۲۰) قلمی یادداشت مولانا حافظ احسان الحق مخدوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔

(۲۱) روایت صوفی محمد بشیر، ۱۳/۱۳/۱۳۰۳ھ

سراج الحق قدس سرہ کے مرید) کا ایک لڑکا محمد اسحاق آوارہ منس تھا۔ افعال شیعہ کا عادی تھا۔ اس کا والد اس کی ان حرکات کو دیکھ کر پریشان ہوتا۔ اس نے اس پریشانی کا یہ حل سوچا کہ اپنے اس آوارہ لڑکے کو حضرت شیخ الحدیث سے بیعت کروا دوں۔ شاید آہستہ آہستہ بری حرکات سے باز آجائے۔ اور اپنے آپ کی اصلاح کر لے۔ پروگرام کے مطابق والد، محمد اسحاق کو لے کر آپ کے پاس حاضر ہوا۔ حضرت نے بیعت لینے کے بعد نماز، روزہ، احکام شرع کی پابندی کا حکم دیا۔ محمد اسحاق نے جواب دیا کہ مجھ سے یہ توقع نہ رکھیں۔ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر آپ زبردستی کرالیں تو اور بات ہے۔ چنانچہ اس کے بعد محمد اسحاق کچھ عرصہ اپنی پرانی عادت بد پر قائم رہا۔ لیکن اچانک وہ نماز، روزہ احکام شرع کا پابند بن گیا۔ بلکہ اس نے داڑھی تک رکھ لی۔

جب والد نے اس سے اس تبدیلی کے بارے میں پوچھا تو اس نے ایک خواب کا واقعہ بیان کیا کہ ایک رات حضور اکرم ﷺ کی مجلس دیکھی میں نے چاہا کہ میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کر لوں۔ چنانچہ اپنے ارادہ کو پورا کرنے کے لئے جب حضور کی مجلس کے قریب بڑھا۔ تو مجلس میں حاضرین میں سے چند لوگ اٹھے اور انہوں نے مجھے (محمد اسحاق) سے پوچھا کہ تم کون ہو اور بغیر اجازت کیسے آئے ہو۔ تمہیں معلوم نہیں کہ یہاں آنے والے کے پاس سرٹیکٹ ہونا چاہئے۔ یہ کہنے کے بعد انہوں نے مجھے مارنا شروع کیا۔ میرے کندھوں پر ڈنڈے مارے گئے۔ چنانچہ جب میں بیدار ہوا تو میرے کندھے واقعی ضربوں سے چورتھے۔ میں نے محسوس کیا یہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا تصرف ہے۔ اس خواب نے میری دل کی حالت بدل دی اور گناہوں سے نفرت پیدا ہو گئی۔ میں نے شیخ طریقت کی ہدایات کے مطابق سچی توبہ کر لی اور داڑھی بھی رکھ لی ہے۔

صوفی محمد بشیر موصوف مزید بیان کرتے ہیں کہ وہی محمد اسحاق اب صوفی محمد اسحاق کے نام سے مشہور ہے۔ اڈا لاریاں فیصل آباد میں ہوٹل کا مالک ہے اور آج بھی یہ واقعہ بڑے ذوق سے لوگوں سے بیان کرتا ہے۔ (۲۲)

اپنے دامن گرفتہ حضرات کی اصلاح کا مذکورہ بالا انداز بھی قابل توجہ ہے۔ اس میں آپ کے روحانی تصرف کی

جلوہ گری مشاہدہ کی جاسکتی ہے۔ اسی نوعیت کے بے شمار واقعات سے چند واقعات کا تذکرہ کرامات کے باب میں آج
گا۔ ان شاء اللہ۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ اصلاح کا ایسا انداز اختیار فرماتے جس سے مخاطب کی عزت نفس مجروح نہ ہو
پاتی اور مخاطب اپنی غلطی سے بھی تائب ہو جاتا۔ مخلص مصلح اور کامل مبلغ کی حیثیت سے انداز اصلاح حسب حال
ہوتا۔ راولپنڈی میں آپ کے وابستگان میں سے دو احباب میں آپس میں کسی امر پر رنجش پیدا ہو گئی۔ آپ جب
میں علالت کے دوران مری جاتے ہوئے محمد صالحین دہلوی مالک اوزار زرگری صرافہ بازار کے مکان واقع سیٹلائٹ
میں قیام پذیر ہوئے تو آپ نے ان آپس میں ناراض احباب کو طلب فرمایا۔ وہ حاضر ہوئے اور دونوں میں صلح کرائے
لئے اس تفصیل میں جانے سے گریز فرمایا کہ کون حق پر ہے اور کس نے زیادتی کی ہے۔ اس سے یقیناً دونوں میں
ایک کی عزت نفس مجروح ہوتی۔ بلکہ آپ نے دونوں احباب کو فرمایا کہ ہر آدمی کو چاہئے کہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرے
اور صاحب حق سے اپنا حق معاف کرائے۔ سب سے پہلے میں اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ آپ بھی توبہ کریں
اور ایک دوسرے سے اپنے حقوق معاف کرائیں۔ آپ کے ارشاد کے مطابق ان دونوں احباب نے توبہ کی اور
دوسرے سے معافی مانگ لی۔ اس طرح ان میں پہلے کے سے تعلقات بحال ہو گئے اور وہ دینی بھائیوں کی طرح
لگے۔ ایک دوسرے کے جرم بھی معاف کر دیئے عزت نفس بھی مجروح نہ ہوئے پائی۔ (۲۳)

راولپنڈی کے پہلے سفر علالت (۱۹۶۰ء) میں واپسی کے موقع پر جناب محمد صالحین دہلوی نے آپ کے
گاڑی کا اول درجہ کا ایک ڈبہ مخصوص کروا لیا۔ اور شاہانہ انداز سے رخصت کیا۔ سٹیشن پر بے شمار احباب آپ کو الوداع
کرنے کے لئے جمع ہو گئے۔ چند احباب آپ کے ساتھ فیصل آباد تک آئے مگر ان کے ٹکٹ درجہ دوم کے تھے۔ آپ
ڈبہ میں احباب جمع ہو گئے اور دست بوسی کر کے رخصت ہو رہے تھے۔ گاڑی کا گاڑ بھی اس غیر معمولی ہجوم کو دیکھ
ہوا وہ بھی حاضر ہوا اور اس نے بھی دست بوسی کی۔ گاڑی چلنے کا وقت قریب ہوا تو آپ نے دیگر احباب کو فرمایا کہ

اپنے درجہ کے ڈبہ میں تشریف لے جائیں۔ گارڈ نے ان کی عقیدت کے پیش نظر عرض کی کہ میں انہیں اسی درجہ میں سفر کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔ آپ نے گارڈ کو اصل مسئلہ سمجھایا۔ کہ سرکاری اموال اور حقوق کسی غیر مجاز کے معاف کرنے سے معاف نہیں ہوتے۔ درحقیقت آپ بھی اس امر کے مجاز نہیں جن لوگوں کے ٹکٹ ادنیٰ درجہ کے ہیں جب تک وہ ٹکٹ تبدیل نہ کروالیں، محض آپ کی زبانی اجازت سے وہ اعلیٰ درجہ میں سفر نہیں کر سکتے۔ آپ کے اس ارشاد پر گارڈ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور وہ آپ کے فرمان پر بے حد متاثر ہوا۔ (۲۳)

طلباء سے خصوصی محبت و شفقت فرماتے۔ ان کی تربیت اس انداز سے فرماتے کہ جس غلطی پر آپ نے ایک مرتبہ تنبیہ فرمائی طالب علم اس غلطی کا اعادہ نہ کرتا۔ آپ کی تنبیہ صرف زبانی ہوتی۔ جسمانی سزا کا تصور وہاں نہ تھا۔ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم قادری مہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ایک ساتھی تھے، جن کو اسباق سے فارغ وقت میں بازار میں گھومنے پھرنے کی عادت تھی۔ ایک روز نماز عصر کے بعد وہ آپ کے سامنے آئے آپ نے بلایا اور فرمایا۔

”مولانا! ذرا بتاؤ کہ فلاں بازار میں کتنی اینٹیں ہیں۔“

بس آپ کے اس اشارہ سے وہ اپنی غلطی پر متنبہ ہو گئے اور انہوں نے یہ عادت ترک کر دی۔ (۲۵)

بعض طلباء تو اعداد و ضوابط مدارس کی فطرتاً پابندی نہیں کرتے۔ ایسے طلباء عموماً انتظامی مسائل پیدا کر دیتے ہیں جس سے مدرسہ کے نظم و ضبط میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔ بالعموم ایسے طلباء معمولی فہمائش سے اصلاح گیر نہیں ہوتے، مگر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا زبانی انتہاء ہی بڑے سے بڑے سرکش طالب علم کی کج روش کو بدل دیتا۔

مولانا محمد عبدالکلیم شرف قادری مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور بیان کرتے ہیں کہ جامعہ رضویہ فیصل آباد کے طلباء کی جماعت خدام رضا کے ایک پٹھان طالب علم ایک جمعرات کو حسب معمول تقریر کرنے کھڑے ہوئے۔ دوران

(۲۳) روایت حاجی منظور احمد، لال کڑتی راولپنڈی۔ ۱۳/۱۱/۱۳۰۵ھ

(۲۵) قلمی یادداشت مولانا عبدالقیوم ہزاروی۔ مخزن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

تقریر ناظم جماعت خدام رضانے کسی لفظ پر ٹوکا، تو وہ برہم ہو گئے۔ معاملہ زبانی تو مکار سے ہاتھ پائی تک پہنچ گیا جماعت وہاں سے اٹھ آئے اور مولانا سید منصور حسین مدرس جامعہ رضویہ کے کمرے میں پہنچ گئے۔ لیکن وہ صلاح و غضب سے مغلوب وہاں بھی پہنچ گئے اور ناظم جماعت کو مارنے پر تزل آئے۔ طلباء میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ اپنی جگہ پریشان تھا کہ اتنے میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ وہاں تشریف لے آئے۔ سب دم بخود ہو گئے۔ اس مشتعل طالب علم کو گریبان سے پکڑ کر فرمایا۔

ارے بندہ خدا! تم مدرسہ کی روٹیاں اس لئے کھاتے ہو کہ طالب علموں سے زور آزمائی کرو؟

اتنا فرمانا تھا کہ ان صاحب کی سٹی گم ہو گئی اور چند لمحے پہلے جو شخص کسی کے قابو میں نہ آتا تھا، اب حالت کہ کا تو تو لہو نہیں، زبان اظہار مدعا سے عاجز۔

اس کے بعد وہ صاحب جب تک مدرسہ میں رہے وہ کبھی دوسرے طالب علموں سے نہ اٹھے۔ (۲۶)

آپ علماء کو بالعموم اور جامعہ رضویہ کے فضلاء کو بالخصوص تاکید فرماتے کہ وقار علم اور علماء کو ہمیشہ مد نظر ایسا کام نہ کریں کہ وقار علماء مجروح ہو۔ آپ علماء سے فرمایا کرتے کہ آپ دین کے مبلغ اور ترجمان ہیں آپ کا کردار داغ ہونا چاہئے۔ دنیا داروں سے بے تکلفانہ روابط سے آپ منع فرماتے۔ اور ساتھ علماء کو تاکید فرماتے کہ ایسا اجلا اور اعلیٰ نہیں، عمدہ جو تا استعمال کریں۔ دنیا دار کی نظر علماء کے جو تا پر ہے۔ بے ضرورت بازار میں جانے اور مجلس سے آپ منع فرماتے۔

مولانا محمد فضل احمد ضلعی خطیب محکمہ اوقاف فیصل آباد نے جب رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ مارچ ۱۰ء خوشاب میں مدرسہ جامعہ توحیدیہ رضویہ کا اجراء فرمایا تو آپ نے دیگر ہدایات کے علاوہ انہیں مکتوب لکھا۔ جس اقتباس ملاحظہ ہو۔

”آپ دین کے خادم ہیں۔ بازار میں نہ جائیں اور نہ کسی دکان پر بیٹھیں اور نہ کسی سے بے تکلفی کریں۔ آپ ہوں اور کتابوں کا مطالعہ۔ مسئلہ جو بیان کریں اس کا ثبوت آپ کے پاس ہو۔ تحقیقاً الزاماً۔ بیان ٹھوس کریں۔ جو سنی بے چارے دھوکے میں ہیں ان کی اصلاح کی کوشش رہے۔ نمازیوں سے اخلاق کے ساتھ پیش آئیں۔“ (۲۷)

حضور اقدس ﷺ کا اسم مبارک جب بھی لکھ جائے تو ساتھ درود شریف لکھنا ضروری ہے۔ ”صلی اللہ علیہ وسلم“ یا ”علیہ الصلوٰۃ والسلام“ وغیرہ کی بجائے ”وصلعم“ یا ”م“ لکھنا ناجائز اور بڑی برکتوں سے محرومی کا باعث ہے۔ علماء نے ایسا لکھنے سے منع فرمایا ہے مگر بعض لوگ عموماً ایسا کرتے ہیں کہ لفظ محمد یا احمد اگر کسی کے نام کا جزو ہو تو اس کا نام لکھتے وقت بھی خواہ خواہ اس پر ”م“ لکھ دیتے ہیں۔ درحقیقت اس وقت لفظ محمد یا احمد اس آدمی کے نام کا جزو ہوتا ہے۔ اس سے مراد حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات نہیں ہوتا۔ ایسا لکھنے والے کم از کم دو غلطیوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔

۱ جزو اسم کو انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی ذات مراد لی۔

ب رمز ”م“ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بھی روا نہیں غیر نبی کے نام کے ساتھ لکھ دیا۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ہمیشہ اس مسئلہ کی وضاحت فرماتے اور تاکید فرماتے کہ حضور اقدس ﷺ کے اسم مبارک کے ساتھ پورا درود شریف لکھا جائے اور رمز ”م“ کسی عام آدمی کے نام کے ساتھ نہ لکھی جائے۔

رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ ۱۳ مارچ ۱۹۶۰ء میں دارالعلوم جامعہ توحید روضیہ خوشاب کے اجراء کا اشتہار آپ کی

خدمت میں پہنچا کاتب نے اشتہار میں مولانا محمد فضل احمد ہتھم مدرسہ مذکورہ کے نام پر رمز ”م“ غلطی سے لکھ دیا۔ اور نہ ہی مولانا نے اپنی کنیت لکھی۔ آپ نے بذریعہ مکتوب انہیں متنبہ فرمایا۔ لکھتے ہیں۔

”آپ نے اپنے اشتہار میں اپنی کنیت ابو سعید کیوں نہیں لکھی اور آپ کے نام پر لفظ محمد و احمد پڑ
کیوں لکھا گیا ہے۔ آئندہ کاتب کو ہدایت کریں۔ (۲۸)

عوام الناس کو ہمیشہ تاکید فرماتے کہ علماء اہل سنت سے رابطہ رکھیں اور ان کی عزت کریں، اگر آپ کو
ہوتا کہ میرے ملنے والا کوئی شخص علماء اہل سنت سے پختہ رابطہ نہیں رکھتا تو آپ اس کے سامنے اس عالم کے
بیان کر کے توجہ دلاتے کہ ان خوبیوں والا عالم اس لائق ہے کہ اس سے آپ مربوط رہیں۔ خوشاب کے جہاں
ابوبکر نے آپ کو عریضہ لکھا، مگر اس میں مولانا حافظ محمد فضل احمد خطیب جامع مسجد تو کلیہ کا ذکر نہ کیا۔ آپ
ابوبکر کو خط لکھا۔

”عزیر محترم جناب ماسٹر محمد ابوبکر صاحب سلمہ

دعوات صالحہ۔ سلام مسنون۔ خیر و عافیت

آپ کا لافہ ملا۔ کاشف احوال ہوا۔ آپ کے یہاں جامع مسجد تو کلیہ میں عزیزم فاضل نوجوان
مولانا حافظ فضل احمد صاحب سلمہ کا تقرر ہوا ہے۔ حافظ صاحب عالم ہیں، مبلغ ہیں، مضبوط سنی ہیں،
با اثر ہیں، نیک ہیں، متعدد روز سے خوشاب میں مقیم ہیں، بڑے زور کے حافظ ہیں۔ آپ کے
یہاں تراویح پڑھا رہے ہیں۔ امامت و خطابت کی خدمت بھی انجام دے رہے ہیں۔ آپ نے
ان کے متعلق کچھ تحریر نہیں کیا۔ ان کی تبلیغ و اشاعت کا کیا اثر ہے۔ وہ حافظ صاحب سلمہ فقیر کے
خاص عزیزوں میں سے ہیں۔ ان کو اور سب عزیز و احباب پر سامان حال کو سلام و دعا کہو۔

والسلام والهدعا فقیر ابو الفضل غفرلہ خادم اہل سنت۔

۳۳ رمضان المبارک ۸۵ھ (۲۹)

(۲۸) مکتوب حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ بنام مولانا محمد فضل احمد، مجرہ ۲۳ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ

(۲۹) مکتوب حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ بنام ماسٹر محمد ابوبکر، خوشاب

وقار علماء کی بلندی اور سرفرازی ہمیشہ آپ کے پیش نظر رہتی اس لئے عوام کی طرف سے اگر کوئی ایسی حرکت یا گفتگو سنتے جس سے وقار علماء میں کمی کا شائبہ ہوتا تو فوراً اس کی اصلاح فرما دیتے۔ مولانا حافظ احسان الحق مدرس جامعہ رضویہ فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ بمقام مسیتی نزد ٹوپہ میں ایک جلسہ میں آپ کے ہمراہ میں اور مولانا عنایت اللہ خطیب سا نگہ بل تھے۔ میزبان نے دودھ سے ہماری تواضع کی۔ مولانا عنایت اللہ نے سیر ہو کر دودھ پیا۔ حاضرین میں سے ایک کسان نے دبی زبان سے اپنے کسی ساتھی سے کہا کہ مولوی صاحب نے بہت دودھ پیا ہے۔ آپ نے سن لیا اور کسان سے مخاطب ہو کر مولانا عنایت اللہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔

”یہ ہمارے مولانا امام المناظرین ہیں۔ دین کے شیر ہیں۔ مجاہد ملت ہیں، دین کی تبلیغ میں مشکلات کی پروا نہیں کرتے۔ انہیں جہاں بھی اور جس حال میں تبلیغ کے لئے دعوت ملی وہیں تشریف لے جاتے ہیں۔ اور خوب تبلیغ فرماتے ہیں۔ انہیں حق پہنچتا ہے کہ خوب سیر ہو کر کھائیں اور خوب تبلیغ کریں۔ ہاں اگر کوئی آدمی صرف سیر ہو کر کھاتا ہے اور دین کا کام اسی جذبہ سے نہیں کرتا تو اس کا سیر ہو کر کھانا قابل اعتراض ہے“

آپ کے اس نامحاذب ارشاد سے اس کسان اور حاضرین پر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ علماء کا وقار اور عزت بہر حال مقدم ہے اور مولانا عنایت اللہ علیہ الرحمۃ پر اس کسان کا اعتراض بے جا ہے۔ (۳۰)

علماء طلباء اور عامۃ الناس کی اصلاح کے ساتھ ساتھ آپ اپنی اولاد کی تربیت میں کوشش فرماتے۔ مولانا قاضی محمد فضل رسول خلف اکبر و خلیفہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ بیان کرتے ہیں کہ عہد شباب میں مجھے نیند کثرت سے آتی تھی۔ حضور باجی! اکثر مجھے متنبہ فرماتے اور فرمایا کرتے کہ

”جاگو جاگو۔ یہ جہاں سونے کے لئے نہیں۔ بلکہ جاگنے اور جگانے کے لئے ہے۔ مرنے کے بعد قبر میں سونے کا بہت موقع ملے گا۔ وہاں کوئی نہیں جگائے گا۔“

حضرت قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کی اس نصیحت اور کرامت کا یہ اثر ہے اب مجھے بہت کم ہے۔ (۳۱)

یہی حضرت قاضی صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب کبھی بچپن میں ہم آپ کے ساتھ تانگہ پر سوار ہوتے تھے تو آپ کی عادت کے مطابق ادھر ادھر دیکھنے کی کوشش کرتے تو آپ فرمایا کرتے۔

راستہ میں ہمیشہ آنکھیں نیچے رکھنی چاہئیں۔ (۳۲)

مرکزی مجلس رضالاءہور کے بانی اور سرپرست حکیم محمد موسیٰ امرتسری ضیائی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم سے آپ کے آبائی گاؤں دیال گڑھ میں حاضر ہوئے۔ رمضان المبارک کی تعطیلات میں آپ اپنے وطن مالوٹ تشریف فرما تھے۔ ہمیں دیوبندیوں کے چند اعتراضات کے سلسلہ میں آپ سے مشورہ کرنا تھا۔ آپ نے ہمیں عبارات لکھوائیں اور کہا کہ علماء دیوبند کے نام لکھ کر انہیں دعوت دو کہ ان الزامات کا جواب دیں، مگر علماء دیوبند کے میں عطاء اللہ شاہ بخاری اور بہاؤ الحق قاسمی کا نام نہ لکھنا، اگرچہ یہ دونوں بھی دیوبندی عقائد رکھتے ہیں۔ یہ دونوں پیرسید مہر علی شاہ قدس سرہ گوڑوی سے بیعت کے دعویدار ہیں۔ اپنے بچاؤ کے لئے حضرت پیر صاحب کے اسم استعمال کریں گے۔ بد مذہبوں کا وطیرہ یہ ہے کہ جب وہ لاجواب ہو جاتے ہیں تو خواہ مخواہ اکابر اہل سنت سے انہما نسبت کو اپنے دفاع کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ (۳۳)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ چونکہ بیک وقت ایک ممتاز مفتی، عظیم محدث، مخلص مصلح اور رہبر شریعت تھے۔ اصلاح عقائد کے ساتھ ساتھ اصلاح اعمال و اخلاق پر بھی پورا زور دیتے۔ جگہ جگہ اتباع سنت کی تلقین فرماتے۔ سنت کے خلاف غفلت سے یا عدم واقفیت کی بنا پر مجالس نشست و برخاست میں جو باتیں رائج ہو گئی ہیں ان پر خصوصاً

(۳۱) روایت مولانا قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی۔ ۷ صفر ۱۴۰۳ھ

(۳۲) ایضاً

(۳۳) روایت حکیم محمد موسیٰ امرتسری۔ ۱۵ ربیع الاخر ۱۴۰۶ھ

کے ساتھ تہیہ فرماتے۔ بدعات کی تردید میں حتی الامکان سعی فرماتے۔ آپ کے اکثر فتاویٰ اس پر شاہد ہیں کہ بدعات کا رو بے خوف و خطر فرمایا۔ ایک فتویٰ کا اقتباس ملاحظہ ہو۔

”صورت مسئلہ میں جب کہ بکرے کو صرف اللہ ہی کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہے تو اس بکرے کا گوشت حلال و طیب ہے، کھانے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں لیکن بکرے پر پانی چھڑکنا اور اس کے کاٹنے کو قبولیت کی علامت قرار دینا اور نہ کاٹنے کو عدم قبولیت کی علامت قرار دینا بیکارو بے ہودہ ہے۔ بری حرکتیں و بری رسمیں ہیں جو نہ کرنی چاہئیں۔ لیکن ان بری رسموں کی وجہ سے بکرے کی حلت و حرمت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ وہ آدمی بھنگ پینے اور اس کا عادی ہونے کی وجہ سے اور بے نمازی ہونے کی وجہ سے بہت گناہ گار ہے۔ فاسق و فاجر ہے۔ اس پر لازم ہے کہ توبہ کرے اور عہد کرے کہ آئندہ کبھی بھنگ نہیں پئے گا اور نہ کبھی بھنگا نہ نماز ترک کرے گا۔ اور فوت شدہ نمازوں کو قضا کرے گا جو اس کے ذمہ ضروری ہیں۔ بزرگان دین کے مزاروں پر ایسے لوگوں کو رکھنا چاہئے جو کہ بزرگان دین کے طریقہ پر چلیں ان کو نہیں چاہئے جو کہ بزرگان دین کے طریقہ کے خلاف چلیں۔ بھنگی جیسی بے نمازی ہوں“۔ (۳۳)

اندازِ تربیت و اصلاح

مولانا ابوالانوار محمد اقبال فاضل جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد، خطیب جامع مسجد مجددیہ، سرگودھا اور
آباد نے ”مسلک اولیاء“ نامی تصنیف کے آخر میں محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے ملفوظات اور فوائد دورہ
شائع فرمائے ہیں۔ یہ کتاب اسود آفسٹ پریس، فیصل آباد سے شائع ہوئی۔

یاد رہے کہ مولانا محمد اقبال نے ۸۰-۹۱ھ/ ۱۹۶۰ء میں دورہ حدیث پڑھا۔

☆ فرمایا۔ ایک بات یاد رکھو! جہاں کہیں بھی تم میں سے کوئی خطیب و امام ہو یا مدرس ہو۔ اگر خدا نخواستہ آج
مقتدیوں سنیوں میں آپ کی وجہ سے پارٹی بازی و افتراق و انتشار کی صورت بن جائے اور اہل
جماعت میں آپس میں فساد کا خطرہ پیدا ہونے کا امکان ہو تو فوراً وہاں سے امامت وغیرہ ترک کر دیں
کہیں کہ ”پائے مالنگ نیست۔ ملک خدا تنگ نیست“

ہاں اگر بد مذہبوں سے مقابلہ ہو تو احسن طریقہ سے مقابلہ کرو اور ان کو شکست دو اور مذہب حق اہل
و جماعت کی تبلیغ و اشاعت خوب کرو۔ گول مول عقیدہ نہ رکھو۔ فقیر کہتا ہے کہ سردار احمد رہتا گول باغ
لیکن سردار احمد کا مذہب گول مول نہیں ہے۔ (۱)

☆ فرمایا۔ دنیا کا مال و دولت خاک سے پیدا ہوا اور دولتِ علم دین سینہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے
دولت سے کون سی دولت بہتر ہے جو کہ سینہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پیدا ہوئی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشہ خدائے بخشندہ۔ (۲)

☆ فرمایا۔ اپنے پیرومرشد کے علاوہ دوسرے بزرگوں سے فیض لینا جائز ہے۔ بشرطیکہ یہ اعتقاد رکھے کہ
مجھے کسی بھی بزرگ سے ملتا ہے وہ میرے مرشد کا ہی صدقہ و برکت ہے۔ (۳)

(۱) ملفوظات محدث اعظم پاکستان امرتسر مولانا محمد اقبال، ص ۱۰ (۲) ایضاً، ص ۲۴ (۳) ایضاً، ص ۲۴

☆) فرمایا کہ میں امام بخاری علیہ الرحمۃ سے محبت رکھتا ہوں اور ان کی عزت اپنے ذمہ ضروری سمجھتا ہوں اگرچہ

سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ سے امام بخاری سے زیادہ محبت ہے اور میں حنفی ہوں۔ (۱)

☆) فرمایا حدیث پاک کی نواقسام ہیں۔ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول و فعل و تقریر۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

کا قول و فعل و تقریر۔ تابعین عظام رضی اللہ عنہم کا قول و فعل و تقریر۔ (۲)

☆) فرمایا۔ احادیث پاک کی ۳۸۰ کتب ہیں جو کہ آج کل ساری کتب احادیث ملتی نہیں ہیں۔ لہذا جب کبھی تم

سے کوئی کسی حدیث پاک کے بارے میں سوال کرے تو یہ مت کہو کہ یہ حدیث کسی کتاب میں نہیں۔ بلکہ یوں

کہو کہ یہ حدیث میرے علم میں نہیں ہے۔ یا میں نے نہیں پڑھی۔ (۳)

☆) فرمایا۔ شرک کے صرف دو مادے ہیں۔ (۱) مخلوق کو معبود ماننا۔ (۲) مخلوق کو واجب الوجود ماننا۔ (۳)

☆) فرمایا، زمیندار عموماً ایک دوسرے کی زمین میں سے بٹ بٹہ توڑ کر اپنی زمین میں ملاتے ہیں ایسے لوگوں کے

لئے حدیث پاک میں فرمایا کہ قیامت کے دن ساتوں زمینوں کا طوق ان کے گلے میں ڈالا جائے گا۔ (۵)

☆) فرمایا۔ وہابیوں دیوبندیوں نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی طرف ”البلاغ المبین“ کی غلط نسبت کی

ہے اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی تفسیر عزیزی میں ”وَمَا أَهْلٌ بِهِ لغيرِ اللَّهِ“ کی تفسیر میں بھی

خیانت کی ہے۔ اور فتاویٰ عزیزیہ میں بھی افراط و تفریط سے کام لیا ہے۔ یہ وہابیوں کی خیانت ہے۔ (۶)

☆) فرمایا۔ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مشرک سے مدد نہیں لی تھی۔ دیکھو ترمذی شریف۔ ص ۱۸۸، جلد

اول۔ لہذا حربی مشرک سے مدد طلب کرنا منع ہے۔ لیکن دیوبندی، گاندی و نہرو سے مدد مانگتے رہے اور مسلم

لیگ کی بجائے کانگریس کو ووٹ دئے اور پاکستان کی مخالفت کی۔ (۷)

(۱) ملفوظات محدث اعظم پاکستان مرحوم مولانا محمد اقبال۔ ص ۶۔ (۲) ایضاً ص ۱۳۔

(۳) ایضاً ص ۲۔ (۴) ایضاً ص ۸۔

(۵) کافی المسلم۔ ص ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵۔ ایضاً ص ۱۵۔

(۶) ایضاً ص ۱۶۔ (۷) ایضاً ص ۱۹۔

﴿☆﴾ فرمایا۔ ”وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ إِلَّا بِالْحَقِّ“ الآیہ سورہ حجر اور بخاری شریف ص ۹۳۵۔ ج ۱
ہے ”مُحَمَّدٌ حَقٌّ“ فرمایا کہ ”بِالْحَقِّ“ میں بامصاحبت کے لئے ہے۔ تو اسل ثابت ہے۔ جیسے
بِالْقَلَمِ“ لہذا حضور ﷺ کے وسیلہ سے تمام کائنات ہے اور ”لَوْلَاكَ لَمَّا خَلَقْتُ الْآفَلَكَ“ کی آیت
حدیث بخاری شریف مؤید ہیں۔ نیز شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے مدارج النبوة میں بھی لکھا ہے کہ حضور ﷺ
اسم پاک حق بھی تھا۔ (۱)

﴿☆﴾ فرمایا۔ ”وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ“ کا معنی ہے کہ شعر کا ملکہ نہیں دیا۔ علم کے کئی معنی ہیں علم کا معنی ادراک، علم
جاننا، علم کا معنی ملکہ۔ اس آیت میں ملکہ کی نفی ہے نہ کہ ادراک اور جاننے کی۔ (۲)

﴿☆﴾ فرمایا۔ یعنی شرح بخاری۔ ص ۵۶۹۔ ج ۶ میں ہے۔ ”وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ الْمُنْفِيَةَ هُوَ صَنْعَةُ الشَّاعِرِ لَا
لَهُ“ لہذا اس آیت پاک میں صنعت شاعری کی نفی ہے ملکہ کی نفی ہے نہ کہ علم شعر کی۔ علم شعر کے ثبوت کے لئے
بخاری شریف۔ ص ۳۹۳۔ جلد اول۔ (۳)

﴿☆﴾ فرمایا۔ ”فَعَصَى آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَى“ الآیہ میں عصیان صورتہ ہے ہتھیہ نہیں ہے۔ ”وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عِزًّا“
ہم نے ان کے لئے قصد نہ پایا۔ معلوم ہوا کہ جب تک گناہ کا قصد نہ کرے گناہ نہیں ہے۔ جیسے کہ روز
نے اگر بھول کر کھا لیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا، نہ وہ گنہگار ہے۔ لہذا حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے جب
نہیں فرمایا تو گنہگار نہ ہوئے۔ باذن اللہ نسیان ہوا جو کہ حکمت الہی پر مبنی تھا۔ (۴)

﴿☆﴾ فرمایا۔ الآیہ ”فِيهِدَاهُمْ أَقْتَدَاةً“ کا معنی یہ ہے کہ اے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام گزشتہ انبیاء کرام
السلام کی سیرتوں کو اپنے اندر جمع کر لو۔

حسن یوسف، دم عیسیٰ، ید بیضا داری

آخچہ خوباں ہمہ دارند تو تہاداری (۵)

(۱) ملفوظات محدث اعظم پاکستان مرتبہ مولانا محمد اقبال۔ ص ۲۳۔ (۲) ایضاً ص ۱۷۔ (۳) ایضاً ص ۱۷
(۴) ایضاً ص ۲۱۔ (۵) ایضاً ص ۲۲

(☆) فرمایا۔ روح المعانی میں ”وَلِكَلِّ وَجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيٰهَا“ کے تحت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے حبیب امیرا

قبلہ تو ہے۔ یعنی جو چیز میں پیدا فرماتا ہوں تیرے لئے ہے۔ (۱)

(☆) فرمایا۔ ”وَمَا تَقْدَمُ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرُ“ الآیة میں ”مَا تَقْدَمُ مِنْ ذَنْبِكَ“ سے حضرت آدم علیہ السلام

کی توبہ قبول کرنا مراد ہے اور ”وَمَا تَأَخَّرُ“ سے آپ کی امت کے گناہ معاف کرنا مراد ہیں۔ بخاری شریف۔

ج ۲ ص ۶۸۵۔ حاشیہ نمبر ۲۔ (۲)

(☆) فرمایا۔ حیات الاموات میں ہے کہ پانچ سو نصوص سے ثابت ہے کہ حیوانات کو علم ہے۔ نیز دیکھو بخاری

شریف۔ ج ۲ ص ۷۸۰۔ حاشیہ نمبر ۷۔ وحاشیہ جلالین تحت آیت ”قَالَتْ نَمَلَةٌ بِأَيِّهَا النَّمْلُ اذْخُلُوا

مَسَاكِنِكُمْ الْخ“ اور تفسیر روح البیان شریف تحت آیت ”كُلُّ قَلْبٍ لَدَعَلِمٍ صَلَوَاتُهُ وَتَسْبِيحُهُ“ (۳)

(☆) فرمایا۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری میں سورہ ردی تفسیر تحت آیت ”يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ“

لکھا ہے کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اپنے استاذ کے پاس پڑھ کر آئے تو

واپس آ کر عرض کی کہ یا حضرت ہم کل اپنے استاذ محترم سے سبق نہ پڑھیں گے کیونکہ ان کی پیشانی پر قلم قدرت

سے شقی لکھا ہے تو حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کل دوسرے دن پڑھنے جاؤ گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ

تمہارے استاذ محترم کی پیشانی پر شقی کی بجائے ”سعید“ لکھا ہوگا۔ صاحبزادے پڑھنے گئے تو دیکھا کہ استاذ محترم

کی پیشانی پر ”سعید“ لکھا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں۔ (۴)

(☆) فرمایا۔ ”يَا نُحْتُ هَارُونَ“ میں ہارون سے موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہارون علیہ السلام مراد نہیں۔ بلکہ یہ اور

ہارون ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھو تفسیر خازن، بغوی ص ۲۳۳۔ ج ۴۔ صاوی علی الجلالین، ج ۳ ص ۳۳۔ (۵)

(۱) ملفوظات محدث اعظم پاکستان مرتبہ مولانا محمد اقبال۔ ص ۲۶۔ (۲) ایضاً ص ۲۶۔ (۳) ایضاً ص ۲۶۔

(۴) ایضاً ص ۳۱۔ (۵) ایضاً ص ۳۲۳۔

﴿☆﴾ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو مستوی نہیں کہہ سکتے۔ خیالی کے حواشی میں فاضل لاہوری سیالکوٹی نے لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو معلم بھی کہنا منع ہے۔ دیکھو تفسیر بیضاوی تحت آیت ”عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَم“ یا سورۃ العنکبوت تفسیر میں۔ (۱)

﴿☆﴾ فرمایا۔ ”لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ“ کے متعلق دیکھو مدارج النبوة فارسی۔ ص ۸۳، ۸۴ جلد اول۔ نول کشور لکھنؤ در بیان فضل و شرافت، باب سوم اور تفسیر صاوی۔ ص ۱۵۸ جلد اول مطبوعہ مصر میں ہے۔ ”قوله ليس لك من الامر شيء اي لا تملك لهم نفعاً تفصلحهم ولا ضرراً تفهلكهم فنفى ذلك من حيث الایجاد والاعدام واقامن حيث الدلائل والشفاعت فهو الدليل الشفيح المشفع جعل الله مفااتيح خزائنه بيده فمن زعم ان النبي ﷺ كاحاد الناس لا يملك شيئاً اصلاً ولا ينفع به لا ظاهر او لا باطن فهو كافر خاسر الدنيا والاخرة والاستدلال بهذه الآية ضلال مبين“ (۲)

﴿☆﴾ فرمایا۔ ”وَمَا أَدْرِى مَا يَفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ“ الآية کے تحت تفسیر صاوی۔ ص ۶۳ جلد ۲ عربی مصری میں ”ولما نزلت هذه الآية فرح المشركون والمنافقون وقالوا كيف نتبع نبياً لا يدري ما يفعل به ولا بنا وان له علينا فتنسخت هذه الآية وراغم الله انفس الكفار بنزول قوله تعالى ”لِيَعْرِفَ لَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمُ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تُأَخِّرُ“ الآية فقالت الصحابة هيا لك يا رسول الله لقد بين الله لك ما يفعل بك فليت شعرنا ما هو فاعل بنا. فنزلت ”لِيَدْخُلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ“ الآية ونزلت ”وَيَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلاً كَثِيراً“ الآية وهذه الآية ”وَمَا يَفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ“ نزلت في اوائل الاسلام قبل بيان مال النبي عليه الصلوة والسلام والمؤمنين والكافرين والافماخرج ﷺ من الدنيا حتى اعلمه الله تعالى في القرآن ما يحصل له وللمؤمنين والكافرين في الدنيا والاخرة اجمالاً وتفصيلاً كذلك في الجمل“

(۱) ملفوظات محدث اعظم پاکستان مرتبہ مولانا محمد اقبال۔ ص ۳۲۔

(۲) ایضاً ص ۳۳۔

”قال محدث باکستان سیدی و مرشدی مولانا ابو الفضل محمد سر دار احمد رحمة الله عليه قوله فرح المشركون والمنافقون وكذلك يفرح الوهابية والديوبندية والنجدية والموردية باخذ ظاهر ترجمته من هذه الآية وينفون علم الغيب العطائي عن النبي ﷺ في اعتقادهم فارغم امام اهل السنو الجماعة العلامة اليريلوى قدس سره العزيز انف الوهابية وثبت علم الغيب العطائي للنبي ﷺ بالدلائل القاهرة والبراهين الساطعة“ (۱)

☆ فرمایا۔ حدیث پاک میں ہے۔ ”واللہ ما یخفی علی رکو عکم ولا سجودکم ولا خضوعکم ولا خشوعکم“ خضوع کا تعلق ظاہر جسد سے ہوتا ہے اور خشوع کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ خضوع ظاہر و باطن کا علم رکھتے ہیں۔ (۲)

☆ فرمایا۔ بخاری شریف جلد اول ص ۱۱۱۔ حاشیہ بین السطور آخری سطر میں ہے۔ ارشاد فرمایا کہ ”یضحک اللہ منہ“ نجدی سے اس کا معنی پوچھو۔ ارشاد فرمایا کہ ”الضحک کا لغوی معنی ہے کھل کھلا کر ہنسا۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ تو اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہوگا۔

☆ فرمایا۔ ”محمد نبی الرحمة علیہ الصلوٰۃ والسلام“ کا معنی حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ ”ای دافع الزحمق و کاشف الغمۃ و شفیع الامۃ المنعوت بکونہ رحمة للعلمین المرسل الی امتہ رحمۃ من عند ارحم الراحمین“ (مرفات شرح مشکوٰۃ ج ۳ ص ۱۵۸۔ مطبوعہ مص (۳))

☆ فرمایا۔ بعض واعظ جو بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مہمان کا بول وغیرہ خود دھویا۔ ایسا بیان کرنا نہ چاہیے۔ لانرضی بہذا۔ ”فَصَبَّ عَلَیْهِ“ کا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نبی پاک علیہ السلام نے کسی کو دھونے کا حکم دیا ہو۔ (۳)

☆ فرمایا۔ جب کسی نجدی سے علم غیب کلی میں گفتگو ہو تو اس سے پوچھو کہ بتاؤ۔ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت کلی ہے یا جزوی۔ اگر کہے کہ جزوی ہے تو اسے کہو کہ دلیل لائے۔ اگر کہے کہ کلی ہے تو جب رحمت کلی ہے تو علم بھی کلی ہے۔ (۵)

(۱) ملفوظات محدث اعظم پاکستان مرتبہ مولانا محمد اقبال ص ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲۔ (۲) ایضاً ص ۳
(۳) ایضاً ص ۵ (۴) ایضاً ص ۸۔ (۵) ایضاً ص ۹۔

﴿☆﴾ فرمایا۔ ایک مرتبہ فقیر بعض کتب خریدنے کے لئے مولوی نور محمد (دیوبندی) مالک اصح المطالع کراچی کے خانہ میں گیا۔ مولوی نور محمد دیوبندی نے ایک لکڑی کا تنکا اٹھایا اور مجھے مخاطب کر کے سوال کیا کہ صاحب! بتاؤ کہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس تنکے کا بھی علم ہے یا نہیں۔ تو میں نے جواب میں یہ بتاؤ کہ یہ تنکا رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جانتا ہے یا نہیں۔ تو مولوی نور محمد دیوبندی خاموش ہو گیا۔ جواب نہ دے سکا۔ (۱)

﴿☆﴾ فرمایا۔ روایت میں جس جگہ صرف عبد اللہ سے روایت ہو وہاں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مراد ہوں گے۔

﴿☆﴾ فرمایا۔ جب بخاری شریف جلد اول۔ ص ۳۹۴ کی مندرجہ ذیل حدیث پاک بیان کرو یا پڑھو تو بعد ازاں یہ پڑھو۔
أَعَادَهَا اللَّهُ عَنِّي ذَلِكَ“ حدیث پاک یہ ہے۔ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْلَا نِي فَاطِمَةَ بِنْتُ مُحَمَّدٍ مَسَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا“

﴿☆﴾ فرمایا۔ بخاری شریف جلد اول۔ ص ۲۹۔ میں حدیث پاک میں جو فرمایا کہ ”مِنَ أَمَنِ النَّاسِ عَلَيَّ“ معنی یہ کرنا کہ مجھ پر زیادہ احسان کرنے والے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ کیونکہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا احسان نہیں ہے۔ بلکہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تمام مخلوق پر احسان ہے۔ اس حدیث پاک میں یہ ہوں گے کہ سب سے زیادہ مجھ پر خرچ کرنے والے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ (۲)

﴿☆﴾ فرمایا۔ حدیث پاک بخاری شریف جلد اول۔ ص ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵ میں ہے۔ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ”أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ“ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ”أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ“ میں تیرا منشا و اصل ہوں۔ میرے وجود سے تیرا وجود ہے۔ اگر میں نہ ہوتا تو تم نہ ہوتے۔ یہ ”مِنِّي“ ابتدا میں تیرا منشا و اصل ہوں۔ میرا ظہور تجھ سے ہے۔ یہ حصر نہیں ہے، بلکہ یہ بیان واقعی ہے اور تمام صحابہ کرام و اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سب شان مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مظہر ہیں۔ کیونکہ دوسری حدیث پاک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو فرمایا: ”هُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ“ (بخاری شریف جلد اول۔ ص ۳۲۸) (۵)

(۱) ملفوظات محدث اعظم پاکستان مرتبہ مولانا محمد اقبال۔ ص ۹۔
(۲) ایضاً۔ ص ۱۰۔
(۳) ایضاً۔ ص ۱۱۔
(۵) ایضاً۔ ص ۱۲۱۱۔

(☆) فرمایا حدیث مسلم شریف جلد ۲۔ ص ۳۸۵۔ و مشکوٰۃ۔ ص ۳۰۶۔ ۳۹۷۔ اور بخاری شریف جلد ۲ ص ۹۱۹۔

میں ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهِ اس حدیث پاک میں صورت بمعنی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صفات کا مظہر بنایا ہے۔ بیشک آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اوصاف پر پیدا فرمایا۔ یعنی مظہر صفات الہیہ بنایا۔ (۱)

(☆) فرمایا۔ حدیث پاک مسلم شریف جلد اول۔ ص ۲۹۱۔ میں لفظ شخص کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کو

اپنے اردو پنجابی کے محاورہ میں شخص کہنا منع ہے۔ شخص کا معنی جسم ابھرا ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ کو شخص نہیں کہہ سکتے۔ (۲)

(☆) فرمایا۔ بخاری شریف جلد دوم۔ ص ۶۳۶۔ حدیث پاک میں ہے۔ ”صدقۃ الی اللہ ورسولہ“ حاشیہ بین

السطور میں ہے۔ نسبت الی اللہ بطور عبادت اور نسبت الی رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام الی بمعنی لام، بطور تصرف و اختیار ہے۔ (۳)

(☆) فرمایا لفظ ”لَعَلَّ“ کلام رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تحقیق کے لئے آتا ہے۔ شک کے لئے نہیں۔ دیکھو

بخاری شریف۔ ج ۲۔ ص ۹۲۵۔ حاشیہ نمبر ۷۔ (۴)

(☆) فرمایا۔ دیوبندی وہابی مشکوٰۃ شریف ”لَا اُغْنِيْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا“ پیش کرتے ہیں۔ اس کا جواب بخاری

شریف جلد دوم۔ ص ۹۳۰۔ میں ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

”فَاتَّقِيْ وَاصْبِرِيْ فَاِنِّيْ نِعْمَ السَّلْفُ اَنَّا لَكَ“ نیز فرمایا ترمذی شریف میں اسی بالا حدیث پاک

”لَا اُغْنِيْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا“ کے تحت حاشیہ بین السطور دیکھو۔ ”ای استقلا لا“ لکھا ہے۔ نیز مشکوٰۃ۔

ص ۳۶۰۔ حاشیہ نمبر ۵۔ (۵)

(☆) فرمایا کہ ہم نے مدینہ منورہ میں ایک نجدی کو دیکھا جس کو چھوڑا نکلا ہوا تھا تو ڈاکٹر نے اس کو مدینہ منورہ سے نکل

جانے کا حکم دیا۔ (۶)

(۱) ملفوظات محدث اعظم پاکستان مرتبہ مولانا محمد اقبال ص ۱۶۔ (۲) ایضاً ص ۲۱۔ (۳) ایضاً ص ۲۶۰۔

(۴) ایضاً ص ۲۸۔ (۵) ایضاً ص ۳۰۔ (۶) ایضاً ص ۵۔

﴿☆﴾ فرمایا۔ تعین یوم، تعین وقت پر نجدی اعتراض کرتا ہے۔ تو اس سے پوچھو کہ بتاؤ کہ کون سی حدیث میں ہے کے صحیح ایک بجے ظہر یا جمعہ کی نماز کھڑی ہوگی۔ حالانکہ خود نجدی نمازوں کے اوقات مقرر کرتے ہیں۔ کہ ہر روز نماز فجر کے بعد درس دینا اور وعظ کرنا کون سی حدیث میں لکھا ہے۔ حالانکہ حضرت عبداللہ بن رضی اللہ عنہ نے وعظ کے لئے جمعرات مقرر کی تھی۔ (بحوالہ بخاری شریف جلد اول۔ ص ۱۶) (۱)

﴿☆﴾ فرمایا۔ حدیث پاک ”اِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا آخَذْتُمْوَابَعْدَكَ“ میں ”لَا تَدْرِي“ بطور استفہام پر کیونکہ مسلم شریف۔ جلد دوم۔ ص ۲۳۹۔ میں ہے۔ ”اَمَّا شِعْرَتُ مَا عَمِلُوْا بَعْدَكَ“۔ (۲)

☆☆☆☆☆

وعظ وارشاد

مسلك اہل سنت کے ایک درو مند اور متحرک فرد کی حیثیت سے آپ حاضرین کو وعظ و نصیحت فرماتے تھے۔ آپ کی کوئی مجلس وعظ وارشاد سے خالی نہ ہوتی۔ مجلس میں حاضرین کی حیثیت کی پیش نظر رکھتے۔ اگر علماء اور طلباء کرام ہوتے تو تدریس کے علاوہ تبلیغ دین کی اہمیت اور ضرورت کو واضح فرماتے اور ان کو مسائل حاضرہ اور مختلف فیہ مسائل کے دلائل کی طرف توجہ دلاتے۔ مخالفین اہل سنت کے دلائل اور ان کا رد بیان فرماتے۔ اگر مجلس میں عامۃ الناس ہوتے تو ان کو مسلك اہل سنت کی حقانیت سے آگاہ فرماتے اور عشق رسول سے ان کے دلوں کو لبریز فرماتے۔ اللہ تعالیٰ، حبیب پاک اور بزرگان دین کے گستاخوں سے بچنے اور دور رہنے کی تلقین فرماتے۔ علماء و مشائخ کی خدمت میں حاضری کا شوق دلاتے۔ غرضیکہ آپ کا ہر لمحہ دعوت وارشاد میں گذرتا۔

درس و تدریس، افتاء نویسی، خطوں کے جوابات لکھنے یا لکھوانے، مہمان علماء کی ملاقات، تصنیف و تالیف اور اسی نوعیت کی شدید مصروفیات کے باوجود آپ روزانہ عصر کی نماز کے بعد کھلی جگہ تشریف رکھتے، تاکہ زیارت کے لئے آنے والے ہر شخص کو موقع مل سکے، اور عوام الناس اپنے مسائل آپ سے حل کروا سکیں۔ چنانچہ نماز عصر کے بعد عوام و خواص کا کثیر اجتماع ہوتا۔ جس میں آپ مغرب کی اذان تک تشریف فرما ہوتے۔ اس مجلس میں بھی وعظ وارشاد کا ہی غلبہ ہوتا، آپ کسی مسئلہ پر گفتگو فرماتے اور حاضرین مستفید ہوتے۔ ایسی ہی ایک مجلس میں جناب چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ اور ان کے ایک وکیل ساتھی موجود تھے۔ جناب مختار احمد انور نے شجرہ قادریہ میں امام احمد رضا قدس سرہ کے ایک شعر سے متعلق دریافت فرمایا۔

قادری کر، قادری رکھ، قادریوں میں اٹھا

قدر عبد القادر قدرت نما کے واسطے

کہ قادری کرنے اور قادری رکھنے کی دعا کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ باقی سلاسل ہائے طریقت امام احمد رضا قدس

سرہ کو پسند نہیں۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ قادری سے مراد یہاں طریقت کا سلسلہ قادریہ مراد نہیں، بلکہ مراد پاک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ماننے والا ہر ایک قادری ہے۔ اگرچہ وہ مشربا چشتی ہو، یا شریعتی ہو، یا سہروردی۔ (۱)

علاوہ ازیں آپ جمعہ کے خطبہ میں مبسوط تقریر فرماتے تھے۔ جمعۃ المبارک کے وعظ کی اہمیت کے پیش نظر پاکستان میں ہوتے ہوئے لاکھ پور میں جمعہ کے خطبہ کا کبھی ناغہ نہ کیا۔ بلکہ عمر کے آخری ایام میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے سفر کر کے لاکھ پور پہنچتے تھے۔ آپ کی تقریر سننے کا لوگوں کو اس قدر شوق تھا کہ آپ کو مسجد میں تشریف لے جانے سے قبل ہی ہزاروں کی تعداد میں لوگ مسجد میں موجود ہوتے۔ جمعہ کو کم و بیش ایک جمعہ فرماتے۔ جماعت کے وقت عظیم اجتماع ہوتا اور نمازیوں کی صفیں وسیع و غریب مسجد سے باہر دور تک بازو ہوتیں تھیں۔ جمعہ کی نماز کے بعد درود و سلام ہوتا۔ بریلی شریف کی طرح یہاں لاکھ پور سنی رضوی جامع مسجد میں کے بعد آپ مسلمانوں کے ساتھ مل کر یہ بابرکت درود شریف سو مرتبہ پڑھتے۔

”صَلَّى اللهُ عَلَيَّ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَاللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةٌ وَسَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ“

وعظ وارشاد کا تیسرا موقعہ آپ کی وہ خصوصی مجالس ہوتیں جن کا اہتمام ملک کے مختلف علاقوں میں لوگوں کی صورت میں کرتے تھے۔ ان عوامی جلسوں میں معتقدات اور مختلف فیہ مسائل سے متعلق کثیر آیات و احادیث مسک حقاہ کا اثبات فرماتے۔ آپ ایسے اجلاسوں میں کوشش فرماتے کہ حاضرین کو مسک اہل سنت اور اس کے سے آگاہ کیا جائے۔ چنانچہ عربی خطبہ کے بعد کثیر تعداد میں ان آیات کریمہ کی تلاوت فرمادیتے جن سے اہل مسک ثابت و واضح ہوتا۔ پھر باری باری ہر آیت کریمہ پر تقریر فرماتے اور ساتھ ہی اس کی تائید میں احادیث اور اسلاف کا عمل پیش کرتے۔

دلائل کے بیان میں یوں محسوس ہوتا تھا کہ دلائل کی آپ پر بارش ہو رہی ہے۔ آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، ائمہ دین اور اکابر علماء کے اقوال کے حوالہ جات اس قدر روانی، کثرت اور بے تکلفی سے پیش کرتے کہ گویا یہ تمام مضامین انہیں از بر ہیں۔ اثناء تقریر میں شعر نہیں پڑھتے تھے۔ روانی اور تسلسل کا یہ عالم تھا کہ الفاظ کی صفیں کی صفیں گویا سامنے حاضر ہیں۔ زبان میں تیزی اور فصاحت و بلاغت، آواز میں گونج اور کڑک، مضامین کی آمد ہو رہی ہے اور گویا آپ عالم وجد میں ہیں اور سامعین پر بھی وجد کی کیفیت طاری ہے۔ شان پاک حضور رسالت مآب ﷺ کے بیان میں وہ سماں باندھ دیتے کہ سامعین اپنے ماحول و اطراف کو فراموش کر کے گویا خود کو حضور ﷺ کے دربار میں پاتے۔

مولانا قاری محبوب رضا خاں خطیب کراچی آپ کے انداز بیان کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔
”مولانا کے یہاں رعد کی گونج، بادل کی گرج، بجلی کی تڑپ، شبنم کا رس، نسیم کی خنکی، کلی کا رنگ، زنگس کی نظر، شمع کا سوز، پروانہ کا جذبہ، صبح کا نور، آفتاب کی چمک، ماہتاب کی دمک، آبشار کا بہاؤ اور سمندر کے مد و جزر کا نہایت حسین امتزاج نظر آئے گا جو سامعین کو اپنی طرف اس زور سے کھینچتا ہے کہ وہ دوسری طرف اپنی توجہ کو منعطف و مبذول کر ہی نہیں سکتے، محاکمات کا عالم پیش کر کے سامعین کے اذہان کو مسح کر لیتے ہیں۔ نکتہ سنجیاں فرماتے جاتے ہیں بات میں بات پیدا کر کے رموز و حقائق کو نہایت آسانی اور روانی سے بیان فرماتے جاتے ہیں اور اپنے دعویٰ کو دلیل سے اس قدر تقویت پہنچاتے ہیں کہ مخالف بھی پرا انداز ہونے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اور یہی معراج خطابت ہے۔“ (۲)

تقریر اردو زبان میں فرماتے۔ انداز ایسا سادہ اور عام فہم ہوتا کہ ہر پڑھا لکھا اور ان پڑھ دیہاتی بھی آپ کی بات سن کر سمجھ لیتا۔ اپنا علم و فضل جتانے اور حاضرین پر رعب جمانے کے لئے دقیق نکتے بیان کرنے کی کوشش نہ فرماتے۔ تقریر کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ کلمہ طیبہ سے بھی حیات النبی ﷺ پر استدلال قائم کر لیتے۔ فرمایا کرتے کہ کلمہ طیبہ کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ زندہ بھی ہیں اور منصب رسالت پر فائز بھی ہیں۔ اگر آپ زندہ نہ ہوں تو رسالت پر فائز نہ ہوں تو یوں کہا جاتا کہ كَانَ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ، یعنی حضور اللہ کے رسول تھے۔ مثلاً کہا جاتا فلاں صاحب وزیر ہیں کمشنر ہیں یا ایس پی ہیں تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ وہ زندہ ہیں اور اس منصب پر فائز ہیں۔ اگر وہ صاحب فوت ہو چکے ہوں یا ریٹائرڈ ہو چکے ہوں تو کہا جائے گا کہ فلاں صاحب وزیر تھے کمشنر تھے۔ یہ نہیں کہا جائے گا کہ فلاں صاحب وزیر ہیں۔ کمشنر ہیں یا ایس پی ہیں۔ جو شخص حیات النبی ﷺ کے میں ہے۔ اسے اپنا کلمہ بھی نیا بنانا پڑے گا۔ (۳)

جہاں بھی آپ کی تقریر ہوئی وہاں کے لوگوں کے عقائد پختہ ہو جاتے۔ عوام پر گہرا اثر پڑتا۔ لوگ آپ کے ہو جاتے۔ لطیفہ بازی، عامیانه باتیں، سوقیانہ انداز، ٹھٹھا اور تمسخر سے قطعی اجتناب فرماتے۔ آپ کے انتہائی پر وقار، مشفقانہ اور ناصحانہ انداز بیان سے لوگ خالی جھولیاں بھر کر لے جاتے۔ اصلاح عقائد کے ساتھ اصلاح تلقین بھی فرماتے اور فرائض و واجبات کی ادائیگی کی تاکید فرماتے۔

دوران وعظ دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے کبھی کبھار اشارہ فرماتے، کبھی دونوں ہاتھوں کی ٹھپوں سے دیتے۔ مسئلہ کے اثبات پر زور دینے کے لئے دائیں ہاتھ کی انگلیوں کے اندرونی حصہ کو بائیں ہاتھ کی انگلیوں کے حصہ پر مارتے۔ جس سے عجیب لطف پیدا ہو جاتا۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی دعوت ارشاد سے کئی غیر مسلم مسلمان بنے۔ بے شمار متذبذب متصلب سنی بنے، بے عمل باعمل بلکہ دوسروں کے لئے نمونہ عمل بنے، آپ نے متعلقین و متوسلین میں یہ جذبہ شریعت مطہرہ کی خاطر ہر قسم کے مفادات کو قربان کر دیتے اور احکام شریعہ پر سختی سے عمل کرتے۔ طوالت ہوئے یہاں چند واقعات کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں آپ کی دعوت و ارشاد کی تاثیر کی ادنیٰ سی جھلک دیکھی جاسکتی ہے۔

”قبول اسلام۔ لائل پور ۲۲ شعبان المعظم (۱۳۷۸ھ) دو عیسائی مرد و عورت (میاں بیوی) نے

مع اپنے بچہ کے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔ مرد کا نام محمد دین اور عورت کا نام سعیدہ اور بچہ کا نام شاہ محمد رکھا گیا۔ مولانا تعالیٰ نو مسلمین کو اسلام پر استقامت اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے۔ آمین (نامہ نگار) (۴)

آپ کی دعوت پر بد عقیدگی سے توبہ کرنے والوں میں علماء حضرات بھی ہیں۔ ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔
”ازالہ شبہہ۔ میں اپنے سابق غلط عقائد سے توبہ کر کے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد صاحب دامت برکاتہم کے دست مبارک پر بیعت کر چکا ہوں۔ لہذا جن حضرات کو اب تک میری سنیت کے متعلق کوئی شبہ ہو اس کا ازالہ فرمایا جائے۔“

(محمد الیاس قادری رضوی، جزا نوالہ) (۵)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے متوسلین کی احکام شریعت پر استقامت ملاحظہ کرنے کے لئے ایک خبر پڑھے۔
”داڑھی اور شادق۔ موضع ابدال چیمہ ضلع گوجرانوالہ میں ضلع لاکل پور سے ایک برات آئی دو لھا میاں حضرت قبلہ شیخ الحدیث مدظلہ کے مرید باصفا اور متشرع صالح جوان تھے۔ جنہوں نے شریعت مطہرہ کے مطابق داڑھی رکھی ہوئی تھی۔ ان کی داڑھی مبارک دیکھ کر لڑکی والوں نے چہ میگوئیاں شروع کر دیں اور آخریہ طے پایا کہ لڑکے کی داڑھی منڈوا دی جائے اور پھر نکاح کیا جائے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) لیکن جب لڑکے کو ان کے ارادہ بد اور عزم ناپاک کا علم ہوا تو اس مرد مجاہد نے واشکاف الفاظ میں کہہ دیا کہ ایک کیا اگر چار لڑکیاں بھی ہوں تو میں ان کو سنت رسول ﷺ پر قربان کر سکتا ہوں۔ مگر سنت رسول ﷺ داڑھی مبارک ایک عورت پر قربان نہیں کی جاسکتی۔“

رشتہ مرا خدا کی خدائی سے ٹوٹ جائے

چھوئے نہ مگر ہاتھ سے دامان مصطفیٰ (ﷺ)

(۴) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ/۲۰ مارچ ۱۹۵۹ء ص ۶

(۵) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ/۲۰ مارچ ۱۹۵۹ء ص ۶

یہ کہہ کر لڑکے نے بیچ برات واپسی کا ارادہ کر لیا۔ اور جب وہ جانے کے لئے تیار ہوئے تو لڑکی والوں کو ہوش آیا۔ ندامت ہوئی۔ ان کے ضمیر نے ملامت کی اور پھر جب انہوں نے معافی مانگی اور بہت منت سماجت کی، تب لڑکے والے راضی ہوئے اور نکاح کی تقریب منعقد ہوئی۔ مولا تعالیٰ سب مسلمان کہلانے والوں کو خلاف شرع حرکات، بدعات و بری رسموں سے بچنے اور سنت و شریعت کی اتباع کی توفیق بخشے۔ آمین (نامہ نگار) (۶)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے دعوت و ارشاد کا حلق صرف مسجد و مدرسہ ہی نہ تھا بلکہ کالج کے طلباء اور بھی اگر آپ کو اپنے ہاں دعوت تبلیغ دیتے تو آپ ان کے ہاں بھی تشریف لے جاتے۔ ایسا ہی ایک مرتبہ آپ کالج لائل پور کے جلسہ میں تشریف لے گئے اور وہاں بدل و عنقا فرمایا۔ کالج کے اساتذہ اور طلباء متاثر ہوئے۔

(۱) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، ۱۲ شوال، المکرم ۱۳۷۲ھ، ۲۲ مئی ۱۹۵۸ء۔ ص ۴۳

(۲) روایت پروفیسر محمد یوسف ایم اے، پروفیسر میونسپل کالج فیصل آباد، ۱۳ نومبر ۱۹۷۸ء

﴿پیکرِ حسن و جمال﴾

صاحب جمال صوری و معنوی حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔

”نَضَرَ اللَّهُ أَمْرًا سَمِعَ مَنَاشِيًا فَلَبَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ“ (۱)

اللہ تعالیٰ اس آدمی کے چہرے کو رونق بخشنے جس نے ہم سے کچھ سنا تو اسے اسی طرح پہنچا دیا جیسا اس نے سنا۔

دوسری روایت یوں ہے۔

”نَضَرَ اللَّهُ أَمْرًا سَمِعَ مَنَاحِدِيثًا فَحَفِظَهَا حَتَّى يُبَلِّغَهُ غَيْرَهُ“ (۲)

اللہ تعالیٰ اس آدمی کو حسن بخشنے اور اس کے چہرہ کو بارونق کرے، جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی تو اسے یاد کیا۔ یہاں تک کہ دوسروں کو پہنچا دے۔

ایک اور روایت کے کلمات یوں ہیں۔

”نَضَرَ اللَّهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِي فَحَفِظَهَا وَوَعَاَهَا وَأَذَاهَا“ (۳)

اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو بہجت عطا کرے جس نے میرا کلام سنا تو اسے یاد کیا، اسے محفوظ کر لیا اور اسے دوسروں تک پہنچایا۔

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے حدیث کی تشریح میں فرمایا۔

(مرقات)

”وَالْمَعْنَى خَصَّهُ اللَّهُ بِالْبَهْجَةِ وَالسُّرُورِ“

یعنی اللہ تعالیٰ ایسے چہرے کو بہجت اور سرور عطا کرتا ہے۔

(۱) رواہ الترمذی وابن ماجہ و احمد وابن حبان فی صحیحین ابن مسعود رواہ الدارمی عن ابی الدرداء، جامع صغیر، ج ۲، ص ۳۳۰

(۲) رواہ الترمذی والبیہقی عن زید بن ثابت، جامع صغیر ج ۲، ص ۳۳۰

(۳) رواہ الشافعی والبیہقی فی المدخل، رواہ احمد و الترمذی و ابوودود و ابن ماجہ و الدارمی عن زید بن ثابت، مشکوٰۃ، ص ۳۵

علامہ مصطفیٰ محمد عمارہ مصری نے علامہ مناوی علیہ الرحمۃ کے حوالہ سے اس کا معنی یوں بیان فرمایا۔
”الْبَسَةُ النَّصْرَةَ أَيْ جَمَلَهُ اللَّهُ وَزَيَّنَهُ أَوْصَلَهُ اللَّهُ إِلَى نُصْرَةِ الْجَنَّةِ وَهِيَ نَعِيمُهَا“ (۳)
نصرت عطا کرنے کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جمال و زینت عطا فرمائے، اسے جنت کی رونقوں تک پہنچائے یعنی اس کی نعمتیں عطا فرمائے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو جو حسن صورتی و معنوی فطری طور پر عطا فرمایا گیا تھا وہ اپنے معاصرین بدرجہا تم و اکمل تھا۔ مزید برآں احادیث محبوب رب العالمین کی خدمت کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے جو کمال و بھجوت و نصرت، رونق و زینت اور شرافت و وجاہت آپ کو عطا فرمایا اس کا الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ یہ کہنا اگرچہ ظاہری بشرہ سے متعلق تھیں مگر درحقیقت ان کا تعلق حال سے تھا۔ حال کو صاحب حال ہی سمجھ سکتا ہے اور حال زبان سے بیان کر سکتا ہے۔ تاہم تذکرہ نویسی میں شخصیت کا حلیہ بیان کیا جاتا ہے۔ اسی بیج کی اتباع میں، حضرت الحدیث قدس سرہ کا ظاہری حلیہ بیان کیا جاتا ہے۔ مجھے اپنی کم مائیگی اور بیان کی عدم صلاحیت کا اعتراف بہر حال ہے۔
حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ علمی و روحانی حیثیت سے قد آور شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ صورتی اور لحاظ سے بھی قد آور شخصیت تھے۔ آپ کا جسم مبارک لمبائی مائل اور بھاری تھا۔ مگر حد اعتدال سے تجاوز نہ تھا۔ اور موٹائی میں خاص موزونیت تھی۔ جس کی بنا پر آپ کو میانہ قد کہنا زیادہ مناسب ہے۔ چہرہ گول منور اور نورانی ہوا، غلبہ روحانیت کی بنا پر بھاری اور پر رونق تھا۔ رنگ سرخی مائل سفید تھا۔ سر بڑا اور گول، اس پر عمامہ کی بہار۔ ہر سرور عظمت سر کے آگے خود بخود خم ہو جاتا۔ سر کے بال گھنگریالے اور پتلے۔ گردن فراز تیرہ بختی کو روشن بختی میں بدل والی بڑی بڑی لمبی سیاہی مائل اور چمکدار آنکھیں۔ آنکھوں میں سرخ ڈورے۔ بھوین گنجان پلکیں گھنی، ناک متوسط اور کچھ اٹھی ہوئی، رخسار بھرے ہوئے گداز۔ سینہ کشادہ، الم نشرح کا جمال لئے ہوئے۔ پتلے پتلے سرخ ہونٹ والے ہونٹ پر سیاہ تل، پیشانی بلند اور کشادہ۔ لمبی لمبی انگلیوں والے اور لمبے لمبے ناخنوں والے خوبصورت ہاتھ۔

اور دیکھیری کی صفت سے موصوف۔ خط قدرتی، عمر کے آخری دو سالوں میں ذیابیطس کی وجہ سے عمومی صحت اگرچہ کمزور ہو گئی تھی تاہم چہرے کی رونق و جاہت اور جاڈ بیت بدستور باقی رہی۔ چہرہ کا جلال دیکھ کر کوئی بھی آپ کو مریض متصور نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ چہرے کی سرخ و سفیدی کا حسن آخر وقت تک نمایاں اور قائم رہا۔ جب آپ کے ہاتھ اور پاؤں دیکھے جاتے تو معلوم ہوتا کہ نہایت کمزور ہو چکے ہیں۔

پر جمال اور پر جلال چہرے کو دیکھ کر یہ اندازہ کرنا مشکل ہوتا کہ جمال زیادہ ہے یا جلال۔ چاند کی سی تابانی، غلبہ روحانیت سے وجاہت کے غلبہ اور متمسم چہرے کی شگفتگی کے اجتماع نے کچھ ایسی صورت پیدا کر رکھی تھی کہ جیسے دیکھتے ہی بے ساختہ زبان پر سبحان اللہ جاری ہوتا اور دل میں خدا یاد آ جاتا۔ (۵)

جلال و جمال کے حسین امتزاج کو آپ کی مجلس میں حاضر ہونے والے ممتاز دانشور ڈاکٹر پروفیسر محمد اسحاق قریشی، فیصل آباد نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

”مولانا مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے جہاں علم و فضل کی بے پایاں دولت سے نوازا تھا، وہاں ذاتی رعب و اب اور شکوہ و بدبہ بھی عطا فرمایا تھا۔ انہیں دیکھتے ہی خوف ورجا کے ملے جلے جذبات ابھرتے تھے۔ ان کی محفل پاک میں بڑے بڑے فضلاء کو دوزانوں دیکھا جاسکتا تھا۔ ان کے حضور زبان کھولتے خوف محسوس ہوا کرتا تھا کہ نہ جانے کون سی بات سوء ادب میں داخل ہو جائے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کے خیالات سے مستفیض ہونے اور مجلسی نشست کو طول دینے کو جی چاہتا تھا۔ فرزدق کا یہ شعر ان کے بارے میں کتنا حقیقت پسندانہ معلوم ہوتا ہے۔

(۵) اولیاء اللہ کی ایک پہچان یہ ہے کہ انہیں دیکھ کے خدا یاد آ جاتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔

إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ مِنْ أَوْلِيَاءِ اللَّهِ قَالَ الَّذِينَ إِذَا زُورَتْ أَدْوَارُهُمْ وَأَذْكَرَ اللَّهُ

(نزہۃ الناظرین شرح تفسیر ابن الدین عبدالملک بن ابی النعمان۔ مطبوعہ مصر (۱۳۷۳ھ/۱۹۵۲ء) ص ۳۳

ایک اور حدیث کے کلمات یوں ہیں۔

حَيَّاؤُكُمْ الَّذِينَ إِذَا زُورَتْ أَدْوَارُهُمْ وَأَذْكَرَ اللَّهُ بِهِمْ“ (بہقی، جامع صغیر ج ۲، ص ۱۰)

یعنی تم میں سے بہترین وہ ہیں جنہیں دیکھ کر خدا یاد آ جائے۔ فقیر قادری غنی عنہ

يَغْضُ حَيَاءً وَيُغْضِي مِنْ مَهَابَةٍ
فَلَا يُكَلِّمُ إِلَّا حِينَ يَتَّبِعُهُمْ

ترجمہ: آپ تو شرم و حیا سے آنکھیں نیچی ہی رکھتے ہیں اور دوسرے لوگ ان کی ہیبت و جلال کی وجہ سے مجبور ہیں کہ آنکھیں جھکا لیں۔ ان کے حضور گفتگو نہیں کی جاسکتی، مگر صرف اس وقت کہ آپ مسکرا رہے ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ مردانہ حسن و جمال عطا فرمایا تھا کہ دیکھتے ہی صفت خداوندی پر قربان ہونے کو جی چاہتا تھا۔“ (۶)

آپ کی آواز صاف اور رعب دار تھی۔ لیکن شیریں اس قدر کہ کانوں میں رس گھولتی تھی۔ جب آپ محسوس ہوتا کہ گویا سنت نبوی بول رہی ہے۔ اور جب خاموش ہوتے تو فضاؤں پر سکوت طاری ہو جاتا۔

جبین شوق جھکا دی فلک نشینوں نے
کبھی اہل جنوں اس دیار سے گذرے

سینہ بے کینہ پر خفیف بال تھے۔ بغل میں نہایت خفیف اور باریک بال تھے۔

۱۳۷۵ھ ۱۹۵۶ء کے حج کے موقعہ پر حلق کرایا تھا۔ ۱۳۸۰ھ ۱۹۶۱ء میں سر کے بال تراشوائے تھے۔ سر ہمیشہ کانوں کی لوتک رکھتے۔

جمعہ کے روز حجامت ہنواتے۔ عموماً لوہوں کے بال کٹوانے اور ناخن تراشوانے پر مشتمل ہوتی۔

خوشبو کا استعمال بہت کم فرماتے۔ لیکن اس کے باوجود آپ کا پینہ اور کپڑوں سے خوشبو آتی۔

کمرے میں عموماً درمی پچھی ہوتی، جس پر مصلی ہوتا۔ گاؤں کیے سے ٹیک لگا کر نہ بیٹھتے۔

﴿لباس﴾

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ جہاں انتہائی خوبصورت اور حد درجہ خوش اخلاق تھے، وہاں لباس بھی بہت دلکش زیب تن فرماتے تھے۔ تدریس حدیث اوقات نماز میں عموماً اور جمعہ کے دن بالالتزام پگڑی باندھتے، جو بعض اوقات سفید، کبھی زرد اور عموماً نسواری (ملاگری) ہوتی۔ عمامہ کی لمبائی بالعموم سات گز ہوتی۔ گھر پر اور مدرسہ و مسجد میں سردیوں میں عام طور پر یو۔ پی کی کشیدہ کاری والی ٹوپی ہوتی۔ خاص تقاریب، خطبہ جمعہ و عیدین کے لئے عمامہ پر سفید ململ کا لمبا چادر نما پٹکا بھی اوڑا کرتے۔ جو چہرہ مبارک کے ماسو اور گردن پر لپیٹا ہوتا۔ (۱)

کرتا ہمیشہ کھلا اور متوسط پہنتے۔ کرتا عموماً سفید اور کبھی رنگ دار ہوتا، گرمیوں میں آرکنڈھی، چکن کا کرتا بھی پہنتے۔ شلوار ہمیشہ سفید ہوتی۔ دوران علالت پاجامہ بھی استعمال فرمایا۔

صدری اور شیردانی بھی پہنتے۔ جمعہ و عیدین میں جبہ بھی زیب تن فرماتے۔ پاؤں میں ہمیشہ اعلیٰ قسم کی مراد آبادی جوتی پہنتے تھے۔

آپ علماء اور جامعہ رضویہ کے فضلاء کو فرمایا کرتے تھے کہ علماء کرام کو خوش لباس ہونا چاہئے اور اس کے ساتھ ساتھ لباس کی شرعی حیثیت کا خیال بھی ضروری ہے۔ ایک موقعہ پر فرمایا کہ عالم کا جوتا ایسا ہونا چاہئے کہ دنیا دار کی نگاہ عالم کے جوتے پر رہے۔ علماء کو شیردانی کے استعمال کی تاکید فرماتے، فرمایا کرتے تھے کہ اس سے عالم کا وقار بلند ہوتا ہے۔

(۱) مولف اوراق ہذا فقیر قادری عفی عنہ آج تک آپ کے اس چادر نما کو سر اور گردن پر اوڑھنے کو آپ کی ایک خاص ادا سمجھتا رہا ان دنوں حسن اتفاق سے ایک حدیث پاک نظر نواز ہوئی۔

”الْوَلَدُ قَدْ نَادَى لِبَسَةِ الْعَرَبِ وَالْإِيْفَاعُ لِبَسَةِ الْإِيْمَانِ“

(رواہ طبرانی فی الکبیر عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحوالہ جامع مصنفہ للسیوطی، مطبوعہ مصر، جلد ۱ ص ۲۱۰)

ترجمہ و تفسیر: چادر اوڑھنا عربوں کا لباس ہے اور سر اور اکثر چہرے کو (چادر سے) ڈھانکنا ایمان والوں کا لباس ہے۔

حدیث پاک کے مطالعہ کے بعد یہ واضح ہوا کہ مذکورہ انداز میں آپ کا چادر نما پٹکا کا اوڑھنا نہ صرف آپ کی ادھی بلکہ حدیث پاک پر عمل بھی تھا۔

سبحان اللہ! کسی پاکیزہ سیرت تھی، جو پہناوے کے ادنیٰ سے حصہ میں بھی سنت مصطفیٰ کو ٹھوڑے سمجھتے تھے۔ فقیر قادری عفی عنہ

عشقِ مصطفیٰ ﷺ

آ کچھ سنا دے عشق کے بولوں میں اے رضا
مشاہق طبع لذتِ سوزِ جگر کی ہے

مسلمان کی زندگی کا حقیقی سرمایہ درحقیقت عشقِ رسول ﷺ ہے۔ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، اقطاب، انخواث، اولیائے کاملین، ائمہ مجتہدین، علمائے عارفین..... کی زندگیوں کے مطالعہ کے بعد یہ حقیقت کھل کر آتی ہے کہ ان حضرات کی زندگی عشقِ رسول ﷺ کے محور پر گھومتی رہی۔ صحابہ کرام کی جا شاری، تابعین سے لے کر صالحین تک کا جذبہ تبلیغ و جہاد اور ائمہ و فقہاء کے اجتہادات سے لے کر اولیائے عارفین کی ریاضتوں اور محاسبات مرکز عشقِ رسول ہی تھا۔

برصغیر اور عالم اسلام میں مسلمانوں کا ہزار سالہ اقتدار عشقِ رسول کی بدولت تھا۔ اور آج بھی ان کی برتری اسی مرکز سے وابستہ ہے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

ارشاد خداوندی ہے۔

”أَنْتُمْ السَّاعِلُونَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ“

کائنات پر مسلمان کی برتری اس کے ایمان کی پختگی کے ساتھ مشروط ہے اور ایمان کی دولت کب اور نصیب ہوتی ہے اس کا جواب نبی اکرم ﷺ کے ارشاد واجب الانقیاد میں یوں ہے۔

”لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَاَلِدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ“ (۱)

(۱) بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ، مسند امام احمد بن حنبل، رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ماں باپ، اولاد، عزیز واقارب اور جہاں بھر کی ہر محبوب شے محبت ایک طرف اور باعث تخلیق کائنات، فخر موجودات، محبوب رب العالمین حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کی ذات والاقدسی صفات سے محبت دوسری طرف۔ اگر ان دونوں محبتوں کو ترازو میں رکھنا ممکن ہو تو جب تک حب رسول ﷺ ان سب محبتوں سے غالب نہ ہوگی ایمان کامل نصیب نہ ہوگا۔ اور وعدہ ربانی کے مطابق دنیا جہاں کی برتری کس طرح حاصل ہوگی؟ اسلاف کی بحرو بر پر حکومت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ ان کی مقدس زندگیاں عشق مصطفیٰ ﷺ سے سرشار تھیں۔

یہ حقیقت بے نقاب، بے حجاب، روشن تراز آفتاب ہے کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے دل و دماغ، قلب و جگر، گوش و ہوش، ظاہر و باطن، سر سے لے کر پاؤں تک سارے اعضاء رگ و پے، فکر و خیال، دین و ایمان، درس و تدریس، وعظ و تبلیغ، دعوت و ارشاد، سب میں سرکار طیبہ ﷺ کی محبت کی حکمرانی تھی۔ ہر آن حضور پر نور ﷺ کی مدحت و روز بان رہتی۔ کوئی لمحہ ثنائے خواجہ ہر دوسرا علیہ التحیۃ و الثناء سے خالی نہ ہوتا۔ قلم حق رقم کا کوئی نقش، اس کی کوئی تحریر ایسی نہ ہوتی جو محبت حبیب کبریا کے حیاض رحمت سے شرابور نہ ہو۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ آپ کی زندگی کا مقصد عشق رسول ﷺ تھا۔ حب مصطفیٰ ان کی حیات کا مظہر تھا۔ تادم حیات، ظاہری و باطنی زندگی میں عشق مصطفیٰ کی جلوہ گری رہی۔ انتہا یہ کہ آپ کا اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، چلنا پھرنا، خلوت جلوت، تحریر و تقریر، گفتگو خاموشی سب اتباع سنت میں بلا تکلف و تصنع عشق مصطفیٰ کے سانچے میں ڈھلے ہوتے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی زندگی بے شمار اخلاق حسنہ کا مجموعہ تھی۔ مگر سب سے زیادہ امتیازی وصف عشق رسول ﷺ تھا۔ اس کا اظہار صرف زبان پر ہی نہ ہوتا بلکہ آپ کا ہر رگ و ریشہ عشق پر معمور رہتا۔ خلوت و جلوت میں سب سے زیادہ جس امر کا اظہار ہوتا وہ عشق و محبت کی بات تھی۔ گویا عشق مصطفیٰ ﷺ ان کی روحانی غذا تھی۔ وہ فنا فی الرسول کی بدولت حضور کی دولت بے کراں سے بہرہ ور ہو چکے تھے۔ عشق رسول کے حوالہ سے دورہ حدیث ان کی روحانی غذا بن چکا تھا۔ یہی امر ان کی سب سے بڑی مسرت اور شادمانی کا باعث تھا۔ اس کا ذکر دار الحدیث، محراب و منبر اور جلسہ و جلوس تک ہی محدود نہ تھا بلکہ سفر و حضر میں ہر جگہ، ہر مقام پر اس کا مظاہرہ ہوتا۔

جن حضرات نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا نام نامی سن رکھا ہے وہ اگر آپ کی زندگی کے بارے میں اور

کچھ نہیں جانتے تاہم اتنا تو وہ بھی علم رکھتے ہیں کہ آپ کی زندگی عشق مصطفیٰ ﷺ سے عبارت تھی۔ گویا آپ کی میں عشق مصطفیٰ کی جلوہ گرمی بدہیات میں سے ہے۔ اس کے لئے مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ تاہم آپ کی سے چند شواہد کا مطالعہ خیر و برکت کا باعث ہوگا۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی تقریر کا ایک ایک جملہ مدح سرکارِ دو عالم ﷺ کا مظہر ہوتا، حاضرین کے کیف اور بیان سے مسحور ہو جاتے، عربی خطبہ کے بعد انتہائی پرسوز لہجہ میں جو فرماتے سامعین آج بھی اس کی سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

”تمامی احباب نہایت ہی اخلاص، ذوق و شوق اور الفت و محبت کے ساتھ آقا و مولیٰ، مدینے کے تاجدار، احمد مختار، محبوب کبریا، سرور انبیاء، شبہ ہر دوسرا، شب اسرئی کے دوہلا، عرش کی آنکھوں کے تارے، نبی پیارے ہمارے، نور مجسم، شفیق معظّم، نبی محترم، رسول محتشم، سرکارِ دو عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے دربار عالی میں تین تین مرتبہ جھوم جھوم کر ہدیہ درود و سلام عرض کریں، پیش کریں،“ (۲) علم و فضل کا بحر بیکراں جب عشق و محبت میں اپنے پیارے آقا کا ذکر جمیل کرتا ہر ایک جھوم جاتا تھا۔

درس حدیث کے اول و آخر اور درمیان میں قصیدہ بردہ شریف اور عربی، فارسی، اردو نعتیہ کلام جس طرح پڑھتے اور جھومتے..... اور عشق رسول ﷺ میں جس طرح آپ کی آنکھوں سے آنسو گر کر داڑھی مبارک کو تر کر دیا اور حاضرین پر جو کیف طاری ہوتا وہ آپ کے دورہ حدیث میں شامل اور حاضر ہونے والوں کو بخوبی یاد ہے۔ اقدس ﷺ کے ذکر پاک میں آپ پر ایسی محویت اور کیفیت طاری ہو جاتی جس کے مناظر آپ کے معاصرین میں دیکھنے میں آئے۔

محبت کا تقاضا یہ ہے کہ محبوب کے احوال کو اپنے احوال بنائے جائیں۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ عشق میں اسی مقام پر فائز تھے۔ سیرت کی کتابوں میں حضور علیہ السلام کے احوال و واردات، صحت و علالت، قوت و طاقت

آثار نقاہت، غم و حزن، سرور و بہجت وغیرہ مروی ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ عشق مصطفیٰ میں اس درجہ ممتاز تھے کہ ان احوال کے بیان کے وقت آپ بلا تکلف ان احوال کا مظہر بن جاتے۔

ایک موقع پر حضور اکرم ﷺ کے ایام مرض کے احوال بیان فرماتے ہوئے آپ کی پچھلی بندھ گئی، رقت کے باعث پڑھانا بند کر دیا اور خود اٹھ کر اندر تشریف لے گئے۔ (۳)

اسی نوعیت کا ایک اور واقعہ قصیدہ بردہ شریف پڑھاتے وقت دیکھنے میں آیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت با سعادت کے وقت انوار، آثار اور اعجاز کا بیان جاری تھا کہ آپ پر رقت طاری ہو گئی۔ فرط محبت میں پچھلی بندھ گئی اور آپ صلحہ درس سے اٹھ کر اندر تشریف لے گئے۔ (۴)

حضور نبی اکرم ﷺ کا ہر دم ذکر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا وظیفہ تھا۔

جامی ثنائے یار کند اشراح صدر
ہر دم وظیفہ گفتن نام محمد است

ذکر محبوب کے لئے یہ کوئی ضروری نہ تھا کہ آپ درس حدیث کے وقت ہی حضور پاک کے تصور میں محو ہوں۔ بلکہ ہر علم و فن کی تدریس میں آپ حضور علیہ السلام کا ذکر پاک اس خوبی سے فرماتے گویا معلوم ہوتا کہ یہ مقام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کے بغیر پڑھنا پڑھانا بے فائدہ ہے۔ علم میراث جیسا حسابی فن بھی ذکر مصطفیٰ سے خالی نہ رہنے سیتے۔ اور جب نام نامی حضور نوک زبان پر آ جاتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ فضائل و محامد کا باب کھل گیا ہے۔

بود در جہاں ہر کسے را خیالے
مرا از ہمہ خوش خیالے محمد ﷺ (۵)

(۳) روایت مولانا سید حسین الدین شاہ، راولپنڈی ۸ ربیع الثوری ۱۴۰۲ھ روایت کا تفصیلی بیان کتاب ہذا کے محدث اعظم کے باب میں مذکور ہے۔

(۴) روایت مولانا سید حسین الدین شاہ، راولپنڈی ۸ ربیع الثوری ۱۴۰۲ھ روایت کا تفصیلی بیان کتاب ہذا کے محدث اعظم کے باب میں مذکور ہے۔

(۵) نوٹ: اسی نوعیت کا ایک واقعہ مولانا ابوداؤد محمد صادق، گوجرانوالہ کے حوالہ سے کتاب ہذا میں مذکور ہو چکا ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: ماہنامہ نوری کرن بریلی، مارچ اپریل ۱۹۶۳ء، ص ۶۴

ایک مرتبہ چودھری محمد سلیمان نوری توکلی ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان و سجادہ نشین آستانہ عالیہ فیصل آباد نے آپ کو اپنے گھر دعوت کے لئے مدعو کیا۔ چونکہ آپ نے وعدہ فرمایا کہ فلاں روز دوپہر بارہ بجے آپ ہاں حاضر ہوں گا۔ چودھری صاحب مذکور آپ کو لینے حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ درس حدیث میں مشغول چودھری صاحب بیٹھ گئے اور سبق ختم ہونے اور آپ کو ساتھ لے جانے کے لئے انتظار کرنے لگے۔ حضرت شیخ قدس سرہ ذکر محبوب میں کچھ ایسے محو تھے کہ وقت گذرتا جا رہا تھا اور سبق ختم ہونے میں نہیں آ رہا تھا۔ ادھر چودھری بار بار اپنی گھڑی کی طرف دیکھتے۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ کھانے کا طے شدہ وقت ہو چکا ہے۔ آپ نے سبق اور ان کے ساتھ چل دیئے۔ بعد ظہر جب دوبارہ درس حدیث شروع ہوا تو آپ نے فرمایا کہ وہی حدیث دوبارہ پڑھ جائے جو قبل ظہر پڑھی جا رہی تھی۔ شرکاء درس طلباء نے عرض کیا وہ حدیث تو قبل ظہر پڑھی ہے۔ فرمایا کہ وکیل کے انتظار کی وجہ سے اس حدیث پر پوری توجہ نہ رہی تھی۔ اس لئے اب دوبارہ اسی حدیث کو پڑھو۔ (۶)

ایک عاشق صادق کب گوارہ کرتا ہے کہ محبوب کا ذکر پوری توجہ سے نہ ہو۔ اور اگر کسی عارضہ کے باعث جائے تو پوری توجہ سے اس کا اعادہ اس کا کفارہ بن سکتا ہے۔

مولانا حافظ احسان الحق مدرس جامعہ رضویہ فیصل آباد فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ سے علم معقول کی مشورہ قاضی مبارک کے کچھ اسباق پڑھے۔ ہر روز سبق کی تقریر کے ضمن میں رسول پاک ﷺ کی تعریف لازماً فرمائی اور انداز بیان ایسا پرورد ہوتا کہ ہماری آنکھیں پُرم ہو جاتیں۔ کمال یہ ہے کہ سبق سے مناسبت بھی قائم رہتی۔ پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کا یہ شعر یاد آ جاتا ہے۔

باغ میں شکر وصل تھا ہجر میں ہائے گل

کام ہے ان کے ذکر سے خیر وہ یوں ہو کہ یوں

منطق و فلسفہ جیسے خشک فن کی تدریس میں جو ذات، ذکر محبوب کا کوئی موقعہ خالی نہ جانے دیتی اور

مبارکہ کا درس دیتے ہوئے (جس کا موضوع ہی ذکر مصطفیٰ ہے) کس قدر محبت کے ساتھ ذکر محبوب فرماتے ہوں گے۔ یقین جانئے کہ جب تک دارالحدیث میں آپ رونق افروز رہتے ذکر مصطفیٰ کی گونج سے اس کے در و یوار بھی رقص کیا کرتے۔

گونج گونج اٹھے ہیں نعماتِ رضا سے بوستاں
کیوں نہ ہو، کس پھول کی مدحت میں وامنقار ہے

ایک مرتبہ آپ منطق کی مشہور کتاب سلم العلوم پڑھا رہے تھے۔ مسئلہ یہ تھا کہ تصدیق کا وجود تصور کے بغیر نہیں ہوتا۔ مسئلہ ذہن نشین کرانے کے بعد فرمایا کہ اسمعیل دہلوی کی کیسی جہالت ہے۔ وہ کہتا ہے کہ نماز میں رسول پاک کا تصور کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اسے اتنا بھی پتہ نہیں کہ نماز مختلف اذکار کا مجموعہ ہے۔ اس میں درود و سلام بھی ہے اور قرآن مجید کی تلاوت بھی۔ کئی جملے لازماً ایسے آتے ہیں کہ جن میں سید عالم کی تعریف و توصیف کی جلوہ گری اور آپ کے اسم شریف کی رونق افروزی ہوتی ہے۔ اور جب تصدیق کے لئے تصور طرفین کا ہونا ضروری ہے تو نماز میں آنے والے وہ جملے، جو ذکر مصطفیٰ پر مشتمل ہیں۔ بغیر تصور محبوب کے کس طرح پڑھے جائیں گے اور اس کے بغیر نماز کس طرح ادا ہوگی..... سچے عاشق کی یہاں شان اور پہچان ہے کہ ہر ہر بات میں ذکر محبوب ملحوظ خاطر رہتا ہے۔ (۱-۶)

چوں کنم قصد سخن نام تو م یذ برزباں
چوں کنم جاناں کہ جز نام تو نکیم یا ونیست

سفر کی مصروفیات کچھ اس نوعیت کی ہوتی ہیں کہ حضر کے معمولات آسانی سے ادا نہیں ہو سکتے۔ بالخصوص جب کہ ذریعہ سفر اپنے تابع نہ ہو، مگر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی شان نزالی تھی، سفر میں بھی، سٹیشن پر، اڈا بس پر، جہاں کہیں ذرار کتنا ہوتا نعت خوانی کا سلسلہ شروع فرما دیتے۔

ایک مرتبہ گوجر خاں ضلع راولپنڈی میں تبلیغی جلسہ کے لئے تشریف لائے۔ واپسی بذریعہ ریل جانے کے لئے

گو جرخاں ریلوے سٹیشن پر تشریف فرما ہوئے۔ یہاں آکر معلوم ہوا کہ گاڑی لیٹ ہے۔ چنانچہ وہیں ریلوے
تصیدہ ٹور، نعت خوانی کا وظیفہ جاری ہو گیا۔ صبح کی نماز باجماعت ریلوے سٹیشن پر پڑھی۔ تب کہیں گاڑی آئی اور
سوار ہوئے۔ (۷)

ایام علالت میں جب آپ دوسری بار ہری پور ایٹ آباد جلوہ گر ہوئے تو واپسی پر چند روز جناب عاشق
وکیل انکم ٹیکس کی کوشی واقع محلہ موہن پورہ، راولپنڈی میں قیام فرمایا۔ دن بھر آپ کی قیام گاہ محفل نعت نبی رہتی۔ ایک
جب محفل نعت خوانی ختم ہوئی اور صلوات و سلام پڑھا جانے لگا۔ اس وقت آپ کو تیز بخار تھا۔ کھڑا ہونا دشوار تھا۔
محبوب کے وقت آپ فوراً نو دبانہ دست بدستہ کھڑے ہو گئے اور جب تک سلام پڑھا گیا آپ حالت قیام میں
رہے۔ (۸)

انہی ایام علالت میں ہری پور مدرسہ رحمانیہ میں قیام کے دوران آپ نے کتابوں کے حوالہ جات نوٹ
وقت فرمایا کہ علامہ شامی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ عام لوگ کعبہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے ہیں مگر کعبہ شریف
زیارت کرنے جاتا ہے۔

پھر فرمایا۔ ”جب نگاہ اٹھے تو اوصاف مصطفیٰ پر پڑے۔“ (۹)

(۷) روایت حاجی منظور احمد، لال کڑتی، راولپنڈی، ۱۲ رجب ۱۴۰۵ھ

(۸) روایت حاجی منظور احمد، لال کڑتی، راولپنڈی، ۱۲ رجب ۱۴۰۵ھ

(۹) روایت مولانا سید محمد زبیر شاہ، چکوال، ۲۹ رجب ۱۴۰۵ھ

علامہ شامی نے اپنے مشہور حاشیہ رد المحتار جلد ثالث، باب المرتدین، مطلب کرامات اولیاء میں لکھا ہے۔

”وَالْإِنصَافُ مَا ذُكِرَ الْإِمَامُ النَّسَفِيُّ حِينَ سُئِلَ عَمَّا يَحْكِي أَنَّ الْكُفَّةَ كَانَتْ تَرُورُ وَاحِدًا مِّنَ الْأَوْلِيَاءِ هَلْ
يَجُوزُ الْقَوْلُ بِهِ فَقَالَ نَقَضَ الْعَادَةَ عَلَى سَبِيلِ الْكِرَامَةِ لِأَهْلِ الْوِلَايَةِ جَائِزٌ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ“

یعنی صحیح امر وہ ہے جسے امام نسفی نے ذکر فرمایا جب ان سے پوچھا گیا کہ یہ حکایت کہ کعبہ کسی ولی اللہ کی زیارت کو جاتا ہے۔ درست ہے
ولایت کے لئے بطور کرامت، نقض عادت اہل سنت کے نزدیک جائز ہے، یعنی خلاف عادت، کسی ولی اللہ کے لئے کعبہ زیارت کو جانا
حک یہ کرامت ہے اور اہل سنت کے نزدیک اس کا وقوع ممکن بلکہ واقع ہے۔ فقیر قادری عفی عنہ

دیار حبیب کا تذکرہ محبوب کے حوالہ سے، محبت کی علامات سے ہے۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ مدینہ منورہ کا تذکرہ اکثر اور محبت بھرے انداز میں فرمایا کرتے۔ پہلے حج کے موقع پر مدینہ منورہ کی حاضری کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ جب پہلی بار مدینہ طیبہ کی حاضری کی سعادت میسر آئی تو مجھے سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ شعر یاد آ گیا۔

ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اٹھتے ہوں گے
اب تو غنی کے در پر بستر جما دیئے ہیں

فرمایا۔

حضرت مفتی اعظم قبلہ کی خدمت میں عرض کی۔ ارشاد فرمایا۔ ”تو آپ بستر جمادیں

فرمایا۔

”اس پر میں نے اپنا بستر لیا اور اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے مزار پر انوار کے سامنے لگا دیا۔ رات کے وقت پیاس محسوس ہوئی۔ فوراً ہی کوئی صاحب جھجھری لئے ہوئے آئے اور مجھے پانی پلا گئے۔“ (۱۰)

محبت کے صلہ میں محبوب کبریا ﷺ کی آپ پر عنایات بے کراں کا پتہ چلتا ہے۔

ایک مرتبہ ایک حاجی صاحب حاضر ہوئے۔ مدینہ طیبہ کی کھجوریں پیش کیں۔ اس وقت دورہ حدیث ہو رہا تھا۔ خرمائے مدینہ حاضرین طلباء میں تقسیم فرمائیں اور ایک کھجور خود اپنی ڈاڑھوں میں دیا لی۔ فرمانے لگے۔

”خرمائے مدینہ کو منہ میں قابو کر لیا ہے۔ جب تک گھل کر اندر جاتی رہے گی ایمان تازہ ہوتا رہے گا۔“ (۱۱)

مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صدر مدرس مدرسہ نقشبندیہ رضویہ سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ۔ بیان کرتے ہیں کہ آپ جب دوسری مرتبہ کے حج و زیارت مدینہ منورہ سے واپس تشریف لائے۔ ایک دن فرمایا۔

(۱۰) محدث اعظم پاکستان مرتبہ مولانا محمد حسن علی رضوی، بیلی، ص ۱۶

(۱۱) ہفت روزہ محبوب حق، لائل پور، ۱۳ دسمبر ۱۹۶۳ء ص ۱۸ مضمون مولانا صاحبزادہ عزیز احمد سانگلہ ہل

”مدینہ پاک میں مرنا شہادت کی موت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اپنی ساری زندگی میں صرف ایک دفعہ حج فرض کے لئے مکہ شریف حاضر ہوئے۔ اس کے بعد تادم آخریں مدینہ شریف میں ہی قیام پذیر رہے اور فرماتے کہ حج فرض ادا کر دیا ہے۔ اب مدینہ چھوڑ کر حج کرنے جاؤں تو ہو سکتا ہے کہ میری موت وہیں ہو جائے اور خاک مدینہ میں مدفون ہونے سے محروم ہو جاؤں۔“

اس کے بعد حضرت موصوف فرمانے لگے۔

”فقیر نے مدینہ رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے واپسی کے وقت کچھ بال اور کچھ ناخن مدینہ شریف میں دفن کر دیئے اور رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مدینہ پاک میں مرنا تو میرے اختیار میں نہیں۔ البتہ اپنے جسم کے چند اجزاء دفن کر کے چار ہا ہوں کہ ہم غریبوں کے لئے بھی غنیمت ہو۔“ (۱۲)

مولانا موصوف فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ بیمار ہوئے۔ ہم چند طلباء عیادت کے لئے حاضر ہوئے۔ مولانا حسین صاحب سکھروی قصیدہ بردہ شریف خاص انداز سے پڑھ رہے تھے۔ بعد میں آپ فرمانے لگے۔

”طیب کے علاج سے اتنا فائدہ معلوم نہیں ہوتا جتنا کہ ذکر حبیب سے۔“ (۱۳)

محبت صادق اور عشق کامل کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ عاشق ہر حال میں شراب محبت میں مخمور رہے۔ یہی محبت کے ہر دک درد کا علاج ہوتا ہے۔

(۱۲) ہفت روزہ محبوب حق، لاہل پور، ۱۳ دسمبر ۱۹۶۳ء ص ۱۸ مضمون مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، سانگلہ بل
نوٹ: حدیث پاک میں ہے ”مَنْ اسْتَطَاعَ أَنْ يُمَوِّتَ بِالْمَدِينَةِ فَلْيُمِّتْ بِهَا فَإِنَّهُ لَيَأْتِيهِ أَشْفَعُ لِمَنْ يُمَوِّتُ بِهَا“

(احمد ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان، فی صحیحین ابن عمر) جامع مصغیر جلد ۲ ص ۲۷

(۱۳) ہفت روزہ محبوب حق، لاہل پور، ۱۳ دسمبر ۱۹۶۳ء ص ۷ مضمون مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، سانگلہ بل

بجہ تعالیٰ آج کل اہل حرمین طہمین مالی طور پر اس قدر آسودہ ہیں کہ دیگر ممالک اسلامیہ کی مالی طور پر خدمت کرتے ہیں۔ ان کی آسودگی ہمارے لئے باعث مسرت ہے۔ نصف صدی پہلے یہی عرب والے قحط رسیدہ تھے۔ تمہاری دولت ابھی تک دریافت نہیں ہوئی تھی۔ معاشی طور پر اس قدر مجبور تھے کہ برصغیر تک سفر کرتے اور اپنی خستہ حالی دکھانے کے لئے امداد کے طالب ہوتے۔ اہل ثروت حضرات ان کی خدمت میں نذرانہ پیش کرتے۔ انہی ایام میں علماء و مشائخ نے اجتماعی طور پر چندہ کر کے اہل حرمین کی خدمت میں نذرانے حاضر کئے۔ اسی زمانہ میں مدینہ منورہ سے حضرت مولانا ضیاء الدین مہاجر مدنی کی وساطت سے دو اہل مدینہ بریلی میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے پاس جلوہ گر ہوئے، ان کے پاس مولانا عبدالرحمن رضوی عرف حاجی عبدالجبار، بے پور کا تعارفی خط تھا۔ اس خط کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

”مدینہ منورہ سے مولانا ضیاء الدین صاحب کا ایک کرم نامہ اور سید حمزہ شہزادہ و محمد سعید صاحبان دو صاحب مدنی تشریف لائے ہوئے ہیں، ان کو آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں۔ جس طرح مولانا نے میرے پاس روانہ کیا ہے ان کو فقیر بھی آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہے، بوجہ افلاس مدینہ طیبہ سے ہند کو تشریف لائے ہوئے ہیں۔ یہاں کی حالت مالی بہت ہی اتر ہے۔ جو کچھ ہوسکا کوشش کی اور خدمت میں پیش کر دیا۔ اب آپ اتنا کرم فرمائیں کہ ہمارے دونوں شاہزادوں کی خدمت میں پیش کیجئے اور عرض کر دیجئے کہ مدینہ منورہ سے حاضر ہوئے ہیں۔ پھر تو ان کا کرم ہی کرم ہے۔“

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا

اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

اور عرض کیجئے کہ بنارس حاجی عبدالجبار صاحب اور کلکتہ مولوی عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں

(۱۴) دونوں شاہزادوں سے مراد حضور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی اور حضور مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا بریلوی قدس سرہ ہا کی ذات عالیہ ہے۔ فقیر قادری عفی عنہ

ایک ایک کر منامہ سفارش تحریر فرمادیں اور جہاں جہاں مناسب تصور فرمائیں۔ اور آپ بھی جہاں مناسب جائیں تحریر فرمائیں۔ یہ خدمت اہل مدینہ کی آپ کے سپرد ہے۔ یہی خدمت اگر اس سرکار ابد قرار میں قبول ہو جائے تو ہماری اور آپ کی حاضری بارگاہ بے کس پناہ کے لئے بس ہے۔ یہی وسیلہ ہے یہی ذریعہ ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

اور بریلی شریف میں بھی اگر آپ کچھ فرمائیں گے تو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برکت سے آپ ناکامیاب نہ رہیں گے۔.....“ (۱۵)

یہ محبت مصطفیٰ ﷺ کا ہی صلہ ہے کہ اوائل عمر میں ہی آپ دیار حبیب کے مفلس محتاج حضرات کے آپ بلا جانے بن چکے تھے۔ یہ حضرات آپ کے حضور جلوہ گر ہو کر اپنی ضروریات پوری کرتے۔ اس وقت آپ کی (۳۲) سال کے قریب ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی آل پاک، چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت بیماری ہے۔ اسی حوالہ سے الحدیث قدس سرہ سادات کرام کی حد درجہ تعظیم فرماتے۔ انہیں عزت کی جگہ پر بٹھاتے اور ان سے خصوصی محبت و اظہار فرماتے۔ ان کے سامنے فرط تواضع اور انکساری سے بچھ بچھ جاتے۔ آپ کے ہاں ہر تقریب میں سادات ہمیشہ دوہرا حصہ ملتا۔ عام طور پر سادات خاندان کے طلباء کرام سے خدمت نہ لیتے۔ لیکن سالانہ جلسہ کے موقعہ تقسیم کے موقعہ پر حاضرین کو پانی پلانے کی ذمہ داری سادات کرام کے سپرد کر دی جاتی۔ کسی نے اس کی وجہ دریافتوارشاد فرمایا۔

”ہم نے پانی سادات کرام کے قبضہ میں دے دیا ہے۔ اس سے یزید کی روح کو تکلیف ہوگی۔“ (۱۶)

ممتاز دانشور چوہدری مختار احمد نور ایڈووکیٹ حال مقیم اسلام آباد اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔

(۱۵) مکتوب مولانا عبدالرحمن قادری جے پور تکیہ آدم شاہ بنام حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ محررہ ۶ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ

(۱۶) روایت مولانا سید محمد زبیر شاہ، چکوال، ۳۰ جنوری ۱۳۵۵ھ

”ایک دفعہ میری موجودگی میں ایک بزرگ سید صاحب آپ کی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ ان کے ہمراہ ایک بچہ تھا۔ انہوں نے اپنے بچے کو کہا کہ حضرت صاحب کو سلام کرو۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔

”ہم نے سید کو سلام کرنا ہے نہ کہ اس نے ہمیں سلام کرنا ہے۔“ (۱۷)

بد قسمتی سے ہمارے ہاں کچھ اس قسم کا رواج چل نکلا ہے کہ جو حضرات حضور اکرم ﷺ سے خوئی رشتہ نہیں رکھتے اور اصطلاحی معنوں میں وہ سادات کرام سے نہیں ہیں۔ ان میں سے بعض حضرات سید کہلاتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم بھی آپ ﷺ کی اولاد میں سے ہیں۔ حالانکہ یہ ارشاد نبوی علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ واکمل السلام کے مطابق بہت بڑا گناہ ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”مَنْ ادَّعَىٰ إِلَىٰ غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ فَاَلْحَنَةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ“ (۱۸)

یعنی جس نے جان بوجھ کر اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کو اپنا باپ بنا لیا اور وہ دوسرے خاندان سے جا ملا اس پر جنت حرام ہے۔

دوسری حدیث یوں ہے۔

”مَنْ ادَّعَىٰ إِلَىٰ غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ اَنْتَمَىٰ إِلَىٰ غَيْرِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ الْمَتَابَعَةُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ“ (۱۹)

یعنی جس نے اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کو اپنا باپ بنا لیا یا اپنے موالی کے علاوہ کسی اور سے اپنی نسبت کر لی، اس پر قیامت کے روز تک اللہ کی متواتر لعنت ہے۔

اس قدر وعید کے باوجود اگر کوئی ایسا شخص آپ کے حضور آتا جس نے بطور غلط اپنی نسبت سادات خاندان سے کر لی ہوتی تو بھی آپ بطور سید اس کا احترام کرتے۔

(۱۷) مکتوب چوہدری مختار احمد الوراثریہ وکیت از اسلام آباد بنام فقیر قادری مفتی عبدالرحمن ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء

(۱۸) رواہ البخاری والمسلم والبودادودوا من ماجہ والامام احمد بن سعد والی بکرہ، جامع صغیر ج ۲ ص ۲۵

(۱۹) رواہ ابوداؤد و ابن انس۔ جامع صغیر ج ۲ ص ۲۵

چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔

”ایک دفعہ ایک شخص نے دریافت کیا کہ بہت سے لوگ بناوٹی سید بن جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ہم نے تو نسبت کا احترام کرنا ہے۔ اگر کوئی غلط طور پر اپنے آپ کو سید بنائے گا، اس کا ذمہ دار وہ ہے۔ ہم نے حضور کی نسبت کا احترام کرنا ہے۔“ (۲۰)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ہر آنے والے سید کا احترام فرماتے۔ تقاریب میں شرکت کرنے والے کا خصوصیت سے استقبال کیا جاتا۔ انہیں عزت کی جگہ ٹھہراتے۔ ایک سال عرس قادری رضوی کے موقع پر حضرت معصوم شاہ قدس سرہ (م ۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۹ء) بانی نوری کتب خانہ، دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور خلاف معمول نہ لائے۔ بعد اختتام تقریب آپ کے اپنے خلف اکبر صاحبزادہ محمد فضل رسول کو عرس کا تبرک دے کر ان کی پیشانی میں لاہور روانہ کیا۔ (۲۱)

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اعراس مبارک کے تبرک کی اہمیت اور سادات کرام کی عظمت حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے نزدیک کس درجہ پر تھی۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو محبوب رب العالمین ﷺ سے انتہائی درجہ عشق تھا۔ وہ محبوب پاک ﷺ کے پاک کو ہر مرض کا علاج بناتے تھے۔ مولانا محمد عبدالرشید رضوی، خطیب سنی رضوی جامع مسجد فیصل آباد فرماتے ہیں کہ پاکستان کے بعد آپ نارووال ضلع سیالکوٹ میں ایک مرتبہ تقریر کے لئے تشریف لائے۔ کاموگی سے نارووال درمیان سفر میں بس میں ایک صاحب جو اپنے آپ کو مودودی صاحب کے توجہ کھلاتے تھے، سے مسائل پر تبادلہ شروع ہوا۔ اس آدمی نے حسب عادت حضور سرور کائنات ﷺ کی ذات بابرکات کے بارے میں انہی خیالات کا اظہار جنہیں علماء دیوبند اپنی مجالس میں بیان کرتے ہیں۔ اس قسم کے عامیانہ اور شان رسالت سے فروتر کلمات کو سن کر

(۲۰) مکتوب چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ از اسلام آباد نام فقیر علی عزیٰ ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء

(۲۱) روایت حاجی منظور احمد لال گزنی، راولپنڈی، ۱۲ اربھ ۱۳۴۵ھ

نے فضائل محبوب کریم کو بیان کرنا شروع کر دیا۔ اور ساتھ ساتھ اس کے اعتراضات کے جوابات دیئے۔ چونکہ سفر کے دوران، ہوا کی وجہ سے آپ کا گلہ بیٹھ گیا تھا۔ نارووال میں آپ نے تقریر کا آغاز خطبہ مسنونہ سے کیا۔ گلہ کی تکلیف کی وجہ سے معلوم ہو رہا تھا کہ آج بیان مشکل ہوگا، مگر عربی خطبہ مسنونہ کے بعد آپ نے فرمایا ہمارے پاس ایک نسخہ ہے جو ہر مرض کا علاج اور باذنہ تعالیٰ شفا ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے باواز بلند درود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ درود شریف کا پڑھنا تھا کہ آپ کی آواز صاف ہوگئی۔ گلہ کی تکلیف جاتی رہی۔ اس کے بعد آپ نے اس جلسہ میں ساڑھے تین گھنٹے وجد آفریں اور ناقابل فراموش بیان فرمایا۔ اس تقریر کے دوران آپ اس قدر جوش سے تقریر فرما رہے تھے کہ ایسا جوش کم دیکھنے میں آیا۔ یہ درود شریف کی برکت تھی۔ ذکر مصطفیٰ ﷺ آپ کے نزدیک ہر مشکل کا حل اور ہر دکھ کی دوا تھا۔ (۲۲)

استاذ العلماء مولانا عطاء محمد چشتی بندیا لوی، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے عشق رسول ﷺ کے حوالہ سے فرماتے ہیں۔

”ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے اجزاء بدنی کی ترکیب ہی عشق رسول سے کی گئی ہو۔ رسول اللہ ﷺ سے ان کا یہ عشق و جنون ہی تھا جس نے ان کے تمام مقاصد کو ان کے پاؤں پہ لا کے رکھ دیا تھا۔“ (۲۳)

گویا حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو زندگی میں جو شہرت و قبولیت عطا ہوئی، آپ کے منصوبے پایہ تکمیل تک پہنچے اور آپ کے فیوضات و برکات سے ایک جہاں آباد ہوا، اس کا سبب یہ تھا کہ آپ کا عشق مصطفیٰ ﷺ ضرب المثل بن چکا تھا۔

حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔

”مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا أَكْثَرَ مِنْ ذِكْرِهِ“ (۲۴)

(۲۲) روایت مولانا محمد عبدالرشید رضوی جھنگوی، ۳۰ رجب المرجب ۱۴۰۵ھ (۲۴) ہفت روزہ محبوب حق، لاہل پور، ۱۳ دسمبر ۱۹۶۳ء، ص ۲۸

(۲۳) فردوسِ دہلی عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

جو کسی سے محبت کرتا ہے اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ چونکہ عاشق رسول مصطفیٰ ﷺ تھے، اس لئے محبوب کریم کا ذکر اس کثرت سے کرتے کہ شاید و باید۔ اس ذکر پاک کی برکات کا شمار ممکن نہیں۔ اسی ذکر پاک کی برکت سے آپ کو حضور علیہ السلام کی حضوری کی دولت نصیب تھی۔ عالم بیداری اور عالم خواب میں ذکر مصطفیٰ کی برکات ہر وقت موجود رہتیں۔ خواب کا ایک واقعہ خود آپ کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔ ۴ ربیع الاخر ۱۳۷۹ھ ۱۸ اکتوبر ۱۹۵۹ء شب جمعہ مبارکہ کی خواب کا ایک حصہ ملاحظہ ہو۔

”..... نماز عشاء کے بعد بڑے کمرے کی چھت پر آرام کیا۔ نیند خوب آئی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ مدینہ طیبہ روضہ مقدسہ پر حاضر ہوں۔ چند بزرگان دین بھی حاضر ہیں اور بعض عزیز و احباب بھی ساتھ ہیں۔ جن کے نام یاد نہیں رہے۔ حاضری کی کیفیت یہ ہے کہ سنہری جالیوں کے باہر نہیں بلکہ حجرہ مقدسہ جس جگہ روضہ مقدسہ ہے۔ اس میں حاضر ہوں اور خواب میں یہی کہتا ہوں یہ تو سرکارِ دو عالم ﷺ کا روضہ مقدسہ ہے اور یہ دونوں نورانی قبریں کس کی ہیں چند بار یہ کہا اور پھر خود ہی جواب دیتا ہوں کہ ایک قبر شریف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے اور دوسری قبر شریف حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ خواب کے درمیان آنکھ کھلی، بیدار ہوا۔ خواب روح پرور تھا، ایمان افروز تھا۔ پھر آنکھ لگ گئی۔ اور دل میں ایک تمنا تھی کہ پھر یہی لطف حاصل ہو۔ چنانچہ رات کو دو تین مرتبہ ایسا ہی ہو۔ اور پھر خواب اور بیداری میں متحیر رہا کہ روضہ پاک کے اندر کیسے حاضر ہوا۔ پھر دل میں آیا کہ خواب میں حاضری ہے اور یہ مستبعد نہیں، سرکارِ دو عالم نور مجسم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر خیر وقت درس و تدریس ہوتا ہے ان کا فیض ہے کہ اپنے گداؤں کو کرم سے نوازتے ہیں۔ مولیٰ عزوجل اپنے حبیب پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے استقامت عطا فرمائے۔ اور دین و ایمان پر خاتمہ فرمائے۔“ (۲۵)

(۲۵) نقل بیاض حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے مسلمانوں کے دل صاحب قرآن کی طرف پھیر دیئے۔ زندگی بھر آپ کا یہی وظیفہ رہا۔ درس و تدریس، وعظ و تبلیغ اور دعوت و ارشاد کی ایک ہی غرض رہی کہ مسلمان صاحب قرآن پر قربان ہونے کے لئے تیار رہیں۔ نتیجہ فیضان محمدی نے آپ کو وہ کچھ دیا کہ بس سوچا کیجئے۔

یہ امر مسلمات سے ہے کہ فیضان عشق سے عاشق صادق کا حال اور قال دونوں عشق و محبت کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں۔ قال حال بنتا ہے اور حال قال سے جدا نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ صرف واعظ مقرر عالم و فاضل ہی نہ تھے، بلکہ تقویٰ کے اعلیٰ درجہ پر بھی فائز پابند شریعت اور شیدائے سنت مصطفیٰ ﷺ بھی تھے۔ اسی بنا پر آپ کو اپنے آقا و مولیٰ سرکار دو عالم ﷺ کے غلاموں سے انتہائی محبت تھی اور محبوب رب العالمین کی شان رفیع میں گستاخی کرنے والوں اور بد مذہبوں سے سخت نفرت و عداوت تھی۔ حضور کے غلاموں سے مل کر انتہائی مسرور ہوتے جبکہ گستاخان شان رسالت و ولایت سے عمر بھر مقاطعہ رہا۔ آپ کے قلب سلیم میں ان گستاخوں کے لئے کوئی نرمی نہ تھی۔

اس کی نفرت بھی عمیق، اس کی محبت بھی عمیق

قہر بھی اس کا ہے اللہ کے بندوں پر شفیق

قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت

یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان (آب)

محبوب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے تمامی گستاخوں اور بد مذہبوں سے بلا امتیاز جو شدت و نفرت حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے ہاں تھی، اس میں نفسانیت کا شائبہ بھی نہ تھا۔ یہ اللہ اور اس کے رسول کریم ﷺ سے محبت کی سوزش تھی۔ اسے حدت کہہ لیجئے یا شدت۔ یہ شدت بھی صرف اعدائے خدا و رسول کے لئے تھی ورنہ آپ تو ہر مومن اور ہر اہل محبت کے لئے سراپا لطف و کرم تھے۔

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو، وہ شبنم

دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے عمر بھر کسی سے اپنی ذات کے لئے انتقام نہ لیا اور نہ ہی نفرت و شدت کا

اظہار فرمایا۔ مگر جب معاملہ اللہ ورسول کا ہوتا تو پھر ہرگز کسی کی رورعایت نہ کرتے۔ ذاتی دشمنی کی صرف ایک مثال اکتفا کرتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ کی اتباع میں اپنے ذاتی دشمنوں سے کس طرح درگزر فرمایا۔ اللہ اللہ! یہ صرف اولیاء کا ہی کا حصہ ہے۔

لائل پور میں قیام کا ابتدائی دور تھا۔ شان رسالت سے عداوت رکھنے والوں کے لئے آپ کا ذکر مصطفیٰ کا وظیفہ ناقابل برداشت تھا۔ غلام مصطفیٰ کی حیثیت سے آپ کے خلاف ہر قسم کی سازشیں ہوئیں۔ مخالفوں کے طوفان ہوئے۔ مگر آپ نے کبھی بھی اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہ لیا۔

محلہ نانک پورہ (فیصل آباد) میں محفل میلاد کا پروگرام تھا۔ سردیوں کی رات تھی، حاضرین سردی کے باعث سمٹ سمٹا کر بیٹھے تھے۔ نعت خوانی کے بعد آپ کا بیان شروع ہوا۔ عربی مسنون خطبہ کے بعد بھی آپ نے آیت کریمہ ”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“ تلاوت فرمائی، ابھی ترجمہ بھی نہ کیا کہ دیوبندی حضرات نے ایک پروگرام کے تحت تین اطراف سے بھرپور حملہ کر دیا۔ ایک اینٹ سامنے کی طرف سے آپ کی طرف آئی جو مائیکروفون لگ کر رک گئی اور آپ بال بال بچ گئے۔ اسی طرح دائیں طرف اور پچھلی طرف حملہ بھی ذکر رسول کی برکت سے ناکام ہو گیا۔ لیکن دفعۃً اس شورش کے باعث مجمع جب کھڑا ہوا تو آپ کو سٹیج پر تشریف فرمانہ دیکھ کر احباب مضطرب ہوئے اور آپ کی تلاش شروع ہوئی۔ اچانک آپ ایک طرف سے نمودار ہوئے اور فرمایا۔

”گھبراؤ نہیں، کوئی بات نہیں۔ میں حملہ کی شدت کے باعث سٹیج سے نیچے اتر آیا تھا۔“

چنانچہ آپ دوبارہ سٹیج پر جلوہ افروز ہوئے۔ فضا پر جوش نعرہ بے تکبیر و رسالت سے گونج اٹھی اور جہاں سے ناکار کا تھا، آپ نے وہیں سے شروع فرمادیا۔ مگر کیا مجال کہ حملہ آوروں کے متعلق ایک لفظ بھی زبان پر لائے ہوں۔ یا ان کے اس ذلیل و ناپاک اقدام کے متعلق کچھ کہا ہو۔ بلکہ دوران تقریر جب بار بار نعرہ تکبیر و رسالت کے ساتھ محمد ﷺ پاکستان زندہ باد، قبلہ شیخ الحدیث زندہ باد کا نعرہ لگایا جاتا تو آپ نے روک دیا اور فرمایا میرے نام کی بجائے صرف نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت بلند کرو۔ رات گئے تک تقریر پر توجہ جاری رہی۔ اس کے بعد سلام پڑھا گیا۔ اور کامیابی کے ساتھ

جلسہ اختتام پذیر ہوا، صبح آپ کے اس ایمان افروز بیان، تحمل و برداشت، زبردست اخلاق، بلند حوصلگی اور اپنی ذات کو زیر بحث نہ لانے اور اپنی جان کی پرواہ نہ کرنے کا بہت چڑچاہو۔ بہت سے لوگ از خود مخالفین سے کٹ گئے اور دامن شیخ الحدیث سے وابستہ ہو گئے۔ (۲۶)

ایک مرتبہ مولانا قاضی مظہر الحق جہلمی، جو اس وقت کوئٹہ چھاؤنی کے خطیب تھے، حاضر خدمت ہوئے۔ قاضی صاحب براستہ کوئٹہ، زابداں، بغداد شریف، مدینہ منورہ اور دوسرے مقامات مقدسہ کی زیارت سے مشرف ہو کر آئے تھے۔ جب آپ سے قاضی صاحب کا تعارف کروایا گیا تو آپ نے قاضی صاحب کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام لیا۔ آپ کی آنکھوں میں آنسو بہنے لگے۔ اگرچہ طبیعت بہت زیادہ کمزور تھی۔ بیماری میں اضافہ ہو چکا تھا۔ لیکن اس کے باوجود آپ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور قاضی صاحب سے مدینہ منورہ کی باتیں دریافت فرمانے لگے۔ مدینہ پاک میں رہنے والے احباب اہل سنت و جماعت کی خیریت دریافت فرمائی۔ مدینہ پاک کی گلیوں کی یاد آئی۔ گنبد خضریٰ کا نورانی منظر نگاہوں میں پھرنے لگا۔ مقدس جالیوں کے جلوے دل میں اترنے لگے۔ روضہ اقدس کا وقار دلوں پر چھانے لگا۔ تصورات دیار حبیب خدا کی پر نور ضیاؤں میں گم ہونے لگے اور تمام محفل کی یہ کیفیت ہو گئی کہ

غیروں کی جفا یاد نہ اپنوں کی وفا یاد
اب کچھ بھی نہیں ہم کو مدینے کے سوا یاد (۲۶)۔

قارئین ذرا سکون قلب سے غور کریں کہ گستاخانہ شان رسالت اور بد مذہبوں سے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے اختلاف کی بنیاد دنیوی معاملات اور اس کی آرائشیں نہ تھی۔ جاگداد، عہدہ یا دنیوی مفاد وغیرہ باعث اختلاف نہ تھا

(۲۶) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

(۱) مولانا ابو داؤد محمد صادق گوہر الوالد کا مضمون، مندرجہ ماہنامہ نوری کرن بریلی۔ مارچ اپریل ۱۹۶۳ء ص ۶۴

(ب) مکتوب چوہدری مختار احمد انور رائڈ و وکیت، تمیم اسلام آباد، بنام فقیر قادری عثمانی عنہ محررہ ۷ جون ۱۹۸۵ء

(ج) روایت مولانا محمد سلیم نقشبندی، خطیب جمال خانوآندہ، فیصل آباد۔ ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۶ھ

(۱-۲۶) نائب اعلیٰ حضرت، مولفہ مولانا فضل کولوی، ص ۵۵، ۵۳

بلکہ اختلاف کا باعث صرف اور صرف دینی معاملات تھے۔

ممتاز محقق اور دانشور ڈاکٹر پروفیسر محمد اسحاق قریشی صدر شعبہ عربی گورنمنٹ کالج فیصل آباد اپنے ایک مضمون حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی شخصیت کے چند پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”حقیقت یہ ہے کہ ان کا کسی سے ذاتی نزاع نہ تھا۔ ذاتیات پر آپ کبھی نہ آتے تھے۔ ان کی محبت اور دشمنی صرف اور صرف مذہب و عقیدہ کی خاطر تھی۔“

انہوں نے مزید لکھا۔

”آپ اخلاق حسنة کا پیکر لاثانی تھے۔ گفتگو کیا تھی؟ تو واضح و انکساری سے بھری ہوئی تھی اور شخصیت اس قدر بلند تھی کہ مخالفین بھی آپ پر کوئی اعتراض نہ کر پائے تھے۔ دوست و دشمن سب شرافت و کرامت کے قائل تھے۔ ایک دفعہ کسی عقیدت مند نے عرض کیا کہ حضور چند لوگ آپ کو گالیاں دیا کرتے ہیں۔ آپ کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں۔ مسکرا کر فرمایا۔ مجھے خوشی ہے کہ وہ جتنا عرصہ سردار احمد کو گالیاں دینے میں صرف کرتے ہیں اتنی دیر میرے محبوب آقائے مدنی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں تو گستاخی نہیں کرتے“ خدا گواہ ہے کہ ایسا پیکر عشق و مستی ڈھونڈنے سے نہ ملے گا۔“ (۲۷)

سیدنا حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدگویان مصطفیٰ ﷺ سے فرماتے ہیں۔

فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَيْي وَعَوْضِي

لِعَوْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وَقَاءِ

یعنی اے بد زبانو! میں اس لئے تمہارے مقابل کھڑا ہوں کہ تم مصطفیٰ ﷺ کی بدگوئی سے غافل ہو کر مجھے اور میرے باپ دادا کو گالیاں دینے میں مشغول ہو جاؤ میرے اور میرے باپ دادا کی آبرو و محمد مصطفیٰ ﷺ کی عزت کو سپر ہو جائے۔

انہی جذبات کا اظہار امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے کیا۔ وہ فرماتے ہیں۔

”اگر یہ دشنامی حضرات بھی اس بدلے پر راضی ہوں کہ وہ اللہ ورسول جل جلالہ ﷺ کی جناب میں گستاخی سے باز آئیں اور یہ شرط لگائیں کہ روزانہ اس بندۂ خدا کو پچاس ہزار مغلط گالیاں سنائیں اور لکھ لکھ کر شائع فرمائیں اور اگر اس قدر پر بیٹ نہ بھرے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی گستاخی سے باز رہنا اس شرط پر مشروط رہے کہ اس بندۂ خدا کے ساتھ اس کے باپ دادا، اکابر علماء قدست اسرار ہم کو بھی گالیاں دیں تو اس ہم بر علم.....“ (۲۸)

خیر یہ جملہ معترضہ تھا، دراصل حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی مخالفین سے شدت کا تذکرہ تھا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی سیرت و تذکرہ سے واقف حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ گستاخان مصطفیٰ اور بد مذہبوں کو آپ نے راہ راست پر لانے کے لئے مفاہمت کی تمام تر کوششیں فرمائیں۔ انہیں ذاتی طور پر خطوط لکھ کر ان کی غلطیوں پر انتباہ فرمایا۔ جب یہ حضرات اس پر بھی متنبہ نہ ہوئے تو مخلصانہ انداز میں شرعی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے آپ نے امن سے مناظرات بھی کئے۔ غرضیکہ مفاہمت کی تمام تر کوششیں کیں۔ بالآخر اتمام حجت کے بعد آپ نے وہی کچھ کیا جو ایک عالم دین، فقیہ وقت اور مفتی زمان سے اس کا منصب مطالبہ کرتا ہے۔ سازشی کاروائیوں سے مرعوب و خائف ہو کر مصلحت یاد اہنت کی بجائے دین حق کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیا۔ ظاہر ہے اس سلسلہ میں خدا ورسول کے دشمن آپ کی شدت سے نہ بچ سکتے تھے۔

سب کو علم ہے کہ شدت، بذات خود کچھ نہیں، نہ بھلائی، نہ برائی۔ یہ تو ایک کیفیت اور صفت ہے، جو موصوف کے ساتھ عارض ہو کر اسی کا روپ دھار لیتی ہے۔ مثلاً کفر و شرک فسق و فجور اور اخلاق ذمیبہ کے ساتھ فسک ہو کر اگر وہ برائی نقص اور عیب کی شکل اختیار کر لیتی ہے تو دین و ایمان، محبت و الفت اور اخلاق حسنہ کے کسی فرد کے ساتھ اس کا اشتراک سراپا حسن و خیر اور لائق داد و تحسین بن جاتی ہے۔ یہی شدت بصورت فضل خداوندی اور بے شکل نعمت الہی قابل رشک امر ہے۔

حمیت دینی اور شدت ایمانی کی حقیقت کو مزید سمجھنے کے لئے حکیم خلیل احمد جاسسی، لیکچرار اجمل خاں طیبہ کا گروہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے مضمون کا طویل اقتباس ملاحظہ ہو۔ حکیم موصوف قرآن وحدیث اور تاریخ اسلام حوالہ سے لکھتے ہیں۔

”تاریخ اسلام کا ایک ایک ورق جرأت دینی اور شدت ایمانی کے واقعات سے لبریز ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ایسے جاٹار نبوت کو جس کی فراست ایمانی اور اصابت رائے کی تصدیق اکثر وحی الہی کے ذریعہ ہوتی رہی اور جس کی ذات والا صفات خود بزبان نبوت نبوی آثار وانکاسات کا تمثال اور نشان امتیاز بنی رہی۔ اس کی سینکڑوں دینی و ایمانی اداؤں میں جو ادا اس کے خالق کی منظور نظر بن کر اس کی شخصیت اور کردار کا عنوان قرار پائی وہ شدت ہی نہیں۔ شدت علی الشدۃ یعنی بصیغہ مبالغہ اشد، بلکہ علی السبالیۃ یعنی بصیغہ جمع ”أَشَدُّ آءُ عَلٰی الْكُفَّارِ“ کا معزز و مفخر خطاب ہے۔ پھر اگر اس جامع آثار نبوت کے حالات کا جستہ جستہ مطالعہ کیا جائے تو یہ واضح حقیقت سامنے آتی ہے کہ اس فدائے رسول کے ایمان کی روح اور ایمانی شدت کی جان ناموس رسالت تھی اور ہر گستاخ رسول کے وجود کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دینے کا جذبہ! تاریخ اسلام کے بچہ طالب علم کو بھی معلوم ہے کہ ناموس رسول کے تحفظ کی یہی تڑپ تھی۔ جو کبھی صلح حدیبیہ میں کھلے ہوئے دشمنان رسول، کفار و مشرکین کے انکار نبوت کے گستاخانہ مطالبہ پر بجلی بن کو کوندی۔ اور کبھی اسلام کے پردے میں چھپے ہوئے دشمن رسول، منافق پر، جس نے عدل نبوت کی بے حرمتی کرتے ہوئے عدل فاروقی کا سہارا لینا چاہا تھا۔“ (۲۹)

محبت و شدت کی حیثیت، شرعی معیار و قواعد میں کیا ہے؟ اس سوال کے جواب کے لئے نبی رؤف و رحیم چند ارشادات ملاحظہ ہوں۔

ارشاد نبوی ہے۔

”مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ وَابْتَغَضَ لِلَّهِ وَمَنْ أَعْطَى لِلَّهِ وَمَنَعَ لِلَّهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ“ (۳۰)

جس نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ کے لئے نفرت کی اور جس نے اللہ کی رضا کی خاطر کسی کو عطا کیا اور اللہ کی رضا کی خاطر کسی کو نہ دیا اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

”قُلْتُ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ خَلَاوَةَ الْإِيمَانِ أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ وَأَنْ يَكْفُرَ أَنْ يَكْفُرَ كَمَا يَكْفُرُهُ أَنْ يُقَدِّفَ فِي النَّارِ“ (۳۱)

تین باتیں جس کے اندر ہوگی اس کو ایمان کی مٹھاس ملے گی

- ۱۔ اللہ ورسول اس کو ہر دوسری چیز سے زیادہ محبوب ہوں۔
- ۲۔ اگر کسی سے محبت ہو تو اللہ کے لئے اگر نفرت ہو تب بھی اللہ کے لئے۔
- ۳۔ جب اللہ نے کفر سے اس کو رہا کر دیا تو پھر کفر میں لوٹنے کو ایسا برا سمجھے جیسے آگ میں ڈالا جانے کو۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”قُلْتُ مَنْ كُنَّ فِيهِ فَهُوَ مِنَ الْإِبْدَالِ الرَّضَا بِالْقَضَاءِ وَالصَّبْرُ عَنِ مَحَارِمِ اللَّهِ وَالْعُضْبُ فِي ذَاتِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ“ (۳۲)

تین خوبیاں جس میں ہوں وہ ابدال ہے۔ اللہ کی قضا پر رضا، اللہ کی حرام کردہ اشیاء سے بچنا، اور اللہ عزوجل کے لئے کسی سے غضب کرنا۔

(۳۰) رواہ البخاری و مسلم و ترمذی، ابوداؤد

(۳۱) رواہ البخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و احمد بن مسند

(۳۲) فردوس دیلمی فی مسندہ، جامع صفیر ج ۱ ص ۲۳۴

علامہ مناوی علیہ الرحمۃ ایک حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”مَدَارُ الدِّينِ حُبٌّ وَبُغْضٌ وَفِعْلٌ وَتَرْكٌ“ (۳۳)

یعنی دین کا مدار چار چیزوں پر ہے۔

۱۔ اللہ ورسول کے لئے محبت

۲۔ اللہ ورسول کے لئے عداوت

۳۔ اللہ ورسول کے لئے کام کرنا

۴۔ اللہ ورسول کے لئے کوئی کام نہ کرنا

یعنی جس طرح اللہ ورسول کے لئے محبت دین کی بنیاد ہے اسی طرح عداوت اور شدت بھی دین کا مقتضی

بعض طبائع جس شدت اور حدت سے نفور ہیں انہیں نبی رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند یہ ارشاد واجب

سامنے رکھ کر اپنی اصلاح کرنی چاہئے۔

”الْحِدَّةُ تَغْتَرِي خِيَارَ أُمَّتِي“ (۳۴)

حدت میری امت کے بہترین لوگوں کو کھینچتی بنا دیتی ہے۔

”الْحِدَّةُ تَغْتَرِي حَمَلَةَ الْقُرْآنِ لِعِزَّةِ الْقُرْآنِ فِي أَجْوَابِهِمْ“ (۳۵)

میری امت کے علماء کو گرمی پیش آئے گی، قرآن کی عزت کے سبب جو ان کے دلوں میں ہے۔

ایک روایت میں یوں ہے۔ ”الْحِدَّةُ تَغْتَرِي جَمَاعَ الْقُرْآنِ فِي أَجْوَابِهِمْ“ (۳۶)

جن علماء نے قرآن کو اپنے سینوں میں جمع کیا ہے ان کو حدت پیش آئے گی۔

”الْحِدَّةُ لَا تَكُونُ إِلَّا فِي صَالِحِي أُمَّتِي وَأَبْرَارِهِمْ نَفِيءٌ“ (۳۷)

(۳۳) الفضل الکبیر مختصر شرح جامع صغیر، مطبوعہ مصر (۱۳۷۳ھ) ج ۲ ص ۲۷۲

(۳۴) طبرانی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، جامع صغیر ج ۱ ص ۲۵۸

الدرر المنقرہ ص ۱۷۴، ابویعلیٰ و طبرانی عن ابن عباس والدیلی عن انس

(۳۵) ابن عدی فی الکامل عن معاذ (۳۶) فردوس دہلی، کنوز الخائق فی حدیث غیر الخائق ص ۴۳۳

(۳۷) فردوس دہلی عن انس

حدیث میری امت کے نیک اور صالح افراد میں ہوتی ہے پھر وہ لوثتی ہے۔

ایک روایت میں یوں ہے۔

”خِيَارَ أُمَّتِي أَحَدًا وَهُمْ اللَّيِّنُ إِذَا غَضِبُوا رَجَعُوا“ (۳۸)

میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں۔ نیکوں کی طرف جلدی کرنے والے اور دین میں صلابت رکھتے ہیں۔ یہ لوگ جب غضب ناک ہوتے ہیں تو حق کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

علامہ مناوی علیہ الرحمۃ کی شرح جامع صغیر سے مدارس امیر یہ مصر میں لغت عربیہ کے استاذ علامہ مصطفیٰ محمد عمارہ نے اختصار کیا۔ علامہ مصطفیٰ محمد عمارہ اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

”إِعْلَمُ أَنَّ أُمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ بِعِزَّةِ الْإِيمَانِ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَتَزِيدُ الْحِلَّةَ لِلْحَقِّ وَغَيْرَةَ عَلَى الدِّينِ، كَانَ إِذَا غَضِبَ مُوسَى اشْتَعَلَتْ فَلَنْسَوْتُهُ نَارًا“ (۳۹)

”یعنی رسول اللہ ﷺ کی امت تو وہ مومن ہیں جو عزت ایمان کے حامل ہیں۔ عزت تو اللہ کے لئے ہے، اس کے رسول اور مومنوں کے لئے ہے۔ حق اور غیرت علی الدین کی خاطر حدت و شدت بڑھ جاتی ہے۔ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدت و شدت کی یہ شان تھی کہ جب آپ غضب ناک ہوتے آپ کی ٹوپی سے آگ کے شعلے بلند ہوتے۔“

احادیث نبویہ اور اقوال ائمہ کی روشنی میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی سیرت کا ایک ایک ورق پڑھئے، تعصب کی عینک اتار کر دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ دشمنان خدا اور رسول کے خلاف آپ کی شدت کا باعث غیرت ایمانی تھا اور ایمان کی جان تو عشق رسول ہے۔ آپ کی شدت میں معاذ اللہ نفسانیت کا جذبہ کا فرمانہ تھا۔ اس کا باعث تو خود ارشاد نبوی تھا۔ اور مذکورہ احادیث مبارکہ کی روشنی میں تو یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ آپ ابدال کی مبارک جماعت کے فرد تھے جس پر آپ کی شدت شاہد عدل ہے۔

اب آئیے ذرا تصویر کا دوسرا رخ بھی طائرانہ نظر سے دیکھ لیجئے۔ آپ کو غصہ کی شدت اور انسانی شرافت دینے والوں کا کردار واضح ملے گا۔ دارالعلوم دیوبند کے ذمہ دار ترجمان اور صدر المدرسین مولوی حسین احمد کی ملاحظہ ہو۔ ایک سو بیس صفحات کی کتاب شہاب ثاقب میں امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کے متعلق چھ مغالطہ گالیاں شدت طبع کا رخ متعین کرنے کے لئے کافی ہیں۔

خواجہ حسن نظامی جب مدرسہ دیوبند میں زیر تعلیم تھے تو مولانا رشید احمد گنگوہی نے اپنے مخدوم حضرت حاجی اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور رسالہ ”فیصلہ ہفت مسئلہ“ کی کاپیاں نذر آتش کرنے کے لئے خواجہ صاحب کو فرمائیں۔ خواجہ صاحب نے جو پڑھ کر دیکھا تو آنکھیں کھل گئیں۔ استاذ کے حکم کے احترام میں آدمی کاپیاں اور آدمی محفوظ کر لیں۔ جس پر مولوی اشرف علی تھانوی نے دو آم بطور انعام دیئے، اس وقت مولوی اشرف علی تھانوی کے مسلک پر قائم تھے اور رسالہ کے مندرجات سے پوری طرح متفق اور کاربند تھے۔“ (۲۰)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی علیہ الرحمۃ، مولوی رشید احمد گنگوہی کے شیخ اور مخدوم تھے۔ لیکن مولوی گنگوہی کا اپنے شیخ طریقت کے خلاف غیظ و غضب کی شدت محض اس لئے تھی کہ حضرت حاجی صاحب نے ان کے ذریعہ عقائد و اعمال اہل سنت، فاتحہ، میلاد اور قیام وغیرہ کی نہ صرف تائید کی بلکہ اس کو اپنا معمول بھی بتایا۔ اپنے شیخ (حاجی صاحب) کی غلامی کا دعویٰ کرنے کے باوجود گستاخی اور جنوں خیزی کا یہ عالم! اللہ سوچیں کہ یہ شدت و غلظت کس زمرے کی ہے؟

﴿مشائخ عظام سے وابستگی﴾

قدوة العلماء العارفين، زبدة الاولياء الواصلين، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی حیات طیبہ کے جزائے ترکیبی میں عشق مصطفیٰ ﷺ ایک نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ حضور اکرم نور مجسم شفیع معظم ﷺ کی سنتوں کا اتباع اور آپ کا ذکر پاک آپ کی روحانی غذا تھا۔

محبوب رب العالمین ﷺ کی ذات والاقدسی صفات سے والہانہ عشق و محبت کا تقاضا یہ ہے کہ حضور سے منسوب تمام اشیاء اور امکانہ محبوب بن جائیں۔ چونکہ تمام اولیاء کالمین کا تعلق حضور نبی اکرم ﷺ سے ہوتا ہے اس لئے لازمی ہے کہ عاشق مصطفیٰ، اولیاء اللہ کا دلدادہ ہو..... اور پھر طریقت کے عالم میں تو یہ امر مسلمہ ہے کہ مشائخ سلسلہ طریقت کے واسطے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مربوط واسطہ ہو۔ مشائخ سلسلہ طریقت سے تعلق، عقیدت، محبت درحقیقت رسول اللہ ﷺ سے محبت کا اظہار ہے۔ جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت درحقیقت اللہ تعالیٰ سے محبت کا اظہار ہے۔ ارشادِ باری ہے۔

”قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ الْاٰیة“

کسی بھی صاحب نسبت کے تذکرہ میں اس کے مشائخ کرام کے ذکر کے ساتھ ساتھ اس کی اپنے مشائخ سے نسبت کی کیفیت کا حال بیان کرنا ضروری ہوتا ہے۔..... لیکن نسبت کی کیفیت اور اس کا حال، قال کی رسائی سے بلند ہوتا ہے۔ ہم ظاہر میں نسبت کا حال صرف اس کے آثار سے کرتے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث کا اپنے مشائخ سے روحانی کیفیت کا صحیح اندازہ کرنا ہمارے لئے مشکل ہے۔ تاہم تاریخی ضرورت کے پیش نظر چند الفاظ حاضر ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کو اپنے اساتذہ کرام اور پیران عظام سے ایسی گہری اور مربوط نسبت حاصل تھی جو عقیدت کی معراج کہلاتی ہے۔ بے شمار قرآن و آثار اور روشن ضمیر حضرات کی شہادات ہمارے اس دعویٰ کا ثبوت ہے۔

علم طریقت کی حقیقت یہ ہے کہ انسان اتباع سنت نبویہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ واکمل السلام اور محبت مشائخ

سلسلہ کی دولت سے بہرہ ور ہو۔ راہ سلوک میں یہی زور راہ ہے۔ اسی سے معرفت الہیہ کا حصول ممکن ہے۔ اور محبت مشائخ..... ان ہر دو میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ اس درجہ ممتاز تھے کہ آپ کے مخالفین بھی معترف ہیں۔

ظاہر ہے کہ عالم سلوک کے ان اعلیٰ منازل کا حصول محض درس و تدریس اور مطالعہ کتب سے ممکن نہیں۔ مردان احرار و ابرار کی نگاہ عرش پناہ اور ان کے اکرام و الطاف کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر مردان خدا کی روحانی تربیت حال میسر نہ ہو تو محض عقلی قوی روحانی درجات کو پالینے سے قاصر ہیں۔ چونکہ اس نعمت کا حصول ذوق سے وابستہ ہے..... اور ذوق اور حال کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے روحانی مربی کی رضا کے حصول کی ہر ممکن کوشش جائے۔ اسی حصول رضا کی کوشش میں ایک مقام ایسا بھی آتا ہے کہ طالب اپنے مطلوب و محبوب کے احوال میں ہے، اس کی سی صفات پیدا کر لیتا ہے۔ اپنے احوال و صفات کو ایسا گم کرتا ہے کہ مطلوب و محبوب کے احوال و صفات اس کی بنیاد کے ضامن بن جاتے ہیں۔ طریقت میں اسے فنا فی الشیخ کہتے ہیں۔

یہ حسن اتفاق ہے کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے جن اساتذہ کرام سے علوم دینیہ کا اکتساب کیا۔ آپ کے روحانی مربی ہیں۔ انہی سے آپ نے سلوک کی منازل طے کیں۔ اس شہباز لا مکانی نے ابتدائی قدوۃ الاولیاء حضرت خواجہ شاہ سراج الحق چشتی صابری قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ شیخ نے اپنے احوال قبل، جب آپ ابھی زیر تعلیم تھے، اپنی خلافت سے ممتاز فرمایا۔ تعلیم اور تدریس بریلی کے دوران حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا اور مفتی اعظم حضرت مولانا محمد مصطفیٰ رضا قدس سرہ اپنی روحانی توجہات سے آپ کو مشرف فرمے۔ اور آپ کو سلاسل طریقت میں مجاز و ماذون فرمادیا۔

بریلی میں قیام کے دوران عاشق رسول خدا امام احمد رضا قدس سرہ کے احوال و آثار سے واقفیت کا قمر ملا۔ اگرچہ آپ کے بریلی قیام سے قبل ہی امام احمد رضا کا وصال ہو چکا تھا۔ ان سے براہ راست استفادہ و تلمذ موقع نہ ملا۔ تاہم عشق مصطفیٰ کے حوالہ سے حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے ایسی عقیدت پیدا ہو گئی کہ ہر کہ و نوحہ نائب اعلیٰ حضرت کے لقب سے پہچانتا ہے۔ آپ بریلی کو بریلی شریف کہا کرتے تھے۔ امام احمد رضا قدس سرہ

سے ان سے نسبت رکھنے والوں سے آپ عقیدت و محبت سے پیش آتے۔

مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمن قدس سرہ صدر المدرسین مدرسہ سبحانیہ، الہ آباد (بھارت) آپ کی نسبت روحانی کے حوالہ سے آپ کے پیران طریقت کا حال اس طرح بیان کرتے ہیں۔

”..... ہمارے حضرت جتہ الاسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رنگ بہت زیادہ غالب تھا۔ بظاہر حضرت کی محبت میں وہ سدھر گئے اور کچھ کے کچھ ہو گئے۔ لیکن فقیر کے خیال میں حضرت کی قادر نظر کچھ ایسی گہری پڑ گئی کہ اس نظر کی میاثر نے ان کو جو ہر الجواہر بنا دیا.....“ (1)

اسی حقیقت کو حضرت مولانا قاری محبوب رضا خان قدسی، کراچی اپنے الفاظ میں یوں بیان کرتے ہیں۔
”اسلامیان ہندوپاک خوب جانتے ہیں کہ خانقاہ رضویہ (بریلی) کا سرمایہ دین و ایمان محبت رسول اللہ ﷺ ہے۔

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں
اور حق یہ ہے کہ پاکستان میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے صحیح جانشین حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ
تھے۔ حالت یہ ہوتی کہ جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پاک آیا آنکھوں سے عشق و محبت کے
ساغر چمک پڑے۔

ایں سعادت بروز بازو نیست
تانہ بخشہ خدائے بخشہ

”ذَلِكَ فَضَّلُ اللّٰهُ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ“

اعلیٰ حضرت سے شیخ الحدیث کو وہاں نہ عقیدت تھی اور یہ واقعہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کی تعلیمات سے شیخ

الحديث اس قدر متاثر ہوئے کہ ان پر عشق مصطفیٰ ﷺ کا غلبہ نظر آتا ہے۔ اور انہوں نے اپنے مریدین و متوسلین، تلامذہ اور معتقدین میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی ایک حسین تڑپ پیدا کر کے ان کی فکری اور اعتقادی زندگی میں ایک اجتماعی یک جہتی پیدا فرمادی اور اس مادی دور میں روحانیت کا وہ پرچار کیا کہ اہل باطل بھی ان کے عزم صمیم و یقین محکم اور عمل پیہم کی داد دینے بغیر نہ رہ سکے۔“ (۲)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی زندگی کے لمحات محبت و عقیدت مشائخ سے معمور تھے۔ آپ کا ایک ایک لمحہ مشائخ کا مظہر ہوتا۔ اس لئے محبت مشائخ سے متعلق آپ کی سیرت کے تمام واقعات کا استحصال ممکن نہیں ہے چند شواہد حاضر ہیں۔

امام احمد رضا قدس سرہ کا وصال ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱ء میں ہوا اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ تعلیم کے لئے ۱۹۲۴ء کے لگ بھگ بریلی حاضر ہوئے۔ اس طرح امام احمد رضا کی زیارت و ملاقات نہ ہو سکی۔ اس کا زندگی بھر کا رونا رہا۔ اسی کا اظہار یوں ہوتا کہ بارہا آپ حضرت حاجی کفایت اللہ (مرید و خادم امام احمد رضا) سے فرمایا کرتے کہ زندگی کی تمام نیکیاں لے لیں اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی ایک زیارت ایسی نیکی کا ثواب مجھے دے دیں۔ (۳)

حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا قدس سرہ کا معمول تھا کہ صبح آٹھ بجے آپ مسجد میں تشریف لاتے اور ذکر و مسائل کے بعد واپس آستانہ پر تشریف لے جاتے۔ زمانہ تدریس بریلی کے دوران حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نہایت اہتمام سے حضرت حجۃ الاسلام کی نعلین اٹھا کر مسجد کے ایک کونہ میں رکھتے اور واپسی پر خود ہی نعلین لا کر رکھتے۔ آپ نے اس معمول میں کبھی ناغہ نہ ہونے دیا۔ (۴)

منظر اسلام بریلی میں تعلیم اور پھر تدریس کے دوران امام احمد رضا قدس سرہ کے مزار پر انوار پر حاضری ہوتی

(۲) روزنامہ عوام لاکھ پور۔ ۸ مارچ ۱۹۶۳ء (خصوصی اشاعت)

(۳) روایت جناب شوکت حسن خاں میاں، کراچی۔ (یکے از خاندان رضویہ)

(۴) روایت حضرت میاں شوکت حسن خاں صاحب، کراچی

ہوتی۔ اس میں کچھ زیادہ اہتمام کی ضرورت نہ پڑتی کہ مزار اور دارالعلوم منظر اسلام ایک ہی محلہ، بلکہ ایک ہی جگہ واقع ہیں۔ جب آپ نے دارالعلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی مرحومہ بریلی میں تدریس شروع کی، تو پھر بھی یہ معمول رہا کہ روزانہ اسباق سے فارغ ہو کر مزار امام احمد رضا پر حاضری اور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا کی زیارت میں تاخیر فرماتے۔ مسجد بی بی جی بریلی اور مزار امام احمد رضا (محلہ سوداگراں) میں اگرچہ کچھ فاصلہ ہے، مگر آپ ہر حال میں اس معمول کو ادا فرماتے۔ کوئی مشکل آپ کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکی۔ (۵)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ جب بھی کراچی تشریف لے جاتے تو حضرت مفسر قرآن مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی میاں کے داماد جناب شوکت میاں صاحب کے ہاں ضرور جاتے۔ آخری ایام علالت میں کراچی میں ہونے کے باوجود نقاہت کے باعث آپ جناب شوکت میاں کے ہاں نہ جاسکے۔ وصال سے چند روز قبل جناب شوکت میاں تشریف لائے۔ باتوں باتوں میں انہوں نے عرض کیا۔ ”حضور اس مرتبہ میرے گھر تشریف نہ لاسکے۔“ چنانچہ آپ نے مولانا معین الدین کو فرمایا کہ کل ان شاء اللہ ہم ان کے ہاں چلیں گے۔ نقاہت اتنی تھی کہ چلنا مشکل تھا۔ بظاہر آپ کا یہ وعدہ پورا ہونا مشکل نظر آ رہا تھا۔ مگر آپ دوسرے روز ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس طرح شیخ طریقت کے متعلقین سے مل کر آپ نے روحانی مسرت محسوس کی۔ (۶)

جناب میاں شوکت حسن خاں، کراچی فرماتے ہیں کہ صرف دو شخص ایسے تھے کہ بریلی میں جن کا مقام سب سے ممتاز رہا۔ ایک حضرت محدث سورتی اور دوسرے مولانا سردار احمد..... یہی جناب میاں شوکت حسن فرماتے ہیں کہ مولانا سردار احمد واحد شخص ہیں کہ بریلی شریف کی پوری زندگی میں ان سے کوئی قابل اعتراض حرکت بھی نہیں ہوئی۔ بریلی شریف کی ہر فضیلت انہیں حاصل تھی۔ حتیٰ کہ حضور حجۃ الاسلام کا جنازہ بھی آپ نے پڑھایا۔ (۷)

یاد رہے کہ حضور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کے وصال (۲۲ ۱۳۶۲ھ ۱۹۴۳ء) کے وقت آپ ان کے پاس موجود تھے۔ وصیت کے مطابق غسل دینے، تجھیٹو تکفین اور قبر میں اتارنے میں آپ شریک رہے۔

امام احمد رضا بریلوی سے عقیدت و محبت کا یہ عالم تھا کہ ان سے متعلق ہر فرد کا بے حد احترام کرتے۔ مولانا رضا اور مولانا ریحان رضا خان (نیرگان امام احمد رضا) نے اگرچہ آپ سے علمی استفادہ کیا۔ مگر آپ ان صاحبزادوں کو اس طرح کرتے کہ گویا یہ مخدوم زادے نہیں خود مخدوم ہیں۔ (۸)

حضرت سید حسین علی رضوی وکیل جاوہر کلید بردار حضرت خواجہ غریب نواز اجیر شریف فرماتے ہیں۔
”چونکہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف سادات کی بہت قدر فرماتے تھے، وہی طریقہ مولانا سردار احمد صاحب برتتے تھے، (میں اعلیٰ حضرت سے ۱۹۰۹ء میں بیعت ہوا تھا۔ میں تابعدار تھا۔ مگر اعلیٰ حضرت بہت قدر فرماتے تھے۔ جو میں تابعدارانہ حیثیت کے منافی سمجھتا تھا۔ اسی طرح مولانا سردار احمد صاحب مجھ سے محبت فرماتے تھے۔“ (۹)

وکیل جاوہر، حضرت شیخ الحدیث کے بارے میں مزید لکھتے ہیں۔

”پاکستان سے ہر سال میرے پاس آنے والوں کے ہاتھ نذرانہ بھیجتے تھے اور جب میں پاکستان گیا اور پیر صاحب پاگاہ کا مہمان تھا۔ اس وقت (مولانا) تقدس میاں صاحب بھی وہیں تھے۔ ان کے لڑکے کا انتقال ہو گیا تھا۔ ان سے ملنے تشریف لائے۔ تو مجھ سے وہاں ملاقات ہو گئی۔ حسب قاعدہ جاریہ نذرانہ دیا۔“ (۱۰)

مولانا تقدس علی خاں صاحب اہل حق پیر پاگاہ، شیخ الجامعہ جامعہ قادریہ راشدہ پیر گوٹھ فرماتے ہیں کہ سردار احمد تقدس سرہ خاندان رضویہ اور بریلی شریف کے ہر مسلمان کا احترام کرتے تھے، جب آپ ہجرت کر کے پورا گئے تو بریلی شریف سے آنے والے ہر مسلمان کا ہاتھ عقیدت سے آپ چوم لیتے۔ (۱۱)

(۸) ہفت روزہ محبوب حق لاکل پور ۱۳ دسمبر ۱۹۶۳ء ص ۲۳

(۹) ہفت روزہ محبوب حق لاکل پور ۱۳ جنوری ۱۹۶۳ء ص ۳

(۱۰) ایضاً ص ۳ (۱۱) روایت مولانا تقدس علی مدظلہ ۲۰ صفر ۱۳۰۳ھ

محبت شیخ کا تقاضا ہے کہ جو شخص اس شیخ طریقت کے بارے میں حسن ظن نہ رکھتا ہو یا ان کے خلاف باتیں کرتا ہو، اس سے مقاطعہ کر لیا جائے، خواہ وہ شخص کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو۔ اسی نوعیت کا ایک واقعہ مولانا حافظ محمد احسان الحق لائل پور کی زبانی سنئے۔

”پانچ چھ برس کی بات ہے کہ کراچی میں تقریر کے دوران ایک مولوی صاحب اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ عنہ کی تعریف بیان کرتے ہوئے آپ کے صاحبزادگان کی شان میں کچھ بے ادبی کی باتیں سبقت لسانی سے کہہ گئے۔ حضرت علیہ الرحمۃ کو اس کی اطلاع لائل پور پہنچی تو بہت غمگین ہوئے۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد لائل پور میں سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا عرس ہوتا تھا۔ میں نے عرس شریف کے لئے کچھ دن پہلے ان مولوی صاحب کا نام لے کر عرض کی کہ حضور! اب کی مرتبہ عرس میں انہیں بھی بلایا جائے۔ فرمایا۔ مولانا! کراچی میں انہوں نے صاحبزادگان اعلیٰ حضرت کے خلاف جو باتیں کہیں جب تک ان سے تو بہ نہ کر لیں ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے ہماری نسبت مضبوط نسبت ہے۔ ہم تو وہاں کی خاک کا بھی ادب کرتے ہیں تو آپ کی اولاد کے خلاف کی ہوئی باتیں کس طرح برداشت کر سکتے ہیں۔“ (۱۲)

ربیع الاول ۱۳۸۱ھ / ستمبر ۱۹۶۱ء میں ایام علالت میں بغرض تبدیلی آب و ہوا ہری پور تشریف لے گئے۔ انہی ایام میں خاندان رضویہ کے ایک فرد حضرت مولانا حکیم محمد حسین رضا بریلوی سے ملاقات کے لئے ایٹ آباد تشریف لے گئے۔ حکیم موصوف سے ملاقات کی اور حضرت مائی صاحبہ (اہلیہ حضرت حکیم صاحب) کو نذرانہ پیش کیا۔ (۱۳)

حکیم محمد حسین رضا بریلوی بھی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو خاندان رضویہ کا ایک فرد تصور کرتے تھے۔ حکیم موصوف اپنے خاندانی اور گھریلو معاملات میں آپ سے مشورہ طلب فرمایا کرتے تھے۔ (۱۴)

(۱۲) ہفت روزہ محبوب حق لائل پور۔ ۱۳ دسمبر ۱۹۶۳ء۔ ص ۲۳

(۱۳) روایت حاجی منظور احمد، لال کڑتی، راولپنڈی ۱۳ / جب ۱۳۰۵ھ

(۱۴) مکتوب حکیم محمد حسین رضا بنام شیخ الحدیث قدس سرہ۔ محرمہ ۶ جولائی ۱۹۵۹ء

آپ مولسری کے پھولوں کو پسند فرمایا کرتے تھے۔ اس پسندیدگی کی وجہ یہ تھی کہ یہ پھول بریلی شریف
بی بی مرحومہ کے گھن میں موجود تھے۔ بریلی شریف میں کسی پھول کا آگ آنا ہی آپ کی پسند کا باعث بن گیا۔ (۱۵)
بریلی شریف کے اسی تعلق کی وجہ سے آپ کراچی کے ایام علالت میں فرمایا کرتے کہ میرے کمرے کی
جانب کی کھڑکی کھول دو۔ اس طرف سے مجھے بریلی شریف کی خوشبو آتی ہے۔ (۱۶)

انہی ایام علالت میں اکثر فرمایا کرتے کہ اگر مجھے بریلی شریف کا پانی پینے کو مل جائے تو میں صحت یاب ہو جاؤں
حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ اپنے مشائخ کرام سے کس قدر عقیدت رکھتے تھے۔ آپ کی مجلس میں ایک
ہونے والے کے تاثرات ملاحظہ ہوں۔

”مولانا ابوالفضل محمد سر دار احمد صاحب قادری چشتی قدس سرہ کو ایک بار ان کے دولت کدہ پر عجیب
کیفیت میں دیکھا۔ وہ اپنے دست مبارک میں ایک خط لئے ہوئے تھے۔ کبھی اپنا عمامہ مبارک اٹھا
کر اس خط کو اپنے سر مبارک پر رکھ رہے ہیں، کبھی چوم رہے ہیں، کبھی آنکھوں سے لگا رہے ہیں،
کبھی اپنا کرتہ مبارک اٹھا کر اپنے سینہ انور سے لگا رہے ہیں۔ یہ پُر سوز منظر دیکھ کر عرض کیا گیا،
حضور! یہ کیا ہے؟ ہم بھی زیارت کریں، فرمایا، میرے حضور مفتی اعظم کا خط ہے، یہ شہزادہ اعلیٰ
حضرت (کا) مکتوب گرامی ہے۔ جس میں آپ کو آپ کی عظیم خدمات پر بے پناہ دعاؤں اور
شفقتوں سے نوازا تھا۔ کیوں نہ ہو، وہ بارگاہِ رضویت ہی کے پروردہ تھے۔ لوگ انہیں خاندان
رضوی ہی کا ایک فرد تصور کرتے تھے.....“ (۱۸)

(۱۵) روایت حضرت قاضی محمد فضل رسول، لاکھ پور، ۱۳ ربيع الآخر ۱۳۰۶ھ

(۱۶) روایت مولانا سید محمد جلال الدین، بکھھی ضلع منڈی بہاؤ الدین، ۲۲ ربيع الاول ۱۳۰۳ھ

(۱۷) روایت مولانا قاضی محمد فضل رسول، فیصل آباد، ۱۳ ربيع الآخر ۱۳۰۶ھ

(۱۸) ہفت روزہ البام، بہاول پور۔ ۷ اگست ۱۹۷۸ء۔ ص ۳

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ، امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے اس قدر عقیدت رکھتے تھے کہ امام احمد رضا سے ملاقات کرنے والوں سے اکثر پوچھا کرتے کہ اس مسئلہ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کیا فرمایا کرتے تھے۔ حالانکہ حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے ملفوظات مرتبہ موجود ہیں۔ آپ کی تحریریں مطبوعہ وغیر مطبوعہ آپ کی نظر میں تھیں۔ اس سلسلہ میں آپ اکثر جناب حاجی کفایت اللہ بریلوی سے استفسار فرمایا کرتے تھے کہ جناب حاجی موصوف، اعلیٰ حضرت کے پیش کار تھے۔ (۱۹)

سید قعات علی قادری بریلوی ایک مدت تک حضور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے پیش کار رہے، ان کے پاس امام احمد رضا کا ایک استعمال شدہ عمامہ برنگ سبز موجود تھا۔ سید قعات علی ایک عرس قادری رضوی کے موقعہ پر لائل پور وہ دستار لائے۔ اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے حضور پیش کی۔ جناب سید قعات علی نے اس وقت ایک درخواست کی کہ حضور وعدہ کیجئے کہ کل بروز قیامت جب آپ جنت میں داخل ہوں گے، فقیر کو نہ بھولنے گا۔ اس پر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ آبدیدہ ہو گئے۔ اور فرمایا کہ جنت میں داخلہ تو آپ کے نانا پاک اور آپ کے طفیل ہی ملے گا اور پھر یہ کہ آپ حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی زیارت اور خدمت سے مشرف ہیں۔ خود آپ کا تعلق جس گھرانے سے ہے اسی کے صدقہ سب کو جنت میں داخلہ نصیب ہوگا۔ آپ اس قسم کی باتیں کرتے رہے اور جناب سید قعات علی اپنی درخواست پر اصرار کرتے رہے۔ یہ منظر حاضرین کے لئے بڑی رقت کا باعث بنا۔ بعد ازاں آپ نے عمامہ لے کر امام احمد رضا قدس سرہ کی طرز پر باندھا۔ (۲۰)

امام احمد رضا قدس سرہ کی خدمات کا اعتراف اور آپ کی تجدیدی، علمی و ملی خدمات کے تعارف کے طور پر برصغیر بلکہ ساری دنیا میں اب تو جا بجا یوم رضا منعقد کیا جا رہا ہے، ایک وقت تھا کہ دشمنوں کے پروپیگنڈے کا یہ اثر تھا کہ امام احمد رضا کا نام لینا ہی مشکلات کو دعوت دینا تھا۔ قیام پاکستان کے وقت، کم از کم میری معلومات کے مطابق اس علاقہ میں امام احمد رضا کا عرس منعقد نہیں ہوتا تھا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے لائل پور کے قیام کے ساتھ ہی عرس قادری

(۱۹) روایت مولانا تقدس علی خاں بریلوی۔ ۲۰ صفر ۱۴۰۳ھ

(۲۰) روایت حضرت قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی لائل پور۔ ۳۱ ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ

رضوی کے نام سے حضور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا عرس منعقد کرنا شروع کیا۔ ہر سال باقاعدہ ۲۵، ۲۴، ۲۵، ۲۶ صفر کو لاکھ عرس منعقد فرماتے، اس میں خود وعظ فرماتے اور دیگر علماء و مشائخ کو دعوت دے کر بلواتے اور ان کی تقاریر پر مشائخ کی خدمات جلیلہ کی اشاعت کرتے۔ یہ سلسلہ آج بھی آپ کے وصال کے بعد بھی آستانہ عالیہ رضویہ لاکھوں جاری ہے۔ آپ کے صاحبزادگان ان تقاریب کو نہایت عقیدت سے منعقد کرتے ہیں۔

عرس قادری رضوی کی ابتدا محض ایک جلسہ یا عرس کی ابتدائے تھی۔ بلکہ یہ عرس ایک علمی و روحانی تحریک تھی۔ احمد رضا کی خدمات جلیلہ کے تعارف کی تحریک تھی۔ امام احمد رضا کے معاندین اور حاسدین کے پھیلانے والے الزامات کو تار و عنکبوت کرنے کی ایک عملی تحریک تھی۔ بحمدہ تعالیٰ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی یہ مساعی بار آور ہوئی اب پاکستان کیا پورے برصغیر کے چپہ چپہ، بلکہ دیگر ممالک اسلامیہ و غیر اسلامیہ میں بڑے ترک و احتشام سے منعقد کرنا یا جاتا ہے۔ مرکزی مجلس رضالاہور کے زیر اہتمام یوم رضا، امام احمد رضا کا ایک مثالی عرس ہوتا ہے۔

امام احمد رضا کے عرس کے علاوہ اپنے دیگر مشائخ طریقت حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا (م ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء)، صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی (م ۷ ذی قعدہ ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء) اور شیخ المشائخ خواجہ سراج (م ۲۸ شوال ۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۲ء) کے ایام وصال پر آپ ان کی فاتحہ خوانی کرواتے اور باقاعدہ جلسہ کی صورت میں حضرات مقدسہ کی سیرت و کردار کو خود بیان کرتے اور دوسروں کو بیان کرنے کی دعوت دیتے۔

قطب ربانی، غوثِ صمدانی، حضور غوثِ اعظم جیلانی قدس اللہ اسرارنا بسرہ النوری کے ایصالِ ثواب کی گیارہویں شریف، ہر ماہ نہایت اہتمام سے گیارہ چاند رات کو منعقد کرتے۔ اس میں ناغز نہ ہوتا۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو اپنے اساتذہ و مشائخ سے جو گہرا روحانی رابطہ حاصل تھا۔ اور جس کے نتیجے میں ان کی زندگی خدماتِ مشائخ میں بسر ہوئی۔ اس کیفیت کو علامہ سید محمود احمد رضوی، ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن حزب الاحناف نے نہایت جامع الفاظ میں یوں بیان کیا۔ ”مولانا سرور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور بریلی لازم و ملزوم ہیں۔“ (۲۱)

لذکرہ محدث اعظم پاکستان

حضرت علامہ مولانا پیر محمد فاضل ڈھاگری، ضلع میرپور فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ دارالعلوم مظہر اسلام مسجد بی بی بی مرحومہ (بریلی) میں ختم شریف کی محفل تھی۔ غالباً یہ خواجہ اجیری رحمۃ اللہ علیہ یا کسی اور بزرگ کا یوم وصال تھا۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے دونوں شاہزادوں کو خصوصی دعوت پر مدعو کیا تھا۔ دونوں شاہزادے (حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا اور مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا قدس سرہا) موجود تھے۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے اپنے دونوں اساتذہ و مشائخ کے لئے دو تین دستاریں ملا کر اپنے حجرہ تک بچھا دیں اور دونوں مندوبوں سے عرض کی کہ میرے حجرہ تک تشریف لے چلیں۔ دونوں شاہزادوں کو دستاروں کے اوپر سے گزار کر اپنے حجرہ تک ساتھ لے گئے۔ (۲۲)

اپنے اساتذہ و مشائخ کرام سے عقیدت و محبت کے مناظر آپ کی سیرت میں حاضرین مجلس اکثر مشاہدہ کرتے تھے۔

دستور طریقت کے مطابق حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ اپنے اساتذہ کرام اور مشائخ طریقت کو ہمیشہ نذرانہ پیش کرتے تھے۔ بلکہ خاندان رضویت سے متعلق حضرات اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضور امام احمد رضا قدس سرہ سے متوسل حضرات کو حسب قاعدہ نذر پیش کرتے۔ چنانچہ ایک موقع پر جب چند احباب بریلی حاضری کا قصد فرما رہے تھے۔ آپ نے ان کے ہاتھ حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کے لئے دیگر نذرانوں کے ہمراہ جبہ کے لئے بہترین کپڑا خرید کر روانہ کیا۔ (۲۳)

حضرت مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا بریلوی قدس سرہ نے اپنے ایک مکتوب میں آپ کے مرسلہ تحائف کی وصولی کی اطلاع دی۔ آپ لکھتے ہیں۔

(۲۲) روایت حضرت مولانا پیر محمد فاضل ڈھاگری ضلع میرپور۔ ۲۶/۲۶/۱۳۰۶ھ

حضرت پیر محمد فاضل صاحب موصوف تہایت عالم، کامل، فاضل، متورع اور متاض بزرگ ہیں۔ ان کے ارادت مندوں کا سلسلہ وسیع ہے۔ بریلی شریف میں ۵۹-۱۳۵۸ھ اور ۱۹۳۰ء دارالعلوم مظہر اسلام میں حضرت شیخ الحدیث اور دیگر اساتذہ سے درس حدیث لیا۔ نہایت محبت اور عقیدت سے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سے متعلق اپنے مشاہدات بیان فرماتے ہیں۔ ان کے خلف اصغر مولانا تہتق الرحمن صدر جمعیت علماء جموں و کشمیر نے اپنے والد ماجد کے مشاہدات اس فقیر قادری کی استدعا پر قلم بند کروا کر ارسال فرمائے ہیں۔ یہ فقیر ان حضرات کا ممنون ہے۔

(۲۳) مضمون جناب میں میاں محبوب الہی انجینئر، چونیاں، روزنامہ سعادت لاکل پور۔ ۱۹ جون ۱۹۸۲ء

صوفی محمد بشیر مذکور بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد آپ نے چند واقعات اور بیان فرمائے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ لائل پور میں ہوتے ہوئے مجھے بریلی شریف میں موجودگی کا تصور رہتا ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ غلام محمد آباد (محلہ فیصل آباد) جلسہ کے بعد رات کو واپس آتے ہوئے تانگہ والے کو بریلی شریف کے محلہ سوداگراں کا نام لے لیا، کہ مجھے وہاں چلنا ہے۔ (۲۸)

ایک مرتبہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ منظر اسلام بریلی میں علم معقول کی مشہور کتاب ”حمد اللہ“ پڑھا رہے تھے۔ آپ کے استاذ محترم و شیخ طریقت حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی قدس سرہ شریف لائے۔ آپ کو دیکھ کر مسرور ہوئے۔ محبت و شفقت سے فرمایا۔

”مولانا! ابھی آپ کے متعلق میرے دل میں آیا ہے کہ آپ جو فتویٰ تحریر فرماتے ہیں۔ اس پر آپ کی مہر ثبت ہو، جس میں کندہ ہو۔“

بنہ سر بخاک در دار احمد
کہ جملہ رسل راست سردار احمد
یا یوں لکھا جائے۔

بسر دار سر سردار احمد
تمام رسل راست سردار احمد (۲۹)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے ذاتی کتب خانہ میں ایک تحریر محفوظ ہے، جو حضرت حجتہ الاسلام کے قلم سے ہے۔ جس پر تحریر ہے۔

بجاں دارو دل دار و سردار احمد
کہ جملہ رسل راست سردار احمد
تمامی رسل راست سردار احمد

یہ تحریر مذکورہ واقعہ سے متعلق معلوم ہوتی ہے۔ بہر حال یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ دارالعلوم منظر اسلام کے عرصہ تدریس (۱۳۵۱ھ تا ۱۳۵۶ھ) (۱۹۳۲ء تا ۱۹۳۷ء) کے زمانہ کی ایک تحریر، وہ بھی کاغذ کے ایک چھوٹے ٹکڑے پر، کی حفاظت، اپنے مشائخ سے عقیدت کی منظر ہے۔ اس عرصہ میں آپ کو ہجرت کرنا پڑی۔ کتابیں برائے رو گئیں۔ کچھ عرصہ بعد جب فسادات کم ہوئے تو کتابیں یہاں پہنچیں۔ بہر حال اس صورت حال کے باوجود باقی طریقت کی ایک تحریر کی حفاظت اپنے مشائخ سے وابستگی کی منظر ہے۔ (۳۰)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے نہایت اہتمام سے مشائخ کرام کے تبرکات کو محفوظ فرمایا۔ آپ کے کتب خانہ میں امام احمد رضا، حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا، مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا، صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی، شیخ الحدیث خواجہ سراج الحق قدس سرہ اور دیگر اکابر کے تبرکات محفوظ ہیں۔ (۳۱)

ایام علالت میں مولانا محمد بشیر، خطیب مدینہ مسجد، ساہیوال عیادت کے لئے حاضر ہوئے دوران گفتگو آپ مولانا محمد بشیر سے فرمایا۔

”آپ کے صاحبزادہ سراج الحق.....“

انتہائی کہہ پائے کہ زار و قطار آنسو جاری ہوئے۔

دراصل آپ مولانا کے صاحبزادہ سراج الحق کا حال دریافت فرمانا چاہتے تھے، مگر یہ نام تو آپ کے مرشد گرامی

نام تھا۔ مولانا کے صاحبزادہ کا یہ نام بھی آپ نے خود ہی اپنے مرشد گرامی کے نام کی رعایت سے رکھا تھا۔ مگر ایام علالت میں قلب مقدس ایسا رقیق ہو گیا تھا کہ مرشد گرامی کا نام نامی زبان پر آنے سے ہی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ (۳۲)

(۳۰) نوٹ: اس تحریر کا نگل حضرت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول، فیصل آباد کی عمارت سے حاصل کیا۔ فقیران کا ممنون ہے۔ فقیر قادری عفی عنہ

(۳۱) آج کل یہ تبرکات حضرت شیخ الحدیث کے خلف اکبر حضرت صاحبزادہ محمد فضل رسول زبیر آستانہ قادر یہ فیصل آباد کی حفاظت میں ہیں

صاحبزادہ صاحب نے بڑے اہتمام سے ان تبرکات کو محفوظ کر رکھا ہے۔ فقیر قادری عفی عنہ

(۳۲) روایت مولانا عبدالغفار ظفر صابری، فیصل آباد۔ ۱۳ رجب الآخر ۱۴۰۶ھ

زمانہ تعلیم، جمیر مقدس میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے ایک بیاض پر اپنا نام اپنے شیخ طریقت حضرت شاہ سراج الحق کے حوالہ سے یوں لکھا۔

”فقیر حقیر سراپا تقصیر خادم العلماء والفقراء سرور احمد غفرلہ الاحد الصمد گورداسپوری طالب حضرت قدوة السالکین و زبدة العارفين شاہ محمد سراج الحق قادری چشتی صابری کرنا لوی ثم گورداسپوری.....“
اتفاق کہ اس بیاض پر اور کچھ نہیں۔

۱۵ شعبان ۱۳۳۷ھ / جنوری ۱۹۲۹ء کی ایک سادہ تحریر کی مرور زمانہ کے باوجود وصال تک اس طرح حفاظت فرمائی کہ شاید و باید۔ زمانہ تعلیم کے بعد مدرسہ کا دور، ہجرت اور دیگر پیش آمدہ واقعات کے باوجود شیخ طریقت کے مقدس نام کا ادب و احترام، شیخ کامل سے کامل وابستگی کے بغیر ممکن نہیں۔ (۳۳)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے فطری امور اور طبی جذبات کو بھی اپنے اساتذہ و مشائخ کی مرضیات کے تابع کر دیا تھا۔ دلی وابستگی کی یہ اعلیٰ منزل ہے۔ گذشتہ ابواب میں گذر چکا ہے کہ آپ حضرت صدر الشریعہ کی اتباع میں مچھلی کے گوشت کو نہایت رغبت سے تناول فرماتے۔ (۳۳)

مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری کراچی فرماتے ہیں کہ وصال سے ایک سال قبل حضرت صدر الشریعہ کے سجادہ نشین

(۳۳) حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے وصال کے بعد بعض ناگفتہ بہ حالات کے پیش آنے کے باوجود حضرت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول مدظلہ نے اپنے والد ماجد اور دیگر مشائخ کرام کے تبرکات کو جس اہتمام سے محفوظ کر رکھا ہے، اس سے اپنے مشائخ طریقت سے گہری عقیدت و محبت اور وابستگی کا بخوبی اظہار ہوتا ہے۔ اہتمام کی حالت یہ ہے کہ جو کاغذ جس لفاظ میں، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے وصال کے وقت تھا، آج تک اسی لفاظ میں رکھا گیا ہے۔ اگر ان تبرکات و لوازمات سے استفادہ کی اجازت دیتے ہیں تو اس اہتمام اور شرط کے ساتھ کہ وہ کاغذ اسی حالت میں اسی لفاظ میں رکھا جائے۔ فقیر قادری عفی عنہ

(۳۳) پائی (بھارت) کے مناظرہ کے موقع پر حضرت صدر الشریعہ کی رضا کی خاطر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے گوشت کی بجائے مچھلی کو رغبت سے تناول فرمایا۔ اس کے بعد ہمیشہ مچھلی کو رغبت سے تناول فرماتے۔ حالانکہ پنجابی ہونے کے باعث طبی طور پر آپ کو گوشت مرغوب تھا۔ اپنے استاذ گرامی کی اتباع میں اپنی پسندیدگی پر شیخ کی پسندیدگی کو ترجیح دے لی۔ یہ واقعہ حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے ختم قبل کے موقع پر بیان فرمایا۔ فقیر قادری عفی عنہ

کے طور پر آپ نے دارالعلوم امجدیہ کراچی کے سالانہ جلسہ کے موقع پر میری دستار بندی فرمائی۔ (۳۵)
حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی عادت مبارکہ یہ تھی اپنے اساتذہ کرام کے نام ہمیشہ ادب و احترام سے
بغیر القاب کے کبھی محض نام زبان سے نہ لیا اور نہ کبھی تحریر کیا۔ بلکہ عادت کریمہ تو یہ تھی کہ ہر سنی عالم کا نام بغیر القاب
نہ لیتے۔ آپ اس انداز و پیار سے علماء کا تذکرہ فرماتے کہ حاضرین کے دل میں علماء کی عظمت بیٹھ جاتی۔ اور وقار
اہمیت واضح ہو جاتی۔

ایام علالت میں ایک مرتبہ آپ صدیقی ہسپتال فیروز شاہ سٹریٹ سے دارالعلوم امجدیہ عالم گیر روڈ کراچی
سوار ہو کر تشریف لے جانے لگے۔ مولانا حافظ اسد احمد (حال خطیب چک جھرا، ضلع فیصل آباد) اور مولانا عثمان
شاہ صاحب آپ کے ہمراہ تھے۔ اتفاق کہ ٹیکسی والے کو راستہ معلوم نہ تھا۔ وہ راستہ بھول گیا۔ مولانا اسد احمد اور
عثمانیت اللہ شاہ ٹیکسی رکوا کر جس سے پوچھتے کہ دارالعلوم امجدیہ کس طرف ہے وہی لاعلمی کا اظہار کرتا۔ حضرت
الحدیث قدس سرہ اس عرصہ میں خاموش رہے۔ بالآخر آپ نے ٹیکسی رکوا کر ایک آدمی سے پوچھا۔
”ہمارے صدر الشریعہ بدرالطریقہ، قبلہ علیہ الرحمۃ کے نام سے ایک دارالعلوم یہاں ہے ہمیں وہاں
پہنچانا ہے۔“

اتفاق کی بات یہ کہ آپ کا اتنا فرماتا تھا کہ عالم گیر روڈ سامنے نظر آ گیا اور دارالعلوم امجدیہ سامنے تھا۔
کرام کے ادب و احترام سے بھولی ہوئی منزلیں سامنے آ جاتی ہیں۔ (۲۵)
آپ کا تعلق چونکہ غیر منقسم پنجاب سے تھا۔ مادری زبان پنجابی تھی۔ مگر آپ کے اساتذہ کرام کا تعلق
(بھارت) سے تھا۔ چونکہ اساتذہ کی زبان اردو تھی۔ اس حوالہ سے آپ بھی اردو زبان کو مادری زبان کے طور
حتی کہ گھر کی چار دیواری میں بھی اہل خانہ اور دیگر اقارب سے اردو میں گفتگو فرماتے۔

(۳۵) روایت مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری۔ کم جنوری ۱۹۶۳ء۔ (قل کے موقع پر)

(۲۵) روایت مولانا اسد احمد خطیب چک جھرا، ضلع فیصل آباد، تم شہان ۱۴۰۶ھ

زندگی بھر عموماً آپ کے لباس میں شلو اور شامل رہی۔ مگر آخری ایام میں اپنے استاذ الاساتذہ اور شیخ المشائخ امام احمد رضا بریلوی کی اتباع میں آپ نے پاجامہ بھی استعمال فرمایا۔

اپنے مشائخ کرام سے دالستگی کی معراج ہے کہ لباس، خوراک وغیرہ امور میں بھی ان کی اتباع ملحوظ رہی۔

انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خواب مانند وحی ہوتے ہیں۔ ان سے احکام ثابت ہوتے ہیں اور وہ حجت ہوتے ہیں۔ غیر انبیاء کے خواب مستقلاً کسی حکم کے ثبوت نہیں ہوتے۔ ہاں بطور شاہد کسی حکم یا امر کے مؤید ہو سکتے ہیں۔

انسان جس کو اکثر یاد کرے، اس سے محبت رکھے، اسی کے تصور میں اس کے اکثر اوقات گزریں، اگر اس سے بظاہر بیداری میں ملاقات ممکن نہ ہو سکے تو کم از کم خواب میں اس سے ملاقات، زیارت اور کلام ہوتی رہتی ہے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ اپنے مشائخ طریقت کے ذکر خیر سے اکثر رطب اللسان رہتے۔ انہی کے تصور میں آپ کے اوقات گذرتے۔ ظاہر ہے کہ خواب میں بھی اکثر ان سے ملاقات رہتی۔ اس سلسلہ میں آپ کے چند خوابوں کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ ان خوابوں سے اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو اپنے مشائخ طریقت اور اساتذہ کرام سے گہرا روحانی رابطہ تھا۔ اور یہ روحانی رابطہ دائمی اور حضوری تھا۔ اس تصور میں آپ تکلف سے گذر چکے تھے۔

مذکورہ ذیل خواب آپ نے مختلف ادوار میں دیکھے، چونکہ آپ کو اپنے محسنین سے روحانی رابطہ تھا، اس لئے آپ نے یہ خواب اپنے وظیفہ کی کتاب کے ملحقہ صفحات پر خود اپنے ہاتھ سے لکھے۔ بعض خواب آپ نے کسی سے لکھوائے، مگر ان کے آخر میں تصدیقی دستخط ثبت فرمائے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے اپنے قلم خاص سے لکھا۔

”آج شب کو خواب دیکھا کہ فقیر بریلی شریف ہے اور حضرت سیدی حجۃ الاسلام قدس سرہ لباس فاخرانہ زیب تن فرمائے تنہا تخت پر جلوہ گر ہیں۔ اور تمام حاضرین نیچے فرش پر موجود ہیں۔ اور حضرت سیدی مفتی اعظم قبلہ اور سیدی حجۃ الاسلام قبلہ نہایت محبت والفت کے ساتھ آپس میں گفتگو

فرما رہے ہیں اور دونوں اس فقیر سے خوش ہیں۔ اور حاضرین کا مجمع عظیم تھا۔ شب میں اکثر حصہ یہ خواب دیکھا اور بہت لطف و کیف رہا۔

دوشنبہ مبارک ۶ ربیع الاول شریف ۱۳۷۵ھ۔ بھکھی، ضلع گجرات۔ (۳۶)

”..... رمضان المبارک بروز..... قرآن مجید، ورد دلائل الخیرات شریف و قصیدہ غوثیہ شریف پڑھ کر بڑے کمرے میں تہ خانہ کے اوپر سو گیا۔ خواب دیکھا کہ فقیر بریلی شریف حاضر ہوا ہے۔ مزار پر انوار سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ پر فقیر حاضر ہے۔ جب وہاں پر احباب کو معلوم ہوا کہ فقیر آستانہ عالیہ رضویہ پر حاضر ہے، تو احباب کا ہجوم ہو گیا ہے۔ حاجی کفایت اللہ صاحب رضوی وہاں موجود ہیں۔ فقیر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مزار شریف کی مشرقی جانب حاضر ہے۔ سیدنا مفتی اعظم حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب قبلہ تشریف لائے اور فقیر سے فرمایا کہ تم پاکستان سے کس طرح یہاں آئے۔ فقیر نے کہا کہ یہ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا چہ شریف ہے۔ فقیر نے اس کو پہنا اور اس میں چھپ کر یہاں حاضر ہوا۔ اور اس سفر میں عزیزم مولوی عبد الرشید صاحب سلمہ فقیر کے ہمراہ بریلی شریف حاضر تھے۔ چنانچہ چند روز کے بعد ماہ شوال میں مولوی صاحب مدرس ہو کر جامعہ رضویہ میں آئے۔ اس خواب سے فقیر نے اندازہ لگایا تھا کہ مولوی صاحب ممدوح اس جامعہ رضویہ میں مدرس ہو کر آئیں گے۔ حالانکہ ان کے والد صاحب نے انکار کر دیا تھا۔ چنانچہ مولوی صاحب مدرسہ جامعہ رضویہ میں تشریف لائے۔“ (۳۷)

۱۳۷۵ھ ۱۹۵۵ء میں موسم برسات کی بارشیں معمول سے زیادہ ہوئیں جس کے باعث پورا ملک سیلاب

میں آ گیا۔ متعدد مکانات منہدم ہو گئے۔ لوگ بے گھر ہو گئے۔ لاہور میں حضرت سید ایوب علی اور حضرت سید قاسم

(۳۶) نقل بیاض حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ، مخزنہ کتب خانہ شیخ الحدیث، فیصل آباد

(۳۷) بیاض حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ مخزنہ کتب خانہ شیخ الحدیث فیصل آباد۔

نوٹ: بیاض میں تاریخ اور دن کی جگہ خالی ہے۔ فقیر قادری غمی عند

بریلوی (جو امام احمد رضا کے ناز پروردہ تھے) کے مکانات بھی سیلاب کی زد میں آ گئے۔ ان سیدین کا کافی نقصان ہوا۔ اس نقصان کی اطلاع حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو لاکل پور میں ہوئی۔ آپ اپنے طور پر ان کی امداد کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ مگر چندے تاخیر ہو گئی۔ امام احمد رضا کے ناز پروردہ حضرات پریشانی میں ہوں اور امام احمد رضا کا دلدادہ ان کی اعانت میں تاخیر کرے، امام احمد رضا کو یہ کب گوارا ہے۔ چنانچہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے خواب میں بالواسطہ آپ کو ان کی اعانت کا اشارہ فرمایا۔ پورا خواب اس کی تعبیر اور اس پر عمل کی کیفیت بیاض حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سے منقول ہے۔

”بروز جمعرات سولہ ربیع الاول شریف ۱۳۵۷ھ ۳ نومبر ۱۹۵۵ء شب کو یعنی شب جمعہ کو تقریباً ساڑھے دس بجے میں بڑے کمرے میں لیٹا اور مولوی محمد حسین سکھروی کتاب دیکھ رہے تھے اور مولوی غلام رسول، لاکل پوری بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ آنکھ لگ گئی تو دیکھا کہ جناب مولانا سید ایوب علی صاحب اور جناب سید قناعت علی صاحب میرے پاس سامنے کھڑے ہیں اور میں ان کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسا کہ بیدار ہوں۔ تھوڑی دیر تک وہ مجھے دیکھتے رہے اور میں انہیں دیکھتا رہا۔ وہ بھی خاموش ہیں اور میں بھی خاموش۔ پھر تھوڑی سی گفتگو جناب سید ایوب علی صاحب اور میرے درمیان ہوئی۔ گفتگو یا انہیں کہ کیا ہوئی۔ ہاں اتنا ضرور یاد ہے کہ جناب سید ایوب علی صاحب بلکہ جناب سید قناعت علی شاہ صاحب کو بھی پریشان پایا۔ ان کی (پریشانی کا اثر) خواب میں بھی میرے دل پر ہوا۔ چنانچہ جب آنکھ کھلی تو اپنے کو بے قرار پایا۔ اس وقت دل میں یہ بات آئی کہ غالباً سیدین صاحبین سیلاب اور طغیانی کی وجہ سے پریشان ہیں۔ لہذا صبح کو ایک سو بارہ روپے کا انتظام کیا اور ہفتہ کے دن دربار داتا حاضر ہوا، اور وہاں سے جناب سیدین صاحبین کی خدمت میں۔

کئی دن سے خیال تھا کہ سیلاب کی وجہ سے چونکہ سید صاحب کا کافی نقصان ہوا ہے، جیسا کہ ان کے گرامی نامہ سے ظاہر ہے۔ جناب سید صاحب کی خدمت کی جائے، کچھ نذر پیش کی جائے، مگر اس میں تاخیر ہوئی۔ تو اس خواب سے غفلت دور ہوئی اور فوری خدمت انجام دی۔ یہ سیدین صاحبین،

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے بہت ناز پروردہ ہیں۔ اعلیٰ حضرت ان کی بہت ناز برداریاں فرماتے۔ یہ بھی اعلیٰ حضرت کا فیض ہے کہ مجھ سے ان سادات کرام کی خدمت لے لی۔

ابوالفضل غفرلہ“ (۳۸)

زین العرفاء شاہ سراج الحق چشتی صابری قدس سرہ کا تذکرہ اکثر فرماتے۔ اسی بدولت خواب میں بھی ملاقات و زیارت ہوتی رہتی اور ان کے فیوضات سے فیضیاب ہوتے۔ ایک خواب ملاحظہ ہو۔

”آج شب کو سحری کے وقت ایک بابرکت خواب دیکھا۔ ایک جلسہ ہے غالباً ایک باغ کے اندر ہے، میدان وسیع ہے، مجمع بہت ہے۔ اس جلسہ میں حضرت سیدی وسندی شاہ سراج الحق قدس سرہ العزیز رونق افروز ہیں اور بھی اہل علم ہیں۔ حسب ارشاد پہلے فقیر نے تقریر کی۔ حضرت صاحب قبلہ کی برکت سے تقریر کامیاب ہوئی۔ پھر حضور قبلہ قدس سرہ العزیز نے خود تقریر پر توجیر فرمائی۔ جس کا اثر حاضرین پر بہت ہوا۔ تقریر کا موضوع حیات نبوت تھا۔ اور یہ کہ اولیاء کرام بعد وصال بھی زندہ ہیں۔ بڑا ہی لطف آیا۔ حضرت قبلہ یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے۔

”وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ“

اتنے میں آنکھ کھلی تو مؤذن صاحب اذان سے پہلے صلاۃ و سلام پڑھ رہے تھے۔

مورخہ ۱۸ جمادی الاخریٰ (۳) ھ بروز سہ شنبہ۔ ابوالفضل محمد سردار احمد غفرلہ“ (۳۹)

”مَنْ أَحَبَّ شَيْئاً أَكْثَرَ ذِكْرَهُ“ کے مسلمہ دستور کے مطابق حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے اوقات تصویر مشائخ سے معمور رہتے اور آپ ہر حالت میں انہی سے اکتساب فیض فرماتے۔ ایک اور خواب پڑھے حقیقت سے آگاہی حاصل کیجئے۔

(۳۸) نقل بیاض حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ، نوٹ: اس خواب کی تحریر آپ کے اپنے قلم سے نہیں۔ صرف آخر پر دستخط ثبت ہیں۔

(۳۹) نقل بیاض حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ، نوٹ: یہ خواب بھی کسی اور کے قلم سے لکھا گیا۔ آخر میں آپ کے دستخط ثبت ہیں۔

”آج پیر اور منگل کی درمیانی رات میں بعد نماز عشاء فقیر تقریباً دس بجے بڑے کمرہ میں لیٹ گیا۔ آنکھ لگ گئی۔ تو حضرت آقائے نعمت حجۃ الاسلام قدس سرہ کی خواب میں زیارت کی۔ حضرت قبلہ نہایت ہی خوش ہیں۔ چہرہ انور چمک رہا ہے۔ اور فقیر کو ویدار سے روحانی مسرت حاصل ہو رہی ہے۔ اور فقیر نے سنا کہ آپ کے حضرت قبلہ یہ پڑھ رہے ہیں۔ ”اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ“۔ فقیر کی آنکھ کھلی تو فقیر کی زبان پر ”اَنْتَ الْوَهَّابُ“ کا ذکر جاری تھا۔ بیشک دین و دنیا کی سب نعمتیں اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ اس کے حبیب پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ سے اور بزرگان دین کے طفیل سے ملتی ہیں۔

ابوالفضل محمد سردار احمد غفرلہ۔ ۲۴ ربیع الاول شریف ۱۳۷۳ھ (۲۰۰)

دورہ حدیث پڑھانے میں عادت مبارکہ یہ تھی کہ اشراق سے لے کر ظہر تک سبق پڑھاتے نماز ظہر کے بعد عصر تک پھر اسباق پڑھاتے۔ اور بعض ایام میں نماز عشاء کے بعد بھی اسباق پڑھاتے۔ نماز عصر کے بعد عام زائرین سے ملاقات کرتے، تبلیغی سفر، اسباق کا مطالعہ، فتاویٰ کے جوابات اور دیگر علمی مصروفیات اس کے علاوہ تھیں۔ ظاہر ہے کہ آرام کا وقت بہت کم ملتا۔ مسلسل کام سے تھکاوٹ ہو جانا طبی اور فطری امر ہے اسی نوعیت کی ایک ٹکان اور اس کے صلہ میں حاصل ہونے والا انعام یعنی ایک خواب کی کیفیت ملاحظہ ہو۔

”آج بروز شنبہ ۲۶ ربیع الاول شریف اپنے غریب خانہ پر سامنے کمرہ میں نماز ظہر کے بعد لیٹا۔ اس دن دورہ حدیث میں سبق پڑھانے میں تاخیر ہو گئی اور سفر کی وجہ سے ٹکان بھی خوب تھی۔ ایک گھنٹہ سے کچھ زیادہ خوب بیٹھی نیند آئی۔ جس میں ایک مزار پاک کی زیارت کی اور اس مزار شریف کے پاس حضرت زین العارفین عین الذاکرین حضرت سیدی مرشد برحق مولانا شاہ سراج

(۲۰۰) نقل بیاض حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ

نوٹ: اس خواب کی تحریر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے قلم خاص سے ہے۔ فقیر قادری عمفی عنہ

الحق قدس سرہ العزیز رونق افروز تھے۔ چہرہ انور خوب نورانی دیکھا۔ اور سفید لباس شریف پہنے ہوئے ہیں۔ مگرمی سید پیر محمد شریف صاحب ساکن چوہدری والا بھی خدمت میں حاضر ہیں۔ بعض احباب اور بھی ہیں فقیر کے دل میں تمنا رہی کہ حضور مرشد برحق توجہ فرمائیں تو رات کے آخر حصہ میں قیام کرنا، ذکر کرنا، تہجد پڑھنا نصیب ہو۔ فقیر اسی دہن میں رہا اور پھر تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھلی۔ اس خواب کا ذوق دل میں خوب آیا اور ایک عرصہ تک دل میں کیفیت عرفانی، روحانی رہی۔ اور اسی ماہ کی تیس ۲۳ تاریخ کو بروز ہفتہ دربار داتا حاضر ہوا اور وہاں بھی آپ کے صدقہ سے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ خادم داتا صاحب قدس سرہ العزیز کے صدقہ سے رات کے آخر حصہ میں جاگنے اور ذکر و عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس خواب سے معلوم ہوا کہ دربار داتا میں جو دعا کی وہ ان شاء المولیٰ العزیز قبول ہوئی۔ اللہ تعالیٰ بزرگان دین قدس اسرار ہم کے وسیلہ سے توفیق خیر عطا فرمائے۔ آمین بقلم سید زاہد علی شاہ صاحب سلمہ

فقیر ابوالفضل محمد سردار احمد غفرلہ۔“ (۳۱)

ایک اور خواب کا حال پڑھیں اور اولیاء کا ملین کے فیوضات کا اندازہ کریں۔

” بروز ہفتہ ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۲ھ یکم جنوری ۱۹۵۵ء چک مستی نزد جائیوالا اسٹیشن ضلع لائل پور (سرحدی کا موسم تھا) مغرب کے وقت فقیر وہاں پہنچا۔ عزیزان مولانا عنایت اللہ صاحب مولانا احسان الحق و مولوی محمد بشیر صاحب سلمہم ساتھ تھے۔ نماز عشاء کے بعد نعت خوانی اور تقریریں ہوئیں۔ تقریباً بارہ بجے شب کے سونا ہوا۔ اس رات خواب دیکھا کہ فقیر یرلی شریف، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ العزیز کے پھاٹک میں مقیم و موجود ہے۔ سیدی حضرت حجۃ الاسلام قدس

(۳۱) نقل بیاض حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ

نوٹ:

اس خواب کی تحریر مولانا سید زاہد علی شاہ صاحب کے قلم سے ہوئی۔ آخر میں آپ کے دستخط ثبت ہیں، نیز خواب کی تاریخ کے ساتھ سن درج ہے۔ غالباً اس خواب کا عرصہ ۱۳۷۲ھ ۱۹۵۵ء ہے۔ فقیر قادری علی

سرہ العزیز مکان کے اندر سے پھانگ میں تشریف لائے فقیر کو دیکھا کہ کمزور ہے۔ فقیر کے دل میں یہ بات تھی کہ اب بہت کمزوری لاحق ہوگئی ہے اور نزلہ کی وجہ سے اکثر دانت نکل گئے ہیں۔ اب تقریر و بیان مشکل ہے حضرت حجۃ الاسلام قبلہ فقیر کے قریب تشریف لا کر بیٹھ گئے۔ اور اپنی زبان شریف کی طرف اشارہ فرمایا اور فرمایا کہ اسے چوسو۔ حسب حکم فقیر نے حضرت قبلہ کی زبان شریف کو چوسا۔ جس سے طبیعت کو سکون و قرار حاصل ہوا، ایسا فیض ملا کہ جس سے فقیر کے دل میں یہ بات آگئی کہ اب فقیر بیان و تقریر بلا تکلف کر سکتا ہے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد خواب سے بیدار ہوا اور حضرت قبلہ کے فیض کا اثر دل میں محسوس پایا۔ اس دن اکثر یہ خیال و تصور آیا کہ گویا حضرت قبلہ تشریف فرما ہیں اور فقیر ان کی خدمت میں حاضر ہے۔ حیات ظاہری میں حضرت قبلہ فقیر پر خاص نظر شفقت و نظر کرم فرماتے رہے۔ احباب پر یہ بات پوشیدہ نہیں۔ الحمد للہ کہ رحلت فرمانے کے بعد بھی حضرت کا فیض جاری ہے اور نظر کرم باقی ہے۔ (۴۲)

خواب اور اس کے بیان کا انداز ملاحظہ فرمائیں۔ اولیائے کاملین کے فیوضات بعد وصال بھی جاری و باقی ہوتے ہیں۔ اور پھر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے فتاویٰ اشخ کے مقام و مرتبہ کا حال محسوس کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔ قلب و نظر پر حضرات مشائخ کرام کا قبضہ محسوس ہوتا ہے۔

اس خواب میں جو فیوضات مشائخ کرام کی زبان چوسنے سے حاصل ہوئے اس کا اندازہ کرنا اور الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ صاحبان حال ہی اس مقام سے واقف ہو سکتے ہیں۔ خواب کی تحریر کے بعد حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے اس نوعیت کے فیوضات کی سند اور اصل حضور سند الانبیاء و سید الاولیاء علیہ التحیۃ و الثناء کی سیرت طیبہ، صحابہ کرام اور اولیاء کاملین کے اسوہ سے پیش کی۔ علمی و روحانی طور پر ثابت کیا کہ اس نوعیت کے مجھ پر وارد ہونے پر فیض بھی سند علمی و روحانی کی حیثیت رکھتا ہے۔ بطور فائدہ آپ نے لکھا۔

”حضور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پیارے نواسوں، نوجوانانِ جنت کے بادشاہوں پیارے سید حسن و پیارے سید حسین رضی اللہ عنہما کو اپنی زبان شریف چوساتے تو شہزادوں کو دن بھر بھوک پیاس نہ لگتی۔ حضور قطب الاقطاب، پیروں کے پیر، پیر و سنگیر حضرت غوث اعظم جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ نے اپنے خاص خادم کو بوقت رخصت اپنی زبان شریف چوسائی تو بغداد شریف سے لے کر مصر تک سارے سفر میں اس بزرگ کو پیاس اور بھوک محسوس نہ ہوئی۔ ہجرت الاسرار۔

پہلی دفعہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ وعظ و تقریر کے لئے مسند پر جلوہ گر ہوئے تو فصحاء مجلس کے سامنے بیان کرنے میں کچھ جھجک سی محسوس ہوئی۔ خدا کی شان کہ رسول پاک تشریف لائے اور کچھ گفتگو کے بعد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ شریف میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سات مرتبہ لعاب شریف ڈالا۔ پھر نماز ظہر کے بعد مسند تقریر پر جلوہ گر ہوئے۔ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ خاموش رہے تو باب مدینہ علم رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو کچھ گفتگو کے بعد حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھ مرتبہ اپنا لعاب دہن حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے منہ شریف میں ڈالا۔ تو حضور غوث پاک نے مولیٰ علی شیر خدا سے عرض کیا کہ آپ نے چھ مرتبہ یہ تہرک دیا۔ سات مرتبہ کیوں نہیں۔ تو مولیٰ علی شیر خدا نے ارشاد فرمایا۔ تَسَاءَبًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ۔ یعنی رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ادب کی وجہ سے۔

بزرگانِ دین کی زبان چوسنے اور ان کے لعاب دہن کے تہرک کی یہ سند ہے۔ جو اوپر بیان ہوا۔ مولیٰ عز وجل اپنے فضل سے بزرگانِ دین کے فیوض و برکات سے سب اہل سنت و جماعت کو فیضیاب فرمائے آمین۔

ابوالفضل محمد سردار احمد غفرلہ (۲۳)

(۲۳) نقل بیاض حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ
اس خواب اور اس کی سند کی تحریر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے قلم خاص کی ہے اس تحریر کا کس کتاب میں شامل کر دیا گیا ہے۔
نوٹ:

عالم رویا میں، ایسی نسبت سے روحانی اور علمی اسناد اور فیوض و برکات کی بات چل نکلی ہے اسی نوعیت کا ایک اور خواب ملاحظہ ہو۔ اس خواب کا تعلق ایامِ علالت میں مری کے قیام سے ہے۔

”آج صبح نماز کے بعد یہاں سے مظفر آباد کی طرف ڈیڑھ میل چوک تک گیا۔ پھر واپس آیا۔ صوفی اللہ رکھا صاحب فقیر کے ہمراہ تھے۔ پھر واپس آ کر ناشتہ کیا۔ پھر حافظ ایوب سلمہ نے پانی گرم کیا۔ پھر غسل کیا۔ پھر حاضرین کے ساتھ رفعتِ شانِ نبوی کے چند مسائل بیان کئے۔ پھر کھانا کھایا۔ پھر بارہ بجے قیلولہ کیا۔ آنکھ لگ گئی اور دیر تک اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجددین و ملت علامہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں رہا۔ اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کچھ علمی اجازتیں بھی عطا فرمائیں۔ خدمت میں خوب حاضر رہا۔ آنکھ کھلی تو دوپہر کے دو بجے تھے۔ جب آنکھ کھلی تو زبان پر اعلیٰ حضرت کا ذکر خیر تھا اور دل میں یہ بھی تھا کہ خوب حاضری ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے، غوث پاک کے فیض سے ایسا کرم ہو۔“

فقیر ابو الفضل غفرلہ

مکان جناب امان اللہ خاں صاحب۔ سنی بنک مری ۹ ربیع الاول شریف بروز پیر (۲۴)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ اپنے اساتذہ و مشائخ طریقت کی ایک ایک اور پرثا رہتے تھے۔ اپنے آقا یان نعمت کی ایک ایک اور کے تصور میں مستغرق رہتے۔ حتیٰ کہ خواب میں بھی وہی صورت آپ کے سامنے یوں پیش آتی گویا عالم بیداری ہے۔ مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا بریلوی کا حسنِ قرأت اور حسنِ صوت عالم رویا میں بھی آپ کے سامنے آتا۔ چنانچہ اپنے قلم سے تحریر شدہ ایک خواب کا حال پڑھئے۔

”بدھ کا دن گزار کر شب جمعرات کو تقریباً سحری کے وقت خواب دیکھا کہ حضرت مفتی اعظم مولانا

(۲۴) نقل بیاض حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ

نوٹ: تاریخ کے ساتھ سن درج نہیں۔ غالباً ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء ہے۔ یہ خواب کئی اور کے قلم سے ہے۔

مولوی شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب قبلہ فقیر کے مکان (غریب خانہ) پر تشریف لائے ہیں اور نہایت نورانی چہرہ ہے۔ بہت خوش ہیں اور حسن صوت و تجوید کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ جس کا دل میں بہت اثر ہو رہا ہے اور زیارت سے دل میں فیض پہنچ رہا ہے۔ خواب سے بیدار ہوا تو دل میں عجیب کیفیت تھی اور اس دن خوب ذوق رہا۔ فقیر ابو الفضل غفرلہ۔

بدھ کو ۴ جمادی الاولیٰ ۱۷۷۷ھ تاریخ تھی۔“ (۲۵)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا ایک اور خواب ملاحظہ ہو۔ اس کو آپ نے اپنی قلم سے تحریر فرمایا۔ اس کے ایک حرف سے محبت شیخ کی بو آتی ہے۔ خواب کے بیان کے بعد اس کی تعبیر بھی خود لکھی۔ اس سے بھی محبت شیخ کا درس ملتا ہے۔ ”بروز جمعرات ۲۹ صفر کا دن گذار کر شب جمعہ مبارک ۳۰ صفر المظفر کو بڑے کمرے میں، جو مسجد کے متصل ہے، خواب دیکھا کہ یہ فقیر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مزار پر انوار پر بریلی شریف حاضر ہے۔ آقائے نعمت حضرت حجۃ الاسلام قبلہ قدس سرہ وہاں تشریف رکھتے ہیں، ان کی زیارت سے مشرف ہوا۔ حضرت سیدی مفتی اعظم قبلہ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا۔ جب فقیر نے سیدی حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ کے چہرہ انور کو دیکھا تو حضرت کا چہرہ بہت ہی زیادہ نورانی تھا اور حضرت نے اس فقیر کو دیکھا اور خوش ہوئے اور مسکرائے اور محبت اور پیار کی نظر سے خنداں پیشانی اس خادم کو دیکھا۔ جس سے ایک کیفیت طاری ہوئی اور روحانی مسرت حاصل ہوئی۔ حضور حجۃ الاسلام قدس سرہ جب لاہور تشریف لائے تھے۔ خادم خدمت میں زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ حضرت نے روح پرور نظر محبت سے دیکھا۔ ایسا دیکھا کہ فقیر تارک وطن ہوا۔ یہ اس ایک نظر کرم کا صدقہ ہے کہ فقیر نے علم دین حاصل کرنا شروع کیا۔ اس خواب میں نظر کرم سے روحانی ذوق، باطنی شوق حاصل ہوا۔ اس نظر کرم سے وہ نظر کرم یاد آئی اور ذوق دو بالا ہوا۔ یہ نظر

کرم خواب میں تھی اور وہ بیداری میں۔ اس بڑے کمرے میں تبرکات رکھے ہیں اور عنقریب عرس مبارک شان و شوکت سے ہوا۔ اس مبارک خواب سے فقیر یہ سمجھا کہ تبرکات کا فیض ہے اور عرس مبارک قبول ہوا ہے۔ جس سے آقائے نعمت بہت خوش ہیں۔ ابوالفضل غفرلہ

جمعہ مبارکہ ۳۰ صفر المظفر ۱۴۰۷ھ۔ لائل پور، (۳۶)

محبت شیخ کے جلوے ہر خوش نصیب کو عطا ہوتے ہی ہیں۔ مگر ایسا شاذ ہی دیکھنے میں آیا کہ بعد وصال کوئی اپنے شیخ کی محبت کے جلووں سے بہرہ ور ہو سکے۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ وصال کے بعد بھی نہ صرف محبت شیخ سے سرشار رہے بلکہ شیخ کے خدام کی خدمت کی تاکید فرمایا کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے ایک عاشق اور خادم صوفی فرزند علی، پنواں اڈاء ضلع شیخوپورہ کی زبانی انہیں ہی پیش آنے والا واقعہ پڑھئے اور روحانی لذت حاصل کیجئے۔

”ناچیز خادم دربار شریف پر حاضر تھا۔ تقریب عرس مقدس کی تاریخ قریب آئی۔ صاحبزادگان نے تمام طلباء کو جمع کیا اور عرس پاک کے معاملے میں ہر طالب علم کی ڈیوٹی مقرر فرمادی۔ لیکن مجھے کچھ نہ فرمایا۔ مجھے بہت افسوس اور غم ہوا کہ میں کس قدر نااہل اور بے نصیب ہوں کہ کسی کام کے لئے مجھے نہیں فرمایا۔ نہایت ہی افسردہ اور مایوسی کی حالت میں وضو کیا اور سنی رضوی جامع مسجد میں نفل نیت کررہا شروع کیا۔ دعا مانگی اور مدرسہ چلا آیا۔ دفتر میں جھگڑانا معلوم ہوا دیکھا تو سرکار اعلیٰ حضرت کے مرید (اور ناز پروردہ) سید ایوب علی رضوی (۳۷)، جو سرکار اعلیٰ حضرت کے وقت بریلی شریف میں ناظم اعلیٰ بھی رہے تھے، جلوہ گر تھے۔ صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم اور غازی محمد فضل احمد صاحبان بھی موجود تھے۔ اور حضرت موصوف سے خیر و عافیت پوچھ رہے تھے۔

(۳۶) نقل بیاض حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ

(۳۷) فدائے رضویت سید صاحب موصوف قیام پاکستان کے بعد لاہور میں آکر مقیم ہو گئے۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے ساتھ ان کے گھر سے روحانی روابط تھے۔ آخری چند سال آپ نے جامعہ رضویہ لائل پور میں گزارے۔ ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ ۲۶ نومبر ۱۹۷۱ء بروز جمعہ ان کا وصال ہوا۔ لاہور میانی صاحب کے قبرستان میں ان کا مزار ہے۔

بعد میں سید صاحب موصوف کی آرام گاہ کے لئے قبلہ قاری علی احمد صاحب امام سنی رضوی جامع مسجد کی بیٹھک تجویز ہوئی۔ صاحبزادگان نے سید صاحب کی خدمت کے لئے مجھے ارشاد فرمایا۔ میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ ایسا معلوم ہوا کہ لوگوں کو تو عرس مبارک ملا ہے اور مجھے ان شاء اللہ عرس پاک کی روح مل گئی ہے۔ سید صاحب قبلہ کی طبیعت نہ صرف بہت ہی کمزور تھی بلکہ رعشہ بھی تھا۔ اپنے دست مبارک سے تو پانی بھی نہیں پی سکتے تھے۔ ناچیز انہیں سہارا دے کر قیام گاہ میں لے گیا۔ آرام کے دوران مجھے اپنے ہاتھ سے سید صاحب قبلہ کو چائے وغیرہ پلانے کا بھی شرف حاصل ہوا رہا۔ اور باقی خدمات بھی حسبِ توفیق کرتا رہا۔ اور سید صاحب بھی شفقت خاص سے نوازتے اور سرکار اعلیٰ حضرت کی زندگی پاک کے اکثر واقعات اور حالات سناتے رہتے۔ غالباً حضرت مولانا عنایت اللہ صاحب مرحوم کی تقریر تھی۔ میں نے تقریر سننے کے لئے اجازت مانگی۔ آپ نے خوشی سے قبول فرمایا۔ خادم ناچیز مدرسہ سے سنی رضوی جامع مسجد کی طرف چلا۔ دربار شریف کے پاس پہنچا تو سرکار محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پاک سے آواز آئی فرزند علی! سید صاحب کے پاس جاؤ۔ سرکار کی جان فزا آواز میرے سر کے کانوں نے سنی اور سرکار کے چہرہ انور کو میرے دل کی آنکھوں نے ہو بہو دیکھا۔ خادم ناچیز اسی وقت واپس آ گیا۔ سید صاحب قبلہ نے دیکھ کر فرمایا کیا بات ہوئی۔ اتنی جلدی کیوں واپس آ گئے ہو۔ میں نے ایسے ہی عرض کر دیا کہ سرکار محدث اعظم علیہ الرحمۃ نے واپسی کا حکم دیا ہے۔ سید صاحب بہت ہی خوش ہوئے اور بار بار پوچھتے رہے کہ واقعی کیا کہا ہے اور کیا کہا ہے۔ اور خوش ہوتے رہے اور اکثر فرماتے رہے کہ میری مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت یک جان دو قالب کی ہے۔“ (۳۸)

زین العلماء مولانا ابو العلاء محمد امجد علی اعظمی (م ۱۳۶ھ / ۱۹۲۸ء) امام احمد رضا بریلوی قدس سرہما کے

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے استاذ محترم تھے۔ آپ حضرت صدر الشریعہ کا احترام دو سبب سے فرمایا کرتے ایک یہ کہ آپ کے استاذ گرامی ہیں۔ اکثر کتب دینیہ معقول و منقول کا درس انہی سے لیا۔ دوسرے یہ کہ اپنے روحانی پیشوا امام احمد رضا سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں ماذون و مجاز تھے۔ زمانہ طالب علمی اور زمانہ تدریس کے دوران اپنے استاذ کی حیات ظاہری بلکہ بعد وصال بھی ان کا ادب و احترام حد درجہ فرماتے۔ اس سلسلہ میں چند واقعات ذکر کئے جاتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ دارالعلوم مظہر اسلام بریلی کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت میں شرکت کے بعد واپسی کے لئے اسٹیشن بریلی پر جلوہ گر ہوئے۔ حضرت شیخ الحدیث اپنے استاذ محترم کو الوداع کہنے کے لئے اسٹیشن تک ساتھ آئے۔ آپ کے کافی طلباء بھی جو امسال فضاء میں شمار ہوئے، ہمراہ تھے۔ گاڑی آنے میں ابھی تاخیر تھی۔ آپ نے اپنے استاذ محترم کے پاؤں دبانے شروع کئے۔ کافی دیر تک یہ عمل جاری رہا۔ آپ نے اس امر کی پروا نہ کی کہ اسی شہر، بلکہ عالم اسلام کی بہت بڑی درس گاہ مظہر اسلام کا میں شیخ الحدیث ہوں۔ میرے ملنے والے اور میرے مدرسہ کے طلباء موجود ہیں۔ بلکہ آپ نے عزت اسی میں سمجھی کہ اپنے ہاتھوں سے استاذ محترم کی خدمت کی جائے۔ (۳۹)

مولانا علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری فرماتے ہیں کہ زمانہ تدریس اجیر میں حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کا جسم بھاری ہو گیا۔ حکماء نے تجویز فرمایا کہ آپ روزانہ سیر کیا کریں۔ چنانچہ حضرت صدر الشریعہ ہر روز درگاہ شریف سے اتنا سا گرتا اب تک پیدل سیر کو نکلتے۔ اس سیر میں آپ کے شاگرد رشید مولانا محمد سردار احمد بطور خادم آپ کے ہمراہ ہوتے۔ یہ سیر بعد نماز عصر ہوتی۔ حضرت شیخ الحدیث اس خادمانہ حیثیت سے فائدہ اٹھاتے اور دوران سیر کچھ اسباق پڑھ لیتے یا تکرار کر لیتے۔ (۵۰)

دارالخیرا اجیر مقدس کی تدریس کے دوران عرس خواجہ غریب نواز اجیری علیہ الرحمۃ کے موقعہ پر مدرسہ میں کیم سے نور جب المرجب تک تعطیلات رہیں۔ تعطیلات کے ان ایام میں آپ اپنے استاذ محترم کے فتاویٰ کی نقل کا کام کرتے۔ (۵۱)

(۳۹) روایت مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری، شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ، کراچی، کم شعبان ۱۴۰۵ھ

(۵۰) ایضاً (۵۱) روایت مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری، کراچی، کم شعبان ۱۴۰۶ھ

قیام پاکستان کے بعد حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ہجرت کر کے پاکستان آ گئے۔ چونکہ آپ کا آبائی گوروا سپورفسادات کی لپیٹ میں تھا۔ مجبوراً آپ کو ہجرت کرنا پڑی۔ یہاں پہنچنے کے بعد اکثر مقتدر آستانوں کے سجادہ حضرات اور دیگر اہل ثروت حضرات نے کوشش کی کہ آپ ان کے ہاں رہ کر تدریس کا کام کریں۔ مگر آپ بارے میں اپنے تمام پروگراموں میں بجائے خود فیصلہ کرنے کے اپنے استاذ گرامی حضرت صدر الشریعہ اور اپنے گرامی شیخ طریقت اور امام احمد رضا کے خلف و خلیفہ حضرت مفتی اعظم علیہم الرحمۃ سے استرشاد فرمایا۔ (۵۲)

گذشتہ سطور میں ان اساتذہ کرام سے عقیدت و احترام کی جھلکیاں تھیں جن سے آپ نے علوم دینیہ سیکھے۔ اور وہ آپ کے روحانی مربی اور شیخ طریقت بھی تھے۔ آپ ان اساتذہ کرام کا ہمیشہ ادب و احترام فرمایا۔ جن سے آپ نے سکول کے دوران تعلیم پائی۔ مولانا ذوالفقار علی آپ کے درجہ پرائمری کے استاذ تھے۔ جن کا وصال (۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۶ھ ۲۳ جنوری ۱۹۵۷ء) ہوا تو آپ ان کی فاتحہ کے لئے لاہور تشریف لائے۔ محترم کی قبر پر مراقبہ فرمایا۔ بعد میں ان کے ختم چہلم منعقدہ ۳ مارچ ۱۹۵۷ء پر تشریف لاکر اپنے استاذ گرامی کی عقیدت پیش کیا۔

جناب حاجی مولانا پیر محمد خاں اسلامیہ ہائی سکول پٹالہ (ضلع گورداسپور) میں آپ کے حصہ ہائی کے استاذ مولانا حاجی پیر محمد خاں سکول کے استاذ ہونے کے ساتھ علوم دینیہ سے بھی واقف حصہ رکھتے تھے۔ دوران تدریس دینی امور پر بھی گفتگو فرماتے۔ حضرت شیخ الحدیث کمرہ جماعت میں ان کی دینی مسائل کی باتیں بڑی توجہ سے حضرت شیخ الحدیث جب بھی اپنے آبائی گاؤں دیال گڑھ میں میلاد النبی ﷺ کی محفل منعقد کرتے تو اپنے استاذ حاجی خاں کو دعوت دیتے اور ان کے مواعظ سے لوگوں کو استفادہ کا موقعہ دیتے۔ دوران تعلیم دینیہ اور بعد از تکمیل علم آپ کا حاجی صاحب سے سلسلہ ملاقات برابر جاری رہا۔ (۵۳)

(۵۲) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ۔ ۲۵ شعبان ۱۳۷۸ھ ۶ مارچ ۱۹۵۹ء۔ ص ۳

(۵۳) مکتوب ڈاکٹر رشید احمد خاں پروفیسر لاہور (خلف مولانا پیر محمد خاں) بنام فقیر قادری علی حسن۔ مجرہ ۱۲ ستمبر ۱۹۸۳ء

۱۳۵۶ھ ۱۹۳۷ء میں منظر اسلام بریلی میں تدریس کے دوران بعض ناگزیر حالات کے پیش نظر آپ کو منظر اسلام سے علیحدہ ہونا پڑا۔ مرکزی جامعات ہمیشہ اس کوشش میں رہتے ہیں کہ ملک کے اعلیٰ پایہ کے مدرسین ان کے ہاں رہ کر خدمت تدریس بجالائیں۔ اس سے ان جامعات کی شہرت و عزت میں اضافہ ہوتا ہے۔ دارالعلوم منظر اسلام بریلی سے فراغت کے بعد (غیر منقسم) ہندوستان کے مرکزی دارالعلوموں نے اس امر کی خواہش کا اظہار کیا کہ آپ ان کے ہاں تشریف لے آئیں اور تدریس کریں۔ مگر آپ نے اپنے مشائخ کرام کے وطن مالوف کو ترک کرنا گوارا نہ فرمایا۔ وہیں بریلی میں بے سروسامانی کے عالم میں مسجد بی بی مرحومہ میں تدریس کا سلسلہ تو کلاً علی اللہ شروع کر دیا۔ ابتدائی چند سالوں میں آپ کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا مگر مشائخ کرام کے آستانہ کی جدائی برداشت نہ کی۔

۱۳۶۶ھ ۱۹۴۷ء کے فسادات میں آپ اپنے گھر تعطیلات گزار رہے تھے کہ آپ کو ہجرت کرنا پڑی۔ یہ دور بڑا نازک تھا۔ ہندوؤں اور سکھوں کے فسادات کے باعث سرحدی علاقوں کے مسلمانوں کی جانیں ہر وقت خطرہ میں تھیں۔ سرحدی علاقوں میں سفر کرنا گویا موت کو دعوت دینا تھا۔ جب یہ فسادات ذرا فرو ہوئے تو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ جمادی الاخریٰ ۱۳۶۶ھ ۱۹۴۸ء اپنے شیخ کے آستانہ، مرکز علم و عرفان بریلی چلوہ گئے۔ اور حسب روایت سابق تدریس میں مشغول ہو گئے۔ اس عرصہ میں آپ کے اہل خانہ اور عزیز واقارب پاکستان میں مقیم تھے۔ بعد میں حکومتوں کے درمیان پاسپورٹ کی پابندی کے باعث آپ کو پاکستان واپس آنا پڑا۔ اوائل رمضان ۱۳۶۶ھ جولائی ۱۹۴۸ء تک بریلی میں آپ کا قیام ثانی رہا۔ (۵۳)

اپنے کریم اساتذہ اور مشائخ سے گہرے روحانی رابطہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہی اساتذہ اور مشائخ طریقت آپ پر ایسے مہربان ہوئے کہ وہ آپ پر اعتماد فرماتے۔ آپ کی ذات پر فخر محسوس فرماتے۔ اور آپ کو اپنا سرمایہ آخرت تصور فرماتے۔

آپ کے شیخ طریقت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی اپنے ایک مکتوب میں آپ کو لکھتے ہیں۔

”.....آپ کی ہمدردی سے دل خوش ہوا۔ میں دل (سے) دعا کرتا ہوں مولیٰ تعالیٰ آپ کو شاد و آباد رکھے اور آپ کے علوم و فیوض کے دریا سے عامہ اہل سنت کو مستفیض فرمائے۔ نعمانی سلمہ کی تعلیم و تربیت و تہذیب اخلاق کی طرف توجہ فرمانا فقیر کے لئے احسان و منت ہے.....“ (۵۵)

مولانا نعمانی میاں، جن کی تعلیم و تربیت اور تہذیب اخلاق آپ کے سپرد کی جا رہی ہے۔ حضور حجۃ الاسلام چھوٹے صاحبزادہ ہیں۔ نام نامی حماد رضا خاں ہے، نعمانی میاں عرف ہے۔ (۵۶)

۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۷ء میں ہجرت کے وقت مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا بریلوی نے اور صدر الشریعہ مولانا امجد علی نے متعدد علماء اہل سنت کو پاکستان میں بارہا لکھا کہ مولانا محمد سردار احمد کی خیریت سے مطلع کریں، ہمارے ہمارے طرف سے ہر قسم کی امداد پہنچائیں۔ حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد ناظم اعلیٰ و شیخ الحدیث حزب الاحناف کے نام متعدد خطوط اس امر کے آئے۔ جب آپ نے سارو کی (ضلع گوجرانوالہ) میں عارضی قیام فرمایا اور آپ کے اساتذہ کو آپ کی اقامت گاہ کا ڈاک کا پتہ معلوم ہوا تو انہوں نے خیریت معلوم کرنے کے لئے متعدد خطوط لکھے۔ حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ کے ایک مکتوب کا اقتباس ملاحظہ ہو۔

”سوال میں بریلی کے ایک خط سے معلوم ہوا تھا کہ تم فتنہ و فساد کی وجہ سے مچ اہل و عیال لاہور چلے گئے ہو۔ میں نے کئی خط مولوی سید احمد کے نام لاہور روانہ کئے، تمہاری خیریت معلوم کرنے کے لئے سخت بے چین تھا۔ جب کسی صورت پتہ نہ چلا تو غالباً دو ہفتے ہوئے ہوں گے (اخباروں) میں شائع کرایا۔ مگر اس کا جواب بھی کسی پرچہ میں شائع نہ ہوا۔ آج عزیزم مولوی اعجاز خاں کا خط بریلی سے آیا ہے جس میں انہوں نے تمہاری خیریت بھی لکھی اور تمہارا پتہ بھی تحریر کیا۔ لہذا بے چینی کے ساتھ اس خط کے جواب کا انتظار کروں گا۔ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی خیریت سے اور وہاں کے

(۵۵) مکتوب حجۃ الاسلام بنام شیخ الحدیث، از اور۔ محررہ ۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ (۱۸ اگست ۱۹۳۵ء)

(۵۶) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: انوار رضا، مطبوعہ لاہور (۱۳۹۶ھ)۔ ص ۲۳

حالات سے جلد سے جلد مطلع کرو.....“ (۵۷)

اسی مکتوب کے ہمراہ اشرف العلماء مولانا محمد شریف الحق امجدی نے بھی اپنی طرف سے پیغام لکھا۔ اس پیغام کے الفاظ کے ذریعہ آپ کے اساتذہ کرام کے جذبات کا اندازہ نہایت آسانی سے ممکن ہے۔

”سیدی دامت برکاتہم۔ السلام علیکم

ان حوادث کے دور میں حضور کے احوال سے بے خبری ہم کفش برداروں کے لئے کس قدر جانکاہ ہے، یہ ہمارا قلب ہی جانتا ہے۔ حضرت مرشدی آپ کے لئے کس قدر بے چین ہیں، وہ میں شب

وروز دیکھتا ہوں اور خود بھی بے چین ہو جاتا ہوں۔ اس لئے دست بستہ عرض ہے کہ حضور بہت جلد

ہمیں اپنے احوال سے مشرف فرمائیں۔ فقط آپ کا کفش بردار محمد شریف الحق

۱۷ محرم الحرام ۱۳۶۷ھ“ (۵۸)

پاکستان آنے کے بعد جب آپ دوبارہ بریلی شریف جلوہ گر ہوئے اور صدر الشریعہ کو آپ کی آمد کی اطلاع ملی۔ وہ ان دنوں اپنے مکان کی ازسرنو تعمیر میں مصروف تھے۔ لیکن اپنے نیاز مند شاگرد سے ملاقات کے کس قدر متعنی تھے، انہی کے الفاظ پڑھئے اور خود اندازہ کیجئے:

”..... میں نے ایک سخت غلطی کی کہ اپنا پرانا مکان گروا کر ازسرنو تعمیر کرانا شروع کر دیا۔ نہ عمارتی

سامان دستیاب ہوتا ہے اور نہ معمار و مزدور آسانی سے ملتے ہیں اس غلطی پر نادم ہوں اور نہایت درجہ

پریشان۔ دیواریں آج کل مکمل ہو گئی ہیں۔ اب ڈاٹ لگنا اور اوپر کا کام باقی ہے۔ دعا کرو کہ جلد اس

سے فرصت ملے اور میں کہیں آنے جانے کے قابل ہو جاؤں۔ اگر یہ دشواری نہ ہوئی تو اجیر شریف

(۵۷) مکتوب حضرت صدر الشریعہ نام شیخ الحدیث، محرم ۱۷ محرم الحرام ۱۳۶۷ھ (یکم دسمبر ۱۹۴۷ء) اس مکتوب کی تحریر حضرت صدر الشریعہ اور حضرت

شیخ الحدیث کے تلمیذ رشید حضرت مولانا محمد شریف الحق امجدی کے قلم سے ہے۔ فقیر قادری غفرلہ عنہ

(۵۸) مکتوب مولانا محمد شریف الحق نام حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ

حاضر ہوا ہوتا اور پالی بھی جاتا اور ممکن تھا کہ بریلی بھی آتا۔ تمہارے دیکھنے کو بہت جی چاہتا ہے اور یہاں سب لوگ تمہارے مشتاق ہیں۔ یہ تحریر کرو کہ تم کب یہاں آؤ گے.....“ (۵۹)

اسی مضمون کا دوسرا خط ۱۲ مئی ۱۹۳۸ء کو آپ نے اپنے تلمیذ رشید کے نام بریلی کے قیام ثانی کے عرصہ میں اس میں بھی یہی تحریر تھا کہ آپ سے جلد از جلد ملاقات کو جی چاہتا ہے۔ اپنے استاذ محترم کی ملاقات کے لئے جب گھوٹی ضلع اعظم گڑھ پہنچے تو استاذ محترم اپنے شاگرد رشید کے استقبال کے لئے اسٹیشن کی طرف تشریف لارہے۔ مصافحہ و معانقہ ہوا اور آپ سے مل کر حضرت صدر الشریعہ از حد خوش ہوئے۔ حمد الہی بجالائے۔ اسی خوشی میں رات محفل میلاد منعقد کی۔ جس میں اپنے شاگرد رشید حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے متعلق نہایت محبت کے کلمات فرمائے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ لاکل پور کے جامعہ رضویہ مظہر اسلام کو اپنے مشائخ و اساتذہ کا ہی مدرسہ فرماتے تھے۔ انہی کی نیابت میں آپ تدریس فرماتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے مشائخ و اساتذہ آپ کے مدرسہ طلسماتی ترقی سے ہندوستان میں رہ کر بھی خوش ہوتے اور جب آپ کے ضعف اور علالت کی خبریں بریلی شریف تو حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمۃ نہایت مغموم ہوئے آپ کے لئے اور آپ کے مدرسہ جامعہ رضویہ کے لئے دعا فرمائیں۔ ایک مکتوب میں حضور مفتی اعظم تحریر فرماتے ہیں۔

”آپ کے خط سے علالت کا حال، پھر مولانا عبد القادر صاحب سے معلوم ہوا کہ آپ ضعیف ہو گئے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کو صحت و قوت عطا فرمائے اور عرصہ دراز مدت مدید تک آپ کو بصحت و قوت ہزاراں ہزار خدمات دین کی انجام دہی کے لئے زندہ و سلامت باکرامت رکھے۔ آپ کے فیوض سے مسلمانوں کو مالامال فرمائے۔ آپ کے زیر اہتمام دوسرے پرستی مدرسہ مظہر اسلام کو پیش از پیش ترقیاں

(۵۹) مکتوب حضرت صدر الشریعہ بنام حضرت شیخ الحدیث۔ محررہ مئی ۱۹۳۸ء

نوٹ: مکتوب ہذا کی تحریر مولانا سجان اللہ امجدی تلمیذ حضرت صدر الشریعہ کے قلم سے ہے۔

بخشے اور آپ کے اس سرچشمہ فیض علوم و عمل صالح سے مسلمانوں کو مستفیض فرماتا رہے۔ آمین۔ اپنی خیر و عافیت اور اپنے متعلقین اور احباب کی خیر و عافیت سے مطلع فرماتے رہا کیجئے۔“ (۶۰)

حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ نے ایک اور مکتوب میں جو کچھ تحریر فرمایا اس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

..... مولانا (برہان الحق عبد الباقی) جبل پوری (۶۱) سے آپ کی خیریت دریافت کی تھی انہوں نے کہا تھا کمزور ہو گئے ہیں۔ اور بال سفید ہو گئے۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کو قوت بخشے اور آپ کے فیض سے اہل سنت کو بہت بہت دیر تک عرصہ دراز دراز تک مستفیض رکھے۔ لاکھ پور جو کبھی وہابیوں کا گڑھ بنا گیا تھا۔ بڑی مسرت ہوئی کہ اب وہ بفضلہ تعالیٰ آپ کے دم کی برکت سے سنیوں کا گویا مرکز ہو چکا ہے۔ میں پہلے بھی سنتا رہا تھا مگر جناب حوالدار صاحب (۶۲) کے بیان سے اس کی تفصیلی تصدیق ہوئی خدا آپ کو بہتر سے بہتر جزاء عطا فرمائے۔..... (۶۳)

حضرت مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا نوری بریلوی کی جلالت علمی و رفعت روحانی ہر کہ دمہ پر واضح ہے۔ عالم اسلام میں مسلمانوں کی توجہ کا مرکز تھے۔ بایں جلالت و رفعت اپنے شاگرد رشید حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو کن الفاظ سے یاد کرتے ہیں، ان کے ایک مکتوب کا ایک اقتباس پڑھیے۔ اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی اپنے مشائخ عظام سے روحانی نسبت کی عظمت کا اندازہ کیجئے۔

”آپ کے مدرسہ اور خدمات دینی کا حال ہر آنے والے سے معلوم ہوتا رہا۔ ماشاء اللہ ولا حول ولا قوۃ

(۶۰) مکتوب مفتی اعظم نام حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ۔ محرمہ ۲۴ ذی قعدہ ۱۳۷۷ھ (اگست ۱۹۵۳ء)

(۶۱) ۱۳۷۶ھ میں دوسرے حج کے موقع پر حضرت مولانا برہان الحق جبل پوری سے آپ کی ملاقات ہوتی رہی۔ بھارت واپس پہنچ کر انہوں نے آپ کا حال حضرت مفتی اعظم سے بیان فرمایا۔

(۶۲) جناب حوالدار محمد حسین صاحب حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے انتہائی عقیدت مند تھے۔ متعدد خدمات کی بدولت حضرت صاحب آپ کو نازی صاحب کہہ کر پکارتے تھے۔ بریلی شریف حاضر ہوئے تھے۔

(۶۳) مکتوب حضرت مفتی اعظم نام حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ۔ محرمہ ۹ ذی قعدہ ۱۳۷۷ھ

الہا باللہ۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کے فیض کو اور زیادہ سے زیادہ کرے۔ اور دارین کی نعمتوں برکتوں سے آپ کو مالا مال کرے۔ اور بہت بہت ترقیاں ہر قسم کی دینی و دنیوی نصیب فرمائے۔ آپ کی خدمات دینی کو شرف قبول بخشے۔ اور بیش از بیش توفیق خیر دے اور آپ کو اس فقیر حقیر گناہ گار، عصیاں کار کے لئے سرمایہ نجات بنائے۔ آپ کی دینی خدمات سن سن کر دل باغ باغ ہے.....“ (۶۳)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ایک عاشق رسول تھے اور عشق رسول میں ایسے صادق اور مخلص کہ ان کی باوجود علمی مصروفیات کے روحانی اعتبار سے اس مرتبہ پر فائز تھی کہ ظاہر میں آپ کے روحانی منازل کا صحیح اندازہ نہ دیکھ سکے۔ عارف باللہ، فانی فی الرسول حضرت شیخ الحدیث اپنے مشائخ کا اس درجہ ادب و احترام فرماتے کہ انہیں دیکھنے اور لیاہ کی یاد تازہ ہو جاتی۔

﴿ بہ حضور داتا گنج بخش قدس سرہ العزیز ﴾

سید العارفین سدا کھتقین زبدا الکالمین حضرت سید علی ہجویری معروف بہ حضور داتا گنج بخش قدس سرہ کے مزار نور پر آپ ہر ماہ بالاتزام حاضر ہوتے۔ اس حاضری کے لئے بالقصد سفر فرماتے۔ اگر کسی اور وجہ سے لاہور کا سفر کرنا ہوتا تو بھی دربار شریف میں حاضری دیتے مگر اس حاضری کو معمول کی حاضری محسوب نہ فرماتے، معمول کی حاضری بالعموم میریابدہ وار کو ہوتی۔ حاضری کا طریقہ کاریہ تھا کہ لاہور پہنچ کر، اگر تازہ وضو کی ضرورت ہوتی تو وضو فرماتے، دربار میں حاضری سے پہلے وضو کا التزام اس لئے ہوتا تھا کہ احاطہ دربار میں داخل ہو کر سیدھے مزار شریف پر حاضری ہو۔

آپ اپنے حلقہ، مریدین اور متعلقین سے فرمایا کرتے تھے کہ مزار داتا صاحب پر پابندی سے حاضری دیا کرو۔ کچھ زیادہ دیر وہاں پر پڑھنا یا لمبی دعا کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ حاضری دینے والے کی طرف کسی نہ کسی روز صاحب مزار کی توجہ ضرور ہو جاتی ہے۔ مثال دے کر سمجھایا کرتے کہ بادشاہ کے دربار میں ایک شخص روزانہ صرف حاضری دے کر واپس چلا جائے تو بادشاہ کو خود بخود خیال آجاتا ہے کہ یہ شخص روزانہ حاضری دیتا ہے اور چلا جاتا ہے۔ یہ خیال کر کے بادشاہ خود اس کو پوچھ لیتا ہے کہ آپ کس مقصد کے لئے آتے ہو۔

مولانا محمد عبدالقیوم ہزاروی، لاہور بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آپ نے مجھے مخاطب کر کے اسی نوعیت کی ہدایت فرمائی۔ میں نے غور کیا کہ آج حضرت نے مجھے ہی کیوں خطاب فرمایا ہے؟ میں نے غور کیا تو احساس ہوا کہ یہ میری ایک کمزوری پر تنبیہ تھی۔ میری کمزوری یہ تھی کہ جب میں دربار داتا صاحب میں حاضر ہوتا تو جلوات اور دعا میں زیادہ وقت صرف کرتا۔ مگر دوبارہ حاضری کے لئے جلد زیادہ وقت نہ نکال سکتا۔ اس لئے تاخیر ہو جاتی۔ (۱)

لاہور میں حضرت شاہ ابولحالی، حضرت میاں میر، حضرت شاہ محمد فحوت قادری کے مزارات پر بھی حاضری بار داتا میں آپ کی حاضری کا معمول یہ تھا کہ مزار شریف کے سامنے مغربی جانب مزار شریف کی طرف منہ کر کے چند منٹ کھڑے ہوتے، کچھ کلمات پڑھتے اور دعا فرماتے۔ آپ کی دعا میں یہ جملے ضرور ہوتے۔

(۱) قلمی یادداشت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

اللَّهُمَّ ارْحَمْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دعا کے بعد آپ سید محمد معصوم شاہ نوری کے حجرہ میں تشریف لے جاتے۔ یہ حجرہ مسجد کے شمال میں دربار احاطہ میں واقع تھا۔ اگر حجرہ بند ہوتا یا شاہ صاحب حجرہ میں نہ ہوتے تو مسجد میں مزار شریف کی طرف منہ کر بیٹھتے۔ حجرہ میں بھی آپ مزار شریف کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھتے۔

احاطہ مزار میں داخل ہونے کے لئے آپ مزار کے قدموں کی طرف سے یعنی جنوبی طرف سے بیڑھیوں ہوتے ہوئے سیدھے مزار شریف کے برآمدے میں پہنچتے۔ مسجد کے صحن میں سے آپ نہیں گزرتے تھے۔ کیونکہ صحن کو گذرگاہ بنانا جائز نہیں۔

ایک مرتبہ آپ دربار شریف میں حاضر ہوئے۔ مولوی غلام رسول مجاور دربار اور بعض دیگر مجاورین نے حضرت کی قدیم مسجد کے آثار کا تعارف کرایا۔ مسجد میں نصب شدہ سنگ مرمر کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ یہاں قدیم محراب تھا اور اس نشانی کے لئے سنگ مرمر کا مصلیٰ نصب کیا گیا۔ اس پر آپ نے ”إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ زَا جِعُونَ“ پھر فرمایا کہ فقیر مسجد کے صحن سے گزرنے سے پرہیز کرتا ہے، اس لئے بیڑھیوں سے سیدھا مزار شریف کی طرف جاتا ہوں کہ یہ جگہ مسجد نہیں۔ اب آپ کے بتانے سے معلوم ہوا ہے کہ مسجد کے موجودہ بالائی صحن سے نیچے مشرقی جانب بھی مسجد ہے۔ کیونکہ جب یہ پتھر قدیم مسجد کا محراب ہے تو بالائی صحن سے نیچے بھی قدیم مسجد ہے۔ حالانکہ میں اس حصہ کی مسجد سمجھ کر گزرتا رہا تھا۔ اس وقت دیگر خدام کے علاوہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم متعلم جامعہ رضویہ لائل پور (مہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور) بھی تھے۔ آپ نے مفتی صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ

”مولانا! ناواقفیت بھی کبھی کبھی رحمت ہوتی ہے جب تک مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ حصہ مسجد ہے میں

آزادی سے گزرتا تھا اب جب کہ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ یہ حصہ مسجد ہے تو میرے لئے پابندی ہو گئی

ہے کہ اب بغیر نیت اعتکاف نہیں گذر سکوں گا۔ (۲)

یاد رہے کہ موجودہ صحن مسجد بالائی کے آخر میں چلہ گاہ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہ کے برآمدہ متصل مغرب میں واقع حصہ صحن میں لگا ہوا ہے۔ حصہ بالائی کے انتہا مشرق پر اس پتھر کے قریب ایک نیم کا درخت تھا۔ یہ سنگ مرمر اس درخت کے سایہ میں واقع تھا۔ اب وہ درخت کاٹ دیا گیا ہے۔

(۲) قلمی یادداشت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، لاہور

اولیاء کا ملین کے حضور قدر و منزلت

شیخ محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز (م ۱۳ جمادی الاخریٰ ۱۰۵۳ھ / جولائی ۱۶۴۳ء) زیارت قبور کی مشروعیت اور فادیت کے بیان میں لکھتے ہیں۔

”سیدی احمد بن مرزوق کہ از اعظم فقہاء علماء و مشائخ دیار مغرب ست، گفت کہ روزے شیخ ابوالعباس حضرمی از من پرسید کہ امداجی اقوی است یا امدامیت۔ من بگفتم توے میگویند کہ امداجی قوی تر است و من میگویم کہ امدامیت قوی تر است۔ پس شیخ گفت، نعم، زیرا کہ وے در بساط حق ست و در حضرت اوست و نقل دریں معنی ازین طائفہ بیشتر از اں است کہ حصہ واحصاء کردہ شود و یافتمہ نمی شود در کتاب و سنت و اقوال سلف صالح کہ منافی و مخالف ایں باشد و رد کنند ایں را۔ و تحقیق ثابت شدہ است، بآیات و احادیث کہ روح باقی است، و اورا علم و شعور از ایں احوال ایشاں ثابت است و ارواح کاملان را قربے و مکانتے در جناب حق ثابت ست چنانکہ در حیات بود یا بیشتر از اں و اولیاء را کرامات و تصرف در اکولن حاصل است و آں نیست مگر ارواح ایشاں را و ارواح باقی ست و تصرف حقیقی نیست مگر خدا عز و شانہ، و ہمہ بقدرت اوست و ایشاں فانی اندر در جلال حق در حیات و بعد از ممات پس اگر دادہ شود مرادے را چیزے بوساطت یکے از دوستان حق و مکانتے کہ نزد خدا دارو دور بنا شد چنانکہ در حالت حیات بود و نیست فعل و تصرف در ہر دو حالت مگر حق را بجل جلالہ و عم نوالہ و نیست چیزے کہ فرق کند میان ہر دو حالت و یافتمہ نشیدہ است و لیلیے براں۔“ (۱)

سید احمد بن مرزوق، جو دیار مغرب میں بلند مرتبہ فقہاء علماء اور مشائخ کرام سے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ ایک روز

حضرت شیخ ابوالعباس حضری نے مجھ سے پوچھا کہ زندہ آدمی کی امداد زیادہ قوی ہے یا میت کی۔ میں نے انہیں بتایا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ زندہ شخص کی امداد زیادہ قوی ہے، مگر میں کہتا ہوں کہ میت کی امداد زندہ سے قوی تر ہے۔ ابوالعباس حضری فرمانے لگے۔ ہاں (ایسا ہی ہے) کہ وہ میت حق تعالیٰ کی حضوری میں ہوتی ہے۔ فقہاء علماء اور مشائخ سے اس بارے میں اتنی عبارات منقول ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ کتاب وسنت اور اقوال سلف میں کوئی ایسی دلیل نہیں ہے کہ اس دعویٰ کی مخالف اور منافی ہو یا اس کا رد کرتی ہو۔ اور یہ امر آیات واحادیث سے محقق ہے کہ روح باقی ہے اور زندہ کو زائرین اور ان کے احوال کا علم اور شعور حاصل ہوتا ہے۔ اور کاملین حضرات کے ارواح مقدسہ کو جناب حق تعالیٰ ایک خاص قرب اور منزلت حاصل ہوتی ہے۔ یہ خصوصیت جو ان کی حیات میں انہیں حاصل تھی بلکہ اس سے بھی زیادہ اولیاء کرام کو تمام عوالم میں تصرف اور کرامات کا اعزاز حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ سب کچھ ان کی ارواح کو حاصل ہوتا ہے۔ یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ (ارواح باقی ہیں متصرف حقیقی تو صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ سب کچھ اس کی قدرت اور عطا ہوتا ہے۔ یہ حضرات کاملین اپنی حیات اور مرنے کے بعد بھی جلال حق میں قافی ہو چکے ہوتے ہیں۔

پس کسی کو ان دوستان خدا میں سے کسی ایک کی برکت سے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی منزلت کے باعث کچھ عطا کیا جائے تو یہ امر بعید نہیں۔ جیسا کہ ان کی حیات ظاہری میں ہوتا تھا۔ زندگی اور موت کے بعد تصرف اور اللہ تعالیٰ عزاسمہ کے لئے حاصل ہے۔ کوئی ایسی چیز نہیں جو ہر دو حالت (موت و حیات) کے درمیان (تصرف کرنے کے) فرق کرے اور نہ ہی اس پر کوئی دلیل موجود ہے۔

عارف باللہ شیخ محمد زاہد بن الشیخ حسن الدوزجوی زیارت قبور اولیاء کی مشروعیت کے ضمن میں قبور اولیاء کے بارے میں فرماتے ہیں۔
حاصل ہونے فیوض و برکات اور ان کی کمی بیشی کے اسباب یوں لکھتے ہیں۔

”قال الامام فخر الدین الرازی ایضافی الفصل الثامن عشر من ”المطالب العالیہ“ بعد بسط مقدمات و اذا عرفت هذه المقدمات فنقول ان الانسان اذا ذهب الى قبر انسان قوی النفس کامل الجواهر شلید الثائر ووقف هناك ساعة وتاثرت نفسه من تلك التربة حصل لنفس النائم تعلق بطلک التربة وقد عرفت ان النفس الميت

تعلقاً بتلك التربة ایضاً يحصل لنفس هذا الزائر الحی و لنفس ذلك الانسان الميت ملافاة بسبب اجتماعهما على تلك التربة فصارت هاتان النفسان شبهتين بمرآتين صیقلتين و ضعتا بحيث ینعکس الشعاع من واحدة منهما الى الاخرى فكل ما حصل فی نفس هذا الزائر الحی من المعارف البرها ینقل العلوم الکسیبیه و الاخلاق الفاضله من الخضوع لله تعالی و الرضا بقضاء الله ینعکس منه نور الى روح ذلك الانسان الميت و كل ما حصل فی نفس ذلك الانسان الميت من العلوم المشرفة و الآثار العلویه الكامله فانه ینعکس منها نور الى روح هذا الزائر الحی و بهذا الطريق تصیر تلك الزیارة سبباً للحصول المنفعة الکبری و البهجة العظمی لروح الزائر و لروح المزور فهذا هو السبب الاصلی فی مشروعیه الزیارة و لا یعدان یحصل فیها اسرار اخرى ادق و احق مما ذکرنا و تمام العلم بالحقائق لیس الا عند الله“ (۲)

ترجمہ و مفہوم: امام فخر الدین رازی نے مطالب عالیہ کی اشعار ہوں فصل میں مقدمات کی تفصیل کے بعد لکھا ہے کہ جب تو نے ان مقدمات کو جان لیا تو اب میں ان کی روشنی میں کہتا ہوں کہ جب کوئی انسان ایسے انسان کی قبر پر جائے جو قوی النفس کامل الجوارہ و شدید التأثير ہو، وہ وہاں ایک ساعت ٹھہرے اس قبر سے اس کا نفس متاثر ہو، تب زائر کو اس قبر سے ایک تعلق قائم ہو جائے گا اور تجھے معلوم ہے کہ میت کو اس قبر سے بھی ایک تعلق ہے اب اس زائر کے نفس اور اس میت انسان کو اس قبر پر اجتماع کے باعث ملاقات حاصل ہوگی۔ پس دونوں نفس ان دو صیقل آئینوں کی مانند ہو جائیں گے جو اس طرح آمنے سامنے رکھے ہوں کہ ایک کی شعاع دوسرے میں منعکس ہو۔ پس جو معارف برہانیہ، علوم کسبہ اور اللہ کی طرف خضوع اور اس کی قضا سے رضا کے اخلاق فاضلہ اس زائر زندہ کے نفس کو حاصل ہوں گے، ان سے نور کی ایک شعاع اس میت کے نفس تک منعکس ہوگی۔ اور جو علوم شریفہ اور آثار علویہ کاملہ اس میت انسان کے نفس کو حاصل ہیں ان سے نور منعکس ہو کر اس زائر زندہ تک پہنچے گا۔ اس طریقہ سے یہ زیارت (قبور) زائر اور میت دونوں کے

لئے منفعت کبریٰ اور بہجت عظمیٰ کے حصول کا سبب بن جاتی ہے۔ زیارت قبور کی مشروعیت کا یہی سبب اصلی ہے۔
تعالیٰ کی رحمت سے یہ امر بعید نہیں اس زیارت سے وہ امور حاصل ہوں جو نہایت دقیق ہوں۔ حقائق کا تمام علم
تعالیٰ کے پاس ہے۔

اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضر ہونے والے تمام زائرین صفائی باطنی میں یکساں نہیں ہوتے۔ عوام و خواجگان
ہوتے ہیں۔ بعض زائر وہ بھی ہوتے ہیں جن کے قلب صافی پر معارف برہانیہ کا ورود ہوتا ہے۔ جو اپنے رب کی رضا
راضی اور اس کے حضور، خشوع و خضوع کا ایسا اعلیٰ و ارفع مقام رکھتے ہیں جس کے باعث زندگی میں بھی مُؤْتَمِنُونَ
مُؤْتَمِنُونَ کے باعث فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے درجات حاصل ہوتے ہیں۔ ان کا وجود مخلوق خدا کے لئے باعث فیضان
ہے۔ ایسے زائرین سے صاحب مزار کو کمال مسرت و بہجت حاصل ہوتی ہے۔ ایسے ہی زائرین کی برکت سے
الناس کی قبور اللہ تعالیٰ کے الطاف کا مورد بنتی ہیں۔ اور کالمیلین عرفاء کے مزارات کی حاضری سے انہیں وہ معارف
حاصل ہوتے ہیں جن کے بیان سے زبان ساکت اور قلم عاجز ہے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ اپنے رب کریم جل و علاء اور نبی رؤف رحیم ﷺ سے جمیع معاملات کی برکت
ادائیگی کے باعث معارف الہیہ کا مورد بن چکے تھے۔ آپ کے واردات قلبی اور الطاف و اکرام الہی پر صرف
بصیرت ہی مطلع تھے۔ ظاہر بین نگاہیں آپ کے اس وصف عالی کے ادراک سے عاجز و عاری رہیں۔ یہ عاجز و
کے اس وصف عالی کے بیان کی تاب نہ رکھتا ہے۔ یہاں صرف ان آثار کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو آپ کے علوم و
غماض ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی عادت مبارکہ تھی کہ تبلیغی سلسلہ میں جب بھی کسی مقام کی طرف سفر
فرماتے تو اس مقام کے اولیاء اللہ کے مزارات کی حاضری دیتے۔ بعض مزارات کی طرف بطور خاص زیارت کی
سے سفر فرماتے۔ ایصال ثواب، مراقبہ کی کیفیت عجیب ہوتی۔ صاحب مزار سے اسی طرح عرض و معروض اور گفتگو
جس طرح کسی زندہ کامل انسان سے۔ حجابات اس معاملہ میں حائل نہ ہوتے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ اولیاء
سے استغاثہ فرمایا درال حالیکہ آپ اس مزار پر حاضر نہ ہوئے۔ یہ عدم حاضری حجاب نہ بن سکی۔ یوں محسوس ہوتا تھا

وما ذون اور متصرف بامر اللہ کے حضور حاضر ہو کر استغاثہ کیا ہے۔ جس کی قبولیت میں کسی کو شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہتی۔

برصغیر پاک و ہند میں آپ جن مزارات پر عموماً تشریف لے جاتے ان میں سے چند ایک یہ ہیں جمیر، بریلی، دہلی، بمبئی، سورت، کانھیاواڑ، بہار، گجرات (بھارت)، بنارس، بدایوں، مراد آباد، رچھا، تلہر، احمد آباد، مین پور، بنگال، گورداسپور (بھارت) و دیگر متعدد مقامات کے مزارات۔

پاکستان میں حضرت داتا گنج بخش، میراں حسین زنجانی، شاہ ابوالعالی، شاہ محمد غوث قادری، میاں میر (لاہور میں)، بارگاہ پاکپتن، اوج، ملتان، چشتیاں، ہری پور، حیدر آباد، کراچی، گجرات، شرقیور، ٹھٹھہ، قصور اور دیگر مقامات کے اولیاء اللہ کے مزارات۔

قیام بریلی کے دوران آپ بلا تادمہ مزار پر انوار حضور اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا رضی اللہ عنہما پر حاضری دیتے اور قیام پاکستان کے بعد مہینہ میں ایک بار بالالتزام دربار حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ میں حاضری دیتے۔ کبھی یہ حاضری دو سے زیادہ مرتبہ بھی بڑھ جاتی۔ دربار داتا کی حاضری جس کیف اور حضور سے ہوتی اس کا احوال الفاظ میں بتانا ناممکن نہیں۔ صاحب بصیرت اور روشن ضمیر حضرات ہی کچھ اس کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء میں (جب کہ آپ کی عمر شریف چالیس برس کے قریب تھی) احمد آباد (بھارت) میں دیوبندی مولوی سلطان حسن علمائے اہل سنت کو بار بار مناظرہ کا چیلنج دے رہا تھا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ اس مقابلہ کے لئے احمد آباد پہنچ گئے۔ مخالفین نے اشتعال پھیلا کر خود ہی حکام تک رپورٹ پہنچادی کہ نقض امن کا خدشہ ہے، اس لئے مولانا سرور احمد کو شہر بدر کر دیا جائے۔ مگر شان خداوندی خود دیوبندی ہی خائب و خاسر ہوئے۔ اس واقعہ میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا جلال علمی اور سیدنا غوث اعظم اور حضرت شاہ عالم (احمد آباد) علیہما الرحمہ سے استمداد نے اپنا اثر دکھایا پورا واقعہ اس سفر کے شریک سفر مولانا محمد شفیع حیدری، خطیب نادرہ ضلع راولپنڈی سے سنئے۔

”..... ان دنوں (۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء) احمد آباد میں فریق مخالف کے مفتی سلطان حسن کے

جلے بھی ہو رہے تھے۔ ایک رات اہل سنت و جماعت کا جلسہ نہایت دھوم دھام سے ہو رہا تھا۔ اور حضرت شیخ الحدیث عشق رسالت میں مخمور ہو کر نہایت پر جوش تقریر فرما رہے تھے۔ اسی اثناء میں آپ کے پاس ایک رقعہ پہنچا۔ جس میں لکھا تھا کہ مفتی سلطان حسن نے تھانہ میں رپٹ درج کرائی ہے کہ مولوی سردار احمد کو شہر بدر کیا جائے، کیوں کہ فساد کا خطرہ ہے۔ آپ نے یہ رقعہ پڑھ کر حاضرین سے فرمایا۔ سنو! اس رقعہ میں لکھا ہے کہ مفتی سلطان حسن نے ہمارے خلاف تھانہ میں رپورٹ درج کرائی ہے، اور ہم اس کے خلاف دربار شاہ عالم (احمد آباد کے ایک مشہور بزرگ) اور دربار غوث اعظم میں رپورٹ درج کراتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے حزر شریف کی طرف رخ کر کے فرمایا۔ ”اے حضور شاہ عالم! میں آپ کے دربار میں رپورٹ درج کراتا ہوں کہ سلطان حسن کو شہر بدر فرمادو“۔ اور پھر اسی طرح بغداد شریف کی طرف منہ کر کے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں عرض کیا اور اس کے بعد حاضرین سے فرمایا کہ مفتی سلطان حسن نے بھی رپورٹ درج کرا دی ہے اور ہم نے بھی یہ دور پورٹیں درج کرا دی ہیں۔ اور ان کا نتیجہ کل اسی وقت اسی جگہ اسی جلسہ میں سنایا جائے گا۔“ کل عام لوگ اسی وقت اسی مقام پر آ کر فیصلہ سن لیں۔“

اس کے بعد آپ نے مسلسل تقریر شروع فرمادی اور جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ صبح ہوتے ہی یہ اطلاع

جانے مفتی سلطان حسن کو کیا ہوا کہ یوریا بستر باندھ کر پہلی ٹرین پر احمد آباد سے چلے گئے۔ شہر میں جوان کے پروگرام وہ دھرے۔ دھرے رہ گئے ہیں۔ رات کو اسی جگہ پر اہل سنت و جماعت کا جلسہ کمال شان و شوکت سے ہو رہا تھا۔ آپ گزشتہ رات کی طرح پر جوش تقریر فرما رہے تھے۔ اس دوران میں ایک رقعہ آیا جس میں یہ لکھا تھا کہ کل کا فیصلہ سن لیں۔“ فرمایا۔

”ٹھیک ہے لو اب فیصلہ سنو۔ فیصلہ یہ ہے کہ شہر میں مفتی سلطان حسن کے اشتہارات لگے ہوئے ہیں۔ پروگرام چھپے ہوئے ہیں۔ لیکن مفتی سلطان حسن شہر میں موجود نہیں ہیں۔ حضور غوث اعظم اور

سرکار شاہ عالم نے خدا کے فضل سے انہیں شہر بدر کر دیا ہے۔ اور فقیر، جس کے خلاف مفتی سلطان حسن نے تھانے میں رپورٹ کرائی تھی، کل کی طرح آج بھی تقریر کر رہا ہے اور آپ کے سامنے کھڑا ہے۔ اب خود سمجھ لو کہ تھانے والوں کی طاقت زیادہ ہے، جس سے مفتی سلطان حسن نے مدد مانگی تھی یا اللہ والوں کا تصرف زیادہ ہے، جن کے دربار میں ہم نے رپورٹ کرائی تھی۔“ آپ کے اس ارشاد پر مجمع بڑپ گیا اور نعرہ ہائے تکبیر و رسالت، نعرہ غوثیہ اور مولانا سرور احمد زندہ باد کے پُر جوش نعروں سے شہر گونج اٹھا۔“ (۳)

مسلمان اولیاء اللہ سے استمداد کرتے ہیں اور اولیاء اللہ باذن اللہ ان کے امور میں متصرف ہوتے ہیں۔ لیکن جس شان اور اعتماد سے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے حضور غوث پاک اور حضرت شاہ عالم (احمد آبادی) کے حضور استمداد فرمائی وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اولیاء کاملین سے آپ کو ایک خصوصی نسبت حاصل تھی۔ جس پر آپ کا پر اعتماد انداز شاہد ہے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے تلامذہ و مریدین میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہو جو آپ کی معیت میں دربار سرکار حضور داتا گنج بخش قدس سرہ میں حاضر نہ ہوا ہو۔ آپ کثرت سے دربار شریف کی حاضری دیتے۔ آپ کا ہر متوسل، جس نے آپ کی معیت میں دربار حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ میں حاضری دی ہے، آپ کی حاضری کے وقت آپ کے احوال کا محققہ بیان کرنے سے قاصر ہے ایسا محسوس ہوتا تھا، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ دربار حضور داتا میں آکر اپنے احوال بیان فرماتے ہیں۔ حضور داتا سے عرض و معروض کرتے ہیں، اپنے مخلصین کے حوائج باذن الہی ان سے عرض کرتے ہیں، بعض امور میں سفارش کرتے ہیں اور حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ سے بلا واسطہ کلام کرتے ہیں۔ ان سے ہدایات لیتے ہیں۔ بایں ہمہ ضبط آپ کا شعار تھا۔

بقیۃ السلف قدوة العلماء العارفین مولانا مفتی عزیز احمد قادری بدایونی، لاہور نے ایک ملاقات پر فرمایا۔

”حضرت مولانا شیخ الحدیث قدس سرہ روحانیت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ دربار داتا گنج بخش قدس سرہ میں اکثر حاضر ہوتے۔ خاص طریقہ سے مراقبہ فرماتے۔ وہیں سے فیض پاتے۔ ان کا مدرسہ حضرت داتا صاحب کے اشارے سے قائم ہوا۔“ (۴)

چند واقعات کا تذکرہ پڑھے اور خود اندازہ لگائیے۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ روحانیت کے کس اعلیٰ فائز تھے اور اولیاء اللہ اور ان کے مزارات سے انہیں نسبت خصوصی کس درجہ کی تھی۔
صوفی اصغر علی رضوی، فیصل آباد اپنی یادداشت میں لکھتے ہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت شیخ الحدیث قبلہ دربار داتا کی حاضری کے لئے لاہور تشریف لے گئے۔ میں بسوں کا اڈا سرانے میں ہوتا تھا۔ آپ اڈا سے تانگہ پر سوار ہو کر راستہ لنڈا بازار روانہ ہوئے۔ جب تانگہ لہو میں آیا تو ایک مست حال مجذوب نے تانگہ روک لیا۔ پانچ منٹ تک خاموشی سے وہ مست تانگے کے آگے کھڑا رہا۔ بعد پیچھے ہٹ گیا۔ تانگہ چل پڑا۔ ہمارے ایک پیر بھائی نے اس مست سے دریافت کیا کہ کیا بات ہے بولے نہ حضرت صاحب نے کچھ فرمایا۔ مجذوب نے آنکھیں لال کیں اور فرمایا کہ آپ کو کیسے جرات ہوئی پوچھنے تم قبلہ شیخ الحدیث کے مرید نہ ہوتے تو ابھی آپ کو زمین میں غرق کر دیتا۔ ہمارے پیر بھائی نے عرض کی کہ میری صدقہ، بتادو۔ مجذوب نے فرمایا: اچھا ہمیں حلوا کھلاؤ ہمارے پیر بھائی نے قریبی حلوائی کی دکان سے حلوا لیا۔ کے نذر کیا۔ مجذوب نے حلوا کھانے کے بعد فرمایا کہ میری ڈیوٹی سرکار داتا شہر لاہور سے باہر لگادیتے ہیں۔ باہر جاتا ہوں تو اداس ہو جاتا ہوں۔ تیرے پیر کی سرکار داتا سے گفتگو ہے۔ میں نے انہیں عرض کر دیا ہے کہ جتنی سرکار داتا سے گفتگو ہو تو میرے بارے میں بھی عرض کر دینا کہ میری ڈیوٹی شہر لاہور سے باہر نہ لگائی جائے۔ آج مجھے کہہ گئے ہیں کہ میں سرکار داتا کے حضور عرض کر دوں گا۔ اور انہیں منالوں گا، جب آپ لائل پور واپس تشریف لائے اس مرید کو حجرہ میں طلب فرمایا اور اسے فرمایا کہ ارے بندہ خدا! تو لاہور میں لنڈا بازار میں مست سے کیا پوچھنے لگا کیا ہم پر اعتماد نہیں خیر دار! آئندہ کسی مست آدمی سے ایسی حرکت نہ کریں۔ مجذوب اپنی مرضی کا مالک ہوتا ہے۔

(۴) روایت مولانا مفتی عزیز احمد بدایونی، لاہور، ۲۱ صفر ۱۳۰۵ھ

(۶) قلمی یادداشت صوفی اصغر علی رضوی، فیصل آباد مجرہ ۲۹ ربیعہ ۱۳۰۵ھ

اسی نوعیت کا ایک اور واقعہ صوفی بابا فرزند علی خادم حضرت شیخ الحدیث، حال مقیم اڈاپنواں ضلع شیخوپورہ مولانا غلام رسول، سمندری والے کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ شب برات کی رات تھی، آدھی رات گزرنے کے بعد مولانا غلام رسول سمندری والے حاضری کے لئے دربار شریف (حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ) آئے۔ میں نے عرض کی، مولانا! کچھ سنا دیجئے۔ فرمانے لگے شب برات کی رات ہے، سحری کا مبارک وقت ہے، پیر طریقت کے دربار میں حاضر ہوں اور مسجد بھی ہے اس لئے آنکھوں دیکھی کہوں گا۔ ایک دفعہ سرکار محدث اعظم رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سرکار داتا صاحب حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ سرکار نے دعا شروع فرمائی۔ گرمی کی وجہ سے پیاس تھی۔ خیال کیا کہ دعا سے فارغ ہو کر سرکار میں لسی کے لئے عرض کرتے ہیں۔ اتنے میں ایک اجنبی شخص حاضر ہوا۔ اور پاؤں میں گر کر زار و قطار رونے لگا۔ سرکار نے اس کے سر پر دست شفقت پھیرا اور فرمایا۔ ”ہو جائے گا۔ کروادیں گے“

اتنا فرماتا تھا وہ خوشی سے اٹھا اور چلتا ہوا۔ ہمیں حیرت اور تعجب ہوئی کہ اس آنے والے نے بتایا تو کچھ بھی نہیں اور سرکار نے خود ہی فرمادیا۔ ”ہو جائے گا کروادیں گے۔“

یہ کیا بات ہے؟ اس میں ضرور کوئی راز ہے۔ ہم نے اس اجنبی کا تعاقب کیا اور اس کے قریب پہنچ کر آواز دی۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور دیکھتے ہی کہنے لگا: ”لسی پینی ہے؟“

ہم حیران ہوئے کہ ہم تو اس کا درد پوچھنے آئے ہیں اور یہ ہمارے درد کی دوا بتا رہا ہے۔ بے اختیار منہ سے نکل گیا۔ ”لسی نہیں پینی“ ہماری بات ابھی پوری نہ ہونے پائی، فوراً بولا۔ ”پینی بھی ہے اور جھوٹ کہہ رہے ہو۔“

ہم نے کہا، بھئی یہ تو بتا کہ یہ ماجرا کیا ہے؟ آپ نے سرکار سے کچھ بھی نہیں فرمایا، صرف قدموں پر گر کر رونا شروع کر دیا اور سرکار نے بجائے کچھ دریافت کرنے کے اپنا دست شفقت تمہارے سر پر پھیرتے ہوئے فرمایا۔ ”ہو جائے گا، کروادیں گے“ یہ کیا معاملہ ہے؟ بڑے اصرار کے بعد وہ کہنے لگا کہ بات یہ ہے کہ میں اس علاقہ کا ابدال ہوں۔ سرکار داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہماری ڈیوٹیاں بدل رہے تھے۔ میرا جلالہ سندھ فرمادیا۔ میں آپ کے حضور رہنا چاہتا ہوں۔ میری قسمت کا ستارہ چمکا کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب تشریف لے آئے۔ سرکار داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جتنی بات

طاری تھی جس کی وجہ سے کلام کو سمجھنا میرے بس سے باہر تھا۔ بہت حق کا غلبہ اس قدر طاری ہو گیا کہ اب مجھ سے حرکت کرنا سلب ہو گیا۔ اب مجھے صحیح اندازہ نہیں کہ یہ کلام کتنی دیر جاری رہا۔ البتہ اتنا محسوس ہوتا ہے کہ کافی دیر گزری۔ بعد ازاں آپ دربار سے واپس ہوئے تو مجھے نیم ہوش، بے حس پڑا پایا۔ آپ کی واپسی کی برکت سے مجھے ہوش آیا اور وہیں ٹھننے کے قابل ہوا، واپس آ کر آپ نے فرمایا، مولا کریم نے اولیاء کا ملین کی برکت سے آپ کی جان کی حفاظت فرمائی ہے ورنہ ایسے موقعوں پر اکثر جان جاتی رہتی ہے۔ دو شخصوں کی گفتگو کے درمیان مداخلت کرنا شرعاً جائز نہیں۔ چہ جائے کہ آپ نے فقیر کی حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ سے کلام میں مداخلت فرمائی۔ بعد ازاں میری زندگی بچے رہنے پر خود نیاز دلائی اور فرمایا۔

”آپ کو سردار احمد کی دین کی خدمت پسند نہیں۔ اگر آپ کو میرا کچھ وقت اور رہنا پسند ہے تو میری زندگی میں آپ اس واقعہ کا اظہار ہرگز نہ کریں۔“

شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے توبہ کی۔ مجھے احساس ہوا کہ اولیاء کا ملین کے کاموں میں مداخلت کرنا اور ان کی ٹوہ میں لگنا سخت غلطی ہے۔ اب میں نے عہد کر لیا کہ اس واقعہ کو آپ کی حیات ظاہری میں کسی سے بھی بیان نہ کروں گا۔ آج آپ کے وصال کو عرصہ ہو چکا ہے اس لئے اب واقعہ کو بیان کر رہا ہوں۔ اس روز مجھے محسوس ہوا کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ صرف عالم ہی نہیں عرفان کے اعلیٰ مقامات طے کئے ہوئے ہیں۔ (۷)

اس واقعہ کی تصدیق حضرت محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ کے قول سے ہوتی ہے۔ آپ کا وہ ارشاد دوبارہ پڑھئے۔

”پس اگر دادہ شود مرادے را چیزے بوساطت یکے از دوستان حق و مکنائے کہ نزد خدا در دور
نیاشد چنانچہ در حالت حیات بود.....“

ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد عنایت اللہ خطیب ساکن گلہ مل اور حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق خطیب گوجرانوالہ ایک

تقریر کے سلسلہ میں گرفتار کر لئے گئے۔ یہ دونوں حضرات گوجرانوالہ جیل میں تھے۔ ضمانت کے لئے جہاں کورٹ میں اپیل دائر تھی۔ تاریخ سماعت سے ایک دن پیشتر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ لاہور، دربار داتا پر حاضر ہوئے۔ سائیکل سے مولانا صاحبزادہ عزیز احمد بھی ہمراہ ہو گئے۔ حضرت موصوف حسب عادت رات دربار پر رہے۔ دربار کی مباحثہ مسجد میں کافی دیر تک خواتین ہوتی رہی۔ نعت خوانی کے بعد آپ نے نہایت پر اعتماد لہجہ میں یہ اشعار پڑھنا شروع کئے۔

☆ تمنا ہو پوری جو فرمائیں حضرت
کہ صادق، عنایت کو چھٹی ملی ہے
☆ تیرے صادق، عنایت دوڑے آئیں
کرم تیرا اگر باذل ہو یا غوث

خدا کی شان کہ صبح تاریخ تھی۔ اسی دن دونوں حضرات ضمانت پر رہا ہو گئے یہ حضور غوث پاک اور حضور داتا بخش قدس سرہ سے استغاثہ کی برکت تھی۔ (۸)

حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ سے خصوصی روحانی تعلق کا ہی نتیجہ تھا کہ آپ کے جنازہ میں حضور داتا نے شرکت فرمائی۔ (۹)

اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری کے وقت آپ پر انوار و تجلیات اور فیوض و برکات کی بارش کس قدر ہوتی۔ ان کو الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ اس کا اندازہ اس ایک واقعہ سے کیجئے۔ جو مولانا محمد شفیع حیدری خطیب نارواری اور لینڈی کو پیش آیا۔ مولانا موصوف کے الفاظ میں واقعہ پڑھے۔

”جب فقیر حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ احمد آباد (بھارت) پہنچا۔ تو آپ نے سب

(۸) مولانا صاحبزادہ عزیز احمد کا مضمون، مندرجہ جفت روزہ محبوب حق لائل پور۔ ۱۳ نومبر ۱۹۶۳ء۔ ص ۲۱

(۹) مولانا سید فیض الحسنین آلونہار، روزنامہ غرب لائل پور۔ ۹ مارچ ۱۹۶۳ء۔ ص ۳

سے پہلے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضری دی۔ اس وقت فقیر آپ کے بائیں جانب کھڑا تھا۔ حاضری کے دوران فقیر کے قلب پر فیض کا ایک ایسا شعلہ نمودار ہوا کہ جس کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ کیسا نور تھا۔ اور اس کی چمک ولذت کا کیسا عالم تھا۔ یہ سب کچھ حضرت شیخ الحدیث کا صدقہ تھا اور ان کی معیت کی برکت سے مجھ کو یہ حصہ نصیب ہوا۔ جن کے صدقہ میں فقیر پر اس قدر فیضان ہوا۔ ذرا اندازہ فرمائیے ان پر حضرت شاہ عالم کا فیضان کس قدر ہوا ہوگا۔“ (۱۰)

یاد رہے کہ حضرت سراج الدین محمد شاہ عالم المعروف بہ ابوالبرکات نویں صدی ہجری کے اولیاء کا ملین میں سے ہیں۔ ان کا وصال ۸ جمادی الاخری ۸۸۰ھ بروز شنبہ ہوا۔ احمد آباد (بھارت) میں ان کا مزار مرجع خلائق ہے۔ (۱۱)

ملک کے ممتاز اویہب اور دانشور جناب عنقرضا صابری، لاہور، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے شاگرد ہیں اور نہ ہی مرید۔ مگر انہیں آپ کی مجالس اور درس حدیث کے حلقہ میں اکثر بیٹھنے کا موقع ملا ہے، نہایت ناقدانہ نظر رکھتے ہیں۔

(۱۰) روزنامہ عوام الاہل پور۔ ۸ مارچ ۱۹۶۳ء ص ۲

(۱۱) شہزادہ داراشکوہ نے ان کے احوال یوں لکھے ہیں۔

”آپ کی کنیت ابوالبرکات اور نام محمد بن قلوب عالم ہے۔ اپنے والد ماجد کے خلف صادق اور وظیفہ رشید و مرید ہیں۔ صاحب کشف و کرامات اور مقامات عالیہ کے حامل تھے۔ ظاہر و باطن میں اپنے وقت کے سردار تھے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کا حلیہ شریف آنحضرت ﷺ کے حلیہ مبارک سے بہت مشابہ تھا اور آپ کی عمر اور والدین نیز ذریعہ کا نام بھی آنحضرت کے والدین و عمر سے مطابق تھا۔

روایت ہے کہ ایک بوڑھی عورت آپ سے بیعت تھی۔ اس کا ایک بیٹا تھا۔ جس کی عمر چار پانچ سال تھی، جو بیمار ہو کر فوت ہو گیا۔ وہ ضعیف اس کی جدائی اور فراق میں اس درجہ مجیدہ تھی کہ فریاد عالم میں اس نے آپ کا دامن پکڑ لیا اور گڑا گڑا شروع کیا کہ جب تک میرا لڑکا مجھے نہیں مل جائیگا۔ میں آپ کا دامن نہیں چھوڑوں گی۔ جب اس کا گریہ و تضرع حد سے بڑھا۔ آپ نے اس کو تلی دی اور اندر تھریف لے گئے۔ آپ کا بھی ایک لڑکا تھا، جو چھوٹا تھا۔ اس کو گود میں اٹھا کر اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور دعا کی کہ خدا یاہ لڑکا نہیں، یہ لڑکا۔ اسی وقت آپ کا لڑکا فوت ہو گیا۔ پھر آکر اس ضعیف سے فرمایا۔ جا تیرا لڑکا زندہ ہو گیا۔ جب وہ عورت گھر گئی۔ اپنے لڑکے کو زندہ پایا۔ آپ کی ولادت سے ۸۱۷ھ کو ہوئی اور وفات شنبہ کی شب ۲۰ جمادی الاخری ۸۸۰ھ کو ہوئی عمر شریف ۶۳ سال پائی۔ مزار مبارک شہر احمد آباد میں ہے۔“

(سقیہ اولیاء اور ذوق مطہر انٹرنیشنل پریس کراچی (۱۹۵۹ء) ص ۱۵۵، ۱۵۶)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے دوسرے حج سے متعلق جو کچھ لکھتے ہیں انہیں کے الفاظ میں پڑھے۔ اگرچہ اس تعلق آپ کا حضور سید و سرور عالم ﷺ کے ہاں مرتبہ کا پتہ چلنا ہے، تاہم ضمناً سید العارفین حضرت داتا گنج بخش علی قدس سرہ العزیز سے آپ کی نسبت روحانی مترشح ہوتی ہے۔ جناب عنصر صابری کے مضمون ”خوشبو کا سفر“ اقتباس پڑھے۔

”انارکلی بازار (لاہور) کے لوہاری گیٹ کے چوراہے کے ایک کونہ میں اخبارات کا ایک شال ہے یہ شال اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اس پر اضلاعی اخبار، جن میں فیصل آباد کے غریب، سعادت، ڈیلی بزنس اور کنگال تک ہوتے تھے۔ ایک دن کنگال فیصل آباد کی شہ سرنخی تھی۔

”مولانا سردار احمد، مکہ معظمہ میں گرفتار کر لئے گئے۔“ (۱۲)

میں کنگال اخبار سے لے کر تمام معروف اخبار لے کر (پنجاب یونیورسٹی) ہوسٹل جانے کی بجائے اپنے دوست کے ہمراہ ہولیا۔ ان کی والدہ نے ہمارے لئے نہایت ہی عمدہ اور طرح طرح کے کھانے تیار کر رکھے تھے۔ دوسرے دوست، جنہوں نے آنا تھا وہ نہ آئے۔ ان کا انتظار کرتے رہے۔ کھانا کھانے سے جی بھر گیا۔ شام کے قریب سب باری باری معذرت کے لئے آئے۔ تو دعوت شروع ہوئی۔ وہی کھانا جو ان کا مقدر بن چکا تھا، کھانے کے بعد، سعودی حکومت کو کوسٹے رہے۔ رات ایسا ہوا کہ وہاں میں لیٹ گیا۔ بار بار اخبار کی سرنخی اور مفصل خبر ذہن میں گھومتی رہی۔ بہت سے مفکر، صوفی اور صاحبِ دل تو شب خیزی کی تعریف کرتے ہیں۔ مگر میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ شب خیزی نہیں، نیند میں میرے نصیبہ نے یاوری کی، کیا دیکھتا ہوں کہ آقائے نامدار مدنی تاجدار فرخ رسل ﷺ، جن کے چہرہ اقدس کو دیکھنے کی تاب نہ ہے، آپ اپنے دائیں بازو میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ بلکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بائیں بازو میں اسی جسامت

(۱۲) نوٹ: اس بے بنیاد اور شراغیز ثر اور اس کے محرکات کا بیان حج کے باب میں گذر چکا ہے۔ فقیر قادری علی عنہ

کی شخصیت یعنی جسم کے اعتبار سے اسی قدر ہیں، حضرت مولانا محمد سردار احمد کو لئے ہوئے۔ شاہ عالمی اور موچی دروازہ کے درمیان باغ کے درختوں کے اوپر بلند یوں میں پرواز کرتے جا رہے ہیں..... ذہے مقدر..... ”خدایا میں کرم بادگر کن“ (۱۳)

اس واقعہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ان نفوس قدسیہ میں سے ہیں، جنہوں نے اپنی ذات و صفات کو نبی کریم ﷺ کی ذات و صفات میں فنا کر کے بقا و دوام حاصل کر لیا ہے۔ ان کی ذات و صفات حضور اکرم ﷺ کی ذات و صفات سے قائم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت شیخ الحدیث ان محفوظ عن الخطا حضرات کی طرح اپنی زندگی میں بحمدہ تعالیٰ خطا سے محفوظ رہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

(۱۳) ”خوشبو کا سزا“ از قلم حضرت صابری، ایم۔ اے، چاہ میراں، لاہور

اسی نوعیت کی ایک سرگزشت حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ نے اپنی معروف تصنیف کشف المحجوب میں ذکر کی ہے۔ لکھتے ہیں۔

”من کہ علی بن عثمان الجلابی ام رضی اللہ عنہ بتمام یوم ہر سرروضہ بلال مؤذن پیغامبر ﷺ خفت یوم، خود را بیکہ دیدم اندر خواب کہ پیغامبر ﷺ از باب بنی شیبہ اندر آمد و میرے را در کنار گرفت، چنان کہ اطفال را کہیزند، من پیش وے دیدم و پر پشت پائش یوسد اوم، و اندر توجب آں یوم تا آں بیز کیست۔ دے حکم اعجاز بر باطن و اندیشہ من مشرف شد۔ و مرا گفت ایں امام تست و اہل دیار تو، یعنی ابو صفیہ، و مرا ازین خواب امید بزرگ ست و باہل شہر خود ہم دور ست شد ازین خواب مرا کہ دی۔ کیے از آناں یوہ است کہ از اوصاف طبع فانی یوہ اند و با حکام شرع باقی و بدو قائم، چنان کہ برندہ وے پیغامبر ﷺ یوہ است و اگر وی خود رفتی باقی الصفت بودی و باقی الصفت یا تجلی بود یا مصیب، چون برندہ وی پیغامبر ﷺ فانی الصفت باشند بقاء صفت پیغامبر ﷺ و چون بر پیغامبر خطا صورت گنید دہرا بیکہ بدو قائم یوہ ہم گنید و ایں رمز لطیف است“

حاصل کلام یہ ہے۔ میں (داتا گنج بخش) علی بن عثمان جلابی (بخاری رضی اللہ عنہ) ایک مرتبہ حضرت بلال مؤذن رسول اللہ ﷺ کے مزار واقع ملک شام پر سوار تھا۔ خواب میں دیکھا کہ میں ملک معظمہ میں ہوں حضور ﷺ باب بنی شیبہ سے تشریف لائے اور ایک بوڑھے آدمی کو اس طرح گود میں لئے ہوئے تھے، جیسے لوگ شفقت سے بچوں کو اٹھا لیتے ہیں۔ میں نے آگے بڑھ کر قدم پوسی کی۔ حیران تھا کہ یہ پیرا نہ سال آدمی کون ہے۔ حضور ﷺ نے میرے دل کی بات سمجھی اور فرمایا، یہ حیرانم اور حیرتے اپنے دیار کا رہنے والا ابو صفیہ ہے۔ مجھے اس خواب سے معلوم ہو گیا کہ امام ابو صفیہ ان لوگوں میں سے تھے جو اوصاف طبع میں فانی اور احکام شرع سے باقی اور قائم ہیں۔ یہ حقیقت اس امر سے ظاہر ہے کہ حضور ﷺ آپ کو اٹھا کر لائے۔ اگر وہ خود چل کر آتے تو باقی الصفت ہوتے۔ باقی الصفت لوگ منزل کو پا بھی سکتے ہیں اور منزل سے ہٹک بھی سکتے ہیں۔ چونکہ حضور ﷺ نے ان کو اٹھایا ہوا تھا، یقیناً ان کے ذاتی صفات فنا ہو چکے تھے اور حضور ﷺ کے صفات کے ساتھ صاحب بقا تھے۔ حضور علیہ السلام خطا سے بالاتر ہیں اور یہ ناممکن ہے کہ جسے ان کا بہار انصیب ہو وہ خطا کا ہر گنہگار ہو سکے۔ یہ ایک لطیف رمز ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ اس واقعہ میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ سے تعلق اور مناسبت کا پتہ ملتا ہے۔

اس خواب میں جناب عنصر صابری کے لئے لطیف اشارہ تھا کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ حضور اکرم ﷺ حفاظت میں ہیں۔ انہیں دنیا کی کوئی طاقت گزند نہیں پہنچا سکتی۔ اس خواب کے بعد جناب عنصر صابری اپنی سرگرمیوں ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

”بالآخر آپ کی واپسی زیارت مدینہ منورہ کے بعد ہوئی۔ حج و زیارت روضہ رسول اکرم ﷺ سے واپسی اور فیصل آباد میں آمد کی خبر اخبارات میں شائع ہوئی۔ دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ اڑ کر فیصل آباد چلا جاؤں۔ مگر کچھ ایسی مجبوری آڑے آئی کہ نہ جاسکا۔ دوسرے دن آپ کو جلوس کی شکل میں اسٹیشن سے جامعہ رضویہ لایا گیا۔ میں تصور کی دنیا میں اس جلوس کو دیکھتا رہا۔ کچھ دنوں بعد حضرت مولانا کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ درس دے رہے تھے۔ درس دیتے ہوئے فرمایا ”خوب رہی، یہ سوچتے رہے کہ جلوس میں ملاقات کا مزانہ آئے گا۔ کیونکہ رش ہوگا۔..... اچھا ہوا آپ آگئے۔“ پھر آپ درس میں مشغول ہو گئے۔ میں اپنی جگہ سے آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہوا آپ کے قریب ہو گیا اور دل میں سوچا کہ خواب کے واقعہ کو زبان پر لایا جائے۔ میں کچھ کہنا چاہتا تھا کہ آپ نے اپنی انگشت شہادت اپنے منہ پر رکھ کر مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ میں نے خیال کیا کہ میں درس میں مداخلت کر رہا ہوں۔ شاید اس لئے آپ نے منع فرمایا ہے۔ دوسری مرتبہ پھر کوشش کی۔ تو آپ نے منع فرمادیا۔ درس کے بعد فارغ ہو کر فرمایا۔ ”اگر آپ نے کچھ دیکھ ہی لیا ہے تو ضبط فرمائیے۔“

لوگ پوچھتے ہیں کہ آپ اکثر محدث اعظم حضرت مولانا محمد سردار احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہو۔ حالانکہ ”رحمۃ اللہ علیہ“ لکھنا چاہئے..... جس آنکھ نے انہیں حضور ﷺ کے ساتھ ان کے جلو میں دیکھ لیا اس پر لازم آتا ہے کہ وہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی لکھے۔“ (۱۳)

﴿ مقبولیت عامہ ﴾

ارشاد ربانی ہے۔

إِنَّ الدِّينَ أَمَنٌ أَوْ عَمَلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا (۱)

بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے عنقریب ان کے لئے رحمن محبت کر دے گا، یعنی اسے اپنا محبوب بنائے گا اور اپنے بندوں کے دل میں ان کی محبت ڈال دے گا۔

محبوب کبریا حبیب مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد فیض بنیاد ہے۔

”إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ الْعَبْدَ نَادَى جِبْرَائِيلَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فَلَانَا فَاحْبِبْهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرَائِيلُ فَيُنَادِي جِبْرَائِيلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فَلَانَا فَاحْبِبُوهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ“ (۲)

یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو محبوب کرتا ہے تو جبریل سے فرماتا ہے کہ فلاں میرا محبوب ہے تو بھی اس سے محبت کر۔ جبریل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر حضرت جبریل آسمانوں میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کو محبوب رکھتا ہے، سب اس کو محبوب رکھیں۔ پھر زمین میں اس کی مقبولیت عام کر دی جاتی ہے۔

مولانا صدرالافاضل فرماتے ہیں۔

”مؤمنین صالحین واولیاء کاملین کی مقبولیت عامہ ان کی محبوبیت کی دلیل ہے۔ جیسے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سلطان نظام الدین دہلوی اور حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر

(۱) سورہ مریم، آیت نمبر ۹۶

(۲) رواہ البخاری۔ ج ۱ ص ۲۵۶، ج ۲ ص ۸۹۴ و مسلم بن ابی حریرہ رضی اللہ عنہ

سنائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر حضرات اولیاء کے کا ملین کی عام مقبولیتیں ان کی محبوبیت کی دلیل ہیں۔ (۳)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی مقبولیت عامہ یہ عالم تھا کہ جب بھی آپ اپنے کمرے سے باہر نکلتے تو راجم ہوجاتا۔ جمعہ کے روز نماز جمعہ کے بعد سنی رضوی جامع مسجد سے جب آپ واپس دولت کدہ تک آتے تو راجم دورویہ قطار میں کھڑے عقیدت مند مصافحہ کرنے میں مسابقت کرتے۔ لوگ اس کثرت سے جمع ہوجاتے کہ چہرہ کا یہ فاصلہ آپ کم و بیش ایک گھنٹہ میں طے کرتے۔ سفر و حضر میں مقبولیت کا یہی عالم ہوتا تھا۔

سفر میں ناواقف حضرات بھی آپ کے مقدس چہرہ کو دیکھ کر آپ کے گرد جمع ہوجاتے، اور بغیر کسی ظاہری کے یہ حضرات بھی آپ کی طرف کھچے چلے آتے۔ لاہور حضور داتا گنج علیہ الرحمۃ کی حاضری کے لئے جب آپ لاتے تو ریلوے اسٹیشن اور دربار پر لوگ ہجوم کی صورت میں آپ کے گرد جمع ہوجاتے تھے۔ دیکھنے والوں کو یوں ہوتا تھا کہ لوگ دیوانہ وار بے مقصد آپ کے گرد صرف زیارت اور حصول برکت کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ مگر درحقیقت اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں آپ کی محبت ڈال دیتا ہے۔ غرضیکہ آپ کے چہرہ انور کو دیکھ کر لوگ اپنی مصروفیات جاتے تھے۔

اسی طرح سال میں ایک دو مرتبہ آپ کو احباب و مخلصین کی دعوت پر کراچی، حیدرآباد، نواب شاہ، سکھر کے لئے سفر کرنا پڑتا۔ چونکہ ان علاقوں میں آپ کے عقیدت مند اور مرید کثیر تعداد میں تھے، ان کے اصرار پر آپ نہ کسی تبلیغی پروگرام میں شریک ہونا پڑتا تو فیصل آباد سے کراچی تک اسٹیشنوں پر ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ کی زیارت کے لئے منتظر ہوتے۔ خصوصاً خانیوال، ملتان کے علاقوں میں تو اکثر گاڑی لیٹ ہو جایا کرتی تھی۔ کیونکہ یہاں لوگ زبردستی گاڑی کو روک لیتے تاکہ آپ کی زیارت سے مستفید ہو سکیں۔ کراچی کے مہین حضرات بھی آپ کے عقیدت مند تھے۔ ان کی عقیدت کا یہ حال تھا کہ آپ کا پیغام بھی ان کو مل جاتا تو اسے سر آنکھوں پر جگہ دیتے۔

مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، لاہور فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کی امداد کے لئے کراچی جانا پڑا میں نے اپنے پروگرام کی اطلاع حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو دی۔ آپ نے مجھے جناب حاجی عبدالشکور مین کے نام ایک چٹھی دی۔ جب میں نے وہ چٹھی کراچی میں حاجی صاحب کو دی تو انہوں نے اس چٹھی کو نہایت عقیدت و احترام سے بوسہ دیا۔ آنکھوں سے لگایا اور پھر اپنے سر پر رکھا۔ اس وقت ان کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے پیغام کا یہ ادب و احترام دیکھ کر میں بہت متاثر ہوا۔ (۴)

قبولیت عامہ کی یہ کیفیت مولانا کریم نے آپ کو عنفوان شباب میں ہی عطا فرمادی تھی۔ جامعہ رضویہ بریلی کا یہ فاضل نوجوان مدرس اپنے وقت کے اکابر علماء کی صف میں شمار ہوتا تھا۔ پورے برصغیر میں اس کی مقبولیت و محبوبیت یکساں تھی۔ جہاں کہیں بھی تبلیغ کے لئے یہ فاضل نوجوان تشریف لے جاتا استقبالی جلوس اپنی آنکھیں بچھا دیتا۔ (۵)

ظاہر ہے کہ عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ عقیدت و محبت بھی بڑھتی رہی۔

جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد کے سالانہ اجلاس میں شرکاء کی کثرت و عقیدت حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی مقبولیت و محبوبیت کا نظارہ پیش کرتے تھے۔ علماء، فضلاء، مشائخ عظام، طلباء اور زندگی کے ہر شعبے سے متعلق عامۃ الناس آپ کے گرد یوں جمع ہوتے جیسے شمع کے گرد پروانے۔ ۱۳۷۹ھ/۱۹۶۰ء جامعہ رضویہ سالانہ جلسہ دستار فضیلت میں نبیرہ امام احمد رضا، حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی میاں پوری قدس سرہ (م ۱۱ صفر ۱۳۸۵ھ/۱۱ مئی ۱۹۶۵ء) زیب آستانہ عالیہ قادریہ رضویہ و مہتمم مظہر اسلام بریلی جلوہ فرما ہوئے۔ آپ نے جو کچھ دیکھا اسے لکھا۔ آپ کی تحریر کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

”اما بعد۔ فقیر بے بضاعت نے اس سال ۱۳۷۹ھ میں جامعہ رضویہ لائل پور کے جلسہ دستار فضیلت

(۴) قلمی یادداشت، مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، لاہور

(۵) مولانا سید محمد غوث اختر الحامدی، حیدرآباد نے تقسیم ہند سے قبل جوڈھ پور (بھارت) میں ایک جلسہ میں آپ کی تشریف آوری پر استقبالی جلوس کا

الفاظ میں نقشہ کھینچا ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مفت روزہ محبوب جن لائل پور۔ ۱۳ دسمبر ۱۹۶۳ء۔ ص ۱۹، ۲۰

میں شرکت کی سُبْحَنَ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ. وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، بریلی کے ایک لعل بے بہا کو لائل پور میں درخشاں دیکھا۔ جس کی آب و تاب سے پنجاب کو چمکتا ہوا پایا۔ اور جس شمع ہدایت کے گرد ہزاروں پروانوں کو تصدق ہوتے ہوئے دیکھا۔ وہ عظیم الشان مجمع، اہل حق کا، اہل سنت کا دیکھا۔ جس کی مثال اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس شریف میں دیکھتا ہوں۔ اور حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں نظر آتی ہے۔ ویسا ہی یا اس سے بدرجہا زائد۔

علماء، فضلاء، مشائخ، عوام و خواص، مجان رسول اللہ ﷺ اور فدایان حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اس نائب اعلیٰ حضرت خلیفہ حضرت حجۃ الاسلام، شمع ہدایت، فخر اہل بریلی، محدث بے مثال فقیہ باکمال کے گرد اگر مجتمع ہیں۔

یہ ثمرہ اخلاص کا ہے، یہ ثمرہ محبت اعلیٰ حضرت کا ہے۔ یہ نتیجہ ان تھک دینی خدمت کا ہے کہ شیخ الحدیث مولانا سردار احمد صاحب اَطَالَ اللّٰهُ عُمُرَهُ وَعَافَاهُ اللّٰهُ مِنْ جَمِيعِ الْمَعْنِ كَوَآجِ دِنْيَا رِضْوَانِ وَسَنِيَّتِ فِيْهِ وَوَه مَقَامِ حَاصِلِ هُوَ كَمَا فِيْ اَوْنِ كَا هَمِّ سِرِّ وَمَقَابِلِ نِيْسِ۔“ (۶)

نماز پنج گانہ کے بعد جب آپ اپنے وظائف سے فارغ ہوتے۔ پروانوں کا ارد گرد چمکنا لگ جاتا۔ زیارت کا مشتاق ہوتا۔ حالانکہ آپ باقاعدہ جماعت میں شامل ہوتے۔ پانچوں وقت نمازی اور حاضرین آپ کی زیارت سے مشرف ہوتے۔ پھر بھی ان کی سیری نہ ہوتی۔ مقبولیت و محبوبیت کا یہ عالم تھا کہ دورہ حدیث کے طلباء آپ کی زیارت کرتے اور آپ سے اسباق پڑھتے۔ دن رات کا معتد بہ حصہ آپ ان کے ساتھ گزارتے، مگر وہ گانہ نماز کے بعد آپ سے اسی طرح اشتیاق کے ساتھ ملاقات کرتے گویا پہلی بار ملاقات کر رہے ہیں۔

بارہا مشاہدہ میں آیا کہ آپ جمعہ کے لئے مسجد میں تشریف لا رہے ہیں اور عقیدت مندوں نے اپنی چادریں رومال اور دستاریں آپ کے رستہ میں بچھا دی ہیں، اس طرح یہ لوگ آپ سے نیاز حاصل کر رہے ہیں۔ حضرت الحدیث قدس سرہ کی مقبولیت عامہ کا اندازہ آپ کے وصال اور جلوس جنازہ میں ہوا۔ برصغیر اور حرمین طہین میں آپ کے وصال کا صدمہ محسوس کیا گیا۔ لاکھوں آنکھیں اشک بار ہوئیں۔ (۷)

(۶) قلمی تحریر مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی بریلوی، مہرہ ۲۲ شعبان العظمیٰ ۱۳۷۹ھ، مخزنہ کتب خانہ حضرت شیخ الحدیث

(۷) مکمل تفصیل آپ کے وصال کے باب میں موجود ہے فقیر قادری عثمانی عنہ

﴿ استقبال کا ایک یادگار منظر ﴾

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی مقبولیت عامہ کا یہ عالم تھا جہاں بیٹھ جاتے وہاں جلسہ بن جاتا، جدھر سے گذر جاتے جلوس بن جاتا۔ دور نزدیک آپ جہاں بھی تشریف لے جاتے اس علاقے کے عوام و خواص آپ کے استقبال میں پیش پیش ہوتے۔ لوگوں کو آپ کے استقبالی جلوسوں کا منظر آج بھی اچھی طرح یاد ہے۔

ذیل میں ہم صرف ایک استقبال کا نقشہ بلبل باغ مدینہ حضرت سید محمد مغرب احمد اختر الحامدی مقیم امریکن کوارٹرز حیدرآباد (سندھ) کے الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

سید اختر الحامدی نے ایک نوٹ ابتداء میں لکھا۔

حضرت مولانا الہکرم! السلام علیکم۔

مضمون ارسال خدمت ہے۔ یہ حضور والا (حضرت شیخ الحدیث) کے جو وہ پور (بھارت) کے ایک جلوس کا مختصر سا خاکہ ہے، سزا کار محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ ہر سال دسویں گیارہویں بارہویں ربیع الاول شریف یہاں کے لئے حضرت صدر الشریعہ کی طرف سے پابند کر دیے گئے تھے۔ حضور کی ایک یادگار تقریر کا عکس اور جلوس کا منظر، جو میرے دماغ میں محفوظ تھا، آج پیش کر رہا ہوں۔

”تاریک شب نے اپنی سیاہ چادر سمیٹی، عروس سحر نے زرتار آنچل منہ سے ہٹایا مست انگڑائی لیتے ہوئے شمار آلودنگاہیں کائنات پر ڈالیں۔ پوری دنیا بارہ سردی میں غرق ہوگئی۔ مطر بے نسیم قدرتی ستار پر دھیمے سروں میں گاتی، وجد کرتی، جھومتی جھامتھی، پھولوں کو نمود سحر کا پیغام دینے لگی۔ کلیاں مسکرا اٹھیں، غنچے کھل کھلا پڑے، طائران خوش الحان نے آمد صبح نو پر ایک دوسرے کو مبارک باد دی، مرغان چمن نے نعمات حمد و نعت، عالم رنگ و بو پر بکھیر دیئے۔ مؤذن نے اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ ہر ذی روح نے اس جان آفرین و حیات پرور پیغام کو الیک کہا۔ پوری زندگی بیدار ہوگئی۔

معبود حقیقی کو معبودیت کے جلوے کائنات کے ذرے ذرے میں نظر آنے لگے۔ کیا آج عید ہے؟ جی ہاں! آج عید ہے، غیر منقسم ہندوستان کے شہر جودھ پور کے مسلمانوں کی عید۔ آج دسویں ربیع الاول شریف ہے۔ صبح کا ذب سے قبل ہی محلہ جو بدازاں کے سنی مسلمان، رضوی صاحب ایمان باشندے بیدار ہو چکے ہیں، کوئی غسل کر رہا ہے۔ کوئی لباس تبدیل کر رہا ہے۔ لیجئے وہ مسجد سے پھر پیاری پیاری آواز بلند ہوئی۔

الْصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سُوْلَ اللّٰهِ. الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ (ﷺ)
کتنی کشش ہے ان نورانی الفاظ میں۔ الہی اکتنا پیارا نغمہ ہے یہ جو کانوں کے راستے دل کی گہرائی میں اترتا ہوا سارے جسم میں روح بن کر دوڑ جاتا ہے۔ یہ لطیف و نورانی اشارہ ہے کہ اب جماعت میں صرف چند منٹ رہ گئے ہیں۔ وہ دیکھئے، ایک سیلاب حسن و نور جو تمہید و ثنا بارگاہ معبود کی جانب اپنی عبدیت کا اقرار کرنے کے لئے رواں دواں ہے۔ لیجئے جماعت قائم ہو گئی۔ فرائض امامت جودھ پور کے مشہور حضرت انبی المعظم ریاض العلماء حضرت مولانا مفتی سید ریاض الحسن صاحب حسنی الحسینی حامدی رضوی دامت برکاتہم العالیہ انجام دے رہے ہیں۔ آپ کا شمار حضور پر نور مرشدی و مولائی امام حجۃ الاسلام علامہ شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ کے اجل و امجد خلفاء میں ہے۔ جماعت ختم ہوئی۔ آج کثیر اجتماع ہے مسجد میں چھوٹے بڑے بچے بھی کثیر تعداد میں اپنے ابا جان کے ساتھ جامع مسجد میں حاضر ہیں۔ پورے محلہ میں عجیب گہما گہمی، جگہ جگہ محرابیں سجائی جا رہی ہیں۔ محلہ کے چوک سے سٹیشن تک پورے راستے کو جھنڈیوں سے آراستہ کیا جا رہا ہے۔ ذرا سنئے نعرہ تکبیر و رسالت کی آواز سامعہ نواز ہوئی۔ سبحان اللہ اہل محلہ نے حضرت مفتی سید ریاض الحسن صاحب مدظلہ کو قادم جلوس چن لیا ہے۔ بے بجنے والے ہیں۔ اجیر شریف کی گاڑی ٹھیک بچے جودھ پور پہنچی ہے۔ انسانوں کا سیلاب عظیم زرق برق لباس میں ملبوس، ہاتھوں میں ہار پھول لئے ہوئے اپنے نئے نئے بچوں کو کاندھوں پر اٹھائے اسٹیشن کی جانب چل پڑا، نعرہ تکبیر

ورسالت سے نضا گونج رہی ہے۔ پیشانیوں پر مسرت و شادمانی کا نور آنکھیں تصور جلوہ دیدار سے مخمور، نضائیں نغمہ نعت سے معمور، یوں تو پورا ماہ ربیع النور ہمہ نور و عید نور ہے۔ مگر آج اس ربیع الاول ہی کے صدقے میں اللہ نے ہمیں ایک اور عید نور علی نور سے ہمکنار فرمایا ہے۔ یہ اسی عید کا خیر مقدم ہے۔

جو وہ پورا سٹیشن کا پلیٹ فارم کثرت اجتماع سے ایک چھوٹا سا شہر معلوم ہوتا ہے۔ آقاہ! یہاں تو شہر کی مشہور و مبارک ہستیاں پہلے ہی رونق افروز ہیں۔ غالباً ان بزرگوں نے نماز فجر بہین قریب ہی کی مسجد میں ادا فرمائی ہے۔ یہ ہیں سید مفتی ریاض الحسن صاحب و اختر حامدی کے نانا جان قطب الوقت حضرت علامہ مفتی حافظ قاری سید محمد راحت علی صاحب قادری جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) ان سے ملنے، یہ ہیں حضرت سلطان الواعظین علامہ سید عنایت لی صاحب قادری حامدی رضوی، یہ ہیں حضرت سید ریاض الحسن صاحب کے والد ماجد ہیں (علیہ الرحمۃ) ان سے ملاقات کیجئے، یہ ہیں ارسطوئے زماں، فخر الشعراء یا دگار داغ دہلوی حضرت مولانا حکیم سید اصغر علی صاحب اصغر حامدی رضوی (علیہ الرحمۃ) سید حضرت مفتی ریاض الحسن صاحب اور اختر حامدی کے ماموں جان ہیں، ان سے دست یوں ہو جائیے۔ آپ ہیں مناظر اسلام، شیر اہل سنت مداح خیر الامام، فصیح البیان حضرت علامہ کبیر احمد صاحب چشتی (علیہ الرحمۃ) یہی وہ بزرگ ہستیاں ہیں جن کے دم سے جو وہ پور جیسے پس ماندہ شہر میں سنیت کا چراغ روشن ہے۔ انہی حضرات کی کوششوں سے آج یہ شہر رضویت و بریلویت کا سرسبز و شاداب چمن بنا ہوا ہے۔ انہیں کے طفیل میں آج ہم اس عید کی مسرتوں سے ہمکنار ہو رہے ہیں۔

نضا نعرہ تکبیر و رسالت سے گونج اٹھی..... لیجئے سنگل ہو گیا۔ سب کی نگاہیں مشرق کی جانب بیتابانہ اٹھنے لگیں، رضوی آفتاب طلوع ہونے والا ہے۔ انجن کے وسیلے کی آواز سامعہ نواز ہوئی۔ پی..... پی..... پی۔ ہوشیار ہو جاؤ کہ تمہارا ”پی“ آ رہا ہے۔ پی؟ سب کا ”پی“ تم سب کا محبوب، تم سب کا

پیارا، اہل سنت کا سردار۔ نشاط و مسرت کی ہزاروں گھنٹیاں کانٹوں میں بجھے لگیں۔ دھویں کا غبارہ نظر آیا۔ غبارہ نے غبار کی شکل اختیار کی۔ غبار چھٹا۔ دو گاڑی نظر آئی۔ آج ٹرین بھی عجیب تمکنت و وقار سے خرماں خرماں چلی آ رہی ہے، ہجوم دوروویہ باادب ایستادہ ہو گیا۔

گاڑی بصد جاہ و جلال پلیٹ فارم میں داخل ہوئی۔ فضا نعرہ رسالت و نعرہ غوثیت سے معمور ہو گئی۔ ہجوم ہار پھول لئے باادب سیکنڈ کلاس کی درجہ کی جانب بڑھا۔ پہلی صف علمائے عظام کی ہے۔ جس کی قیادت اسٹیشن پر حضور قطب الوقت علامہ سید محمد راحت علی صاحب جیلانی (علیہ الرحمۃ) نے سنبھالی ہے۔ سیکنڈ کلاس کی کھڑکی کھلی۔ رضوی آفتاب نے اپنی نورانی شعاعوں سے پلیٹ فارم کو منور فرما دیا۔ پروانے شمع امجدی، چراغ حامدی پر نثار ہونے لگے۔ ایک پر ایک سہقت لے جانے کی کوشش کر رہا ہے۔ رضوی دلہا ماشاء اللہ ماشاء اللہ فرماتے جا رہے ہیں اور ایک ایک سے مصافحہ فرما رہے ہیں۔ سب سے مزاج پر سی ہو رہی ہے۔ بچوں کے سروں پر پیار سے دست شفقت پھیر رہے ہیں۔ علماء کرام نے بدقت بسیار لوگوں کے دلہانہ جوش عقیدت و محبت کو نہایت موثر الفاظ میں حسن تنظیم سے سنبھالا۔ ہجوم مؤدبانہ سیکنڈ کلاس سے لے کر باادب صف بھٹ کھڑا ہو گیا۔ سیکنڈ کلاس کا دروازہ کھلا، مصور نے اپنے کیمرے کی ٹوک پلک درست کی۔ کسی دنیوی قائد کی بے جان تصویر لینے والا فوٹو گرافر نہیں۔ مصور فطرت شاعر جس کے پاس مشینی کیمرہ نہیں، جس کے پاس قدرتی کیمرہ ذہنی کیمرہ ہے۔ جو آج اپنے لافانی مذہب حقہ اہل سنت و جماعت کے لافانی قائد کی جاندار حقیقی وابدی تصویر اپنے ذہنی کیمرے میں متعبط و محفوظ کر رہا ہے، (جس کی نقل آپ بھی دیکھ رہے ہیں) رضوی دولہا جلوہ آرائے پلیٹ فارم ہوا۔ پھولوں کی کثرت نے چہرہ انور کو چھپا رکھا ہے، سردار اہل سنت حضرت قبلہ سردار احمد زندہ باد رضوی دولہا زندہ باد۔ رضوی دولہا زندہ باد۔ یہ اختر الحامدی کی آواز تھی۔ پورے ہجوم نے اس نعرہ کی تکرار کی۔ ارے یہ ہے ہمارا رضوی دولہا۔ جی ہاں یہ ہے ہمارا رضوی دولہا۔ تہج میں اعلیٰ حضرت کا مظہر، حضور حجۃ الاسلام کائنات جگر، سیدنا مفتی

اعظم ہند کا نور یسر، حضور صدر الشریعہ کا پارہ دل، حضرت صدر الافاضل مفسر اعظم مراد آبادی کا سرمایہ صد افتخار، بریلوی کچھار کا شیرز، رضوی فوج کا سالار بڈر، شریعت کا پیکر، طریقت کا ماہ منور، معرفت کا مہر انور، حقیقت کا مظہر، ضیغ ملت، ہمدار اہل سنت، حضرت علامہ شاہ ابوالمنظور سیدنا شیخ الحدیث محدث اعظم محمد سردار احمد صاحب قبلہ رضوی حامدی چشتی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہی وہ پاکیزہ ہستی ہے جس کا جوہ پور والوں کو مدت سے انتظار تھا۔ وہ مقدس پیکر جس کے قدم چومنے کے لئے سر زمین مارواڑ بیقرار تھی۔ وہ تہرک شخصیت جس کی افضلیت و برتری کی دلیل آج کا یہ زبردست اجتماع ہے۔

زندہ باد اے سیدی سردار احمد زندہ باد

اے مجسم حق، مجسم سنیت پائندہ باد

و کٹوریہ پہلے ہی سے پھانک سے آگئی ہے۔ حضرت اس میں رونق افروز ہوئے، ساتھ ہی مقامی علماء کرام بھی تشریف فرما ہیں۔ تاگوں اور تیل گاڑیوں کی ایک لمبی قطار پیچھے پیچھے چل رہی ہے۔ نعت خوانی بھی ہو رہی ہے۔ راہ گیر اور عام لوگ بھی نعرہ تکبیر و رسالت کا جواب نعرہ تکبیر و رسالت سے دے رہے ہیں۔ تھانیت مصطفیٰ، عظمت سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثناء (کا) پرچم اڑاتا ہوا جلوس آہستہ آہستہ دارالعلوم یادگار اسحاقیہ حنفیہ محلہ چوہداراں پہنچ گیا۔ حضور شیخ الحدیث و کٹوریہ سے نیچے تشریف لائے۔ دارالعلوم کا ایک بڑا کمرہ حضور کے لئے پہلے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ گمرہ خوشبو سے معطر ہو رہا ہے۔ سامنے ایک مسند لگادی گئی ہے۔ رضوی دولہا کمرہ میں علماء کرام کے ساتھ تشریف لائے۔ حضرت قطب الوقت علامہ حافظ سید راحت علی صاحب (علیہ الرحمۃ) سے رضوی دولہا فرما رہے ہیں کہ پہلے آپ مسند پر تشریف رکھیے۔ حضور قطب الوقت کا اصرار ہے کہ مسند تو صرف دولہا ہی کو زیب دیتی ہے۔

اور اس وقت اس نورانی بزم کے آپ ہی دولہا ہیں۔ گمرہ رضوی دولہا نے جب تک حضور قطب

الوقت کو مستثنیٰ ہونے پر مجبور نہ کر دیا۔ خود بھی مستثنیٰ نہ ہوئے۔
اللہ اللہ! یہ بلندی و عظمت، یہ علمی و بدب، یہ خدا داد شہرت و ہر دل عزیز می مگر یہ انکساری اور کسر نفسی،
یہ علمائے کرام اور سادات عظام و بزرگان دین کا ادب و احترام۔ چہرے پر سفر کی تکان کے آثار
ہیں۔ اب حضور کو آرام کی سخت ضرورت ہے۔ رات کو تقریر بھی کرنا ہے۔ لوگ ایک ایک کر کے بعد
مصافحہ و دست پوسی رخصت ہونے لگے۔“ (1)

ملفوظات

۲۲ شعبان ۱۳۷۵ھ ۱۲ مارچ ۱۹۵۸ء بروز جمعہ المبارک صبح آٹھ بجے دارالحدیث میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز نے فارغ ہونے والے علماء کو قصیدہ بردہ شریف پڑھنے کے بعد دورہ حدیث شریف کا آخری درس دیا۔ بخاری شریف اور مسلم شریف کی آخری احادیث پڑھائیں اور پھر فارغ التحصیل علماء کو مواعظت و نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

”آج آپ لوگ رخصت ہو رہے ہیں۔ ہم ان شاء اللہ دیکھیں گے کہ آپ اپنے اپنے علاقوں میں کس طرح کام کرتے ہیں۔ آپ لوگوں کو چاہئے کہ شیرین کر تبلیغ کے میدان میں آئیں اور پوری جانفشانی کے ساتھ دین پاک اور مذہب مہذب اہل سنت کی خدمت اور بے دینی، بد مذہبی و باطل پرستی کی سرکوبی و بیخ کنی کریں۔

آئندہ زندگی میں ایسے مواقع بھی پیش آئیں گے کہ نفس پرست و دنیا دار لوگ اپنی خواہش کے مطابق اور شریعت کے خلاف آپ سے فتویٰ لینے کی کوشش کریں گے۔ اس سلسلہ میں آپ پر رعب بھی ڈالا جائے گا۔ اور آپ کو لالچ بھی دیا جائے گا۔ لہذا ایسے مواقع پر لازم ہے کہ آپ ایسی باتوں کی ہرگز پرواہ نہ کریں۔ حق پر قائم رہیں۔ حق کا اعلان کریں اور دین کے تحفظ و ناموس اور کلیمہ حق کی خاطر اگر آپ کو کوئی قربانی بھی پیش کرنا پڑے تو آپ اس سے ہرگز دریغ نہ کریں۔ علماء کا کام ہے چہرہ دینا، خلاف شریعت حرکات سے روکنا اور کلیمہ حق بلند کرنا۔ تو جو پہرے دارچوروں کے ساتھ مل جائے، چوروں کی حوصلہ افزائی کرے، ایسا پہرے دار غدار ہے۔ اس طرح جو شخص مولوی کہلاتا ہو اگر وہی بد مذہبوں بے دینوں سے مل جائے۔ شرعی مجرموں کی حوصلہ افزائی کرے اور لوگوں کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر اصول اسلام و احکام شریعت کو ذبح کر ڈالے تو ایسا نام نہاد

مولوی بھی اسلام و شریعت سے غداری کرتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔

مَنْ التَّمَسَّ رَضِيَ اللَّهُ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللَّهُ مُؤَنَّةَ النَّاسِ وَمَنْ التَّمَسَّ رَضِيَ النَّاسُ بِسَخَطِ اللَّهِ وَكَلَّمَهُ اللَّهُ إِلَى النَّاسِ“ (الحديث)

یعنی جس نے لوگوں کو ناراض کر کے اللہ کو راضی کر لیا۔ اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے شر سے محفوظ رکھنے کے لئے کافی ہے اور جس نے اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو راضی کیا۔ اللہ اسے اپنی نصرت و حفاظت سے محروم فرما دے گا۔ اور لوگوں کو اس پر مسلط کر دے گا۔

لہذا آپ کو چاہئے کہ ہمیشہ اللہ کی رضا کو پیش نظر رکھیں اگرچہ لوگ ناراض ہو جائیں۔“

انہی ارشادات کے دوران میں آپ نے علماء کے سامنے گوجرانوالہ کی مثال پیش کرتے ہوئے فرمایا۔

”دیکھئے! گوجرانوالہ، جو مخالفین اہل سنت کا پرانا اڈہ تھا اب ماشاء اللہ وہاں اہل سنت کا چرچا ہے۔“

ان پیش پہانصائح و زرین ارشادات کے بعد آپ نے اہل سنت کی ترقی، علماء کی استقامت و دینی خدمات

اخبار و رسا کی اشاعت میں برکت اور فلاح دارین کے لئے دعا فرمائی۔ یہ سماں نہایت پر کیف و رقت آمیز

دارالحدیث کچا کھج بھرا ہوا تھا۔ (۱)

ادھر جامعہ رضویہ میں دارالحدیث میں قصیدہ بردہ شریف و نعت خوانی کے بعد محدث پاکستان حضرت شیخ الحدیث

وامت برکاتہم نے اس سال فارغ ہونے اور دورہ حدیث ختم کرنے والے علماء کرام کو حدیث پاک کا آخری درس

بخاری و نسائی شریف کی آخری احادیث پڑھائیں اور پھر فارغ التحصیل علماء کو موعظت و نصیحت کرتے ہوئے انہیں

کلمۃ الحق، خدمت دین و زہد و تقویٰ کی تعلیم اور مجاہدانہ زندگی و اعمال صالحہ اختیار کرنے کی تلقین فرمائی اور پیش پہانصائح

(۱) منقول از ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ۔ مجریہ ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ۔ ص ۳

نورانی ارشادات کے بعد مسلمانوں کی فلاح و بہبود، استقامت دین، اہل سنت کی ترقی و سنی اداروں کی کامیابی کے لئے دعا فرمائی۔ یہ سماں نہایت پر کیف و رقت آمیز تھا۔ اور دارالحدیث کھجیا کھج بھرا ہوا تھا۔ (۲)

نبراس الحدیث، عمدۃ المتکلمین حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے سنی رضوی جامع مسجد لاکل پور میں جون ۱۹۵۶ء کے ایک جمعہ کو ہزاروں کے اجتماع میں آیت کریمہ **قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَ كِتَابٌ مُبِينٌ** کے نورانی بیان کا منظر، ایک سماج کے قلم سے۔

وعظ کیا تھا؟ فن وعظ و تقریر کا نمونہ تھا۔ وعظ میں الفاظ کی سٹسنگی و ہم آہنگی، ایجاز و اختصار، جملوں کی خوبی، استدلال کی خوبی، امثال کی قدرت، معانی کی سادگی، افکار کی گہرائی، نور مصطفیٰ ﷺ پر ایک سے ایک بڑھ کر دلیل، نئی نظیریں، اچھوتے نکتے، زور بیان، حسن استدلال کی شگفتہ کاریاں، زبان کی گلکاریاں اور دلائل کی پرکاریاں..... وعظ میں کیا کچھ نہیں تھا؟ سبھی کچھ تھا۔ وہ نور مصطفیٰ ﷺ کی ضیاؤں سے سامعین کو روشناس کر رہے تھے، ان کی جھولی تشریح و بیان کے موتیوں سے بھری ہوئی تھی۔ وہ مطلع اجتماع پر ان موتیوں کی بارش کر رہے تھے۔ اور تشنگان اپنی پیاس بجھا رہے تھے، وہ تحقیق و تدقیق کے جواہر بکھیر رہے تھے۔ اس دن میں نے بھی اپنا حصہ لیا۔ عقائد باطلہ کی ایک ایک دلیل جو میرے ذہن میں گذشتہ رات پہاڑ کی طرح وزنی اور چٹان کی طرح مضبوط تھی۔ اب روٹی کے گالوں کی طرح گول باغ میں بکھر رہی تھی..... (۳)

جودھ پور بھارت میں عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی ایک تقریر، جسے مولانا محمد مرغوب احمد اختر الحامدی نے اپنے لفظوں میں لکھا، آپ بھی پڑھئے اور ذکر حبیب کی محفل میں حاضری دیجئے۔
”مخصوص انداز میں **الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسَبِّحُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ (الْحَمْدُ)** آیت کریمہ

(۲) منقول از ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوڑا نوالہ۔ مجریہ ۲۵ شعبان العظیم ۱۳۷۷ھ۔ ص ۵، ۴

(۳) مضمون: محمد نذیر احمد نقشبندی ڈکھوت، مندرجہ ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوڑا نوالہ۔ مجریہ ۲۳ رجب المرجب ۱۳۷۸ھ ص ۶

تلاوت فرمائی "قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ (الہی آخرہ) ذوق و شوق کے ساتھ ادب و احترام کے ساتھ، جھوم جھوم کر اپنے آقا و مولیٰ مدینے کے تاجدار، سرکار ابد قرار، احمد مختار، معراج کے دو لہا پیارے مصطفیٰ ﷺ پر تین تین مرتبہ درود شریف کا تدارک پیش کیجئے۔

"اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدِنِ الْجُودِ وَالْكَرَمِ وَاللَّهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ"

سبحان اللہ ہر حرف کو شکر کی حلاوتوں اور تسنیم و تسبیل کی لطافتوں میں ڈوب کر نکلا ہے۔ شیریں اور معطر۔ ایک محبت جب اپنے محبوب کا نام لیتا ہے یا تذکرہ کرتا ہے تو اس کا انداز مخاطب از خود والہانہ ہو جاتا ہے اور پھر محبت بھی سچا محبت، سچا غلام اور جس کا محبوب بھی محبوب حق ہو۔ اس کے الفاظ کا والہانہ پن کیوں نہ سامعین کو وارفتہ کر دے۔ پورا جلسہ کیف و سرور میں ڈوب گیا۔ رضوی دو لہا نے پھر وہی آہ میرا کہ (قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ) تلاوت فرما کر جمع کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ اے پیارے مصطفیٰ ﷺ آپ فرما دیجئے کہ میں بھی تمہاری مثل ایک بشر ہوں۔

اس کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ اہل شریعت فرماتے ہیں۔ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ محض تواضعاً فرمایا گیا ہے۔ جیسے ایک استاذ (بلا تشبیہ) اپنے شاگرد کو سنذ فراع و دستار فضیلت مرحمت فرما کر فرماتے کہ دیکھو اپنے عالم فاضل ہونے کا دعویٰ نہ کرتا۔ اب وہ شاگرد و وعظ کرنے کھڑا ہوا اور کہے میں کوئی عالم فاضل تو نہیں ہوں۔ محض ایک طالب علم ہوں تو کیا اس تواضعاً کہنے سے وہ فہرست علماء سے خارج کر دیا جائے گا۔ ہرگز نہیں۔ اسی طرح حضور نے فرمایا کہ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

اہل طریقت فرماتے ہیں کہ مِثْلُكُمْ کی ضمیر تمام جہاں والوں کی طرف ہے جو ہو چکے اور جو ہونے والے ہیں۔ تو مِثْلُكُمْ میں یہ اشارہ فرمایا کہ تم سب کی بشریت ایک طرف اور مجھ اکیلے کی بشریت ایک طرف اور یہ بھی محض تواضعاً ہے۔ حدیث شریف میں ہے (دیکھئے مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۳۸) کہ حضور کو ایک اتنی مرد کے برابر تو لاؤ حضور بھاری نکلے۔ پھر فرشتے نے دس مردوں کے برابر تو لاؤ بھی سرکاران سب پر بھاری نکلے۔ دوسرے فرشتے نے دزن کرنے والے فرشتے سے کہا

چھوڑے اگر سرکار کو ساری امت سے وزن کیا جائے جب بھی یہ سب پر بھاری ہوں گے اور ان کا پلہ بھاری ہی رہے گا۔ اب اہل معرفت کچھ اس سے بھی دو قدم آگے بڑھ کر فرماتے ہیں، بشریت کے معنی ہیں ظاہری جسم کے۔ یعنی میرا ظاہری جسم تمہاری روحانیت کے مثل ہے۔ اہل حقیقت تو پھر اہل حقیقت ہیں، فرماتے ہیں۔ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ فَأَنِصِبْ لِي ذِئْبًا كَمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ (۴)۔ انما انا میرے سوا کیا ہے۔ (۴) میری ہی خوبی ہے ساری گناہات میں۔ انما انا بات انا پر ختم ہو جاتی ہے بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ تو دوسرا جملہ ہے۔ پہلا جملہ ہی زیر بحث ہے۔ قُلْ إِنَّمَا أَنَا مِثْلُكُمْ ذَاتٌ مِثْلُكُمْ۔ یہ جو کچھ ہے۔

بزرگوار حضرت درویش و سنا

محمد کے سوا زمین آسمان میں کچھ بھی نہیں۔ اور اہل نکات نے تو دشمنانِ عظمتِ مصطفیٰ پر پہاڑ توڑ دیا۔ فرماتے ہیں کہ یہاں ہمزہ استفہام انکاری محذوف ہے۔ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۔ یعنی کہہ دیجئے کہ کیا میں تمہارے مثل بشر ہوں؟ ہمزہ استفہام قرآن کریم میں بعض جگہ محذوف ہوتی ہے۔ دلیلا فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام سے عمداً صغیرہ گناہ ہونا بھی محال ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ قرآن مجید میں موجود ہے۔

«فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَى الْكُتُبَ قَالَ هَذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ»

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام غار سے باہر تشریف لائے تو چمکتے ہوئے ستارے کو دیکھا فرمایا ہذا رَبِّي یہ میرا رب ہے۔ تو یہ کلمات تو شرکیہ ہیں اور نبی سے شرک کجا، گناہ صغیرہ بھی عمداً محال۔ اب تفسیر اٹھا کر دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ یہاں بھی ہمزہ استفہام انکاری محذوف ہے یعنی قَالَ هَذَا

(۴) كونه جملة مبنی علی الحذف ولا يجب ذكر كل من الاحتمالات في النكت بل السماع من الاكابر كاف فافهم كني

لا يفرک من اغر الشيطان (مولانا محمد احسان الحق مدظلہ العالی)

رہے۔ کیا یہ بھرا رہا ہے؟ (ہرگز نہیں) یہ اپنی قوم سے بحث ہو رہی ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کی۔
جیسا کہ آگے فرمایا گیا۔

قَالَ يٰ قَوْمِ اِنِّىٓ اَبْرٰهٖمَ مِمَّا تَشْرِكُوْنَ

اے میری قوم میں ان مشرکانہ باتوں سے بری ہوں اور تم شرک میں مبتلا ہو۔ تو معلوم ہوا یہ قوم سے
مناظرہ تھا۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ہمزہ استفہام انکاری محذوف ہوتا ہے تو پھر اِنَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ
میں ہمزہ استفہام انکاری مانتے ہوئے منکرین کے کلیجے کیوں پھٹتے ہیں۔ ارے اقرار کر لو۔ قُلْ
اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰى اِلٰىّ۔ کہہ دو پیارے مصطفیٰ ارے پیارے حبیب کہ کیا میں بھی
تمہارے مثل بشر ہوں؟ ارے مجھ پر تو وحی نازل ہوتی ہے۔

دوسرا نکتہ اور بنی لہجے خوف تھا اس بات کا کہ کہیں امت محمدیہ اس آن بان والے محبوب کو دیکھ کر ان
کے معجزات دیکھ کر کافر نہ ہو جائے۔ حضور کو (نعوذ باللہ) خدا نہ کہنے لگے۔ لہذا ارشاد ہوا قُلْ اِنَّمَا
اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰى اِلٰىّ تم فرما دو میں بھی تمہارے مثل ایک بشر ہوں لیکن مجھ پر وحی نازل
ہوتی ہے۔ میں خدا نہیں ہوں۔

ایک نکتہ یہ بھی ہے اس میں۔ اللہ تعالیٰ محبت ہے اور حضور حبیب خاص۔ محبت تو کبھی محبوب کی شان
گھٹا نہیں سکتا۔ لہذا ارشاد ہوتا ہے اے حبیب میں تمہاری شان کیونکر گھٹا سکتا ہوں۔ میں تو محبت
ہوں مگر تمہاری امت والے تمہاری آن بان، تمہارے کمالات دیکھ کر مشرک نہ ہو جائیں تو تم ہی
اپنی زبان سے فرما دو تمہارا یہ کہنا بھی تمہارے اوصاف میں داخل ہے کہ سرور عالم ہو کر کہے کہ
اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰى اِلٰىّ کہ میں تمہارے مثل ایک بشر ہوں مگر مجھ پر وحی آتی ہے۔ اے
حبیب الدل شریعت، اہل طریقت، اہل معرفت، اہل حقیقت، اہل نکات تو ان امور کو سمجھ جائیں
گے۔ تیرے عشاق، تیرے غلام تیری عظمت نشان دیکھ کر خوش ہوں گے۔ ناز کریں گے، اپنے
حبیب پر، مگر اس وقت کے چودھویں صدی کے ملائی پچارے نجدی اس رمز کو کیا سمجھیں گے۔ لہذا

بِسْمِ مَلِكُمْ كے ساتھ یوحسی النبی کی قید اور بڑھا دو کہ مولوی جی مجھ پر تو وحی بھی آتی ہے مجھ پر
کبھی..... بھی آیا۔

نعرہ بکیر اللہ اکبر۔ نعرہ رسالت یا رسول اللہ۔ نعرہ قادری یا غوث، حضرت ابوالمنظور زندہ باد۔ مجمع
میں ایک عجیب جوش پیدا ہو گیا۔ رضوی دولہا کی مدلل تقریر۔ زبان کی تیزی، الفاظ کا شکوہ،
سلامت، پاکیزگی، سبحان اللہ۔ پنجابی ہوتے ہوئے کہیں اردو زبان میں بھول نہ ہوئی۔ ہر طرف
سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہو رہی ہے۔ لہجے..... ولادت شریف کا ذکر شروع ہو گیا۔ ذکر
ولادت ادباً بیٹھ کر بیان فرما رہے ہیں..... اب سلام پڑھا جا رہا ہے۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

سلام آبر صاحب کی پر زور آواز پھر عین ولادت کا وقت۔ عجیب سماں ہے ادھر سلام کا مقطع آیا۔

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

اور ادھر جامع مسجد سے موذن نے اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ جلسہ برخواست ہو گیا۔ سبحان اللہ پورے
چھ گھنٹے بیان فرمایا۔ مگر نہ کہیں زبان نے لگنت کی۔ نہ کہیں آواز میں خراش پیدا ہوئی نہ گلا خشک ہوا۔
نہ پانی پیا۔ نہ پاؤں کو جنبش ہوئی۔ جیسے کسی نے پیروں کو تخت یا سٹیج پر چپکا دیا ہو۔ کاش کہ ہر مقرر میں
ایسا ادب و احترام پیدا ہو جائے۔ چلے اب سرکار سہرا احمد علیہ الرحمۃ کی امامت میں نماز فجر بھی ادا
کر لیں۔“ (۵)

ایک دفعہ جامعہ رضویہ کے سالانہ اجلاس کے موقع پر احباب اہل سنت و جموع حاضر ہو رہے تھے۔ اور آپ
ان سے مل کر بڑی خوشی کا اظہار فرما رہے تھے، ارشاد فرماتے تھے۔

”سنی ہمنزل ایک چراغ کے ہے۔ جتنے سنیوں کا اجتماع ہوگا اتنے چراغ زیادہ ہوں گے۔ اور ان کی روشنی و خیر و برکت عام ہوگی۔“ (۶)

تلامذہ کو آپ اکثر نصیحت کرتے ہوئے فرماتے۔

”قرآن و احادیث اور کتب دینی کے بارے میں یہ نہیں کہنا چاہیے کہ وہ وہاں پڑی ہیں بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ وہاں رکھی ہیں۔“ (۷)

حضرت شیخ الحدیث اکثر فرمایا کرتے۔

”حضور نبی اکرم ﷺ کا ذکر اتنا کریں کہ لوگ آپ کو دیوانہ تصور کریں“

اپنے تلامذہ کی تربیت کرتے ہوئے آپ انہیں بارہا اس طرح کی نصیحت فرماتے۔

”مولانا دین کی خدمت، دین کے لئے کریں، لالچ نہ کریں۔ اگر ایک جگہ سے خدمت کم ہوگی تو دوسری جگہ سے کسر پوری ہو جائے گی۔“

اپنی اشیاء کی حفاظت کی توجیہ دلاتے تو فرماتے۔

”مال عرب پیش عرب“

اپنے بھائی یا اعزاء و اقارب میں سے اگر کوئی حاضر ہو کر دنیوی خانگی معاملات سے متعلق آپ سے گفتگو چاہتا تو آپ اسے فرماتے۔

”طلباء میری برادری ہیں۔ مجھ سے خدا و رسول کی بات پوچھ لو۔ دنیا کے معاملات تو تم جانو۔ مجھے ان سے غرض نہیں۔“ (۸)

(۶) مضمون مولانا محمد صادق صاحب مفت روزہ رضائے مصطفیٰ کو جزا الوالدۃ اشعبان ۱۳۸۵ھ ص ۷

(۷) روایت مولانا عبد الغفار ظفر، تنظیم فضل آباد

(۸) روایت مولانا عبد الغفار ظفر، تنظیم فضل آباد

ساہیوال میں مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی سے ایک جلسہ پر ملاقات ہوئی۔ مولانا ہزاروی علیہ الرحمۃ نے آپ کی توجہ اس طرف دلائی کہ فلاں صاحب آپ کے متعلق کچھ ایسی ویسی باتیں کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

”مولانا! میں انہوں سے الجھ کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ اتنا وقت میں تبلیغ دین اور بد مذہبوں کی تردید میں صرف کروں گا۔“ (۹)

مولانا سید حبیب الرحمن شاہ، ضلع قاضی راولا کوٹ آزاد کشمیر فرماتے ہیں کہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد میں طالب علمی کے دوران آپ نے ہمیں فرمایا۔

”شاہ صاحب! کتاب کا مطالعہ کرتے وقت اس کے حواشی اور بین السطور وغیرہ بڑے غور سے پڑھا کرو۔ بعض اوقات چھوٹے سے حاشیہ میں بڑے بڑے مسائل کا بیان ہوتا ہے۔“

نور الانوار کے خطبہ کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ

”صاحب نور الانوار کے جملہ ”مَنْ اخْتَصَّ بِالْخَلْقِ الْعَظِيمِ“ پر محشی نے غلطی کے معنوں میں لکھا ہے ”الْجُودُ بِالْكَوْنِ وَالْتَّوَجُّهُ إِلَى خَالِقِهِمَا“

یعنی دو جہانوں کی دولت کی سخاوت کرنا اور خود کو مین کے خالق کی طرف توجہ کرنا خلق عظیم ہے۔

﴿ تصانیف و تالیفات ﴾

درس و تدریس، وعظ و تبلیغ، رشد و ہدایت کی مصروفیات اس قدر زیادہ تھیں کہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے تصنیف و تالیف کی طرف متوجہ ہونا آسان نہ تھا۔ مظہر اسلام بریلی کی تدریس کے دوران ہندو مسلم فسادات کے نتیجے پر پہنچ چکے تھے کہ دیگر مقامات کی طرح بریلی شہر ہندو غنڈوں کی آماجگاہ بن کر رہ گیا تھا۔ اساتذہ طلبہ حقوق کی نگہداشت کرتے ان کی جان، مال اور آبرو ہر وقت خطرے میں رہتی۔ ان فسادات نے خطرناک صورت اختیار کر رکھی تھی۔ مئی ۱۹۴۶ء میں مشہور ہو گیا کہ مولانا محمد سردار احمد مسلم حقوق کی نگہداشت کرتے ہوئے ان فسادات شہید ہو گئے ہیں، ملک کے طول و عرض میں آپ کے ایصالِ ثواب کی مجالس منعقد ہوئیں۔ مگر بجزہ تعالیٰ چند روز بعد معلوم ہوا کہ یہ خیر غلط تھی اور آپ خیریت سے ہیں۔

تقسیم ملک کے بعد مہاجرین کو پیش آمدہ مسائل کا تصور صرف اسی کے لئے ممکن ہے جو ان حالات سے فیصل آباد کو آئندہ کے لئے تعلیم و تبلیغ کا مرکز بنانا بھی بے شمار موانع اور مشکلات کا موجب بنا۔ فیصل آباد وہابی مولویوں کا مرکز تھا۔ ظاہر ہے کہ ان کی طرف سے مخالفت ہوتی تھی، سو ہوئی۔ آپ کو نعوذ باللہ قائل کرنے کے لئے ہوئے۔ ادھر اسلامی یونیورسٹی مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام اور سنی رضوی جامع مسجد کی وسیع اور عمارت کی تعمیر اور درس حدیث کی مصروفیات تھیں۔ ان حالات میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے لئے تصانیف و تالیفات کی طرف توجہ دینا آسان نہ تھا۔ ان موانع کے باوجود آپ نے اس ضمن میں کافی علمی ذخیرہ چھوڑا۔ ان تصانیف و تالیفات میں بعض مطبوعہ ہیں اور اکثر غیر مطبوعہ ہیں۔ آپ کی تصانیف دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کثیر التالیف ہیں۔ اور یہ تصانیف (اردو، عربی) اپنے موضوعات پر مدلل اور محققانہ ہیں۔ آپ کی تصانیف میں تفسیر، شرح احادیث، فقہ، کلام، عقائد، فضائل کے علاوہ، رد مذاہب باطلہ سبھی موضوعات شامل ہیں۔ آپ کی غیر مطبوعہ تصانیف آپ کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ حضرت مولانا محمد فضل رسول مدظلہ کی معرفت ہمیں ان سے استفادہ کا موقع ملا۔

تبصرہ مذہبی برتذکرہ مشرقی

علامہ عنایت اللہ مشرقی بانی تحریک خاکسار نے کتاب تذکرہ میں ضروریات دین، ارکان اسلام اور اصول دین کا صاف انکار کیا۔ اصول ایمان اور ارکان اسلام کو بے حقیقت اور بے کار بتایا۔ اس طرح وہ قادیانیوں کی طرح ایک نئے فرقے کا بانی بنا۔ مسلمانوں کی جمعیت کو منتشر کرنے کے لئے اس نے پہلے اور خاکسار تحریک شروع کی۔ یہ تحریک سیاسی اور مذہبی تھی۔ اس تحریک کی سیاسی اور مذہبی حیثیت مسلمانوں کے مفادات کے خلاف تھی۔ ان حالات میں علماء دین، قائدین اور کارکنان مسلمان راہنماؤں نے عوام کو بروقت انتباہ کیا کہ مشرقی کے تذکرہ میں پیش کردہ عقائد اسلامی اصولوں کے خلاف ہیں اور اس کی سیاسی حیثیت مسلمانوں کے لئے مضر ہے۔ مولانا ضیاء الدین پبلی بھتی (بھارت) اور شیخ عبدالعزیز بریلوی کے مشترکہ استفتاء پر حضرت شیخ الحدیث طہیہ الرحمۃ نے مدرسہ مظہر اسلام بریلی کی تدریس کے دوران اس کا مفصل جواب لکھا جس میں مشرقی کے مزعومات کا رد نہایت شرح و بسط سے کیا۔ یہ مفصل فتویٰ کتابی شکل میں بریلی الیکٹرونک پریس بریلی سے شائع ہوا۔ کتاب کے آخر میں درج ذیل کی تصدیق و تقریظ ہے۔

- ☆ حجت الاسلام مولانا حامد رضا قادری بریلوی
- ☆ مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا نوری بریلوی
- ☆ شیخ الحدیث مولانا عبدالعزیز مظہر اسلام بریلی
- ☆ مولانا عبدالرزاق کیسبل پورٹی مدرس مظہر اسلام بریلی
- ☆ مولانا عبدالمصطفیٰ ماجد علی ازہری مدرس مظہر اسلام بریلی
- ☆ مولانا قار الدین پبلی بھتی مدرس مظہر اسلام بریلی
- ☆ مولانا عطاء المصطفیٰ واجد علی مدرس مظہر اسلام بریلی
- ☆ مولانا محمد حامد بخاری مدرس مظہر اسلام بریلی

☆ مولانا غلام حسین بہاڑی مدرس جامعہ رضویہ شہر کٹرہ بریلی (قدس سرہم) (۱)

﴿۲﴾

اسلامی قانون وراثت

اسلامی شرعی قانون وراثت میں بیٹے، بیٹی کی موجودگی میں پوتا، پوتی ترکہ سے محروم رہتے ہیں۔ پوتے کی موجودگی میں بھتیجا اور بھتیجی ترکہ سے محروم ہیں۔ مگر چوہدری محمد اقبال چیفہ سابق ایم ایل اے سیالکوٹ ۱۹۵۳ء میں وراثت کا ایک ترمیمی بل پیش کیا۔ جس کا مسودہ یہ تھا۔

۲۔ الف۔ اگر کسی بیٹے یا بیٹی، بھائی یا بہن کی موت ایسے وقت ہو جائے جبکہ وہ شخص زندہ ہو جس کا ترکہ اس سے ملا ہے ان کے ورثاء کو ترکہ ایسے ہی ملے گا گویا کہ بوقت کھلنے ترکہ وہ ابھی زندہ تھے۔ یعنی یہ تصور کیا جائے گا کہ ترکہ تقسیم ہوتا ہے اس کے بعد فوت ہوئے۔

اس ترمیم کی وجہ یہ بیان کی گئی۔

یہ عام خیال ہے کہ اصول نما زندگی وراثت شرعی کے لئے ایک اجنبی اصول ہے۔ اس وقت پہلے فوت ہونے والی بھائی یا بہن کی اولاد متوفی کا ترکہ نہیں پاتی۔ قانون شریعت میں ایسی کوئی صریح بندش نہیں جو کہ ایسی اولاد کو پانے سے روکے۔ اس قانون کا موجودہ تخیل پہلے فوت ہونے والے لڑکا، لڑکی، بھائی، بہن کے بچوں کی زندگی دینا ہے۔ قانون کو اسلامی روح کے مطابق بنانے کے لئے متذکرہ بالا ترمیم تجویز کی گئی ہے“ (۲)

چونکہ اس ترمیمی بل سے وراثت کے مسئلہ شرعی اصول و ضوابط پر زبرد پڑتی تھی، اس لئے مولانا محمد حسین پور اور مولانا قاری محبوب رضا بریلوی (عارف والا، منگلگری) نے اس ترمیم کے بارے میں شرعی حکم دریا

(۱) شہرہ مذہبی برتذکرہ مشرقی، مطبوعہ بریلی ایکٹرز پریس بریلی۔ ص ۳۲

(۲) اسلامی قانون وراثت۔ مطبوعہ طور ایکٹرز پریس لاہور۔ ص ۱

کے لئے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ایک استفتاء پیش کیا آپ نے دلائل سے ثابت کیا کہ چیچہ صاحب کا ترمیمی بل نصوص قرآنی، احادیث نبوی، تعامل صحابہ و تابعین اور اقوال فقہاء کی تصریحات کے سراسر منافی و متضاد ہے۔ چالیس صفحات کا یہ مبسوط فتویٰ صورت مسئلہ کے علاوہ وراثت کے دیگر متعدد مسائل کی توضیح کرتا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی جولائی طبع اور اندازہ تحقیق و تفہیم معلوم کرنے کے لئے اس رسالہ کا مطالعہ ضروری ہے۔ دوران بحث تیس کتابوں سے ایک حدیث کی تخریج کی۔ نیز وراثت کے اس مسئلہ میں مودودی صاحب کے اختلاف پر محققانہ انداز میں گرفت فرمائی اور انہیں اپنے مسلک کے علماء کے اقوال دکھا کر راہ ہدایت دکھائی۔

﴿۳﴾

نصرت خداداد (۱۳۵۴ھ) معروف بہ مناظرہ بریلی کی مفصل روئداد (۱۹۳۵ء)

اکبری مسجد کبہ شہر بریلی میں ۲۰ محرم سے ۲۳ محرم ۱۳۵۴ھ / ۲۴-۲۶ اپریل ۱۹۳۵ء کو اہل سنت کی طرف سے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ مدرس دوم منظر اسلام بریلی دیوبندیوں کی طرف سے مولوی منظور احمد سنہجلی کے درمیان حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی کی درج ذیل عبارت پر تین دن مناظرہ ہوا۔

”آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔“

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے دلائل قاہرہ سے ثابت کیا کہ تھانوی صاحب کی یہ عبارت تو تین مصطفیٰ پر مشتمل اور کفریہ ہے اور اس پر علماء عرب و عجم کا فتویٰ کفر و کفریت اور صحیح ہے۔ تیسرے روز دیوبندی مناظر مولوی منظور سنہجلی بغیر توبہ کے میدان مناظرہ سے ایسا بھاگا کہ پھر کبھی بھی آپ کے سامنے نہ آسکا۔ اس مناظرہ کی مکمل روئداد مولانا محمد حامد نقیہ شافعی، مقیم بریلی نے (جو مناظرہ میں ابتداء سے آخر تک موجود ہے) قلم بند کی۔ یہ کتاب اگرچہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی اپنی تصنیف نہیں، مگر مناظرہ میں آپ کے بیان کردہ لاجواب دلائل پر مشتمل ہے، تاریخی اعتبار

کے علاوہ اس کی علمی حیثیت قابل لحاظ ہے، اس سے آپ کی علمی شان جلال و شمع ہوتی ہے۔ حضرت سید جیلانی نوری (م ۲۹ شوال ۱۳۸۵ھ/ ۱۸ جنوری ۱۹۶۹ء) نے اپنے کتب خانہ نوری کتب خانہ لاہور سے ۱۹۵۸ء کو شائع کیا۔

﴿۲﴾

موت کا پیغام دیوبندی مولویوں کے نام

دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں ایک عبارت جس میں حضور نبی اکرم ﷺ کی مقدس شان میں توہین پائی جاتی ہے۔ اس ناپاک عبارت پر عرب و عجم کے علماء نے کہ اس کا قائل و قائل توہین مصطفیٰ ﷺ کا مرتکب ہے، لہذا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ علماء دیوبند نے اس اپنے طور پر توجیہ کی۔ خود مصنف مولوی اشرف علی نے اس کی تاویل کی اور بربط البنان کے نام سے شائع کی اتفاق کہ علماء دیوبند نے اس ناپاک عبارت کی جو تاویلات کیں وہ آپس میں اس قدر متضاد ہیں کہ اگر ایک تاویل جائے تو دوسری تاویل کا قائل و قائل شان مصطفیٰ ﷺ میں توہین کا مرتکب بتایا گیا۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ السلام ان ہی علماء کی تاویلات کو جمع کر کے ثابت کیا ہے کہ حفظ الایمان کی مذکورہ عبارت ہر طرح سے جناب رسول اکرم ﷺ کی مقدس شان میں توہین پر مشتمل ہے۔ علماء دیوبند کی اس خانہ جنگی اور توہین سے ان کے لئے سوائے توبہ کے اور کچھ نہیں۔ (۲)

کتاب کا سن تالیف ۱۳۵۳ھ/ ۱۹۳۵-۳۶ء (مناظرہ بریلی کے بعد) معلوم ہوتا ہے۔ مولانا محمد اعظمی اپنے کتب خانہ سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ ڈکھن پور راجستھان کی مفصل روڈ نمبر ۱۹۶۸ء میں پہلی بار شائع کیے کے ابتداء میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے مختصر سوانح حیات شامل کر دیئے گئے ہیں۔

(۲) اس سے قبل جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی کی طرف سے بریلی سے شائع ہو چکا تھا۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ مناظرہ بریلی کی مفصل روڈ نمبر ۱۹۶۸ء لاہور

(۳) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ موت کا پیغام دیوبندی مولویوں کے نام، مطبوعہ فیصل آباد۔

﴿۵﴾

سیدنا امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ)

جلیل القدر صحابی رسول، کاتب وحی، ام المومنین سیدہ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں روافض غلط اور بے بنیاد روایات کی بنا پر ناپاک اعتراضات کرتے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے ان عاقبت نااندیشوں کے ملعون کجواسات کے ازالہ کے لئے ایک موقعہ پر تقریر فرمائی تھی۔ تقریر کیا تھی۔ علم و تحقیق کا رزاں دریا تھا۔ تقریر کے بعض حصوں کو حضرت مولانا مفتی محمد امین سابق مدرس جامعہ رضویہ فیصل آباد نے اس وقت قلم بند کر لیا تھا۔ تقریر دراصل مقدمات پر مشتمل ہے۔ تعصب و عناد سے دور رہ کر ان فاضلانہ و محققانہ مقدمات کو پڑھ کر کوئی شخص جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں کوئی تازیانہ لفظ استعمال کرنے کی جرأت نہیں کرے گا۔ (۵)

تقریر کے متن کا ایک حصہ ہفت روزہ محبوب حق فیصل آباد کے مختلف شماروں (۲۳ فروری ۱۹۶۳ء تا ۲۸ فروری ۶۴ مارچ، ۲۰ مارچ، ۲۷ مارچ، ۳۰ مارچ، ۳۱ مارچ، ۱ اپریل ۱۹۶۳ء) میں شائع ہوا۔

سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ، فیصل آباد نے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے مجموعہ فتاویٰ میں پورے متن کو شامل کر لیا ہے۔

﴿۶﴾

مودودی کے عقائد کا مختصر نمونہ

دورِ حاضر کے خطرناک فتنوں میں مودودی صاحب کی تحریک ہے۔ خاکساریوں کی طرح یہ تحریک بھی سیاسی اور مذہبی نوعیت کی ہے۔ مودودی صاحب نے اپنی کتابوں، رسالوں میں دورِ اول سے لے کر آج تک علماء محققین کے درمیان

(۵) مجموعہ فتاویٰ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ مطبوعہ فیصل آباد۔ ص ۵۸۰-۶۰۰۔

مسئلہ مسائل اور عقائد کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ فقہاء کا طین کو جہالت کی پیداوار کہا ہے۔ اسی نوعیت کی نئی نئی عبارتوں سے ملت اسلامیہ کے شیرازہ کو نکھیرا۔ علماء نے اپنے طور پر اس کی تردید میں فتاویٰ اور کتابیں لکھی۔ مولانا سید محمد جلال الدین شاہ مہتمم دارالعلوم جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی ضلع منڈی بہاؤ الدین اور مولانا نواز مدرس دارالعلوم مذکورہ نے مودودی کی تحریک اور اس کے عقائد کے بارے میں ایک استفتاء حضرت شیخ الحدیث رحمۃ کی خدمت میں بریلی پیش کیا۔ جس کا جواب آپ نے ۱۵ شعبان ۱۳۶۶ھ (۵ جولائی ۱۹۴۷ء کو دیا)۔ (۶) فتویٰ میں آپ نے مودودی کے عقائد پیش کر کے ثابت کیا ہے کہ ان کا قائل گمراہ بے دین ہے۔ یہ شائع ہوا۔ مفت روزہ محبوب حق فیصل آباد نے اپنی ۲۰ نومبر ۱۹۶۳ء کی اشاعت میں اسے شامل کیا ہے اور سنی دارالافتاء علویہ رضویہ فیصل آباد کے شائع کردہ مجموعہ فتاویٰ میں شامل ہے۔

﴿۷﴾

فتاویٰ

مرکز علم و عرفان بریلی کے قیام کے دوران بے شمار استفتاء آتے۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ ان کا لکھتے۔ اس طرح جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد بھی مرکزی ادارہ تھا۔ اس لئے یہاں بھی کافی تعداد میں آتے، جن کے جواب آپ لکھتے یا لکھواتے اس طرح آپ کے کثیر فتاویٰ محفوظ ہیں اور نہ معلوم کتنے فتاویٰ کی اصل نہ رہ سکی۔ اس کی پوری تفصیل فتویٰ نویسی کے ضمن میں آچکی ہے۔ آپ کے فتاویٰ کا ایک حصہ سنی دارالاشاعت رضویہ فیصل آباد نے شائع کیا ہے۔

علاوہ ازیں صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی قدس سرہ کے فتاویٰ امجدیہ کی نقول آپ نے کیں۔ (۷)

(۱) مجموعہ فتاویٰ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ فیصل آباد، ص ۵۶۲-۵۶۳۔

(۲) دیپ پبلیکیشن امجدیہ، رقم مولانا عبد العظیمی از بریلی

﴿۸﴾

مرزا مرد ہے یا عورت

مرزا قادیانی نے ادعائے نبوت کے علاوہ بعض ایسے الہامات بھی پیش کئے جو خود اس کے دعویٰ کی تکذیب کرتے ہیں۔ ان متضاد بیانات کی روشنی میں آپ نے مرزا قادیانی کا ردِ بلوغ فرمایا ہے۔ (۸)

﴿۱۴ تا ۱۹﴾

حواشی واقادات صحاح ستہ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابوداؤد)

صحاح ستہ حدیث کی متداول و مشہور کتب ہیں۔ ہر دور کے علماء نے ان کی شرحیں لکھیں۔ ان کی تدریس کو حواشی سے آسان بنایا۔ ان بے شمار شرحوں اور حواشی کی موجودگی کے باوجود حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے صحاح ستہ پر بڑے مفید اور مفصل حواشی لکھیں ہیں۔ یہ حواشی آپ کی ذاتی کتابوں پر ہیں، جو آپ کے زیر مطالعہ رہیں اور انہی سے آپ نے طویل عرصہ دورہ حدیث پڑھایا۔ حواشی کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی آپ ”محدث اعظم“ ہیں۔ اگر کوئی صاحب علم ان کو ترتیب دے تو علماء اور طلباء کے لئے یکساں فائدہ ہوگا۔ یہ حواشی عربی زبان میں ہیں۔ حواشی کے چند صفحات کا عکس کتاب میں شامل کر دیا گیا ہے۔

﴿۱۵﴾

حدیث ”لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ“ کی تحقیق (اردو اور عربی زبان میں)

مسودہ کتب خانہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ میں موجود ہے۔

(۸) (۱) حالات حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ۔ از قلم مولانا محمد امجد علیہ الرحمۃ، مطبوعہ دارالکتاب، پورہ، ص ۲۵

(ب) روایت مولانا محمد رضا رحمانی جاحود قادریہ رضویہ، مطبوعہ دارالکتاب

﴿۱۶﴾

بے منسبت مصطفیٰ ﷺ (عربی)؛ مسودہ کی حالت میں کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۱۷﴾

علوم خمسہ کا بیان اور ثبوت (عربی) آیات و احادیث کے دلائل سے مزین۔ مسودہ کی حالت میں موجود ہے۔

﴿۱۸﴾

آیت ”مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ..... الْاٰیة“ پر تقریر..... ۱۳ صفحات کا مسودہ موجود ہے۔

﴿۱۹﴾

آیت ”يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ“ کی تفسیر اور ابن تیمیہ اور مولانا محمد رفیع باریک قلم کے آٹھ صفحات کا یہ مسودہ خود حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے قلم سے کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۲۰﴾

آیت ”كُلُّ قَدْ عَلِمَ صَلَاحَهُ وَتَسْبِيْحَهُ“ کی تفسیر۔ ۱۰ صفحات کا مسودہ کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۲۱﴾

رسالہ در تحقیق لفظ ”اِنْ“..... اس امر کی تحقیق کہ یہ صرف شک کے لئے نہیں آتا۔ لغت اور تفسیر پر صفحات کا مسودہ کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۲۲﴾

لفظ ”وقاۃ“ کی تحقیق۔ مرزائیوں کے اعتراضات کا مدلل جواب مسودہ کی حالت میں موجود ہے۔

﴿۲۳﴾

حقیقت محمدیہ کی تحقیق (بزبان عربی) مسودہ کی حالت میں موجود ہے۔

﴿۲۴﴾

فضائل کعبہ مکرمہ (عربی) مسودہ کی حالت میں موجود ہے۔

﴿۲۵﴾

فضائل مدینہ منورہ (عربی زبان میں) مسودہ کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۲۶﴾

فضائل صحابہ کرام (عربی زبان میں) مسودہ کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۲۷﴾

فضائل حج۔ مسودہ کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۲۸﴾

فضائل سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا (عربی زبان میں) مسودہ کی حالت میں ہے۔

﴿۲۹﴾

علم حیوانات کی تحقیق (عربی زبان میں) مسودہ موجود ہے۔

﴿۳۰﴾

علم حیوانات کی تحقیق (اردو زبان میں) مسودہ موجود ہے۔

﴿۳۱﴾

فتویٰ علم حیوانات۔ مصدقہ مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا و دیگر علماء ہند کتب خانہ میں قلمی موجود ہے۔

﴿۳۲﴾

عقیدہ اہل سنت در بارہ افضلیت جبرئیل و صدیق (اردو)

احسن التحریر مولفہ مولانا احمد سعید کاظمی، رذا الکفیر مولفہ ابو اعلیٰ، مصر نعیمی، توفیق امین مولفہ مولوی محمد بشیر سندھو کے

رسالوں کا جواب۔ اس تحریر میں حضرت جبرئیل امین علیہ السلام اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے

مسئلہ کو پوری وضاحت اور مکمل دلائل سے بیان کیا گیا ہے۔ مسودہ کی صورت میں کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۳۳﴾

رسالہ اس امر کی تحقیق میں کہ رسول بشر رسول ملائکہ سے افضل ہیں، رسول ملائکہ عامہ بشر سے افضل ہیں اور رسول بشر عامہ ملائکہ سے افضل ہیں..... اردو زبان میں مسودہ کی حالت میں موجود ہے۔

﴿۳۴﴾

عقیدہ اہل سنت دربارہ علم حیوانات..... اردو زبان میں مسودہ کی حالت میں موجود ہے۔

﴿۳۵﴾

فاتحہ و ایصال ثواب۔ ۲۸ صفحات کا مسودہ کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۳۶﴾

رسالہ در تحقیق فاتحہ مروجہ۔ مصدقہ مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا بریلوی قدس سرہ۔ ۲۰ صفحات کا مضمون مسودہ کی حالت میں کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۳۸﴾

ایصال ثواب (عربی زبان میں) مولانا سید مراتب علی شاہ صاحب کے قلم سے مسودہ کی حالت میں موجود ہے۔

﴿۳۹﴾

رسول پاک اپنے اہل بیت کی رضا چاہتے تھے۔

مولانا ابوالظفر غلام رسول فیضی، چک نمبر ۱۹، R، 8، خانیوال (ملتان) کے قلم سے ۶ صفحات کا مسودہ

کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۴۰﴾

محرم و میلاد میں سبیل لگانے کا حکم، احادیث سے..... اردو زبان میں ۲۸ صفحات کا مسودہ کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۴۱﴾

عصمت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام..... مسودہ کی حالت میں موجود ہے۔

﴿۴۲﴾

علم مصطفیٰ ﷺ، احادیث سے..... عربی کے گیارہ صفحات کا مسودہ کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۴۳﴾

رسالہ در تحقیق نکاح سیدہ باغیر سید..... باریک قلم کے بڑے سائز کے ۶ صفحات کا مسودہ کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۴۴﴾

کلمہ طیبہ کی تفسیر..... ۶ صفحات کا مسودہ ہے۔

﴿۴۵﴾

مزارات پر حاضری کا ثبوت اور اس کے آداب۔ مسودہ کی حالت میں موجود ہے۔

﴿۴۶﴾

رویت ہلال کے احکام..... اردو زبان میں مسودہ کی حالت میں موجود ہے۔

﴿۴۷﴾

رسالہ در تحقیق تقلید..... اردو زبان میں مسودہ موجود ہے۔

﴿۴۸﴾

امکان کذب باری سے متعلق تحقیق اور علماء یوہند سے سوالات۔ ۴ صفحات کا مسودہ کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۴۹﴾

خط بہ نام عبدالشکور ایڈیٹر انجم لکھنؤ۔ سیف یمانی اور دیگر عبارات سے متعلق استفسار..... لا جواب تحریر ہے۔

﴿۵۰﴾

اطلاق لفظ بشر..... ۸ صفحات کا مسودہ کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۵۱﴾

ردّ قادیانی..... ۸ صفحات کا مسودہ موجود ہے۔

﴿۵۲﴾

سوالات مناظرہ احمد آباد (بھارت)

۲۰ ربیع الاول ۱۳۶۲ھ / ۲۷ مارچ ۱۹۴۳ء کو مولوی سلطان حسن دیوبندی سے آپ کا احمد آباد میں مناظرہ ہوا۔ مناظرہ کی قلمی روداد اور مولوی سلطان حسن پر کئے گئے سوالات کی تحریر کتب خانہ میں موجود ہے۔ آپ نے احمد آباد میں اپنے میزبان حاجی احمد صاحب کے مکان پر لکھی تھی۔

﴿۵۳﴾

مولوی ثناء اللہ امرتسری (اہل حدیث) سے آٹھ تراویح پر بیس سوالات کتب خانہ میں قلمی مسودہ موجود ہے۔ سوالات ہفت روزہ الفقیہ امرتسر میں اس کے بعد مجموعہ فتاویٰ حضرت شیخ الحدیث میں طبع ہو چکے ہیں۔ ان سوالات کی زیانت داری سے پڑھنے والا آٹھ تراویح کا قائل نہیں رہ سکتا۔

﴿۵۴﴾

امام مہدی کی آمد کی بشارت، احادیث سے (عربی زبان میں) اردو مرزائیہ پر بہترین رسالہ ہے۔

﴿۵۵﴾

حیات مسیح علیہ السلام (عربی زبان میں) آیات و احادیث کی روشنی میں مرزائیوں کا رد طبع فرمایا۔ مسودہ صورت میں موجود ہے۔

﴿۵۶﴾

آنے والے فتنوں کی پیش گوئی حضور کی زبانی۔ (علم مصطفیٰ ﷺ) عربی زبان میں احادیث کی روشنی سے نظیر تحریر ہے۔

﴿۵۷﴾

لیلة القدر کے فضائل (عربی زبان میں) احادیث مبارکہ کی روشنی میں فضائل کا بیان ہے۔

﴿۵۸﴾

ترکہ مصطفیٰ ﷺ (عربی زبان میں) ردّ شیعہ پر بہترین تحریر ہے۔ مسودہ کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۵۹﴾

استغانت بہ رسول اللہ ﷺ (اردو زبان میں) مسودہ کی حالت میں کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۶۰﴾

استغانت اور نحو کے معنوں کی تحقیق (عربی) اپنے موضوع پر بے نظیر تحریر ہے۔ کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۶۱﴾

رسالہ در تحقیق علم مصطفیٰ ﷺ، احادیث کی روشنی میں۔ عربی زبان میں چودہ بڑے صفحات پر مسودہ کی حالت میں

موجود ہے۔

﴿۶۲﴾

حجیت حدیث، قرآن و حدیث کے دلائل سے حزرین آٹھ صفحات کا مسودہ کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۶۳﴾

فوائد خصائص کبریٰ (جلد اول)

خصائص کبریٰ (مصنفہ علامہ سیوطی) کا مطالعہ کرنے کے لئے ان فوائد کا مطالعہ از حد مفید ہے۔ ۵۸ صفحات میں

دو کالموں میں مسودہ کی حالت میں موجود ہے۔

﴿۶۴﴾

حج کی دعاؤں اور ارکان کا بیان۔ مسودہ کتب خانہ میں ہے۔

﴿۶۵﴾

موودی صاحب کا تعارف۔ مسودہ کی حالت میں ہے۔

﴿۶۲﴾

مودودی کی تحریک ایک نئی تحریک ہے۔ مسودہ کی حالت میں ہے۔

﴿۶۷﴾

شفا عت اور رد مودودیت۔ مسودہ موجود ہے۔

﴿۶۸﴾

مودودی کی تحریک کا ماخذ و منشا۔ رد مودودیت پر عمدہ تحریر ہے۔

﴿۶۹﴾

مودودی کا شفا عت سے انکار۔ مطبوعہ اشتہار موجود ہے۔

﴿۷۰﴾

دیوبندی مولویوں کے علم و عرفان کی کہانی۔ مطبوعہ اشتہار

علاوہ ازیں چند اور مسودات بھی کتب خانہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ میں موجود ہیں۔ اگر یہ مسودات

ہو جائیں تو اہل سنت کے لٹریچر میں گراں قدر اضافہ ہو جائے گا۔

اگرچہ ان تصانیف میں ضخیم کتابیں کم ہیں۔ تاہم ہر تصنیف کے دلائل اور انداز تحریر بڑی بڑی کتابوں سے

کر دیتی ہے۔ جو تصانیف مسودہ کی صورت میں ہیں ان کے نام ہم نے رکھے ہیں۔

تصنیف و تالیف کے لئے جس پرسکون ماحول کی ضرورت ہوتی ہے وہ آپ کو بہت کم ملی۔ اس کے باوجود

کی کثیر تصانیف آپ کی کرامت پر دال ہیں۔

﴿کرامات﴾

عارف باللہ شیخ محمد آفندی ابن عابدین معروف بہ شامی (م ۱۲۵۲ھ / ۱۸۳۶ء) کرامت اور صاحب کرامت کی تعریف میں یوں فرماتے ہیں۔

”الْكِرَامَةُ هِيَ ظُهُورُ أَمْرِ خَارِقٍ لِلْعَادَةِ عَلَى يَدِ عَبْدٍ ظَاهِرِ الصَّلَاحِ مُلْتَزِمٍ لِمُتَابِعَةِ نَبِيِّ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ مُقْتَرِنًا بِصِحِّحِ الْأَعْيَادِ وَالْعَمَلِ الصَّالِحِ غَيْرِ مُقَارِنٍ لِدَعْوَى النَّبُوَّةِ“ (۱)

”خلاف عادت امر کا ظہور ایسی ہستی سے جس کا ظاہر صلاح سے مزین ہو، انبیاء میں سے کسی نبی کی متابعت کرنے والا ہو، صحیح العقائد ہو، عمل صالح کرنے والا ہو اور دعوی نبوت نہ کرنے والا ہو، کرامت کہلاتا ہے۔“

اس مختصر جملہ میں علامہ شامی نے کرامت کی تعریف کے ساتھ ساتھ صاحب کرامت ولی اللہ کی پہچان بھی کرا دی ہے۔

عارف باللہ شیخ طریقت حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی زندگی عزم راسخ، عالی ہمتی، اتباع سنت اور استقامت سے عبارت تھی۔ ایسی صفات کا حامل یقیناً ولی کامل ہوتا ہے۔ سعید طابع اور قدسی ارواح ایسے بلند پایہ افراد کو احسان خداوندی سمجھتی ہیں اور اپنی دینی و اخروی بلکہ دنیوی امور بھی ایسی ذات قدسی صفات سے وابستہ کر لیتی ہیں۔ ولایت کا یہ وہ معیار ہے جو معتقدین اولیاء کا شعار ہے۔

ایسی عزیز الوجود صفات کی موجودگی میں ظاہری کرامات لازمی نہیں سمجھی جاتیں۔ تاہم عوام الناس کی آسان پہچان کے لئے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سے خارق العادت کرامات کا ظہور بھی ہوا۔ ان خرق عادت امور سے عوام الناس کو بھی آپ کے ولی کامل ہونے کا یقین ہو گیا۔

(۱) اجابۃ الغوث بیان حال النقباء والنجباء والابدال والاولاد والغوث (رسائل ابن عابدین)

مطبوعہ سہیل اکیڈمی، لاہور (۱۳۰۰ھ / ۱۹۸۰ء) ج ۲، ص ۲۷۸

جدید فن نگاری میں خرق عادات کرامات کے لئے شاید کوئی اہمیت نہیں۔ بعض شخصیات پر یہ اور
درست طور پر منطبق ہے۔ مگر بعض شخصیات وہ ہیں جن کے لئے کچھ دیگر قواعد ہوتے ہیں۔ ایسا بھی ممکن ہے بعض
نگار خرق عادت واقعات کو بعید از قیاس خیال کر کے نظر انداز کر دیں۔ لیکن جن حضرات کی نظر علوم اسلامیہ پر
کرامات کے وجود اور اس کی اہمیت سے صرف نظر نہیں کر سکتے۔ قرآن مجید، احادیث نبویہ اور اولیاء کا طین کے تذکرے
خارق العادت کرامات سے پُر ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی زندگی اگرچہ قال اللہ وقال الرسول میں گذری۔ علوم دینیہ کی تبلیغ و تدریس
کی زندگی کا سب سے بڑا وظیفہ رہا۔ اس حوالہ سے آپ کی علمی حیثیت غالب رہی، تاہم اکثر موقعوں پر آپ سے
عادت کرامات کا ظہور ہوا۔ جو اس امر کی دلیل ہے کہ آپ کی ذات ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھی۔ آپ کی خارق
العادت کرامات اتنی کثیر ہیں کہ ان کا شمار میرے لئے ممکن نہیں اور نہ ہی اس کتاب میں ان کا بتامہ ذکر مقصود ہے۔
کوئی صاحب دل اس طرف متوجہ ہو اور آپ کی کرامات کے واقعات کو جمع کر لے۔

بطور برکت آپ کی چند کرامات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔



ایک مرتبہ دورہ حدیث کے دوران شہید کی حیات کا مسئلہ بیان ہو رہا تھا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ
قرآن مجید اور احادیث طیبہ سے حیات شہداء کا مدلل بیان فرمایا، بعد ازاں تصوف کے انداز میں بھی اس مسئلہ پر شریعت
سط سے روشنی ڈالی۔ مگر شریک درس ایک طالب علم مولانا محمد سلیم نقشبندی (حال خطیب جہاں خانوآند، فیصل آباد) نے
کرتے ہیں کہ طالب علمی کے انداز میں، میں نے چند سوالات وارد کئے۔ آپ نے ان سوالات کا جواب بھی دیا۔
کے جوابات کچھ اس نوعیت کے تھے کہ میرے جسم کے اجزاء کانپ گئے۔ جسم میں حرکت نہ رہی۔

بالآخر میں نے عرض کیا کہ میں کروڑ مرتبہ توبہ کے بعد یہ عرض کرتا ہوں کہ حیات شہداء پر ایمان ہونے کے باوجود
یہ مسئلہ سمجھ نہیں آرہا۔ صرف اطمینان قلب چاہتا ہوں۔ حضرت کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ قرآن وحدیث کے مقابل
اگر کوئی شخص اپنا عندیہ پیش کرتا تو اکثر جلال کا اظہار فرماتے۔ لیکن آج خلاف عادت مسکرا دیئے اور فرمایا۔

”اللہ تعالیٰ اپنے پاک محبوب ﷺ اور اولیاء کاملین کے صدقے تمہیں اپنے وقت پر اس مسئلہ کی سمجھ
آجائے گی۔“

مولانا محمد سلیم بیان کرتے ہیں کہ چونکہ آپ علم و فضل کے ساتھ ساتھ بے کراں روحانیت و ولایت سے بھی ممتاز
تھے، خدام و تلامذہ کے علاوہ ملک کے طول و عرض سے مشائخ عظام بھی آپ کے ہاں تشریف لاتے تھے۔ مجھے یقین
کامل تھا کہ آپ کی خصوصی توجہ سے اس مسئلہ میں مجھے عین یقین حاصل ہو جائے گا۔ اس کا ایک باعث اور بھی تھا کہ میں
آپ کے ہمراہ تبلیغی جلسوں میں حاضر ہوتا تھا۔

اسی رات کو جب میں سویا تو قسمت بیدار ہو گئی۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی زیارت سے مشرف ہوا۔
حسب عادت آپ نے فرمایا۔ مولانا! سامان جلدی تیار کرو، محفل پاک کا وقت قریب ہو گیا ہے۔ یہ نہ فرمایا کہ محفل
کہاں ہوگی۔ تا نگہ لایا گیا۔ آپ سوار ہو گئے، میں بھی خادمانہ حیثیت سے سوار ہو گیا۔ بڑی دیر تک تا نگہ چلتا رہا۔
اچانک ہم اس جگہ پہنچ گئے جو دو مسجدوں (سنی رضوی جامع اور شاہی مسجد) کے درمیان ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ کثیر مجمع
ہے۔ سینکڑوں اکابر ملت موجود ہیں، حضرت نے میری طرف توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا۔

”اس محفل مبارک میں حضور سیدنا غوث پاک، حضور سیدنا شہاب الدین سہروردی اور دیگر سلاسل
کے عظیم المرتبت حضرات موجود ہیں۔ ادب ملحوظ رہے۔“

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے حسب عادت اولیاء کاملین کے اسماء بڑے ادب سے بیان فرمائے۔ یہ آپ
کا طرہ امتیاز تھا۔ اولیاء کاملین سے میرا تعارف کرایا اور آپ خود شیخ پر بیٹھ گئے۔ اولیاء کاملین نے آپ کو وعظ کے لئے
ارشاد فرمایا۔ آپ نے کھڑے ہو کر وعظ کرنا چاہا۔ مگر حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ آپ کرسی پر
تشریف رکھیں۔ آپ نے عرض کیا۔ میرے لئے یہ کیسے روا ہے؟ ارشاد ہوا جس طرح حضور نبی اکرم ﷺ کے حضور حضرت
حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نعت خوانی کے لئے عرض کرتے تو ان کے لئے منبر بچھا دیا جاتا۔

چنانچہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کرسی پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور آپ نے آیت کریمہ ”وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ

يَقْتُلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ“، تلاوت فرمائی۔ ترجمہ کے بعد بخاری شریف کی سوید احادیث بھی پڑھیں اور
شہداء کا بیان شروع فرمایا۔ دوران تقریر کبھی کبھی میری طرف بھی توجہ فرماتے۔ ارشاد فرمایا۔

حیات شہداء کا ثبوت نص قطعی سے ثابت ہے، جو اس کا منکر ہو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ہے تم میں
ایسا جو اپنی گردن کٹوا کر اس کا مشاہدہ کرنا چاہے۔ اس پر ایک نو عمر لڑکا کھڑا ہوا اور عرض کی کہ میں اپنی گردن اللہ کی راہ
کٹواتا ہوں۔ آپ کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا چاقو تھا۔ آپ نے وہ مجھے عنایت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کی گردن
کردو۔ یہ چاقو کیا تھا گویا ایک مقناطیس تھا۔ ذرا سے اشارہ سے اس نو عمر کی گردن جدا ہو گئی۔ لیکن وہ خود کھڑے کا
رہا۔ بلکہ کہہ رہا تھا کہ میں زندہ ہوں۔ میری حیات میں شک کرنے والا بے ایمان ہے۔ اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث
قدس سرہ نے دوسری مرتبہ اعلان کیا کہ ہے کوئی جو اپنی گردی اللہ کی راہ میں کٹوا کر حیات حاصل کرے۔ مولانا
نے عرض کیا کہ حضور میں بھی شوق رکھتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے اسی چاقو سے اشارہ فرمایا کہ میری گردن سینہ سے
ہو گئی۔ لیکن اس کے باوجود میں زندہ ہوں، بلکہ تمام کائنات کا مشاہدہ کر رہا ہوں۔ میں احباب سے کہہ رہا ہوں کہ
طرف دیکھو میں زندہ ہوں۔

اختتام محفل پر آپ واپس تشریف لائے۔ اچانک میری آنکھ کھل گئی۔ سردی کا موسم تھا۔ رات کا کوئی دو بجے
عمل تھا۔ مشائخ کرام کی جلوہ گری اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے وعظ اور میری شہادت اور حیات کے منظر
دل میں سرور اور لذت کی کیفیت بیان سے باہر تھی۔ کئی دن تک یہ سرور و لذت کی کیفیت رہی۔ صبح کو حسب معمول
نے حدیث کا سبق شروع کرایا تو اسی حدیث سے جس میں حیات شہداء کا بیان تھا، آپ نے نہایت مسرت بھرے
میں فرمایا۔ لَا شَكَّ فِيهِ صَدَقَ اللَّهُ جَلَّ جَلَالُهُ وَصَدَقَ النَّبِيُّ ﷺ تَرَجَّحِي نَكَا هُونِ سِي مِي رِي طَرَفِ مَتَوَجِّهٍ هُوَ كَرِي
کیوں مولوی سلیم! آیت کریمہ برحق ہے نا کوئی شبہ تو نہیں؟ میں نے والہانہ انداز میں عرض کیا کوئی شبہ
مولوی سلیم بیان کرتے ہیں کہ مجھ ایسے کتنے حضرات ہیں جو آپ کے فیضان سے عین یقین اور حق یقین پائے
جب میں نے رات کے خواب کا واقعہ مولانا مفتی نواب الدین مدرس و مفتی جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور سے
تو آپ نے فرمایا۔

”ایسی باتیں تو حضرت کے لئے معمولی ہیں۔“ (۱)

﴿۲﴾

جناب قیوم سلیم نائب صدر انجمن تاجران و چیئرمین زکوٰۃ و عشر کبھی فیصل آباد نے جناب شیخ بشیر احمد سابق چیئرمین بلدیہ فیصل آباد کی موجودگی میں بیان کیا کہ میری بیوی عمر ولادت کی وجہ سے بیمار ہو گئی۔ ڈاکٹروں نے علاج سے معذوری ظاہر کر دی۔ لیڈی ڈاکٹر منور سلطانہ اور لیڈی ہیلتھ ویزٹرن منور سلطانہ نے بڑی کوشش سے علاج معالجہ کیا، مگر یہ بھی بے بس ہو گئیں۔ ادھر حالت یہ تھی کہ ایک ایک لمحہ میری بیوی کے لئے موت سے کم نہ تھا۔ طبی امداد سے ہم مایوس ہو گئے۔

اس عالم یاس میں میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے حضور حاضر ہوا اور ساری داستان عرض کی، آپ نے دعا فرمائی۔ جس کی برکت سے میری بیوی کے ہاں تو ام بچے پیدا ہوئے۔ ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔ چند دنوں کے بعد وہ دونوں بچے کیلئے کی طرح خشک ہونے لگے۔ بیماری کے باعث ان کا حجم بھی خشک کیلئے کی طرح گھٹنے لگا۔ رفتہ رفتہ وہ موت و حیات کی کش مکش میں مبتلا ہو گئے۔ ہر قسم کا علاج معالجہ ناکام ہو گیا۔

میری بیوی نے سوچا کہ جن کی برکت سے ان کی ولادت آسان ہو گئی تھی، انہی سے ان کی تندرستی کے لئے دعا کرانی چاہئے۔ چنانچہ میری بیوی حاضر ہوئی اور پردے میں رہتے ہوئے بچوں کی لا علاج بیماری کے لئے دعا کی استدعا کی، آپ نے دو بیگن منگوائے، انہیں دم فرمایا۔ اور ہدایت کی کہ دونوں بچوں کو ان بیگنوں کے نیچے لٹا دیا کریں۔ الحمد للہ آپ کی دعا اور دم سے جوں جوں بیگن خشک ہوتے گئے، توں توں وہ دونوں بچے تندرست اور صحت یاب ہوتے گئے۔ اور آج بحمدہ تعالیٰ دونوں بہن بھائی صاحب علم اور صاحب اولاد ہیں۔ (۲)

(۱) روایت مولانا محمد سلیم نقشبندی، خطیب جمال خانوآز، فیصل آباد، ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۶ھ

(۲) روایت جناب قیوم سلیم، مقیم ۸۹۔ بی گبرگ، فیصل آباد۔ ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۶ھ

﴿۳﴾

صوفی حاجی عبدالحفیظ حال مقیم گارڈن کالونی، فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے چھوٹے لڑکے کے گلے میں تربوز کا بیج پھنس گیا تھا۔ یہ بیج خوراک کی نالی کی بجائے سانس کی نالی میں چلا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سانس لینا دشوار ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسے دمہ کی بیماری ہو گئی ہے۔ ہر چند کافی علاج کروایا مگر آثار ہوا۔ اور نہ ہی مرض کی صحیح تشخیص ہو سکی۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ان دنوں حاجی مہر الدین مقیم ہرچرن پورہ، فیصل آباد کے ہاں ایک دکاندار تشریف لے گئے تھے۔ میرا مکان بھی اسی محلہ میں راستہ میں تھا۔ دعوت سے واپسی پر آپ نے خادم سے فرمایا یہاں ہمارے صوفی صاحب کا لڑکا بیمار ہے، اس کی تیمارداری کرنی چاہئے۔ دروازہ پر دستک دی گئی۔ اندر سے جواب دیا کہ صوفی صاحب دکان پر ہیں۔ آپ نے باہر دروازہ پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کہ صوفی صاحب کے بیج کے لئے فرمائی چاہئے۔ آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور شفا کے لئے دعا فرمائی۔ یہ نماز عصر کے بعد کا وقت تھا۔ شام جب صوفی عبدالحفیظ صاحب واپس گھر آئے تو یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ ان کا بیمار بچہ بالکل تندرست ہے۔ بچے نے کہا کہ تھوڑی دیر پہلے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ یہاں جلوہ افروز ہوئے اور انہوں نے کھڑے کھڑے ہی دعا فرمائی۔ اس کے نتیجے میں میری سانس کی نالی میں اٹکا ہوا تربوز کا بیج چھینک سے باہر آ گیا۔ اور اب میں بالکل تندرست ہوں۔ سانس کی تکلیف ہے نہ بخار وغیرہ۔

یہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی دعا کی برکت تھی کہ لاعلاج مریض فوراً شفا یاب ہو گیا۔ (۱)

﴿۴﴾

مرشد برحق شاہ سراج الحق قدس سرہ کے ایک مرید کا لڑکا محمد اسحاق نامی نہایت آوارہ منس تھا۔ عادات مرتکب ہو گیا۔ والد نے اس کو بہت سمجھایا مگر اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ والد پریشان ہوا۔ اسے اپنی پریشانی کا یہ حل نظر آیا کہ لڑکے کو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا مرید کرادیا جائے۔ اس طرح شاید وہ بری حرکات سے باز رہے۔

(۱) روایت صوفی عبدالحفیظ مقیم گارڈن کالونی، فیصل آباد

پروگرام کے مطابق والد محمد اسحاق کو لے کر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے پاس حاضر ہوا اور بیعت کی درخواست کی۔ حضرت نے اسے بیعت فرمایا۔ بیعت کے بعد آپ نے حسب عادت نماز، روزہ اور احکام شریعہ کی پابندی کا حکم فرمایا۔ اس پر محمد اسحاق نے بے باکانہ جواب دیا کہ مجھ سے یہ توقع نہ رکھیں۔ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر آپ روحانی قوت سے ایسا کروالیں تو اور بات ہے۔

بیعت کے بعد کچھ عرصہ محمد اسحاق اپنی پرانی عادت پر قائم رہا لیکن اچانک وہ نماز روزہ کا پابند بن گیا۔ بلکہ داڑھی بھی رکھ لی۔ جب اس سے والد نے اس کا باعث پوچھا تو اس نے اپنا ایک خواب بیان کیا کہ ایک رات میں نے حضور اکرم ﷺ کی مجلس مبارک دیکھی۔ میں نے خیال کیا کہ میں بھی حضور اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوں۔ اس ارادہ سے میں آگے بڑھا تو حاضرین مجلس سے چند افراد اٹھے اور انہوں نے مجھ سے پوچھا کیوں اور کیسے بغیر اجازت یہاں آئے ہو۔ تمہیں معلوم نہیں کہ یہاں آنے والے کے پاس سرٹیفکیٹ کا ہونا ضروری ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے مجھے مارتا شروع کیا۔ میرے کندھے پر ڈنڈے برسائے۔ چنانچہ جب میں بیدار ہوا تو واقعی میرے کندھے ضربوں سے چور تھے۔ اس واقعہ کو میں نے شیخ الحدیث قدس سرہ کی کرامت سمجھا۔ محمد اسحاق نے تمام برائیوں سے توبہ کر لی۔ اب وہ لاری ڈرافٹیل آباد میں ایک ہوٹل کا مالک صوفی محمد اسحاق ہے۔ (۱)



مولانا مفتی محمد امین مہتمم جامعہ امینیہ رضویہ فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ چند سال قبل گڑھی شاہولا ہور میں دو متحارب فریقوں میں صلح کرانے کے لئے چوہدری بشیر احمد ایڈووکیٹ کے دفتر میں بیٹھا تھا۔ وکیل صاحب نے صوفی معراج دین گڑھی شاہولا ہور اور چوہدری غلام رسول سے تعارف کرایا۔ چوہدری غلام رسول گڑھی شاہولا کے زمیندار ہیں، دوہٹی میں کام کرتے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے مرید تو نہ تھے البتہ ان کی عقیدت مریدوں سے کم نہ تھی، چوہدری غلام رسول نے بتایا کہ جب میں حج کے لئے جانے کی تیاری کر رہا تھا ان دنوں لائل پور حضرت شیخ

(۱) قلمی یادداشت مولانا محمد عبدالقیوم قادری ہزاروی، لاہور

الحديث قدس سرہ کے حضور اجازت کے لئے حاضر ہوا۔ آپ نے بڑی مسرت کا اظہار فرمایا۔ آپ نے میری خاطر مدارت کی۔ الوداع ہوتے وقت آپ نے فرمایا کہ ”جب مدینہ منورہ حاضری ہو تو باب جبرئیل کی طرف روضہ انور کے قریب آپ کو ایک بزرگ ملیں گے، ان سے معاف کرنا“

چوہدری غلام رسول بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ حاضری ہوئی۔ کئی روز اس بزرگ کی تلاش کی، مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ میری والدہ جی کی تاریخ قریب آرہی تھی اور مجھے اس بزرگ کی ملاقات کی تمنا زیادہ ہو رہی تھی۔ آخر ایک روز کے بعد روضہ انور کے قریب حاضر تھا۔ اچانک وہ بزرگ نظر آئے۔ کشیدہ کاری والی ٹوپی پہن رکھی تھی۔ میں نے جی میں کہا کہ واہ رے قسمت! معافکار ارادہ کیا تو غور کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ بزرگ تو خود حضرت شیخ الحدیث ہیں۔ منظر سے میں بے خود ہو گیا۔ اپنے حواس پر قابو نہ رہا، اسی عالم میں روضہ انور کی دیوار کے ساتھ لگ گیا۔ حسب معمول کے بعد شرطی نمازیوں کو مسجد سے نکال رہے تھے۔ انہوں نے مجھے بھی نکالنا چاہا، میں نے ہاتھ کے اشارہ سے کہا ”ظہریئے۔ حواس درست ہوئے تو ارادہ کیا کہ حضرت سے پوچھوں کہ آپ یہاں کب تشریف لائے ہیں؟ مگر آپ نہ تھے۔ یاد رہے یہ واقعہ اس سال کانپس جب آپ ۱۹۵۶ء کوچ پر گئے تھے۔ (۱)

﴿۶﴾

چوہدری محمد منیر نمبر دار چیک ۱۲۱ ج۔ ب گوکھووال ضلع فیصل آباد بیان کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ فروری ۱۹۶۰ء میں ہماری دعوت پر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ہمارے ہاں تقریر کے لئے تشریف لائے۔ بعد نماز عشاء تقریر شروع ہوئی۔ اسی دوران گھرے بادل بن آئے۔ ایسا لگتا تھا کہ ابھی بارش ہونے والی ہے مگر ظاہر ہے بارش ہونے کی صورت میں جلسہ کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ مگر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے تقریر کے میں فرمایا۔

”اے بادل کے فرشتے! آپ کو معلوم ہے کہ ذکر مصطفیٰ ﷺ کے لئے ہم یہاں جمع ہیں۔ ہم سب حضور کے غلام ہیں۔ تو بھی حضور کا غلام ہے جب تک ہم ذکر مصطفیٰ میں مشغول ہیں تو بارش نہ برسا۔“

آپ نے یہ کہہ کر تقریر شروع کی۔ تقریر دو گھنٹے جاری رہی۔ اس دوران بارش کی ایک بوند بھی نہ گری۔ دراصل حالیکہ گہرے بادل چھائے رہے۔ تقریر کے بعد رات کو خوب بارش ہوئی۔

اگلے روز جمعہ کے موقع پر بھی بارش کے آثار تھے، سنی رضوی جامع مسجد میں کثیر مجمع حاضر تھا۔ بارش ہونے کی صورت میں صحن میں موجود نمازیوں کے لئے کوئی معقول انتظام نہ تھا۔ اس موقع پر بھی آپ نے وہی ارشاد فرمایا جو رات ہمارے ہاں بادل کے موکل فرشتے سے کہا تھا۔ چنانچہ دوران جمعہ بارش نہ ہوئی، نماز کے بعد موسلا دھار بارش ہوئی۔ (۱)



لاہل پور میں مولوی عبدالرحمن دیوبندی مہتمم مدرسہ عربیہ اشرف المدارس، محلہ گرونا تک پورہ دیوبندی علماء سے مل کر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی مخالفت میں پیش پیش تھا۔

آپ کے خلاف ہمیشہ بے سرو پا الزامات کی اشاعت میں اپنی پوری کوشش کرتا رہا۔ مگر ہر موقع پر اسے غضب خداوندی نے آگھیرا۔ مدرسہ عربیہ اشرف المدارس کا سالانہ اجلاس آپ کے خلاف منظم تحریک کے طور پر منعقد کروایا جاتا۔ ان اجلاسوں میں دیوبندی احراری علماء کو اس لئے دعوت دی جاتی کہ وہ اپنے بیانات میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی تبلیغی مساعی پر پانی پھیرنے کی ناپاک کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کی شان، انہیں ہر بار اپنے منصوبے کی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

۱۹۲۱ تا ۲۱ شعبان المعظم ۱۳۷۳ھ / ۲۳ تا ۲۵ اپریل ۱۹۵۴ء کو مدرسہ عربیہ اشرف المدارس لاہل پور کا پانچواں سالانہ

(۱) روایت چوہدری محمد منیر نیردار چک ۱۲۱، ج ۲، فیصل آباد۔ اربع الاول ۱۳۷۵ھ

اجلاس منعقد ہوا۔ جلسہ کی نشست گاہ دھوبی گھاٹ میں مقرر تھی۔ موسم بالکل صاف تھا۔ ان دنوں (اواخر اپریل) امکان نہ تھا۔ مگر دوران تقریر ایسی آندھی آئی اور اولے پڑے کہ جلسہ کا مکمل انتظام درہم برہم ہو گیا۔

اسی طرح مدرسہ مذکورہ کا چھٹا سالانہ جلسہ ۱۶ تا ۱۸ شعبان ۱۳۷۲ھ ۱۰ تا ۱۲ اپریل ۱۹۵۵ء دھوبی گھاٹ

منعقد ہوا۔ قاری عبدالحق کی زیر صدارت قاری محمد حسین دیوبندی تقریر کر رہے تھے۔ سنیت کی تردید اور دیوبند تبلیغ کے لئے اس سال قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند (بھارت) بھی مدعو تھا۔ قاری محمد حسین کی تقریر کے بعد قاری محمد طیب جلسہ میں آئے۔ قاری محمد طیب کے آنے پر جلسہ گاہ میں ایسا بھگدڑ مچ گیا کہ تمام انتظام معطل ہو گیا۔ کی اپیل کے باوجود مجمع سے انتشار ختم نہ ہوا۔ آخر ناظم جلسہ کو اعلان کرنا پڑا کہ قاری محمد طیب کی تقریر کل دس ہوگی۔ اسی دوران یہ آواز بھی سنائی دی گئی کہ یہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی کرامت ہے۔ (۱)

﴿۸﴾

مولانا محمد شریف خطیب منڈی دار برٹن ضلع شیخوپورہ ۲۷ ستمبر ۱۹۵۵ء کوچ سے واپسی کے بعد لائل پور حضرت

الحدیث قدس سرہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ حضرت نے ان کے اعزاز میں بعد نماز عشاء شاہی مسجد میں جلسہ کا اہتمام فرمایا۔ جلسہ میں مولانا محمد شریف نے اپنا حج پر جانے کا واقعہ یوں بیان فرمایا کہ کچھ عرصہ پہلے میں شیخ الحدیث قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا ماجرا پیش کیا۔ آپ نے فرمایا۔

”مولانا! آپ کے گناہوں کی مغفرت دربار رسالت ماب ﷺ میں ہوگی۔“

دوسری بار حاضر ہوا۔ حجرہ مبارکہ میں بیٹھ کر رو رہا تھا۔ حضرت نے میری پشت پر دست شفقت رکھا اور فرمایا

”دربار رسالت ماب ﷺ میں حاضری ہوگی اور آپ کے سارے گناہ دھل جائیں گے۔“

تیسری مرتبہ حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا۔

(۱) نقل رجسٹر کارروائی اجلاس ہائے مخالفین۔ مخزن کتب خانہ شیخ الحدیث فیصل آباد

”اب دربار رسالت میں ضرور حاضری ہوگی۔ حج کی درخواست دے دو۔“

مولانا بیان کر رہے تھے کہ میں بے زرتھا۔ حتیٰ کہ ان دنوں مشاہرہ بھی نہ مل رہا تھا۔ مالی حالت کی کیفیت یہ تھی کہ روزمرہ کے اخراجات کے لئے ادھار لے رکھا تھا۔

آپ نے جب حج کی درخواست جمع کرانے کا حکم فرمایا اس وقت صرف دو دن باقی تھی کہ جن میں درخواست جمع کروائی جاسکتی تھی۔ ان دنوں چونکہ درخواست پر فوٹو پر پابندی نہ تھی بلکہ کسی مجسٹریٹ کی تصدیق ہی کافی تھی، میں چونکہ فوٹو کے جواز کا قائل نہ تھا۔ تصدیق کے لئے مجسٹریٹ کے پاس کچھری پہنچا۔ اس روز نہ ملا، دوسرے روز مجسٹریٹ مل گیا اور تصدیق کا کام بھی آسانی سے ہو گیا۔ درخواست فارم بھی وقت پر جمع ہو گیا۔ اور زوارہ کا انتظام بھی آسانی سے ہو گیا۔ یہ سب کرامت تھی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی۔ (۱)

﴿۹﴾

ڈاکٹر محمد اسلم حال مقیم سید پور اور اولپنڈی بیان کرتے ہیں۔

کہ لائل پور کے قیام کے عرصہ میں میری عادت یہ تھی کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ جب بھی نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے باہر تشریف لے جانے کا قصد فرماتے تو آپ کا جوتا میں حاضر کرتا۔ ایک روز بارش کی وجہ سے آپ کی نعلین بھیک گئی میں نے جیب سے رومال نکالا اور نعلین کو خشک کیا۔ یہ رومال میرے لئے تھک بن گیا۔

ایک مرتبہ جب میں پنجاب یونیورسٹی کا پروفیسر تھا۔ دل میں رسول پاک ﷺ کی زیارت کے لئے انتہائی تڑپ تھی۔ طبیعت اسی تشنگی میں مضطرب رہتی تھی، ایک مرتبہ رات کو نماز عشا کے بعد سر پر عمامہ باندھا اور اس میں وہی مذکورہ رومال جس سے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو نعلین کی خشک کیا تھا، باندھ دیا، مصلیٰ پر مدینہ منورہ کی طرف رخ کر کے کھڑا ہو گیا اور درود شریف کا ورد شروع کر دیا۔ دل میں تہیہ کر لیا کہ جب تک نبی کریم ﷺ کی زیارت نہ ہوگی، نہ بیٹھوں گا۔

(۱) قلمی یادداشت ڈاکٹر محمد اسلم ایم ایس سی، انچارج افسر آب رسانی، اسلام آباد

اور نہ لیٹوں گا۔ درود شریف پڑھتے پڑھتے کافی وقت گزر گیا۔ اچانک اوجھ آگئی اور پتہ بھی نہ چلا کہ کب اور کیسے گزر گیا ہوں۔ اسی دوران سرکارِ دو عالم ﷺ نے کرم فرمایا اور زیارت سے مشرف فرمایا۔ بڑے جاہ و حشم سے تشریف فرما ہیں اور کسی کی آمد کے منتظر ہیں۔ چند ہی لمحوں بعد ایک باجمال ہستی حاضر بارگاہ ہوئی۔ ایسا معلوم ہوا کہ آئے دربارِ داتا حضور کی طرف سے ہو کر آئے ہیں۔ یہ آنے والے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ تھے۔ جو حضور اکرم ﷺ سامنے بڑے مودب حاضر ہوئے۔

جب بیدار ہوا تو رومال والی پگڑی سر سے الگ ہو چکی تھی اور اس جگہ پڑی تھی جہاں پر جمال جہاں آرا کا کرا تے وقت آپ تشریف فرما تھے۔ (۱)



درس حدیث میں وقفہ کے دوران حاضرین میں سے کسی نے جرات کی اور عرض کی کہ آپ کو سرکارِ بغداد رضی تعالیٰ عنہ سے انتہائی عقیدت ہے پھر بغداد شریف کیوں حاضر نہیں ہوتے۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے وہاں جانے کے لئے پاسپورٹ پر تصویر لگانا پڑتی ہے جو جائز نہیں۔ ویسے ہماری حاضری تو ہوتی رہتی ہے۔

اسی دوران اس شخص کو اوجھ آگئی۔ ایسی حالت میں اس پر وجد طاری ہو گیا۔ چیخیں مارتا ہوا بے ہوش ہو گیا۔ بعد جب اسے افاتہ ہوا تو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے قدموں میں گر گیا اور معافی مانگنے لگا۔ آپ نے اسے جانے دینے کی تلقین فرمائی۔ دورہ حدیث کے بعد حاضرین نے اس سے بے ہوش ہونے کا سبب دریافت فرمایا۔ اس نے کہا کہ جب میں نے جرات کر کے بغداد کی حاضری سے متعلق دریافت کیا تو اوجھ میں دربارِ غوثیت مآب کی حاضری ہو گئی۔ دیکھا کہ اولیاء کا ملین کا مجمع ہے اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ وہاں موجود ہیں۔ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مجمع میں انہیں دیکھ کر وجد میں آ گیا اور مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ ندامت ہوئی کہ میں نے کس قسم کی جرات میں ان کو ایسے مشورے دے رہا ہوں جو دربارِ غوثیت مآب کے حضور ہی ہیں۔ (۲)

(۱) قلمی یادداشت ڈاکٹر محمد اسلم مقیم راولپنڈی، مملوکہ فقیر قادری عقی عین (۲) قلمی یادداشت ڈاکٹر محمد اسلم مقیم راولپنڈی

﴿ ۱۱ ﴾

جناب چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ فیصل آباد، حال مقیم اسلام آباد بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ شاہین ایکسپریس گاڑی سے کراچی تشریف لے جا رہے تھے۔ بندہ خود اور دیگر بہت سے احباب لائل پور اسٹیشن پر آپ کو الوداع کہنے کے لئے موجود تھے۔

نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ ادھر گاڑی کی روانگی کا وقت ہو گیا۔ گاڑی نے وسل کر دیا۔ لیکن آپ نے ارشاد فرمایا۔ پلیٹ فارم پر نماز پڑھیں گے۔ کوئی فکر نہیں گاڑی نہیں جائے گی۔ چنانچہ پلیٹ فارم پر نماز باجماعت ہوئی۔ سگنل ہو چکا تھا۔ گاڑی مسلسل وسل کر رہی تھی۔ مگر جب تک نماز ختم نہ ہوئی گاڑی نہ چلی۔

جب حضرت صاحب فرسٹ کلاس میں بہ اطمینان سوار ہو گئے تو گاڑی چل پڑی۔ ہمیں خیال ہوا کہ شاید ریلوے کا کوئی ذمہ دار افسر آپ کا معتقد ہوگا۔ اس لئے گاڑی نے انتظار کیا۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ کوئی عارضی نقص پیدا ہو گیا تھا۔ اس لئے گاڑی آپ کے نماز پڑھنے تک رکی رہی۔ (۱)

﴿ ۱۲ ﴾

موصوف الذکر بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ملنے والے سرینگر کے ایک رئیس ہمارے ہاں لائل پور میں تشریف لائے۔ ان کی اہلیہ کو کچھ دیرینہ مرض تھا۔ بلکہ انہیں گمان تھا کہ آسیب وغیرہ کا کوئی اثر ہے۔ میں نے کہا کہ میں ابھی آپ کو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے پاس لئے چلتا ہوں۔ ان شاء اللہ افاقہ ہو جائے گا۔

میں نے اپنے منشی شوکت علی کو بھیجا کہ پتہ کرے کہ حضرت صاحب گھر موجود ہیں؟ اگر موجود ہیں تو انہیں ملنے کے لئے حاضر خدمت ہونے کی اجازت لے کر آئے۔

چند منٹ بعد میرا منشی بھاگتا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ آپ کی طرف آرہے ہیں۔ میں

(۱) قلمی یادداشت چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ مقیم اسلام آباد، محرمہ ۱۲۸۵ھ ۱۹۸۵ء

اسے ناراض ہوا کہ تم نے غلطی کی۔ حضرت صاحب کو کیوں تکلیف دی، ہم خود ان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے تھے۔ ششی نے کہا حضرت صاحب تو پہلے ہی آپ کی طرف آرہے تھے اور مجھے دیکھ کر انہوں نے فرمایا کہ ہم چوہدری صاحب کی طرف جا رہے ہیں۔ اتنے میں حضرت صاحب جلوہ افروز ہوئے۔ اور مہمان مریضہ کو دم کیا۔ آپ کی برکت سے صحت یاب ہو گئی۔ (۱)

﴿۱۳﴾

موصوف الذکر بیان کرتے ہیں کہ میں اور خان محمد عمر خان ایڈووکیٹ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے پاس نماز تراویح ادا کیا کرتے تھے۔ نماز تراویح سے فارغ ہو کر میں اپنے گھر آ جایا کرتا اور خان صاحب اپنے گھر جاتے۔ ایک روز خان صاحب کہنے لگے کہ آج نماز تراویح کے بعد جھنگ بازار والے صوفی کی دکان سے تازہ کھائیں گے۔ نماز تراویح کے اختتام اور نماز وتر سے قبل ایک طالب علم نے مجھے آ کر کہا کہ حضور فرماتے ہیں کہ نماز کے بعد ان کو بل کر جائیں۔ گرمی کا موسم تھا۔ میں اور خان صاحب حضرت صاحب کے ارشاد کے مطابق اوپر چھت پر پہنچے۔ جہاں پر حضرت صاحب اکثر ملاقات فرماتے تھے۔ اتنے میں صوفی کی دکان سے تازہ جلیبی آ گئی۔ حضرت صاحب تشریف لے آئے اور فرمانے لگے کہ صوفی کی دکان کی تازہ جلیبی کھائیں۔ (۲)

﴿۱۴﴾

موصوف الذکر بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب میں نماز تراویح کے لئے حضرت صاحب کے پاس جا رہا تھا تو میرا لڑکا بھند ہوا کہ وہ بھی ساتھ جائے گا۔ میں نے سوچا کہ وقت زیادہ لگتا ہے۔ چھوٹے سے بچے کو وہاں کھانا سنبھالے گا۔ بچے کی والدہ مجھے کہنے لگی کہ آپ کے بچے کے لئے حضرت صاحب سے پھولوں کا ہار لائیں۔ میں نے ہٹیک ہے میں ہار لاؤں گا، اس پر بچہ راضی ہو گیا۔ جب میں مسجد میں پہنچا تو آمدمی آ گئی اور بجلی فیل ہو گئی۔ ابھی

(۱) قلمی یادداشت چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ بحمرہ ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء

(۲) قلمی یادداشت چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ بحمرہ ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء

عشاء شروع نہ ہوئی تھی۔ ایک طالب علم اندھیرے میں پوچھتا پھر رہا تھا کہ وکیل صاحب کہاں ہیں۔ اندھیرے میں اس کی آواز سن کر میں نے اسے اپنے پاس بلا لیا اور پوچھا کیا بات ہے اس نے کہا کہ حضرت صاحب نے آپ کے بچے لئے پھولوں کا ہار بھیجا ہے۔ میں نے وہ ہار لے لیا اور نماز کے بعد بچے کے لئے گھر لے گیا۔ (۱)

﴿۱۵﴾

موصوف الذکر ہی بیان کرتے ہیں کہ مخالفین اہل سنت نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے خلاف بہت سازشیں کیں مگر بجزہ تعالیٰ سب ناکام رہیں۔ ایک دفعہ موسم سرما میں رات کے گیارہ بجے ایک شخص جامعہ رضویہ میں آیا اور کہنے لگا کہ حضرت صاحب سے ملاقات کرنی ہے۔ اس وقت حضرت صاحب اکیلے جامعہ کی بالائی منزل کے ایک کمرہ میں محو مطالعہ تھے۔ طالب علموں نے کوئی احتیاط نہ کیا اور اس شخص کو حضرت صاحب کے کمرہ میں بھیج دیا۔ اس شخص نے گرم چادر اوڑھی ہوئی تھی اور ایک خنجر اس میں چھپایا ہوا تھا۔ وہ حضرت صاحب پر قاتلانہ حملہ کی نیت سے آیا تھا، جب وہ کمرے میں داخل ہوا تو آپ کی ہیبت سے تھر تھر کا پنے لگا۔ حضرت صاحب نے پوچھا کیا بات ہے اس وقت اس کا چھپا ہوا خنجر زمین پر گر پڑا۔ وہ شخص رونے لگا۔ بڑی عاجزی سے معافی مانگنے لگا۔ حضرت صاحب نے اسے معاف کر دیا۔ اسی وقت وہ شخص آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو گیا۔ اس شخص کے بتانے پر انکشاف ہوا کہ مخالفین اہل سنت نے علمی مجاذر شکست فاش کھا کر آپ کو قتل کرنے کی سازش کی ہے۔ (۲)

﴿۱۶﴾

قدوة العارفين حضور داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ کے مزار پر انوار سے اہل عقیدت کی توجہ ہٹانے کے لئے مولوی احمد علی امیر انجمن خدام الدین، شیرانوالہ، لاہور نے ایک چال چلی اور اعلان کیا کہ حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ کا مزار بادشاہی مسجد کے بالمقابل ہے، موجودہ مزار حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ کا نہیں۔ مولوی احمد علی نے اپنی متعدد

(۱) قلمی یادداشت چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ، محرمہ ۱۲۸۵ھ

(۲) قلمی یادداشت چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ، محرمہ ۱۲۸۵ھ

تقاریر میں کہا کہ انہیں شاہی قلعہ لاہور میں انوار برستے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ متعدد بار ان سے وضاحت طلب کی گئی تو انہوں نے بتایا کہ یہ انوار حضور داتا گنج بخش مظہر نور خدا فیض عالم پر برستے ہیں، جو اس قلعہ میں مدفون ہیں۔ مزید وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے بیان کیا۔

”مجھے خدا تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے طفیل جو نور فراست بخشا ہے۔ اس کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ یہ راز میرے سینہ میں لوح محفوظ کی طرح سے محفوظ ہے کہ حضرت داتا صاحب کا مزار کس جگہ ہے؟ اور میں بجز اللہ اس بات پر قادر ہوں کہ آپ کو انگلی رکھ کر یہ بتا سکوں کہ آپ کا سر کہاں ہے اور پاؤں کہاں ہیں۔“ (۱)

انہی ایام میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے شیرانوالہ دروازہ لاہور میں ایک جلسہ کے خطاب کے دوران مولوی احمد علی کی اس سازش سے لوگوں کو آگاہ فرمایا۔

چراغے را کہ ایزد برفروزد
ہر آل کو تف کند ریش بسوزد

آپ نے مولوی احمد علی کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا۔ اے وہابی! میرے ساتھ چل کر موجودہ دربار داتا میں قبر انور کے سامنے کھڑا ہو۔ اگر حضور داتا صاحب نے قبر سے اٹھ کر فرمادیا کہ میری قبر یہی ہے تو مان لینا اور اگر حضور داتا صاحب نے قبر سے اٹھ کر نہ فرمایا تو میں خود اعلان کر دوں گا کہ اے لوگو! آؤ داتا صاحب کی قبر مبارک قلعہ میں ہے۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے اس پر اعتماد بیان نے مولوی احمد علی کو حیرت میں ڈال دیا۔ اب اس کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ خود اعلان کرے کہ موجودہ مزار ہی داتا صاحب کا ہے۔ (۲)

(۱) روزنامہ آفاق، لاہور، یکم فروری ۱۹۵۹ء ص ۱۲ بحوالہ ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ، ۳ شعبان ۱۳۷۵ھ ص ۷

(۲) روزنامہ زمیندار لاہور، ۵ فروری ۱۹۵۹ء بحوالہ ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ، ۳ شعبان ۱۳۷۵ھ ص ۷

﴿۱۷﴾

حاجی نیک محمد خازن مسجد سبحان اللہ غلام محمد آباد، فیصل آباد کی پہلی زندگی گناہوں سے آلودہ تھی۔ سینما بینی کی عادت بد انہیں ایسی تھی کہ ہر ہفتہ میں اسے پورا کرتے۔

اسی حالت میں وہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی خدمت میں بھی کبھی کبھی حاضر ہوتے۔ ایک موقع پر آپ نے حاجی صاحب مذکور سے دریافت فرمایا کہ آپ سینما تو نہیں دیکھتے؟ حاجی صاحب خاموش رہے۔ آپ نے فرمایا جتنے پیسے تم سینما بینی پر خرچ کرتے ہو انہیں بچالیا کرو اور کچھ پیسے ملا کر لاہور حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کے مزار پر حاضری دے لیا کرو۔

حضرت کے ان کلمات میں کچھ ایسی تاثیر تھی کہ حاجی صاحب اسم با مسمیٰ بن گئے۔ سینما بینی کی عادت ترک کر دی۔ نماز پنجگانہ کے عادی بن گئے اور دربار داتا میں اکثر حاضری دینے لگے۔ (۱)

﴿۱۸﴾

در زندگی تولا ف کرامت چہ می زنی
ایمان اگر بگور بری صد کرامت است

جناب بابو عبدالرشید بھوانوی، کالونی ملز اسلیبل آباد ملتان میں اور ریز کے عہدے پر فائز تھے اور تیس برس سے زائد عرصہ ہوا وہیں مقیم تھے، حضرت محدث اعظم شیخ الحدیث قدس سرہ جب بھی ملتان تشریف جاتے تو بسا اوقات اسلیبل آباد میں بابو عبدالرشید بھوانوی کے ہاں قیام فرماتے۔ او ریز مذکور کی عادت تھی کہ جب بھی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العریزان کے ہاں قیام کے دوران غسل فرماتے تو وہ استعمال شدہ کپڑا تبرک کے طور پر اپنے پاس رکھ لیتے اور نئے کپڑوں کا جوڑا پیش کرتے۔

(۱) روایت مولانا محمد بخش، مدرس جامعہ صوفیہ فیصل آباد، ۱۳ رجب الآخر ۱۳۹۶ھ

اور سیز صاحب مذکور کسی جھوٹے مقدمہ میں ملوث ہو گئے، کافی عرصہ مقدمہ چلتا رہا، لیکن فیصلہ نہ ہوا۔ گا وقت بھی خرچ ہوا، سرمایہ بھی ضائع ہوا، اس لئے اور سیز صاحب کافی پریشان رہنے لگے۔ ایک دن انہوں نے تازہ وہ کیا، مصلیٰ بچھایا، دو رکعت نماز نفل ادا کر کے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی استعمال شدہ بنیان سامنے رکھی، بعدہ ہاتھ کر بارگاہ خداوندی میں بصد عجز و نیازی یوں دعا مانگی۔

”اے خدائے قدوس! میرے سامنے تیرے ولی کامل کی بنیان ہے جس کی یہ بنیان ہے وہ تیرا محبوب و مقبول ہے۔ بلکہ فنا فی الرسول ہے۔ لہذا اپنے ولی کامل کی اس بنیان کے صدقے میری مشکل اور پریشانی اسی طرح حل فرما جس طرح تو نے محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی مشکل حل فرمائی تھی۔ تاکہ اس جھوٹے الزام اور مقدمہ میں میری نجات ہو جائے۔“

بعد ازاں بابو عبدالرشید آئندہ پیشی بھگتے جب کچھری میں گئے تو جج نے انہیں مقدمہ سے باعزت بری کر دیا۔ اس طرح ان کی دیرینہ مشکل حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی استعمال شدہ بنیان کی برکت سے حل ہو گئی۔ یاد رہے کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کا جب بھی تذکرہ چھڑتا ہے تو بابو عبدالرشید اس واقعہ کو بڑے محبت بھرے انداز میں پیش کرتے ہیں۔

﴿۱۹﴾

لائل پور (فیصل آباد) کے غیر مقلدین نے دھوبی گھاٹ میں ”اہل حدیث کانفرنس“ منعقد کر کے محبوبانِ رسول بالخصوص حضرت سیدنا امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شانِ رفیع میں اپنے بغض باطنی کا اظہار کھل کر کیا۔ اس کے جواب میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے باوجود علالت طبع کے ایک عظیم الشان تین روزہ اجتماع کا اہتمام کروانا اس روحانی و تبلیغی اجتماع کے لئے متعدد نام احباب نے تجویز کیے۔

(۱) قلمی یادداشت محمد رفیق شاہ القادری بحرہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد۔ مخزنہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

آپ نے فرمایا..... ”ایسا ہی ہونا چاہئے کہ مخالفین اس کے نام سے بھی جلسیں اور کام سے بھی۔“

چنانچہ اس کا نام آپ کی تجویز پر ”عرس امام اعظم ابوحنیفہ قدس سرہ العزیز“ طے پایا۔ (۱)

یہ عظیم الشان اجتماع ۱۱ تا ۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۱ھ ۲۲ تا ۲۶ نومبر ۱۹۶۱ء کو دھوبی گھاٹ میں منعقد ہوا (۲)

اس عظیم الشان اجتماع کی نظیر لائل پور کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ ”عرس امام اعظم رحمہ اللہ“ کے اس اجلاس میں ملک

بھر کے بے شمار جید مشائخ عظام اور جلیل القدر علمائے کرام نے شرکت فرمائی۔ عرس مذکورہ کے لئے خوبصورت کتابت عمدہ کاغذ اور اعلیٰ طباعت کے ساتھ طویل و عریض اشتہار شائع فرمایا۔

عرس امام اعظم ابوحنیفہ قدس سرہ کے اس اولین انعقاد پر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے ارشاد فرمایا۔

”اب یہ عرس مبارک ہمیشہ ہوتا رہے گا۔“

وصال کے بعد یہ راز کھلا کہ واقعی عرس امام اعظم اور عرس محدث اعظم قدس سرہ العزیز یک جا بڑے بڑے

واحتشام کے ساتھ ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ ان شاء اللہ العزیز

﴿۲۰﴾

مولانا حافظ عبدالرشید جھنگوی مدظلہ العالی خطیب مرکزی سنی رضوی جامع مسجد فیصل آباد بیان فرماتے ہیں کہ جن

دنوں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام، مسجد بی بی جی مرحومہ بریلی میں دورہ حدیث شریف پڑھا

کرتے تھے، میں نے بھی آپ سے وہاں دورہ حدیث شریف پڑھا ہے مستقل دارالحدیث نہ ہونے کی بنا پر طلبہ دورہ

حدیث شریف ایک برآمدے میں بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔ دوران تدریس بارہا ایسا ہوتا کہ دن کی روشنی میں برآمدے

میں ایک ایسا نور ظاہر ہوتا جس سے سورج کی روشنی مدہم پڑ جاتی۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی تدریس کی برکت

سے دن میں ایک دو مرتبہ ایسا نور ظاہر ہوتا تھا۔ (۳)

(۱) روایت مولانا پیر محمد فضل رسول حیدر رضوی، زینب آستانہ عالیہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے اس خوبصورت اشتہار کی نظیر اشاعتی میدان میں نادر

ہی مل سکے۔ فقیر قادری عقی عنہ (۲) روایت مولانا پیر قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی مدظلہ۔

(۳) قلمی یادداشت صوفی عمر دراز قادری، مقیم پرانی غلامنڈی فیصل آباد، ۹ ستمبر ۱۹۶۱ء، مخدومہ جامعہ رضویہ فیصل آباد۔

﴿۲۱﴾

لائل پور (فیصل آباد) میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی تشریف آوری سے شہر کے کونے کونے محافل میلاد شریف منعقد ہونے لگیں۔ لوگ جوق در جوق ان محافل مبارکہ میں شریک ہو کر اپنے ایمانوں کی جلا کا سالانا مہیا کرتے۔ مجمع حدنگاہ تک پھیل جاتا جس میں کوئی تلامذہ نہ ہوتا۔ اگر کوئی موج اٹھتی تو وہ نعرہ بکبیر اور نعرہ رسالت ہوتی۔ آپ کی نورانی تقاریر میں بالعموم شعر شاعری نہ ہوتی تھی۔ اسی نوعیت کی ایک محفل میلاد کا انعقاد گھنٹہ گھر چننا بازار میں کیا گیا۔ بعد نماز عشا نعت خوانی کے بعد آپ کا نورانی بیان شروع ہوا، خطبہ منسوخہ کے بعد آپ نے فرمایا۔

”حضور نبی اکرم ﷺ نور ہیں مگر بے مثل۔ اور بشر بھی بے مثل ہیں۔ نہ انسانوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل ہے اور نہ نوریوں میں ایسا کوئی نور ہے جو حضور ﷺ کی مثل ہو.....“

تقریر جاری تھی، تقریباً آدھ گھنٹہ بعد آپ کی توجہ دائیں طرف لگی ہوئی ایک ٹیوب کی طرف ہوئی، یہ ٹیوب کئی خرابی کے باعث کبھی جلتی، کبھی بجھ جاتی تھی۔ آپ نے ٹیوب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا:

”ارے ٹیوب! تو کبھی جلتی ہے کبھی بجھتی ہے، حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک سے تمام جہاں روشن ہو گیا۔ اور تو کیوں ناشکری بنتی ہے خبردار! خبردار! تو بھی تو.....“

آپ کے اس ارشاد سے نعرہ رسالت کی گونج بڑھی۔ تمام حاضرین نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ ٹیوب اختتام جلسہ متواتر روشن رہی۔ (۱)

﴿۲۲﴾

جناب محمد ابراہیم قادری رضوی مقیم چک نمبر ۵ کمال پور، لائل پور نے بتایا کہ ایک مرتبہ وہابیوں نے ایک سوال نامہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی خدمت میں بھیجا۔ اس سوال نامہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات بابرکات اعتراضات لکھے تھے اور ساتھ ہی لکھ بھیجا کہ

(۱) قلمی یادداشت صوتی عمرو از قادری، مقیم پرانی غلہ منڈی فیصل آباد، ۹ ستمبر ۱۹۷۲ء اور ذمہ جامعہ رضویہ فیصل آباد۔

”اگر ان اعتراضات کا جواب آپ دے دیں تو ہماری عورتوں کو طلاق۔ اگر آپ جواب نہ دے سکیں تو آپ کی بیوی کو طلاق۔“

اس سوال نامہ پر بہت سے وہابی مولویوں نے دستخط کیے تھے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز نے اس کا انکشاف جمعۃ المبارک کے موقعہ پر کیا اور وہابیوں کی جہالت کو بے نقاب کیا کہ اگر جواب دیدئے تو ان کی عورتوں کو طلاق ہو جائے گی اور یقینی ہو جائے گی کہ انہوں نے اسے تسلیم کیا ہے۔ اگر بالفرض ان سوالوں کے جواب نہ دے سکیں تو میری اہلیہ کو ہرگز (ان کے کہنے کے مطابق) ہرگز طلاق نہ ہوگی۔ کیوں کہ اسے میں نے تسلیم نہیں کیا۔ وہابیوں کا یہ لکھنا سراسر جہالت ہے۔

پھر فرمایا۔

”إِنَّ الْوَهَابِيَّةَ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ“

جمعۃ المبارک کی تقریر کے دوران یہ بیان جاری تھا کہ آسمان پر بادل چھا گئے۔ سخت بارش کا امکان پیدا ہو گیا۔ بوند ابادی بھی شروع ہو گئی۔ ان دنوں مسجد میں چھت کا اہتمام نہیں تھا۔ تمام نمازی کھلے میدان میں محو نظارہ تھے۔ بارش شروع ہونے کی صورت میں نمازیوں کے ظلل اور بے چینی کے پیش نظر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے فرمایا۔

”بادلو اٹھہر جاؤ۔ وہابیوں کی عورتوں کو طلاق ہو لینے دو، بعد میں برسا۔“

محمد ابراہیم کا بیان ہے کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز نے ایک ایک سوال کا جواب دیا اور وہابیت کا ایسا پوسٹ مارٹم کیا کہ حاضرین عیش عیش کراٹھے اور علی وجہ البصیرت جان لیا کہ مذہب الہل سنت و جماعت ہی حق ہے۔ اس کے علاوہ جتنے فرتے ہیں سب غلط اور باطل ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی یہ کھلی کرامت تھی کہ دوران بیان بارش بند رہی۔ جمعۃ المبارک سے فارغ ہوتے ہی موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ (۱)

(۱) قلمی یادداشت نامحسوس مورخہ راجہ راجہ قادری، سائیکل سٹریٹ شیخوپورہ، ۳۰ مئی ۱۹۹۳ء مخزن جامعہ رضویہ مظہر اسلام، فصل آباد

﴿۲۳﴾

مولانا مفتی محمد ریاض الدین سابق مدرس جامعہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز تہذیبی آب و ہوا کی غرض سے جن دنوں جامعہ رحمانیہ ہری پور میں مقیم تھے ان دنوں جامعہ رحمانیہ کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ کافی اجتماع تھا۔ شدید قسم کی بارش آجانے کی وجہ سے جلسہ ناکام ہونے کا احتمال پیدا ہو رہا تھا۔ آپ نے مجھے ایک تعویذ عنایت فرمایا اور حکم دیا کہ اسے بارش میں لٹکا دو۔ میں نے حکم کی تعمیل کی بفضلہ تعالیٰ بارش رک گئی اس طرح یہ اجتماع نہایت کامیاب رہا۔ حاضرین نے آپ کے تصرف کو ملاحظہ فرمایا۔ (۱)

﴿۲۴﴾

سند الاصفیاء معتمدالافتیاء اشرف الفضلاء حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی آمد سے پہلے لائل پور کی محدود مذہبی حالت کے پیش نظر اکثر اہل نظر اس شہر میں سکونت کو پسند نہیں کرتے تھے۔ لیکن آپ کے ورود مسعود سے لائل پور نضا کس طرح محبت و عشق کا مرکز بنی۔ اس کے لئے تقسیم برصغیر کے بعد بظاہر ہجرت سبب بنی مگر اس کا فیصلہ تو بہت ہی سوچا تھا۔ ”صاحبان وقت“ اولیاء کا ملین نے اس الجھی ہوئی گتھی کو کس طرح سلجھایا؟ اس سے جناب صوفی محبوب علی بن صوفی عبدالرحمن فیصل آباد اپنے ایک اعتکاف کے دوران کے بیان سے پردہ اٹھاتے ہیں۔ جناب صوفی محبوب علی کہتے ہیں۔

بندہ کے استاذ انگلویہ جناب مولوی صوفی فتح دین صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ شروع میں بندہ دربارِ حاضر ہوا اور التجا کی کہ بندہ کو آپ کے پاس یا مسجد نور، طارق آباد (خالص صحیح العقیدہ تہاسنی مسجد) کے ارد گرد جگہ مل جائے تو فیہما۔ فرمایا۔ صبر کرو، ان شاء اللہ شہر لائل پور کو بھاگ لگنے والے ہیں۔ الحمد للہ حضور آقائے نعمت سیدی مراد علی مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد علیہ الرحمہ کا درود مسعود ہوا۔ دل باغ باغ ہو گیا۔ ساری حسرتیں جاتی رہیں، لیکن فرق ہالہ رو بلیغ سن کر سخت کوفت ہوئی کہ ایسا نہ ہو کہ یہ آپ کے پاؤں ہی نہ جمنے دیں۔ فوراً حضرت کرمانوالی سرکار (حضرت محمد اسماعیل شاہ صاحب، نزد اوکاڑہ) کے حضور حاضری دی۔ مدعا عرض کیا۔ فرمایا۔

(۱) قلمی یادداشت مولانا مفتی محمد ریاض الدین۔ محرمہ ۱۳۹۲ھ مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

یہ ایک بھید ہے جسے ظاہر نہ کرنا، لیکن تمہارے اصرار پر کہتا ہوں حضرت مولانا محدث اعظم علیہ الرحمہ ایک روز بریلی شریف میں آرام فرماتے تھے۔ قسمت نے یادری فرمائی، حضور سید ابوالحسن علی بن عثمان داتا گنجویری قدس سرہ رونق افروز ہوئے اور زبان فیض ترجمان سے فرمایا۔

”سردار احمد! آج تم جیسے بریلی میں سوئے ہوئے ہو۔ سوئے رہے تو سر زمین لال پور ہمیشہ کے لئے سوئی رہے گی۔ اٹھو اور اسے جگا دو۔“ ولی راوی نے شامد استاذ صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا۔

”دیکھ لو بھیجا کس نے ہے۔ ان شاء اللہ وہی حفاظت فرمائیں گے۔“

اس بات کی تائید حضرت مفتی اعظم ہند مدظلہ کا مدینہ منورہ سے تحریر شدہ گرامی نامہ بھی کرتا ہے۔ (۱)

﴿۲۵﴾

چوہدری فضل حسین ابن چوہدری احمد یار چک نمبر ۱۱۸ باٹھ (فیصل آباد) کے برادر خورد مولانا مشتاق احمد فاضل جامعہ رضویہ فیصل آباد بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک روز لاہور شہر میں حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر کرنا شروع کیا پر دو گرام تھا۔ تقریر کی تاریخ معینہ جب آئی تو میرے برادر کبیر تھانہ گڑھی شاہو (لاہور) میں حوالدار کے منصب پر تھے، جب انہوں نے آپ کی تقریر کا اعلان سنا تو اپنے ایک دوست سے کہنے لگے کہ گڑھی شاہو کے قریبی محلہ میں لائل پور کے مولانا سردار احمد صاحب کی تقریر ہو رہی ہے، آپ عاشق رسول، مرد درویش، عالم باعمل اور ولی اللہ ہیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس دن ہوا بند ہونے کی وجہ سے سخت گرمی اور جس کی شدت تھی۔ چوہدری صاحب کے پولیس والے دوست اپنی روایات کے مطابق اصرار کرنے لگے کہ اگر مولانا صاحب واقعی ولی اللہ ہیں، تو یہ گرمی اور جس ختم ہو جائے اور ٹھنڈک ہو جائے۔ اس کی یقین دہانی کراؤ گے تو ہم چلیں گے۔ بالآخر چوہدری صاحب نے اللہ و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے توکل پر وعدہ کیا۔ یہ سوچتے ہوئے کہ مولانا صاحب کے ولی اللہ ہونے میں تو کوئی شک نہیں۔ رہا معاملہ ناموس ولی کا تو اس کا اللہ تعالیٰ محافظ و نگہبان ہے۔

(۱) قلمی یادداشت صوفی محبوب عالم، فیصل آباد، محرمہ ۲۳ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ مخزنہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

اس طرح چوہدری صاحب اپنے احباب کی معیت میں جلسہ گاہ کی طرف چل دیئے۔ چوہدری صاحب بیان کرتے ہیں جو نبی ہم جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہوئے، موسم میں تبدیلی کا آغاز ہو گیا۔ بتدریج موسم تبدیل ہوتا رہا جب ہم جلسہ گاہ میں پہنچے تو یہ عالم تھا کہ مطلع ابر آلود تھا۔ ہلکی ہلکی بوند باندی ہو رہی تھی۔ حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر دلپذیر شروع تھی۔ آپ ”ولی کی دعا اور اس کی اجابت“ بیان فرما رہے تھے۔ چوہدری صاحب کا ہے کہ میرے دوستوں نے جب یہ سماں دیکھا تو نہایت متاثر ہوئے اور بیک زبان مجھ سے کہنے لگے۔

”مولانا صاحب واقعی ولی اللہ ہیں۔“ (۱)

﴿۲۶﴾

مولوی سجاد حسین ابن حیدر علی سدھو پورہ، فیصل آباد، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کے تصرفات ضمن میں ایک کرامت کا تذکرہ کرتے ہیں جس میں آپ کی ولایت اور مقام محبوبیت عیاں ہوتا ہے۔ موصوف لکھتے ہیں کہ چک نمبر ۱۲۳ (فیصل آباد) کا واقعہ ہے کہ اہل سنت و جماعت کے بعض طلبہ سے ایک گستاخ وہابی نے درود شریف ”الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ“ کے متعلق بعض گستاخانہ گفتگو کی۔ کج بجھی کے دوران کہنے لگا کہ بناوٹی درود ہے (نعوذ باللہ) اور یہ کشمیری درود ہے، (اس لئے کہ اس بحث میں حصہ لینے والے طلبہ کشمیری تھے) یہ کہنا نہ صرف اسے فالج ہو گیا، بلکہ قوت گویائی سے بھی محروم ہو گیا۔ اس نے اپنے مرض کا بہتیرا علاج کروایا مگر کوئی افادہ ہوا، بدستور فالج میں مبتلا رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد سدھو پورہ کے سنی حضرات نے حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر کا پروگرام بنایا۔ حضرت تقریر کے لئے وہاں تشریف لے گئے۔ اس منکر درود شریف کے قریمی رشتہ دار حضرت والا درجت کی خدمت باکرامت میں حاضر ہوئے اور دست بستہ فریاد کرنے لگے کہ حضور اسے تجدید ایمان کی دولت سے مشرف فرمائیں اور اس کے لئے دعا فرمائیں۔ آپ کی رضامندی کے بعد اس گستاخ منکر درود مریض کو آپ سامنے پیش کیا گیا۔

(۱) قلمی یادداشت مولانا مشتاق احمد، فیصل آباد۔ محرمہ ۱۹۹۳ء، مخزنہ جامعہ رضویہ، فیصل آباد۔

حضرت صاحب علیہ الرحمۃ نے اس سے دریافت فرمایا کہ کیا تم مسلمان ہونا چاہتے ہو، اس نے اشارہ سے ہاں میں جواب دیا۔ بعد ازاں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کے لئے اپنے مبارک ہاتھ بلند فرمائے اور اس کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ آپ کی دعا کی برکت سے وہ مریض بتدریج تندرست ہو گیا۔ اس کا فالج ختم ہو گیا۔ آپ کی دعا کی یہ تاثیر حاضرین نے چشم سر دیکھی کہ آپ نے دعا ختم فرمائی اور وہ نو مسلم دیکھتے ہی دیکھتے تندرست ہو گیا۔ (۱)

﴿۲۷﴾

مولانا سجاول حسین موصوف الذکر فرماتے ہیں کہ غالباً ۱۹۶۰ء کا واقعہ ہے جب کہ میں جامعہ رضویہ فیصل آباد میں زیر تعلیم تھا۔ ان دنوں میں شرح ملا جامی اور ہدایہ وغیرہ کتابیں پڑھتا تھا۔ آدم چوک، غلام محمد آباد کالونی، فیصل آباد میں منعقدہ جلسہ سننے کے لئے میں وہاں گیا۔ جلسہ کا سٹیج چوک میں لگایا گیا جو کہ خوب مزین تھا۔ حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ المنان کی تقریر کا پروگرام تھا۔

نماز عشاء کے بعد نعت خوانی شروع ہوئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے سخت آندھی آگئی۔ بادل چھا گئے۔ یہ دیکھ کر حاضرین جلسہ منتشر ہونے لگے۔ منتظمین جلسہ نے حضرت محدث اعظم علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عرض کی، حضور آندھی سے جلسہ کا نظام درہ برہم ہو رہا ہے۔ یہ سننا تھا کہ آپ تقریر کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے، کرسی پر جلوہ افروز ہوئے اور آغاز تقریر کے طور پر دعا کے لئے بارگاہ رب العزت میں ہاتھ بلند کئے۔ دعا کے کلمات کچھ اس طرح کے تھے۔

”اے خدائے قدوس! ہم یہاں تیرے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے ذکر خیر کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ اس آندھی اور تند و تیز ہوا کو دور فرما اور مطلع کو صاف فرما دے۔“

ابھی آپ دعا مانگ ہی رہے تھے کہ یک لخت آسمان صاف ہو گیا، آندھی رک گئی۔ اس پر حاضرین نے اطمینان محسوس کیا، اور جلسہ میں آپ کی تقریر دلپذیر ہوئی۔ اس طرح آپ کی دعا کی برکت سے یہ جلسہ بخیر و خوبی انجام کو پہنچا۔ (۲)

(۱) قلمی یادداشت مولوی سجاول حسین سدھو پورہ، فیصل آباد۔ محرم ۱۳۹۵ھ مخزن جامعہ رضویہ فیصل آباد
(۲) قلمی یادداشت مولوی سجاول حسین سدھو پورہ، فیصل آباد۔ محرم ۱۳۹۵ھ مخزن جامعہ رضویہ فیصل آباد

﴿۲۸﴾

جناب محمد رفیق شاہد القادری منہج و دفتر دارالعلوم جامعہ رضویہ فیصل آباد حضرت محدث اعظم قدس سرہ العزیز
ایک کرامت باسعادت کو بیان کرتے ہیں جس میں آپ نے ایک بد عقیدہ نام نہاد پیر کی بد عقیدگی کو اپنے تصرف
سے واضح کر دیا۔ شاہد القادری لکھتے ہیں۔

راؤ خورشیدی علی، چک بیدی ضلع ساہیوال کے رہنے والے ہیں۔ موصوف پہلے ملا سٹیل آباد ملتان میں
مقیم تھے اور لاڑکانہ کے کسی بد عقیدہ پیر کے مرید تھے۔ حسن اتفاق سے راؤ صاحب کے میرے والد ماسٹر عبید
قادری سے دوستانہ مراسم تھے۔ ایک دن باتوں باتوں میں میرے والد صاحب نے راؤ صاحب سے دریافت کیا
آپ کن سے بیعت ہیں۔ راؤ صاحب نے اپنے پیر کی نشاندہی کی، والد صاحب نے کہا کہ آپ کے پیر کے
تو مشہور ہے کہ وہ بد عقیدہ ہے۔ آپ صحیح العقیدہ سنی ہیں، پھر یہ بیعت کیوں کر؟ راؤ صاحب نے کہا کہ اطمینان کے بغیر
نہیں کہہ سکتا۔ اس پر والد صاحب نے کہا حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ آپ کو خواب میں صحیح حال سے مطلع فرما
ایمینان ہو جائے گا؟ راؤ صاحب نے اس پر رضامندی ظاہر کر دی والد صاحب نے برادر طریقت صوفی رحمت
قادری رضوی سے دعائے استخارہ لکھوا کر دی۔ راؤ صاحب رات کو دعائے استخارہ پڑھ کر سوئے، خواب میں حضرت
الحدیث قدس سرہ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے خواب میں ارشاد فرمایا۔

”راؤ صاحب آپ کا پیر واقعی بد عقیدہ ہے۔ آپ کسی اور سے بیعت کر لیں۔“

صبح بیدار ہو کر راؤ صاحب والد صاحب کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ نے سچ کہا تھا۔ خواب میں حضرت
محدث اعظم قدس سرہ نے اس کی تصدیق فرمادی ہے، لہذا مجھے انہی سے بیعت کروادیں۔

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد احباب اسٹیل آباد کی دعوت پر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز ملا سٹیل
تشریف لے گئے۔ اس مرتبہ آپ کا قیام صوفی احمد حسن کے کوارٹر میں تھا۔ حضرت صاحب کی آمد کی خبر سن کر احباب
بمراہ راؤ صاحب بھی آئے دیکھتے ہی کہنے لگے۔

”واللہ! جب خواب میں آپ نے مجھے اپنی زیارت سے نوازا تھا تو بچہ ہی منظر تھا۔“

اس کے بعد راؤ صاحب حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے اور سابقہ

بیعت سے تائب ہوئے۔ (۱)

﴿۲۹﴾

جناب عیدو خاں قادری ساکن ہستی غوثیہ بالمقابل ملزاسلمعیل آباد ملتان اپنی اور اپنے خاندان کی سہرگذشت بیان کرتے ہیں کہ کچھ عرصہ پہلے تک میرے خاندان میں کوئی فرد ایسا نہیں تھا جسے دین سے وابستگی اور لگاؤ ہو اور دیگر اہل خانہ افراد کی راہنمائی کر سکے۔ علاوہ ازیں میرے چاروں لڑکے دین سے بیگانہ تھے۔ بالخصوص دو چھوٹے بیٹے عبدالرشید اور محمد رفیق کا تو یہ عالم تھا کہ ٹڈل درجہ کی جماعتوں میں زیر تعلیم تھے۔ میرے پڑوسی کنور عبدالمجید ڈرامہ نگار کے بہلانے پھسلانے میں آگئے۔ آئے دن کالونی ملزاسلمعیل آباد میں سالانہ جشن اور دیگر میلوں میں ڈرامہ میں حصہ لینے لگے۔ مجھے بڑی تشویش ہوئی۔ فکر مند رہنے لگا کہ کس طرح ان لڑکوں کو اس لعنت سے نجات دلاؤں۔ کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آرہی تھی۔

خوش بختی سے کچھ عرصہ بعد حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کا ملزاسلمعیل آباد میں ورود مسعود ہوا تو مجھے آپ سے ملاقات کرنے اور مرید ہونے کا شوق پیدا ہوا۔ ملاقات سے پہلے میں نے آپ کی تعریف سن رکھی تھی۔ میں اپنے اہل و عیال سمیت باوجود عبدالرشید اور سیز کے ہاں پہنچا۔ حضرت صاحب وہاں تشریف فرما تھے۔ پہلے میں خود بیعت ہو گیا۔ اس کے بعد چاروں لڑکوں کو مرید کرایا۔ جب دونوں چھوٹے بیعت ہو رہے تھے تو میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے حضور اس کے حبیب پاک ﷺ کے صدقے اور حضرت قبلہ شیخ الحدیث قدس سرہ کے توسل سے دل ہی دل میں دعا مانگ رہا تھا کہ اے باری تعالیٰ! ان بچوں کو ڈرامہ سٹیج کرنے کی لعنت سے محفوظ فرما اور اپنی امان میں رکھ۔ میرے بیٹوں کا حضرت صاحب قبلہ کے ہاتھ میں ہاتھ دینا تھا کہ ان کی ساری کدورت دور ہوگی۔ اب حال یہ تھا کہ ڈرامہ وغیرہ کا نام لیتا بھی انہیں پسند نہ تھا۔ اس طرح وہ تاریک مستقبل سے محفوظ ہو گئے۔ دین کی رغبت ان کے سینے میں بجمہ تعالیٰ رچ بس گئی۔ اب وہ اختر القادری اور شاہد القادری کے ناموں سے معروف ہیں۔

(۱) قلمی یادداشت محمد رفیق شاہد القادری نصرم جامہ رضویہ فیصل آباد حرہ ۱۳۹۳ھ۔

﴿۳۰﴾

جانب ماسٹر عیدو خان مذکور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کے تصرف باطنی کا ایک اور واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ کبیر والا شہر (ضلع ملتان) کا محمد صادق نامی ایک شخص ملا سملعل آباد، ملتان میں ملازم تھا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز پہلی مرتبہ سملعل آباد تشریف لائے اور مختصر سے قیام کے بعد واپس لائل پور تشریف لے گئے۔ حضرت صاحب کی واپسی پر محمد صادق کو پتہ چلا تو وہ بہت برہم ہوا۔ اور احباب سے گلہ کرتے ہوئے کہنے لگا کہ مجھے کیوں اطلاع نہ دی میں آپ سے بیعت ہونا چاہتا تھا۔ آئندہ جب کبھی حضرت تشریف لائیں تو مجھے ضرور اطلاع دینا۔ قابل ذکر امر یہ ہے کہ محمد صادق مذکور بیعت ہونے سے پہلے شراب نوشی، ڈراموں میں اداکاری کی لعنت میں گرفتار اور صوم و صلوة سے عاری تھا۔

کچھ عرصہ بعد حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز سے متعلق اطلاع ملی کہ مدرسہ رضویہ انوار القرآن، نوری محلہ ملتان شہر کے جلسہ میں تشریف لارہے ہیں۔ جلسہ کی معینہ تاریخ پر صوفی نظام الدین نظامی، محمد صادق اور تاجپنر (عیدو خاں) دیگر احباب کے ہمراہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی خدمت باکرامت میں حاضر ہوئے اور محمد صادق کو مرید کروایا۔

بعد ازاں اس خدشہ کے پیش نظر کہ کوئی بد عقیدہ یوں نہ کہے کہ سینوں کے محدث اعظم کا مرید سیاہ کار اور گناہوں میں گرفتار ہے، احباب نے محمد صادق کے لئے خصوصی دعا کے لئے درخواست کی۔ احباب کی درخواست پر حضرت صاحب قبلہ نے محمد صادق کے لئے دعا فرمائی اور کمال شفقت سے اپنا دست مبارک محمد صادق کی پشت پر پھیرا۔ بس کیا تھا، حضرت صاحب کی نظر کرم سے محمد صادق کی سیاہ کاریاں یکسر ختم ہو گئیں۔ شراب سے نفرت، اداکاری سے بدظن، صوم و صلوة کا پابند اور سیاہ کاریوں سے مبرا محمد صادق اسم ہاسمی بن گیا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کے فیضان نے اس کی کایا ہی پلٹ دی۔ (۱)

(۱) قلمی یادداشت محمد رفیق شاہ القادری منہج جامعہ رضویہ فیصل آباد۔ محرم ۱۳۹۵ھ

﴿۳۱﴾

صوفی محمد عمر دراز قادری رضوی، پرانی غلہ منڈی فیصل آباد اپنی اوائل عمری کی غلط روی اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کے فیضان نظر اور کرامت سے اس غلط روی سے توبہ کا واقعہ سناتے ہیں جس سے عیاں ہوتا ہے کہ نگاہ ولی نے پُر از گناہ زندگی کو کس طرح دامنِ مصطفیٰ کریم ﷺ سے وابستہ کر دیا۔ اولیائے کاملین کی کرامات میں اس نوعیت کے بے شمار واقعات ملتے ہیں۔ صوفی صاحب مذکور لکھتے ہیں کہ شادی سے پہلے میں ایک لڑکی کے عشق میں گرفتار ہو گیا تھا۔ اس سلسلہ میں تحائف کے تبادلہ تک نوبت پہنچ چکی تھی۔ شدت عشق کے ہاتھوں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اس جال سے میرا کلنا اب بہت مشکل ہے۔ اب میری دنیا صرف وہی لڑکی تھی۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی صحبت کی برکت سے یہ نشہ ہرن ہو گیا اور مولا کریم نے مجھے اس گناہ سے محفوظ فرما دیا۔ (۱)

﴿۳۲﴾

ڈی بلاک محمدی چوک، غلام محمد آباد فیصل آباد کے محمد بوٹا کی والدہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی مریدہ تھی۔ ایک دفعہ اسے سخت تپِ دق لاحق ہوا مرض اتنا شدید ہو گیا کہ مریضہ قریب المرگ ہو گئی۔ ڈاکٹروں اور حکیموں نے چارہ سازی سے جواب دے دیا۔ ایک رات مریضہ نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی خواب میں زیارت کی۔ آپ نے محمد بوٹا کی والدہ رحمت بی بی سے مخاطب ہو کر حال پوچھا۔ مریضہ نے اپنے مرض کی اس شدت اور معالجات کی مایوسی کا حال بیان کیا۔ اس پر آپ نے فرمایا۔

”صبح اٹھ کر گرم پانی سے خوب نہائیں۔“

صبح ہوتے ہی مریضہ نے گھر والوں کو پانی گرم کرنے کو کہا اور بتایا کہ وہ اس پانی سے غسل کرے گی۔ گھر والے

(۱) قلمی یادداشت صوفی محمد عمر دراز قادری، مجرہ ۱۹۷۷ء۔ مخزنہ جامعہ رضویہ فیصل آباد۔

حیران تھے کہ اس شدید مرض میں نہانا کس طرح مفید ہو سکتا ہے۔ گھر والوں نے خدشہ ظاہر کیا کہ مریضہ شاید دوا توازن بھی کھو چکی ہے۔ مگر مریضہ نے جب خواب کا سارا قصہ بیان کیا تو وہ مطمئن ہو گئے۔ اب پانی گرم کیا گیا۔ مریضہ نے غسل کیا۔ غسل کے بعد مریضہ تندرست ہونے لگی۔ چند دنوں بعد مریضہ مکمل طور پر صحت یاب ہو گئی۔ (۱)

﴿۳۳﴾

صوفی محمد عمر دراز، مقیم پرانی غلہ منڈی فیصل آباد، حضرت مولانا حافظ محمد عبدالرشید جھنگوی خطیب مرکزی رضوی جامع مسجد فیصل آباد کے حوالہ سے ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میانوالی کا ایک شخص حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کے مزار پر انوار پر نہایت خلوص و محبت سے حاضر ہو کر دعا میں مصروف ہوا، حاضری کے بعد میں نے اس سے دریافت کیا کہ کیا آپ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کے مرید ہیں؟

اس نے بتایا کہ وہ میانوالی کا رہنے والا ہے اور حضرت صاحب کا مرید تو نہیں مگر میری عقیدت مریدوں سے نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میرا لڑکا ایک مرتبہ سخت بیمار ہو گیا، بہت علاج کے بعد افاقہ نہ ہوا، ڈاکٹروں اور حکیموں نے علاج سمجھ لیا، اب وہ موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا بستر مرگ میں پڑا تھا۔ ہم اس کی تیمارداری سے عاجز آچکے تھے ان دنوں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز میانوالی ایک جلسہ میں تقریر کے لئے تشریف لائے۔

واپسی پر جب آپ کا میں سوار ہو گئے تو ہم بھاگے بھاگے اس لا علاج مریض کی چارپائی حضرت کی کار کے سامنے لے آئے۔ چارپائی کو دیکھتے ہی آپ اتر آئے اور فرمایا کہ کیا معاملہ ہے؟ ہم نے مریض کی کیفیت عرض کی اور دعا کے لئے فرمائش کی، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز نے بعد اذ شریف کی طرف رخ کیا اور دعا کے لئے ہاتھ بلند فرمائے اور دعا کے کلمات کچھ اس طرح تھے۔

”یا اللہ! نبی پاک صاحب لولاک ﷺ اور سرکار بغداد حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقہ، وسیلہ جلیلہ سے ان کے صاحبزادہ کو صحت کلی اور شفاء عاجلہ عطا فرما۔“

(۱) قلمی یادداشت محمد یونس سالک، محررہ ۱۳۹۲ھ مخزنہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی دعا کی برکت اسی وقت ظاہر ہوئی اور وہ لاعلاج مریض اسی وقت چارپائی پر اٹھ بیٹھا۔ آہستہ آہستہ چل کر گھر کو روانہ ہوا۔ اور اسے صحت کلی عطا ہوئی۔

آپ کی اس کرامت کے صدقے میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کا غلام بے دام ہوں اور میری اس حاضری کا سبب آپ سے عقیدت و محبت ہے۔ (۱)

﴿۳۴﴾

مولانا مفتی محمد اسلم رضوی، مفتی جامعہ رضویہ، فیصل آباد اپنے محلہ کے حاجی ولی محمد کے آشوب چشم اور اس پر مرتب ہونے والے انعام کا تذکرہ کرتے ہیں۔

حاجی ولی محمد ذکر کرتے ہیں کہ حج کی سعادت حاصل کرنے سے پہلے ایک دن بوقت ظہر شاعی مسجد جامعہ رضویہ میں نماز ادا کرنے کے بعد لوگ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز سے مصافحہ کر رہے تھے۔ میں بھی مصافحہ کے لئے آگے بڑھا۔ ان دنوں میری آنکھ پر پھنسی لگی ہوئی تھی، حضرت نے میری آنکھ کی طرف دیکھ کر فرمایا، تمہاری آنکھ پر پھنسی ہے؟ میں نے عرض کی حضور پھنسی ہے، جس سے تکلیف ہو رہی ہے۔ فرمایا، ”اچھا، یہ آنکھ مدینہ شریف کی زیارت کرے گی۔“

حالانکہ فقیر اس وقت آٹھ سو روپے کا مقروض تھا۔ لیکن قربان جائیے آپ کے اس فرمان کے تھوڑے عرصہ میں قرض ادا ہو گیا اور اتنے پیسے بھی جمع ہو گئے کہ اسی پہلے سال حج کا زاد راہ پورا ہو گیا۔ بحمدہ تعالیٰ آپ کے ارشاد کے مطابق حج اور زیارت مدینہ منورہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ (۲)

﴿۳۵﴾

صوفی اصغر علی رضوی، بھوانہ بازار فیصل آباد، لکھتے ہیں جڑانوالہ کے میرے دوست محمد سلیمان کا ایک دوست مرگی

(۱) تلمی یادداشت صوفی محمد مردراز، بحرہ ۱۹ ستمبر ۱۹۷۲ء۔ مخزنہ جامعہ رضویہ فیصل آباد۔

(۲) تلمی یادداشت مولانا محمد اسلم رضوی، فیصل آباد، بحرہ ۲۳ نومبر ۱۹۷۲ء۔ مخزنہ جامعہ رضویہ فیصل آباد۔

کے موذی مرض میں مبتلا تھا۔ بہت علاج اور تعویذات کے استعمال کے باوجود وہ تندرست نہ ہوا۔ محمد سلیمان اس دوست کو لے کر بھوانہ بازار میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اس مریض کو دم کروانے اور تعویذ لینے کے لئے حضرت الحدیث قدس سرہ العزیز کے پاس لے چلو۔ چنانچہ محمد سلیمان اور اس کا مریض دوست جامعہ رضویہ میں حضرت الحدیث قدس سرہ العزیز کی خدمت میں ہوئے اور مدعا عرض کیا۔ آپ نے دم کرنے کے بعد تعویذ دیا۔ مریض پندرہ دن کے بعد واپس آیا اور عرض کی کہ افاقہ نہیں ہوا۔ آپ نے دوبارہ تعویذ عنایت فرمایا۔ تین ماہ بعد وہ پھر آیا اور عرض کی کہ مرگی کا دورہ ابھی ختم نہیں ہوا۔ آپ نے تیسری دفعہ تعویذ عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا۔

”ان شاء اللہ العزیز اب دورہ نہیں پڑے گا“

چنانچہ مدت ہوئی اسے مرگی کا دورہ نہیں ہوا۔ اب وہ ماشاء اللہ مکمل طور پر صحت یاب ہو گیا ہے۔ (۱)

﴿۳۶﴾

مولانا کریم دین خطیب جامع مسجد چک نمبر ۳۵۶ گ۔ ب اپنی سرگذشت سناتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ڈھانچے کھوکھرا نوالہ، نزد شری پور، ضلع شیخوپورہ میں بھینس لینے گیا۔ لیکن اس سفر میں مجھے درد شقیقہ نے بہت پریشان کیا۔ سفر کرانے کے لئے قریب شری پور شریف حاضر ہوا، مگر یہاں آ کر معلوم ہوا کہ دونوں صاحبزادگان حج پر تشریف لے گئے ہیں۔ آخر مجھے اسی حالت میں واپس آنا پڑا، راستہ میں درد نے انتہائی پریشان کیا۔ کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ نہر کے کنارے چلتے چلتے سامنے ایک کاغذ کا سادہ ٹکڑا نظر آیا۔ میں نے اسے اٹھایا اور اس پر ولی کامل حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کا اسم گرامی لکھ کر درد کی جگہ باندھا۔ آپ کے نام کا تعویذ باندھنا ہی تھا کہ درد فوراً جاتا رہا اور طبیعت بالکل تندرست ہو گئی۔ (۲)

﴿۳۷﴾

مولانا شمس الزمان قادری خطیب جامع مسجد حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ اپنی طالب علمی کے زمانہ کے اس

(۱) قلمی یادداشت صوفی اعظم علی، بھوانہ بازار فیصل آباد محرمہ ۱۳۹۳ھ بخزوندہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

(۲) قلمی یادداشت مولانا کریم دین، محرمہ ۱۳۹۴ھ بخزوندہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

مرض لقوہ کے بارے میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی کرامت کو بڑی تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ اس بیان کا ایک حصہ یوں ہے کہ جامعہ رضویہ فیصل آباد میں جب میں منتہی کتب کا سبق پڑھ رہا تھا، مجھے لقوہ ہو گیا۔ چند دن تو میں نے اپنا منہ لپیٹ کر رکھا اور اپنے مرض کی پروا نہ کی تا کہ میرے اسباق میں ناغہ نہ ہو۔ بالآخر اپنے استاد مولانا مفتی نواب الدین مدرس کی معرفت میرے مرض لقوہ کی خبر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کو ہو گئی۔

آپ نے ہسپتال سے دوائی لا کر دی۔ اس دوائی سے جب افاقہ نہ ہو تو آپ نے فرمایا اپنے گھر چلے جاؤ اور وہاں جنگلی کبوتر کھاؤ۔ میں نے اپنے ماموں ملک محمد یعقوب پٹواری کے ہاں گڈیاں گاؤں جانے کی اجازت چاہی، اجازت ملنے پر وہاں چلا گیا۔ علاج ہوتا رہا مگر افاقہ نہ ہوا۔ اس عرصہ میں بعض طلبا کو بھیج کر میری خیریت دریافت فرمائی۔ میں نے اپنا حال عرض کر دیا۔ اور ارادہ ظاہر کیا کہ اسی حالت میں جامعہ رضویہ میں حاضر ہو کر اسباق میں شرکت کروں گا۔ میرے پروگرام کی اطلاع جب حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کو ہوئی تو آپ نے فوراً ایک طالب علم کو ایک تعویذ دے کر روانہ فرمایا اور حکم دیا کہ تندرست ہونے کے بعد اسباق میں شرکت کر دو اور کہلا بھیجا کہ آج رات ہم خصوصی دعا فرمائیں گے۔

حضرت صاحب کی طرف سے آمدہ تعویذ اس نے لے لیا اور ایک رات کے لئے والدین کے ہاں چلا گیا۔ رات کو سوتے وقت مجھے پسینہ آیا اور خواب میں دو نرم و نازک اور نورانی ہاتھ ظاہر ہوئے، جنہوں نے میرے منہ کو دبا کر سیدھا کر دیا۔ میں نے خواب میں محسوس کر لیا کہ اب میرے لقوہ کا مرض رفع ہو چکا ہے۔ صبح بیدار ہوا تو واقعی مرض کا نشان تک نہ تھا۔ والدین سمیت سبھی حیران تھے۔ اب میرے دل میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی عقیدت و عظمت پوری طرح ساچکلی تھی۔ دوسرے دن جامعہ رضویہ میں حاضر ہوا۔ حضرت صاحب سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔

”مولانا اب تو ٹھیک ہے!“

ساتھ ہی منہ پر انگلی رکھ کر اشارہ فرمایا کہ اس کی حقیقت بیان نہ کریں چنانچہ میں خاموش ہو گیا۔ (۱)

﴿۳۸﴾

حکیم محمد اشرف قادری چشتی انارکلی بازار فیصل آباد اپنی اجازت کھیتی کا صدر رشک گلستان بننے کا حال سناتے ہیں اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی کرامت اور کشف کا اعلان کرتے ہیں۔ حکیم صاحب بتاتے ہیں کہ میری شادی ہونے کے بعد کافی عرصہ کوئی اولاد نہ ہوئی۔ حصول اولاد کے لئے دعائیں استعمال کیں۔ دعائیں مانگیں اور وظائف پڑھے مگر گوہر مراد ہاتھ نہ آیا۔

بالآخر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی خدمت میں محرومی اولاد کا تذکرہ کر کے دعا کا طالب ہوا۔ انہی دنوں میرے ہمسائے چودھری عبدالغفور کو متواتر تین روز خواب آتے رہے، تیسرے دن وہ میرے پاس آئے اور خواب کا ذکر کیا کہ مجھے خواب میں ایک بزرگ نظر آتے ہیں۔ ان کے سامنے آپ کھڑے ہیں اور آپ کی گود میں چاند سا خوبصورت بیٹا ہے۔ ان بزرگوں نے فرمایا، حکیم صاحب ایک بکرا صدقہ دیں۔ جس میں لنگڑے لولہوں کو بھی حصہ ملے۔ چنانچہ میں نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی خدمت میں اس خواب کا ذکر کیا اور استدعا کی کہ میرا خیال ہے ایک بکرا ذبح کر کے جامعہ رضویہ کے لنگر کے لئے پیش کر دوں۔ آپ نے فرمایا۔

”حکیم صاحب! یہاں تو اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ بکرے آتے رہتے ہیں، بہتر ہے کہ جمعہ کو گھر میں گوشت اور روٹیاں پکائی جائیں اور جمعہ کی نماز کے بعد ختم شریف پڑھا جائے۔ پکا ہوا گوشت روٹیوں سمیت وہیں غرباء میں تقسیم کیا جائے۔ تم میاں بیوی بھی کھاؤ اور وہاں کے لنگڑے لولہوں کو بھی اس میں سے حصہ ملے۔“

یاد رہے کہ خواب کا ذکر کرتے وقت میں نے لنگڑوں لولہوں کے متعلق جو بزرگ نے خواب میں فرمایا تھا، عرض نہیں کیا تھا، چنانچہ آپ کے ارشاد کے مطابق عمل کیا گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے فضل و کرم اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی دعاؤں کے صدقے بیٹا عنایت فرمایا۔ اس طرح میرا اجزا ہوا ویران باغ صد رشک جنتاں بنا۔ (۱)

(۱) قلمی یادداشت حکیم محمد اشرف، انارکلی بازار، فیصل آباد، محرمہ ۱۹۷۵ء مخرومہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

﴿۳۹﴾

مولانا مقبول احمد رضوی، خطیب جامع مسجد نگہبان پورہ، فیصل آباد اپنے تحریری بیان میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کے جنوں پر تصرف کا واقعہ لکھتے ہیں۔

موصوف نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ایک آدمی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ ہمارے ہاں قرآن مجید پڑھانے کے لئے چند مفید طلبہ بھیجے جائیں۔ ان دنوں یہاں جامعہ رضویہ میں ایک طالب علم پڑھتا تھا جو پہلے دیوبندیوں کے مدرسہ میں پڑھتا تھا۔ اس طالب علم نے اس آئے والے شخص کو دیکھ کر کہا کہ یہ شخص تو دیوبندیوں کے مدرسہ سے طلبہ کو اپنے ہاں دعوت پر بلاتا ہے آج یہ سنیوں کے مدرسہ میں کیا لینے آیا؟ وہ طالب علم ہارون شاہ کے نام سے معروف تھا۔ ہارون شاہ نے ناچیز سے کہا کہ تم اس شخص سے دریافت کرو۔ جب میں نے اس سے دریافت کیا تو اس شخص نے کہا کہ میرا مکان آسیب زدہ ہے۔ اور اکثر یہ آواز سنائی دیتی ہے کہ مولانا محمد سردار احمد صاحب کے مدرسہ کے طلبہ سے قرآن خوانی کراؤ۔ ورنہ ہم ہرگز یہاں سے نہ جائیں گے۔ اس لئے ہم آپ کے مدرسہ سے طلبہ لینے آئے ہیں، یہ قرآن خوانی کریں گے اور ہمارا مکان آسیب کے اثرات سے محفوظ ہو جائے گا۔ (۱)

﴿۴۰﴾

مولانا مقبول احمد رضوی مذکور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک بڑھیا حاضر ہوئی اور عرض کی کہ میری لڑکی کو جن کا سایہ ہے آپ اس کے لیے تعویذ عنایت فرمائیں۔ آپ نے بڑھیا کو نقش عطا فرما کر ہدایت کی کہ اسے چمڑے میں محفوظ کر کے لڑکی کے گلے میں باندھ دے۔ دوسرے دن وہ بڑھیا حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ ابھی میں نے وہ نقش لڑکی کے گلے میں باندھا نہیں مگر جن نے باواز بلند کہا ہے کہ تم نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز سے نقش کیوں لیا ہے؟ اگر تم صرف آپ کا نام لے لیتی ہم اس کو چھوڑ جاتے۔ (۲)

(۱) قلمی یادداشت مولانا مقبول احمد رضوی، محرم ۱۳۹۲ھ مخروندہ جامعہ رضویہ۔ فیصل آباد
(۲) قلمی یادداشت مولانا مقبول احمد رضوی، محرم ۱۳۹۲ھ مخروندہ جامعہ رضویہ۔ فیصل آباد

﴿۴۱﴾

مولانا مفتی محمد حبیب اللہ نعیمی خطیب جامع مسجد غوثیہ سرانے عالمگیر ضلع گجرات اپنا ایک واقعہ سناتے ہیں کہ ان دنوں میں حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں لاہور میں خطیب تھا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کے مزار پر انوار پر حاضری کے لئے حاضر ہوا، چونکہ ایک عرصہ میں نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کے زیر سایہ جامعہ رضویہ میں تعلیم پائی تھی اور حضرت کی شفقت خاص مجھے حاصل تھی۔ مزار پر انوار پر حاضری اور فاتحہ کے بعد جب دل چاہنے لگا تو اس وقت دیگر زائرین کے علاوہ ایک خان بابا مراقبہ کی حالت میں تھا۔ جب میں بازار میں پہنچنے ہی والا تھا اس خان بابا نے میرا نام لے کر مجھے بلایا۔ حالانکہ اس سے پہلے اس سے کوئی شناسائی نہ تھی۔ خان بابا نے مجھے بازو سے پکڑا اور کہا کہ مزار شریف تک واپس چلو۔ میں نے اس سے پوچھا کیا کام ہے؟ اس نے کہا میں بتاتا ہوں آپ مزار چلیں مجھے مزار شریف کے قریب بٹھا کروہ بازار میں چلا گیا اور مجھے کہہ گیا کہ میرے آنے تک یہیں ٹھہریں۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ چائے لے کر آیا اور مجھے پینے کو کہا۔ میں نے خان بابا سے ماجرا دریافت کیا، تو خان بابا نے بتایا کہ ابھی مزار میں تھا کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز نے مجھے ارشاد فرمایا فلاں نام کے ہمارے مولانا آئے ہیں، ان کو چاہئے پلاؤ۔ اب تو میں حضرت کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں۔

مولانا مفتی محمد حبیب اللہ نعیمی بتاتے ہیں اس وقت حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی بعد وصال عنایا گیا یا کر میرے دل کی حالت ایسی گداز ہو گئی جو زبان و بیان میں نہیں آسکتی۔ (۱)

﴿۴۲﴾

پاکستان، بحریہ، کراچی کے محمد اشرف اظہر اپنے والد محترم بشیر احمد قادری کے حوالہ سے تصور شیخ اور حضرت الحدیث قدس سرہ العزیز کی دست گیری کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ ہم جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں مقیم جڑانوالہ میں مولانا محمد الیاس قادری اہل سنت و جماعت کے نامور عالم دین حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز

(۱) قلمی یادداشت محمد عظیم رضوی سرہندی، مقیم سرانے عالمگیر، بحرہ ۱۳۹۳ھ خزوندہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

شاگرد اور مرید ہیں۔ ہر صبح نماز کے بعد درس قرآن مجید ان کا معمول ہے۔ ان کی عادت یہ ہے کہ جو درس قرآن مجید صبح دینا ہوتا ہے رات کو اس کے متعلق تفاسیر اور دیگر کتب متعلقہ کا مطالعہ کر لیتے ہیں تاکہ درس پوری تیاری کے ساتھ دیا جاسکے اور اگر کوئی مشکل ہو تو کتابوں کی مدد سے اسے حل کر لیا جائے۔ ایک رات ایسا ہوا کہ درس قرآن مجید سے متعلق ایک لفظ آیا جس کا صحیح مفہوم واضح نہیں ہو رہا تھا۔ پریشانی ہوئی، لیکن حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کا ایک فرمان یاد آیا۔

”جب بھی کوئی پریشانی لاحق ہو اپنے شیخ کا تصور کر کے دعا مانگیں۔ ان شاء اللہ العزیز پریشانی دور ہو جائے گی۔“

مولانا محمد الیاس نے ایسا ہی کیا۔ آپ جس حالت میں تکیے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے کتاب دیکھ رہے تھے۔ اسی حالت میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کا تصور کر کے دعا مانگنے لگے۔ اسی دوران آنکھ لگ گئی۔ خواب میں دیکھا کہ شیخ کامل حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز تشریف لائے ہیں اور مولانا محمد الیاس سے دریافت کرتے ہیں۔

”ارے بندہ خدا! پریشان کیوں ہو، اس لفظ کو اس طرح کر کے پڑھو سارا مطلب خود بخود واضح ہو جائے گا۔“

مولانا محمد الیاس قادری نے خواب ہی میں شیخ طریقت سے عرض کیا تشریف رکھیں۔ حضرت شیخ کامل نے فرمایا۔

”بندہ خدا! مجھے ابھی میانوالی پہنچنا ہے۔“

مولانا محمد الیاس بیدار ہوئے۔ وضو کر کے دوبارہ حضرت کی ہدایت کے مطابق وہ لفظ پڑھا تو مطلب واضح ہو گیا۔ مولانا محمد الیاس کچھ عرصہ کے بعد اپنے شیخ طریقت کے آستانہ پر حاضر ہوئے آپ نے اس خواب کا تذکرہ میانوالی کے ایک مولوی صاحب سے کیا (مولوی صاحب کا نام راوی بھول گیا) میانوالی کے مولوی صاحب نے اس خواب کی تصدیق کر دی اور بتایا کہ ٹھیک اسی رات اور اسی وقت حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز میرے گھر تشریف لائے تھے۔

میانوالی کے مولوی صاحب نے تفصیل کے ساتھ بتایا کہ میری بیوی کے میکے والے وہابی ہیں اور وہ ہر وقت اعتقادی مسائل میں میرے ساتھ بحث و تکرار کرتی رہتی ہے۔ میری بیوی کا موقف یہ ہے کہ وہابی فرقہ سچا ہے، جب کہ میں اسے اپنے مسلک کی حقانیت کا یقین دلاتا ہوں۔ ایک روز ہمارے درمیان اسی مسئلہ پر شرط لگ گئی۔ میری بیوی سو گئی مگر میں مسجد میں چلا گیا اور سرسجدہ میں رکھ کر عرض کی۔

”اے اللہ! اس وقت میرے ایمان کی آزمائش ہے۔ اپنے حبیب پاک ﷺ کی صداقت کا واسطہ مجھے اپنے ایمان میں مضبوطی عطا فرما۔“

آدھی رات ہو چکی تھی، میں سجدہ میں پڑا ہوا تھا کہ میری بیوی بھاگی ہوئی آئی اور مجھے آوازی۔ میں نے سر کو سجدہ سے اٹھایا۔ میری بیوی نے مجھے مبارک دی کہ تم اعتقادی طور پر درست ہو اور اپنی شرط جیت چکے ہو۔ میری بیوی نے مجھے بتایا کہ میں سوئی ہوئی تھی کہ خواب میں آپ کے شیخ طریقت تشریف لائے۔ انہوں نے مجھے مسلک حق کی تلقین فرمائی ہے۔ اس کے بعد اس نے میرے شیخ کا حلیہ مبارک اور دیگر نشانیاں بتائیں۔ میں نے یقین کر لیا۔ فوراً الحمد للہ کہا۔

میانوالی کے مولوی صاحب بیان کرتے ہیں کہ چند دنوں بعد میں اپنی بیوی کے ہمراہ لائل پور حاضر ہوا، تاکہ وہ حضرت صاحب کے حلقہ بیعت میں داخل ہو جائے۔ لائل پور پہنچ کر میں نے اپنی بیوی کی بیعت کے لئے استدعا کی آپ نے مسکرا کر فرمایا۔

”بندہ خدا! تیری بیوی تو اسی رات دین حق کو قبول کر چکی ہے، جب کہ آپ کی آزمائش ہو رہی تھی۔ اس کے بعد آپ نے اس کو اپنے دامن ارادت و بیعت میں قبول کر لیا۔ اس طرح جڑانوالہ کے مولانا محمد الیاس کا علمی مسئلہ بھی حل ہو گیا اور اسی رات میانوالی میں ایک بد عقیدہ عورت کی بد عقیدگی دور فرمادی۔ (۱)“

(۱) قلمی یادداشت محمد اشرف انظریم اقبال شہید روڈ کراچی نمبر ۳۲۳ نمبر ۲۲، ۱۹۷۲ء، مخزنہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

﴿۴۳﴾

شیخ محمد متین نقشبندی مجددی دھرم پورہ (مصطفیٰ آباد) بیرون چو پچہ، لاہور سندالاولیاء الکاملین، زبدۃ العرفاء
الراحمین حضور داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہ کے انتہائی عقیدت مند ہیں، اس لئے اپنے نام کے ساتھ ”غلام ہجویری“
ضرور لکھتے ہیں۔ اکابر اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کی تعلیمات اور لطائف مشہورہ اور روحانیت کے مقامات کے حوالہ سے
ایک طویل تحریر میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کے مقام باطن آپ کے تصرفات اور فیضان عام کا ذکر بڑے
محبت بھرے انداز میں کرتے ہیں۔ ان کی تحریر کا ایک ایک حرف حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کے روحانی، عرفانی
مقامات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

شیخ محمد متین صاحب سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے شیخ مولانا عمر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ سے بیعت ہیں، جن کا
مزار موضع خیر پور سادات، تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ میں واقع ہے لیکن حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی محبت
و عقیدت میں کمال درجہ مستغرق ہیں۔ جب بھی بات کہتے ہیں ان کے حرف حرف سے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ
العزیز سے ان کی محبت عیاں ہوتی ہے۔ ان کی سرگذشت میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز سے متعلق جو کلمات
ہیں ان کو بصورت اقتباس پیش کرتا ہوں۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ اسی دوران (اپنے شیخ طریقت سے توجہ لینے کے بعد) مرکب تجلیات، گنج بخش فیض عالم
مظہر نور خدا، حضرت علی ہجویری داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عرس شریف شروع ہو گیا۔ راقم بھی مزار اقدس پر بوسہ دینے
لئے حاضر ہوا۔ جب صحن مسجد سے گذر کر مہانے کی طرف حاضر ہوا تو وہاں ایک بزرگ سر کو جھکائے کھڑے ہوئے
دیکھا۔ ان کے گرد مجمع سر جھکائے کھڑا تھا۔ چاروں طرف لوگوں کی بھیڑ تھی۔ اس بندہ حقیر راقم کو خیال گزرا کہ حزب
الاحناف لاہور کے شیخ الحدیث حضرت ابوالہرکات صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگردوں اور مریدین کے ہمراہ سلام
عرض کر رہے ہیں۔

راقم مجمع کو چیرتا ہوا جب ان بزرگ کے بالکل قریب پہنچا تو محسوس اور ادراک کیا کہ مزار پاک سے ایک ایسے

نور کا آپ پرورد ہو رہا ہے جس میں آپ مدہوش و مستغرقِ محو نظارہ جمال کھڑے ہیں۔ آپ کے بالکل قریب ہوتے وہی انوار اس بندہ حقیر پر تقصیر راقم کے جسم پر بھی وارد ہو گئے۔ جسم یک دم روئی کے پھائے کی طرح ہلکا پھلکا ہو گیا۔ ہوا اس رخصت ہو گئے، سکر و جذب، محویت و استغراق طاری ہو گیا۔ لذت و کیفیت اگر اس حالت کی بیان کی جائے علمائے ظاہر فتنہ کھڑا کر دیں، راقم نہیں جانتا کہ آپ کے گرد جن مریدین اور شاگردوں کا مجمع تھا ان میں سے بھی کسی ان انوار و لذات کا ادراک تھا یا نہیں۔ لیکن یہ بندہ حقیر پر تقصیر چونکہ پہلے سے کچھ واقفیت رکھتا تھا۔ سمجھ چکا تھا کہ انہماکی بالائی مقام کا فیض ہے۔ اس لئے محو نظارہ جمال ہو کر لطف اندوز ہونے لگا۔ قلب پر رقت طاری ہو گئی۔ آنسو خود بخود ٹپکتا رہے تھے۔ جان و دل ایک عجیب و غریب ناقابل بیان لذت میں محو تھے۔ کافی دیر کے بعد وہ بزرگ اسی عالم میں آہستہ آہستہ واپس ہوئے۔ یہ راقم بھی لرزاں و خیزاں ان کے پیچھے پیچھے محن مسجد کی طرف چلا۔ بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ آپ حزب الاحناف لاہور کے شیخ الحدیث جناب سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہیں تھے، بلکہ کوئی اور بزرگ تھے، ان شاگردوں میں سے ایک سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ اس نے بتایا کہ آپ محدث اعظم حضرت مولانا ابوالفضل محمد سردار (رحمۃ اللہ علیہ) لائل پور کے رہنے والے ہیں۔ آپ محن مسجد میں تشریف لا کر مصلے پر بیٹھ گئے۔ راقم کو محلے کا ایک شخص نظر آیا۔ اس سے کہا کہ وہ مجھ کو گھر پہنچا دے، کیونکہ میری حالت خراب تھی۔ وہ تانگہ میں بٹھا کر گھر لے آیا۔ پھر یہ آج تک دفتر نہیں گیا۔ کچھ عرصہ بعد ملازمت بھی ختم ہو گئی۔

(شیخ محمد متین اپنی محویت اور انکشافات کا طویل ذکر کرتے ہیں، جس میں مختلف انوار اور ان کی کیفیات کا تفصیلی بیان ہے، یہ مقام اس تفصیل کا متحمل نہیں۔ اپنے شیخ طریقت کے حضور اسی محویت و مستی کی حالت میں حاضر ہوئے طریقت نے جو کچھ فرمایا اس کا ایک اقتباس پڑھئے اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کے مقام عالی کی بلند پویش تصور کیجیے۔)

”حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس وقت حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر

حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض ڈال رہے تھے۔ ان کے طفیل آپ بھی نوازے گئے۔“

اس طویل واقعہ کے اختتام پر محمد متین نقشبندی مجددی اپنے تاثرات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

وسامین! حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کے مراتب روحانی پر اس واقعہ کی روشنی میں غور فرمائیں۔ چونکہ آپ کا شغل ہر وقت تفسیر و حدیث پڑھانا تھا۔ اس کے علاوہ اور عبادات اور ادوار و وظائف بھی لازماً ادا فرماتے، اس لئے یہ حقیقت محمدی ﷺ آپ پر دائم اور ہر وقت وارد رہتی تھی اور ہر وقت محو نظارہ جمال رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ عاشق رسول بھی مشہور تھے۔ (۱)

﴿۴۴﴾

نیر اس الحدیث عمدة العلماء العارفین حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی شریعت مطہرہ کے احکام پر پابندی سے عمل کرنا ضرب اللشل بن چکی ہے، حالات خواہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں، مجبوریاں اگرچہ چاروں طرف سے گھیر لیں مگر آپ عزیمت کا کوہ گراں ثابت ہوئے ہیں۔

ہماری شریعت میں تصویر بنانا، بنوانا یکساں ممنوع ہے۔ تصویر خواہ دقتی ہو یا عکسی، سب کا ایک ہی حکم ہے۔ اجلہ علماء کرام و مفتیان عظام کا یہی موقف ہے، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز نے زندگی بھر نہ تصویر بنوائی نہ بنانے پر رضا مند ہوئے۔ حتیٰ کہ دو مرتبہ حج کے لئے پاسپورٹ بنوایا مگر ہر مرتبہ بغیر تصویر کے حج و زیارت حرمین شریفین کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ اس سلسلہ میں آپ کی عزیمت کا ایک واقعہ مولانا مفتی محمد ریاض الدین شیخ الجامعہ ریاض الاسلام انک بیان کرتے ہیں۔ عزیمت کے اس واقعہ میں آپ کی کرامت بھی ہے۔ لکھتے ہیں کہ جامعہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ کے قیام کے دوران ایک مرتبہ بانی جامعہ حضرت خواجہ عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس چھوہر دربار میں منعقد ہوا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز بھی عرس میں مدعو تھے۔ مولانا سید محمد زبیر شاہ صاحب (سابق صدر المدرسین جامعہ ہری پور) تقریر فرما رہے تھے۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز قریب ہی جلوہ افروز تھے۔ محمد رفیق نامی ایک فوٹو گرافر آپ کی تصویر بنانے کے لئے کیمرا لے کر آگے بڑھا۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا۔ ”اسے منع کر دو“

فوٹو لینے سے روک دیا گیا مگر وہ دور بارہ موقع پا کر فوٹو لینے کی تیاری میں مصروف نظر آیا، آپ نے سختی سے اسے

(۱) قلمی یادداشت شیخ محمد تین مجددی، مصطفیٰ آباد۔ لاہور، مجرہ ۲۲ نومبر ۱۹۷۰ء، بخود نہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

منع کر دیا۔ مولانا سید محمد زبیر شاہ صاحب نے دوران تقریر اسے سختی سے روک دیا کہ وہ آپ کی تصویر نہ بنائے۔ فوٹو گراف نے تیسری مرتبہ آپ کی تصویر بنانے کی کوشش کی اور کيسرہ کو تصویر بنانے کے لئے مکمل تیار کر لیا۔ مگر یک لخت اس کے کيسرے کا شیشہ ٹوٹ گیا۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ ”منع جو کیا تھا“

آپ کی عزیمت نے اس کو لاعلمی میں بھی فوٹو بنانے سے روک دیا۔ (۱)

﴿۴۵﴾

مولانا مفتی محمد اسلم دارالعلوم جامعہ رضویہ فیصل آباد اپنے ایک تحریری بیان میں فرماتے ہیں۔ کہ مولانا عبدالغفور خطیب سندھیلیا نوالی کے اصرار پر وہاں تدریس کی خاطر جانے کے لئے اپنے اس موجودہ منصب سے استعفا دے دی اور سندھیلیا نوالی چلا گیا۔ ایک ہفتہ کے بعد جب اپنے اہل و عیال کو لے جانے کے لئے واپس آیا تو نمازیوں اور محلہ داروں نے مجھے مجبور کیا کہ وہ میرے سندھیلیا نوالی جانے کے لئے راضی نہیں اور چاہتے ہیں کہ آپ سابقہ حیثیت سے یہاں کام کرتے رہیں۔ جب معاملہ مسجد کے متولی تک پہنچا تو اس نے میرا وہاں بحال ہونا منظور کر دیا۔ بلکہ مخالفت کرتے ہوئے مقامی انتظامیہ سے استعانت کا طالب ہوا۔

اہل محلہ حضور نبر اس الحدیث حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری صورت عرض کی، آپ نے میری دوبارہ تقرری کو منظور فرمایا لیکن متولی مسجد نے سخت مخالفت کی اور کہنے لگا کہ آپ نے خود اختیار کیا تھا اور اب آپ کی جگہ متبادل انتظام ہو چکا ہے۔ آپ کا دوبارہ تقریر اس مسجد میں ممکن نہیں۔

اس کے بعد متولی مذکور نے اپنی بات پالنے کے لئے نمازیوں اور محلہ داروں کی منت سماجت شروع کر دی تو لوگوں کو ورغلانے کے حیلے شروع کر دیئے۔ کہتا کہ اب تک بیسیوں مولوی صاحبان تبدیل ہو چکے ہیں، انہیں بھی تبدیل کر دیا جائے تو کیا حرج ہے۔

(۱) قلمی یادداشت مولانا محمد ریاض الدین انک، بحرہ ۱۹۷۴ء، مجرودہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

مولانا مذکور مزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس تازہ صورت کو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کے حضور پیش کر کے اپنے بارے فیصلہ طلب کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ”جاؤ مولانا! تم ہی رہو گے۔“
آپ کا یہ فرمانا ہی تھا کہ متولی مسجد کی سب کوششیں رائیگاں گئیں، آخر کار مسجد کا حساب کتاب چھوڑ گیا جو بعد میں کچھ عرصہ کے لئے میں نے سنبھال لیا۔

سبحان اللہ! کیا شان ہے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی کرامات کی۔
جو بات تیرے منہ سے نکلی ہو کے رہی۔ (۱)

﴿۴۶﴾

مولانا محمد اسلم رضوی مذکور لکھتے ہیں کہ ۱۳۷۳ھ میں بلدیہ فیصل آباد کا چیئرمین اہل سنت و جماعت کی بڑھتی ہوئی شان و شوکت جامعہ رضویہ مظہر اسلام اور مرکزی سنی رضوی جامع مسجد کی تعمیر و ترقی کا مخالف تھا۔ اپنی بدنیتی کے ہاتھوں مجبور ہو کر بارہا ڈی۔سی۔ کے دروازے تک حاضری دیتا رہا۔ آخر کار ڈی۔سی ایک دن چیئرمین کو لے کر جامعہ رضویہ کے دروازہ پر پہنچا اور پوچھنے لگا کون صاحب انچارج ہیں، ایک خادم نے بڑھ کر کہا کیا کام ہے؟ کہنے لگا، آپ نقشہ کے مطابق چار دیواری قائم رکھیں۔ آگے تجاوز نہ کریں۔

اس کے بعد چیئرمین اے۔ ڈی۔ ایم کو لے کر سنی رضوی جامع مسجد کی طرف گیا اور مسجد کی تعمیر رکوانے کے لئے حیلے بہانے کرنے لگا۔ اے۔ ڈی۔ ایم نے فیتہ سے جگہ کی پیمائش کی اور کہنے لگا، اس سے آگے چار دیواری نہ بڑھائی جائے۔ بلدیہ کا چیئرمین مسجد کی مخالفت میں کہنے لگا، اگر یہاں مارکیٹ بن جائے تو بہت اچھی چل سکتی ہے۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کے فیضان کا یہ اثر ہوا کہ اے۔ ڈی۔ ایم کہنے لگا۔

جب لائل پور کی پانچ لاکھ آبادی یہاں مسجد چاہتی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ بلدیہ کا چیئرمین اپنے ناپاک

(۱) قلمی یادداشت مولانا محمد اسلم رضوی، بحرہ ۲۳ نومبر ۱۹۷۲ء، مجلہ جامعہ رضویہ فیصل آباد۔

منصویوں میں ناکام رہا اور جامعہ رضویہ اور سنی رضوی جامع مسجد اپنی آب و تاب سے آج بھی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی کرامت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز اپنے مریدین اور عقیدت مندوں کے گھروں میں بہت کم تشریف لے جاتے اور اگر کسی کا اصرار بڑھتا تو اس کے گھر میں تھوڑا سا قیام فرما کر دعائے خیر کے بعد واپس آجاتے، زیادہ دیر قیام فرماتے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ فیصل آباد کے قریب ٹوانہ گاؤں موجودہ نام سہگل آباد کے ایک مرید کے اصرار پر اس کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ مولانا حافظ احسان الحق رحمۃ اللہ علیہ اور چند عقیدت مند اور بھی تھے۔

جب گاؤں کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ سامنے راستہ میں ایک خونخوار ”بولی“ کتا بیٹھا ہے۔ حافظ صاحب نے عرض کیا کہ راستہ بدل لیا جائے تاکہ یہ کتا کسی پریشانی کا باعث نہ بنے۔ آپ نے فرمایا۔

”ارے بندۂ خدا! یہ ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ ان شاء اللہ“

چنانچہ آپ نے اپنا سفر جاری رکھا، کتے نے جب آپ کی نورانی صورت دیکھی تو دوڑتا ہوا آپ کی طرف آیا اور اپنا سر آپ کے قدموں پر رکھ دیا۔ گویا اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے سر جھکا لیا۔

حاضرین نے یہ دیکھ کر یقین کر لیا کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی عظمت کے سامنے جانور بھی جھک جاتے ہیں۔ (۱)

﴿۴۷﴾

ماسٹر مشتاق احمد قادری مدرس گورنمنٹ مڈل سکول ۵۶۹ گ۔ ب جزائوالہ ضلع فیصل آباد بیان کرتے ہیں چودھری محمد باقر ساکن چک ۶۳۷ گ۔ ب کی دعوت پر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کا نورانی بیان ہوا اور احباب سے ملاقات بھی ہوئی۔ راستہ میں چودھری محمد شریف کے بھائی چودھری

(۱) قلمی یادداشت محمد اشرف انظہر پاک، بحریہ، کراچی، محرمہ ۲۳ نومبر ۱۹۴۷ء مجوزہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

محمد الیسن کا رقبہ آیا۔ انہوں نے عرض کی کہ حضور یہ رقبہ بخر ہے، بلندی ہونے کے باعث نہری پانی اسے سیراب نہیں کرتا، آپ نے ان کے لئے دعا خیر و برکت فرمائی۔ اسی سال گورنمنٹ کی ٹیوب ویل سکیم منظوری ہوئی۔ اور ٹیوب ویل انہی کے رقبہ میں لگا۔ اب اس کی پیداوار دیگر آباد اور زیر کاشت رقبوں سے کسی طرح کم نہیں۔ یہ احباب آج بھی اپنی کاشت اور زمین کی زرخیزی کو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی کرامت سمجھتے ہیں۔ (۱)

﴿۲۸﴾

صوفی عبدالرحمن قادری رضوی ساکن چک ۲۲۲ (چک نمبر ۲۲۲ گھوڑیا نوالہ) ضلع جھنگ صدر اپنے ایک تاریخی بیان میں لکھتے ہیں کہ ہماری دعوت پر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز ہمارے ہاں تشریف لائے۔ اس جلسہ میں مولانا احمد بخش ضیائی، مولانا حافظ احسان الحق مدرس جامعہ رضویہ، مولانا محمد عبدالرشید جھنگوی بھی تشریف لائے۔ ان حضرات نے مذہب حق کی حقانیت اور فرق باطلہ کی تردید میں خوب تقاریر فرمائیں۔ بعد ازاں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز نے اپنا نورانی بیان فرمایا، آپ کے روحانی اور علمی بیان کو حاضرین نہایت توجہ اور شوق سے سن رہے تھے، ماسوائے تقریر کے ہر طرف خاموشی تھی۔ اچانک گاؤں کے ایک طرف کھیتوں میں شور شروع ہوا۔ حضرت نے دریافت فرمایا کہ یہ شور کیا ہے۔ آپ کو بتایا گیا کہ گاؤں کے نمبردار سوہنا خاں گندم کے کھلیان میں کسی نے آگ لگا دی ہے جس سے اس کی گندم جل گئی ہے۔

آپ نے فرمایا۔

”إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ مسلمانو! خاموشی سے بیان سنو۔ جن صاحب کا نقصان ہوا ہے، اللہ

تعالیٰ ان کو اس سے زیادہ عطا فرمائے گا۔“

حاضرین خاموش ہو گئے۔ آپ کا بیان دو گھنٹے جاری رہا۔ اس کے بعد صلوة سلام پڑھا گیا۔ جب آپ نے دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے تو کسی نے عرض کی حضور! چور کا پتہ ضرور لگنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا۔

(۱) قلمی یادداشت ماسٹر مشتاق احمد قادری، محرمہ ۱۳۰۰، دسمبر ۱۹۷۹ء، مجلہ مدرسہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

”ان شاء اللہ العزیز چودہ کا پتہ چل جائے گا۔“

جلسہ کے بعد ابھی آپ وہیں تھے کہ آپ کو بتایا گیا کہ اصل چودہ کا پتہ چل گیا ہے، مجرم نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا ہے۔ اس طرح بطور تاوان اس نے گندم کی قیمت سے زیادہ رقم ادا کرنے کا وعدہ کر لیا ہے۔ ضمانت پر اس مجرم کو چھوڑ دیا گیا۔ یہ واقعہ مئی ۱۹۶۱ء کا ہے۔

اس طرح حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی کرامت ظاہر ہوئی۔ (۱)

﴿۳۹﴾

صوفی عبدالرحمن قادری مذکور اپنے دوست حضور محمد امین حاجی اللہ دین مقیم نواں شہر جھنگ صدر کی زبانی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی ایک اور کرامت بیان کرتے ہیں۔ حضور محمد، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جب آپ دورہ حدیث شریف پڑھا رہے تھے۔ تدریس سے فراغت کے بعد آپ نے باہر سے آئے ہوئے احباب کو شرف باریابی سے مشرف فرمایا۔ ہر ایک کی خیریت دریافت فرمائی اور ان کی حاجتوں کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ حضور محمد بیان کرتے ہیں کہ بڑی جرات کر کے اپنا مدعا عرض کیا کہ حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا عطا فرمائے اور اسی حمل سے عطا فرمائے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز یہ سوال سن کر مسکرا دیئے۔ کیونکہ میں دیہاتی تھا اور مانگنے کا صحیح ڈھنگ جانتا تھا۔ آپ نے تھوڑی دیر کے لئے توقف فرمایا پھر آپ نے فرمایا۔

”اللہ تعالیٰ، حضور پر نور ﷺ کے صدقہ، وسیلہ جلیلہ سے آپ کو اسی حمل سے بیٹا عطا فرمائے گا۔ اس کا نام محمد رمضان رکھنا اور وہ حافظ قرآن ہوگا۔“

ایک عرصہ بعد حضور محمد اپنے دوست صوفی عبدالرحمن کو ملا، اور بتایا کہ ماشاء اللہ محمد رمضان اب قرآن مجید حفظ کر

ہے۔ اور پانچواں پارہ یاد کر رہا ہے۔ اسی طرح حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی کرامت سے محمد رمضان اپنے والدین کے ہاں پیدا ہوئے اور آپ کے فرمان کے مطابق قرآن مجید کے حافظ بنے۔ (۱)

﴿۵۰﴾

محمد فاروق حنفی غلہ منڈی چک جھمرہ، ضلع فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ بارہ سال کی عمر میں میرے ناخن کسی موذی مرض سے سیاہ ہو گئے، نیز ناخنوں سے گوشت علیحدہ ہو گیا۔ اس کے لئے مروجہ تمام طریقہ ہائے علاج ایلوپیتھی، ہومیو پیتھی اور یونانی معالجین سے علاج کروایا۔ کئی صاحبوں سے تعویذ کروائے، دم کروائے لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا۔ امید کی کوئی کرن نظر نہ آرہی تھی۔ ایک روز بندہ اپنے والد ماجد کے ہمراہ حضرت محدث اعظم قدس سرہ کے حضور ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ دوران گفتگو بیماری کی بات ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔

”حکیم عمردین صاحب بھوانہ بازار والوں سے دوائی لیں“

اس کے بعد خود فرمایا۔ حکیم صاحب میری نگاہ میں ایسے حاذق طبیب نہ تھے۔ لیکن آپ کے ارشاد کے مطابق ان کا علاج شروع کروایا۔ میں سوچ رہا تھا کہ حضرت نے ان سے علاج کیسے شروع کروادیا۔ اس دوران آپ دم بھی فرماتے رہے۔ بالآخر مجھے مکمل آرام آ گیا میرا مرض جاتا رہا آخر عقدہ یہ کھلا کہ مجھے آرام تو آپ کی دواؤں سے آ گیا ہے مگر آپ نے کمال اخفائے حال کے پیش نظر بظاہر طبیب کے علاج کا مشورہ دیا۔ (۲)

﴿۵۱﴾

صوفی احمد دین، مکان نمبر ۹۰۵ محلہ ہزاریاں بیرون دہلی گیٹ ملتان اپنے مکتوب میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی چند کرامات تحریر کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ ۲۷ رجب المرجب ۱۳۷۲ھ ۲۴ جنوری ۱۹۵۹ء کو میں فیصل آباد جامعہ رضویہ میں حاضر ہوا اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ دارالافتاء میں مجھے اور سیال شریف سے آئے ہوئے ایک

(۱) قلمی یادداشت صوفی عبدالرحمن قادری، چک نمبر ۲۲۲، ضلع جھنگ صدر

(۲) قلمی یادداشت محمد فاروق حنفی چک جھمرہ، محرم ۱۳۹۵ھ مخروٹہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

اور مہمان کو کھانا کھلایا گیا۔ کھانے میں گوشت اور روٹی تھی۔ کھانے کے دوران میں نے خیال کیا کہ آج اگر میں گھر ہوتا تو حلوہ ضرور کھاتا۔ کھانا کھانے کے بعد میں خاموشی سے بازار چلا گیا اور ایک ہوٹل سے حلوہ کھایا۔ جب واپس آیا تو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز سامنے موجود تھے۔ آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ کہاں گئے تھے؟

اب میرے لئے بتانا انتہائی مشکل ہو گیا۔ اگر سچ کہتا ہوں تو ندامت ہوتی ہے اور اگر جھوٹ بولتا ہوں تو آپ کی نگاہ بصیرت میرا پول کھول دیتی ہے۔ اس حیرانی میں میں نے بات بنانے کے انداز میں عرض کیا، حضرت اخبار پڑھنے بازار گیا تھا۔ آپ نے میرا بازو پکڑا اور اپنے حجرہ مبارکہ میں بٹھایا اور حلوہ کی ایک پلیٹ عطا فرمائی اور ساتھ ہی مجھے نصیحت آمیز انداز میں فرمایا، یونہی بازار میں گھومنا پھرنا مناسب نہیں۔ اب مجھے بڑی ندامت ہو رہی تھی کہ تو کتنا حریص ہے کہ آستانہ عالیہ کے عمدہ اور نفیس کھانے پر کیوں اکتفا نہ کیا، مگر ساتھ ہی تعجب ہو رہا تھا کہ میرے دل کی حرکات حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز سے مخفی نہیں۔ (۱)

﴿۵۲﴾

نائب صوبیدار (ریٹائرڈ) مختار احمد قادری رضوی سا نگلہ بل ضلع شیخوپورہ مولانا محمد انور قادری رضوی خطیب لاہور چھاؤنی کی زبانی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی ایک عجیب کرامت کا حال بیان کرتے ہیں۔ اگرچہ کرامت کا صدور غیر عادی امور اور عقل کی رسائی سے بالاتر ہوتا ہے، تاہم اس نوعیت کی کرامت کا وقوع اولیائے سابقین سے ہو چکا ہے۔

مولانا محمد انور قادری بیان کرتے ہیں کہ طالب علمی کے دوران ان کے ذمہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کو بوقت سحر وضو کرانا تھا۔ حسب معمول ایک سحر کو جب وہ آپ کے کمرے میں داخل ہوئے تو انتہائی خوفناک منظر سے دوچار ہوئے۔ دیکھا کہ آپ کے وجود مسعود کے اعضاء جسمانی بکھرے ہوئے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر نہایت تعجب اور خوف کے مارے کمرے سے باہر آنے ہی والے تھے کہ کسی نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا، ٹھہر جاؤ، میں نے

(۱) قلمی یادداشت صوفی احمدین، بلتان۔ مکررم ۱۳۹۵ھ خزوند جامعہ رضویہ فیصل آباد

جب مڑ کر دیکھا تو کندھے پر ہاتھ رکھنے والے خود حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز تھے۔ آپ نے تبسم کناں ہو کر مجھے تسلی دی جس سے میرا خوف دور ہو گیا۔ (۱)

﴿۵۳﴾

مولانا محمد انور موصوف نے بیان کیا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کے ہمراہ دربار حضور داتا گنج بخش قدس سرہ کی حاضری کے لئے لاہور حاضر ہوا۔ (غالباً یہ واقعہ آپ کی علالت اور نقاہت کے ایام کا ہے) دربار حضور داتا گنج بخش قدس سرہ کے صحن سے باہر ایک اجنبی بزرگ حضرت سے بغل گیر ہوئے، جن کا نورانی چہرہ نہایت تاباں تھا۔ بغل گیر ہونے کے بعد آپ وہیں سے واپس اسٹیشن کی طرف روانہ ہونے لگے میں نے ہمت اور جرأت کر کے عرض کیا کہ حضور! مزارِ انوار پر حاضری.....؟

آپ نے فرمایا۔

”جن سے ہم نے ملنا تھا ان سے ملاقات ہو گئی ہے۔“

☆☆☆☆

سرور کون و مکان، نور رب جنان، باعث مکان و لامکان، رحمت عالمیاں، باعث تخلیق جہاں سرور قلب و جاں، شفیق مجرماں، تسکین مریضاں، مختار دو جہان، امام مرسلان، راحت قدسیاں، آقا و مولا حور و غملاں، حضور پر نور شافع یوم النشور سید عالم و عالمیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ و بارک وسلم کے معجزات کریمہ میں برکت طعام کا معجزہ بارہا رونما ہوا۔ قلیل کھانے میں کثیر برکات رونما ہوئیں۔ ارباب سیر نے ان معجزات کو قوی اور صحیح اسناد سے کتب سیر میں جمع کیا ہے۔ سرکار سرزمین ہر کار سرور انبیاء علیہم السلام کی کامل اتباع سے کھانے میں غیر معمولی برکت کے واقعات بطور کرامت اولیائے کاملین کی مبارک زندگیوں میں بھی ان کی برکتوں سے ظاہر ہوئے۔ ایسی ہی بے شمار کرامتیں سید المحدثین

(۱) قلمی روایت نائب صوبیدار مختار احمد، ساٹنگڈال، بحرہ ۳۰، جب ۱۳۹۳ھ، مخزنہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی حیات مبارکہ میں بھی ظاہر ہوئیں۔ اسی نوعیت کی چند کرامات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

﴿۵۴﴾

جناب مختار احمد قادری رضوی، سا ننگہ بل ضلع شیخوپورہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز میری شادی کی تقریب میں سا ننگہ بل جلوہ افروز ہوئے۔ نکاح خوانی مولانا محمد عنایت اللہ خطیب سا ننگہ بل نے کی۔ انہوں نے نکاح خوانی میں لڑکی کا نام پوچھا۔ اس پر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز نے مسئلہ ارشاد فرمایا۔ لڑکی کا نام پوچھنے یا نام لینے کی ضرورت نہیں۔ اتنا کہہ دینا ہی کافی ہے کہ فلاں صاحب کی بڑی یا منجھلی لڑکی وغیرہ شادی کی تقریب میں بلائے ہوئے مہمانوں کے علاوہ علاقہ بھر کے عقیدت مند حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی زیارت کے لئے آئے۔

زائرین کی کثرت کا اندازہ یوں لگایا جاسکتا ہے کہ محن اور گلی میں جگہ بڑ ہو جانے کی باعث لوگ چھتوں پر چڑھ گئے تھے۔ خطرہ تھا کہ کہیں چھت ہی نہ گر جائے، یہ خطرہ بھی ٹل گیا، اب دوسرا خطرہ یہ تھا کہ کھانا تو مدعوین کی تعداد کے مطابق تیار کیا گیا ہے۔ اب یہ کثیر تعداد کو کس طرح کفایت کرے گا۔ مگر مدعوین اور زائرین کے کھانا کھا چکنے کے بعد معلوم ہوا کہ کھانا تو ابھی خاصی مقدار میں بچ گیا ہے۔ سبحان اللہ! یہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی برکتوں سے قلیل کھانے میں کثیر برکت پیدا ہو گئی۔ (۱)

﴿۵۵﴾

صوفی محمد لطیف ولد گلاب دین، چک نمبر ۱۲۳ ج۔ ب سدھو پورہ فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو کھانے کی دعوت دی۔ حسب وعدہ آپ ہمارے ہاں تشریف فرما ہوئے۔ میں نے اندازاً چھ آدمیوں کا کھانا تیار کروا رکھا تھا۔ مگر آپ کی آمد کا سن کر عقیدت مند جمع ہوئے۔ میں نے کھانے کے انتظام اور آدمیوں کی کثرت کے باعث اپنے قلبی خطرات کا اظہار آپ سے کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔

(۱) قلمی یادداشت جناب مختار احمد قادری، سا ننگہ بل، بحرہ ۳۰ رجب ۱۳۹۳ھ مخزنہ جامعہ رضویہ، فیصل آباد

”گھبراہٹیں نہیں۔ اللہ سبحانہ کا نام لے کر کھانا شروع کر دیں۔“

جب کھانا شروع کیا تو اس وقت چالیس آدمی موجود تھے۔ سب نے پیٹ بھر کر کھایا۔ جب سب حاضرین کھانا کھا چکے تو دیکھا کہ ابھی کھانا بچ گیا ہے۔ اس کے بعد وہی کھانا گھروالوں کے لئے کافی تھا۔ (۱)

﴿۵۶﴾

موصوف صوفی محمد لطیف بیان کرتے ہیں کہ ان دنوں ہماری بھینس آٹھ سیر دودھ دیتی تھی، جس سے ہم لمبی وغیرہ بنا لیتے تھے۔ مگر اس دعوت کے موقعہ پر چھ سیر دودھ مہمانوں کی خدمت میں صرف ہوا۔ صرف دو سیر دودھ بچا جس سے دہی بنایا گیا۔ صبح کو جب میری بیوی نے لمبی تیار کی اور مکھن نکالا تو حیران ہو گئی کہ دو سیر دہی سے آج اتنا ہی مکھن نکل آیا ہے، جتنا اس سے پہلے آٹھ سیر دودھ سے نکلتا تھا۔ یہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی کرامت تھی۔ (۲)

﴿۵۷﴾

لاہور میں حضور داتا گنج بخش قدس سرہ کے مزار پر انوار کی حاضری کے لئے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کثرت سے حاضر ہوتے۔ بعض احباب فیصل آباد سے ہمراہ ہوتے۔ ایک مرتبہ کی حاضری کے موقعہ پر صوفی عمر دراز قادری پرانی غلہ منڈی فیصل آباد ساتھ تھے۔ وہی بیان کرتے ہیں کہ حاضری کے بعد حسب معمول آپ صحن میں جلوہ افروز ہوئے، زائرین کی ایک تعداد آپ کے گرد جمع ہو گئی۔ آپ کے نورانی چہرہ کی زیارت کر رہی تھی۔ ساتھ ہی مسائل بیان ہو رہے تھے کہ حضور داتا گنج بخش قدس سرہ کے مجاور تشریف لائے۔ انہوں نے آپ کو کھانے کی دعوت پیش کی۔ گھر میں انہوں نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کے کھانے کا انتظام کر رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا۔

”کچھ احباب لائل پور سے میرے ساتھ آئے ہیں اور کچھ دوست یہاں اور بھی موجود ہیں۔ ان کو چھوڑ کر اکیلا کھانے کے لئے کیسے چلا جاؤں۔“

(۱) قلمی یادداشت صوفی محمد لطیف، چک نمبر ۱۲۳ ج۔ ب بحرہ ۱۳۹۳ھ، مخزنہ جامعہ رضویہ۔ فیصل آباد

(۲) قلمی یادداشت صوفی محمد لطیف، چک نمبر ۱۲۳ ج۔ ب بحرہ ۱۳۹۳ھ، مخزنہ جامعہ رضویہ۔ فیصل آباد

انہوں نے عرض کیا۔

”حضور! میں نے آپ کی دعوت کی ہے۔ آپ اپنی مرضی سے جتنے احباب کو ساتھ لے چلیں، مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ بلکہ حقیقت میں آپ ہی کا بندوبست ہے۔“

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کے ہمراہ پندرہ سولہ آدمی بھی تھے۔ جب ان کے مکان پر پہنچے تو آپ نے کھانے پر دعائے خیر فرمائی۔ اس کے بعد وہی قلیل کھانا حاضرین کے لئے کافی ہو گیا، بلکہ آپ کی برکت سے وہ کھانا بچ بھی گیا۔ (۱)

﴿۵۸﴾

مولانا غلام رسول رضوی شارح بخاری شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد بیان کرتے ہیں۔ کہ طالب علمی کے دور میں حضور پر نور ﷺ کی نورانیت کے مسئلہ میں مجھے ایک گونہ تشویش رہتی تھی۔ ذہن عقلی دلائل کی طرف راغب تھا۔ حضرات علمائے کرام کے بیان کردہ دلائل سے تسکین نہ ہو رہی تھی۔ ایک شب میں نے خواب میں حضور امام الانبیاء ﷺ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدی محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو ایک ساتھ وسیع میدان میں کھڑے دیکھا۔ اس اثناء میں خاموشی کا عالم تھا۔ اچانک ایک غیر متعارف شخص کو دیکھا کہ وہ بلند آواز میں کلام کر رہا ہے۔ تینوں حضرات آسمان میں مغرب کی سمت جاتے ہوئے چمکتے نظر آئے۔ حضور پر نور سید عالم ﷺ آگے آگے چودھویں رات کے بے غبار چاند سے زیادہ منور نظر آرہے تھے۔

یہ سیدی محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بین کرامت تھی کہ مسئلہ نورانیت مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں میری عقلی تشویش کو عینی مشاہدہ کروا کر دور فرما دیا۔ اس کے بعد اس مسئلہ میں نقلی اور عقلی دلائل اور براہین ساطعہ سے قلب مطمئن ہو گیا۔

”ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ“ (۲)

(۱) قلمی یادداشت صوتی محمد عمر داز، فیصل آباد۔ محرمہ ۹ ستمبر ۱۹۷۷ء مخزنہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

(۲) قلمی یادداشت مولانا غلام رسول فیصل آباد۔ محرمہ ۱۳۹۵ھ مخزنہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

﴿۵۹﴾

موصوف مولانا غلام رسول اپنے تحریری بیان میں لکھتے ہیں کہ حضور سیدی محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر مال کے بعد مجھے لاہور سے لائل پور منتقل ہونا پڑا۔ جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد میں حدیث شریف صحاح ستہ کی تدریس میرے سپرد ہوئی۔ ان دنوں جامعہ رضویہ کے مہتمم و صدر حضرت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول چھوٹی عمر کے باوجود حوادث سے دوچار تھے۔ مقبر ہوائیں فضا کو مگر بنا رہی تھیں، اغیار کی مخالفت اور اپنوں کی چیرہ دستیوں سے آپ کے کوئی مضحل ہو رہے تھے۔ ہر سو پریشانی ہی پریشانی نظر آتی تھی۔ مستقبل مندوش ہو رہا تھا۔ ان ایام میں مجھے سرور کائنات راحت قلب و سینہ سرکار مدینہ کے ہمراہ سیدی محدث اعظم قدس سرہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ اس مرتبہ سرکار مدینہ خاموش تشریف فرما تھے۔ گفتگو حضور سیدی محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہی فرما رہے تھے۔ دوران گفتگو حضور سیدی محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے دریافت فرمایا۔

”فضل رسول کا کیا حال ہے۔“ میں نے کچھ موجود پریشانی کا ذکر کیا۔

اس خواب کے بعد جلد ہی حالات تبدیل ہونے لگے۔ خوشگوار انقلاب آیا اور تمام راہیں ہموار ہو گئیں۔ مخالفتیں دب گئیں اور اطمینان نصیب ہوا۔

حضور سیدی محدث اعظم قدس سرہ کے وصال کے بعد کے یہ تصرفات اور اپنوں کی دنگیری آپ کی واضح کرامات میں سے ایک کرامت ہے۔

﴿۶۰﴾

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کے روبرو اگر کوئی شخص آپ کی کوئی کرامت بیان کرتا تو آپ اس پر مباحثات نہ فرماتے بلکہ تبسم فرما کر اس کا کوئی محل بیان فرمادیتے۔ جس سے حاضرین کوئی تعبیر سمجھ لیتے۔

اسی نوعیت کی ایک کرامت اور اس کی تعبیر مولانا غلام رسول رضوی فیصل آباد بیان کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ خواب میں میں نے دیکھا کہ حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے دار کتب میں چارزانوں تشریف

فرما ہیں اور سرور کائنات باعث کون و مکاں امام الانبیاء والمرسلین ﷺ آپ کی گود میں سر مبارک رکھے آرام فرما رہے ہیں۔ سیدی محدث اعظم آپ کی پیاری پیاری آنکھوں میں سلائی سرمہ سے سرمہ لگا رہے ہیں۔ میں نے اس مبارک خواب کو کسی وقت ذکر کیا تو فرمایا اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے فضل و کرم سے سرور کائنات ﷺ کو ہمارے ہاتھوں ٹھنڈک پہنچتی ہے ہماری دینی خدمات سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں اور آپ ﷺ کو ہم سے راحت ملتی ہے۔ (۱)

﴿۶۱﴾

اولیاء اللہ کی کرامت سے بگڑی بنتی ہے، بنی ہوئی سنورتی ہے اور بعض اوقات اس کے ثمرات سے ایک جہاں بہرہ ور ہوتا ہے۔ اسی نوعیت کی کرامات سے جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور کا قیام ہے۔ اب یہ مدرسہ اپنی تعلیمی اور اشاعتی خدمات میں برصغیر کے نمایاں مدرسوں میں شمار ہوتا ہے۔ اتفاق سے اس کی بنیاد سے لے کر آج تک آپ کے تلامذہ نے اس کی علمی اور تدریسی خدمات نے سب سے زیادہ حصہ لیا، بلکہ اگریوں کہا جائے کہ یہ مدرسہ آپ کے فیضان علمی کا وارث اور مظہر ہے تو بجا ہوگا، اس مدرسے کی بنیاد حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی کرامت ہے۔ جسے مولانا علامہ غلام رسول رضوی بانی و مہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ یوں بیان کرتے ہیں۔

میں لاہور میں دارالعلوم حزب الاحناف میں مدرس تھا۔ اس وقت یہ مدرسہ اندرون دہلی دروازہ تھا۔ اور وہیں کرایہ کے ایک مکان میں میری اقامت تھی۔ ان دنوں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز، حضور و اتانج بخش علیہ الرحمۃ والرضوان کے مزار پر انوار پر فاتحہ کے لئے آئے۔ فاتحہ سے فارغ ہو کر سٹیشن کی طرف تا نگہ پر تشریف لے جا رہے تھے۔ جب لوہاری دروازہ کے قریب سے گزرے تو فرمایا۔

”یہاں ایک رضوی مدرسہ بڑا موزوں ہے۔“

میں نے سنا تو سہی مگر چنداں التفات نہ کی۔ کیونکہ اس علاقہ میں نہ تو میں امام و خطیب تھا، نہ رہائش کا کوئی انتظام، اس علاقہ کے کسی شخص سے تعارف بھی نہ تھا۔ میرے لئے اس علاقہ میں سوائے اجنبیت کے اور کچھ نہ تھا، ان اسباب کی بنا پر آپ کے فرمان پر میں پوری سنجیدگی سے غور نہ کر سکا۔

(۱) قلمی یادداشت مولانا غلام رسول رضوی، فیصل آباد، مجرمہ ۱۳۹۵ھ، مجز و نہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد

اتفاق سے چند روز بعد اندرون لوہاری دروازہ محلہ خریاں کی جامع مسجد کی امامت و خطابت میرے سپرد ہوئی۔ اس مسجد کے جنوب میں ایک مٹرو کہ جگہ بے کار پڑی تھی۔ حضرت موصوف کے ارشاد اور اشارہ پر عجبوت نسایں جالاتن چکی تھی۔ ایک شب خواب میں حضور امام الانبیاء ﷺ کو اس مٹرو کہ جگہ تشریف فرما دیکھا اور اپنے آپ کو حضور ﷺ کے عقب میں متواضع دیکھا۔ اسی ویران جگہ کے ایک حصہ میں کسی دوسرے موقعہ پر سرور کائنات ﷺ کے ساتھ عربی میں اپنے آپ کو گفتگو کرتے دیکھا۔ اس اثناء میں بھی قطعاً مدرسہ کا خیال نہ آیا۔ پھر تھوڑا ہی عرصہ گزرا کہ خیال آیا کہ یہاں دینی مدرسہ قائم ہونا چاہئے۔ یہ ارادہ مصمم کر لیا۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اسباب بھی مہیا فرمادیئے اور معمولی مزاحمت کے بعد غیر معمولی کامیابی نصیب ہوئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ویران جگہ علمی مرکز میں تبدیل ہو کر جامعہ نظامیہ رضویہ کے نام سے موسوم ہوئی۔ گذشتہ حالات اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کے ارشاد کی روشنی میں یہ عقدہ حل ہوا کہ جامعہ نظامیہ رضویہ آپ کی غیر فانی کرامت ہے۔ (۱)

﴿۶۲﴾

جناب مختار احمد قادری رضوی سانگلہ بل، ضلع شیخوپورہ اپنے ایک مشاہدہ کو بیان کرتے ہیں جس میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی حاضر جوابی کے ساتھ ساتھ آپ کی علمی کرامت اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تصرف نمایاں ہے۔ موصوف لکھتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز دورہ حدیث پڑھا رہے تھے۔ بندہ بھی وہاں حاضر تھا۔ حضور نے دوران دورہ حدیث فرمایا۔

”ایک مرتبہ ایک مجلس میں کچھ دیوبندی ”مالوی“ آگئے (مالوہ، بھارت کا ایک شہر ہے اس کی طرف نسبت کے حوالے سے آپ دیوبندی مولویوں کو مالوی کہا کرتے تھے۔) ان میں ایک مالوی نے صف کا تکا توڑا اور پھر اس کے بھی ٹکڑے کر دیئے۔ ان ٹکڑوں میں ایک ٹکڑا پکڑ کر وہ میرے سامنے کرتا ہے اور سوال کرتا ہے کہ کیا حضور ﷺ کو اس کا بھی علم ہے؟“

(۱) قلمی یادداشت مولانا غلام رسول رضوی، فیصل آباد مجوزہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد

گویا وہ اپنے طور پر حضور انور عالم ماکان وما یکون ﷺ کے علم و وسیع پر اعتراض کر رہا تھا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ سوال سن کر مجھے کچھ توقف ہوا کہ ایسا سوال اس سے پہلے میرے سامنے نہیں آیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے حضور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی طرف توجہ کی۔ آپ کی برکت اور تصرف سے میرے دل میں معایہ القا ہوا کہ اس مالوی سے یہ پوچھو کہ اس تکلم کو حضور نبی اکرم ﷺ کا علم ہے یا نہیں۔

میں نے ایسا ہی الزامی اعتراض اس پر قائم کیا۔ تو وہ مبہوت ہو گیا۔ نہایت شرمندہ ہو کر اٹھ گیا۔ (۱)

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی طرف توجہ کرنے پر جو مفہوم آپ کے دل میں القا ہوا وہ ایک حدیث کا مفہوم ہے۔ مفہوم یہ ہے کہ

”سوائے سرکش انسانوں اور جنوں کے دنیا کی ہر شے جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں“

حدیث مبارک کے کلمات یوں ہیں۔

”قَالَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ شَيْءٌ إِلَّا يَعْلَمُ أَنَّي رَسُولُ اللَّهِ الْأَعَابِي الْجِنِّ وَالْإِنْسِ“ (۲)

﴿۶۳﴾

مولانا فیض احمد قادری، منڈی فتح پور تحصیل یہ ضلع مظفر گڑھ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی ایک کرامت بیان کرتے ہیں۔ اس کرامت کا ظہور آپ کے وصال کے بعد ہوا۔ چونکہ اس کا تعلق ایک حدیث شریف کے کلمات سے متعلق ہے اس لئے بڑی دلچسپ اور لطیف ہے۔ مولانا موصوف بیان کرتے ہیں کہ میں جامع مسجد چوک اعظم کے متصل ایک کمرے میں موجود تھا۔ میرے پاس ڈاکٹر نور محمد صدرا انجمن فدایان رسول ﷺ چوک اعظم، موجود تھے۔ ڈاکٹر صاحب صوم و صلوة کے پابند اور پابند شرع ہیں، ان کے پاس ایک مہمان آئے ہوئے تھے۔ ان کا نام یاد نہیں رہا۔ البتہ ان کو یکسر ٹری صاحب کہتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم چونکہ محدث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ظاہری

(۱) قلمی یادداشت مختار احمد رضوی ساکن گلبل۔ محرمہ ۳۰۔ ۱۳۹۳ھ مخروندہ جامعہ رضویہ مظفر اسلام فیصل آباد

(۲) کتاب الشفاء جعفر بن حقوق المصطفیٰ ﷺ جلد اول ص ۳۱۲

زندگی میں آپ کی زیارت نہ کر سکے۔ آپ کے وصال کے بعد لائل پور جانے کا اتفاق ہوا اور مزار پورا نوار کی زیارت سے آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔ ان دنوں اخبارات میں ایک بحث چل رہی تھی کہ ”اَطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصَّيْنِ“ حدیث نہیں۔ میرے ایک ساتھی جن کو کشف قبور حاصل تھا، ہمراہ تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ محدث اعظم کے حضور حاضر ہیں۔ اس حدیث کے بارے میں ان سے دریافت کرو کہ مراقبہ میں ان کو حضرت محدث اعظم نے بتایا کہ یہ حدیث ہے لیکن قدرے الفاظ میں تبدیلی ہے، میں نے دوبارہ کہا کہ حضرت سے دریافت کریں کہ حدیث کے اصل کلمات کیا ہیں۔ آپ نے مراقبہ میں ارشاد فرمایا کہ چونکہ محدثین نے یہ کلمات ویسے ہی بیان کئے ہیں ان کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے دو الفاظ نہیں بتائے۔ (۱)

﴿۶۴﴾

مولانا فیض احمد قادری بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں میں پیپلز کالونی، اے بلاک، فیصل آباد کی قادری مسجد میں خطیب تھا۔ یہ وہی ایام ہیں جن میں حضرت محدث اعظم قدس سرہ، طلیل تھے۔ ناچیز ایک روز زیارت کے لئے آپ کی رہائش پر حاضر ہوا۔ میرے ہاتھ میں درسی کتاب نور الانوار تھی، فارغ التحصیل ہونے کے بعد یہ کتاب میں نے دوبارہ پڑھنی شروع کر رکھی تھی تاکہ درسی کتابوں کی تدریس آسان ہو جائے۔ حضرت محدث اعظم قدس سرہ نے دریافت فرمایا۔

”آج کل کیا کرتے ہو۔“

عرض کیا حضور پڑھتا ہوں۔

ارشاد فرمایا۔

”ارے بندہ خدا! پڑھاؤ“

میں نے دل میں یہ خیال کیا کہ حضرت صاحب ایسے ہی فرمادیتے ہیں۔ مجھ میں پڑھانے کی استعداد کہاں لگن

قلمی یادداشت مولانا فیض احمد قادری، پنڈی پور، محرمہ ۱۹ نومبر ۱۹۷۷ء، مخزنہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

آپ کے ارشاد ”پڑھاؤ“ کا یہ اثر اور تصرف ہوا کہ جو کتابیں پڑھی تھیں اور ان کے پڑھانے کی استعداد نہ تھی، پڑھانے کی استعداد آگئی۔ اب علاقہ تھل فتح پور میں دارالعلوم حسینہ رضویہ ادارہ قائم کیا ہے اس میں تدریس کا کام بھی کر رہے ہیں۔ (۱)

﴿۶۵﴾

یہی مولانا فیض احمد اپنی طالب علمی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جس سے عیاں ہوتا ہے کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ بطنائے الہی آئندہ کے حالات سے باخبر تھے۔ اور اشارات و کنایات میں دوسروں کو بھی خبردار کرتے۔ مولانا موصوف کا بیان اس طرح ہے کہ جن دنوں بندہ مشکوٰۃ شریف، ملاحسن اور دیگر فنون کی کتابیں پڑھتا تھا، حضور آقا نے نعمت سیدی و مرشدی قبلہ محدث اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان نے مجھے بلایا اور فرمایا۔

”کیا پڑھتے ہو؟“

میں نے مشکوٰۃ شریف کا نام لیا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔

”دورہ حدیث میں شامل ہو جاؤ، مشکوٰۃ شریف کی حدیثیں صحاح ستہ میں آجائیں گی۔ اور فنون کی

دوسری کتابیں بعد میں نکال لیتا۔“

میں دورہ حدیث میں شامل ہو گیا۔ بعد کے حالات نے ثابت کیا کہ یہ آخری دورہ حدیث تھا جو حضور مجھ پر

اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھایا۔ آپ نے مجھے اس آخری دورہ میں شامل فرما کر حسرتوں سے نجات دی۔ ورنہ ساری

اس دورہ حدیث میں شامل ہونے کی حسرتیں بڑھ پاتیں۔ (۲)

﴿۶۶﴾

ماسٹر غلام بلین، پکا کھوہ، فیصل آباد، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز سے اپنی بیعت کا واقعہ یوں سناتے

(۱) قلمی یادداشت مولانا فیض احمد قادری، پنڈی فتح پور، ۱۹ نومبر ۱۹۷۷ء، مخزنہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

(۲) قلمی یادداشت مولانا فیض احمد قادری، پنڈی فتح پور، ۱۹ نومبر ۱۹۷۷ء، مخزنہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

کہ ۱۹۵۲ء میں جب میں محکمہ بجلی میں ملازم ہو کر لاکل پور متعین ہوا۔ جمعہ کی نماز اکثر پچھری بازار والی مسجد میں ادا کرتا تھا۔ بعد میں ایک دوست کے ہمراہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی تقریر پر تنویر سنی۔ عشق رسول ﷺ میں ڈوبا ہوا بیان سن کر دل کی یہ کیفیت ہو گئی کہ آئندہ کے لئے آپ کے پیچھے جمعہ کی نماز ادا کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ کی محبت دل میں بڑھتی گئی۔ جمعہ کے علاوہ گاہے گاہے بعد عصر مجلس عام میں حاضر ہونے لگا۔ لیکن ابھی تک مکمل تعارف نہ کروا سکا۔

اتفاق سے ان دنوں ہمارے دفتر واقع گجر بستی میں شاہی مسجد میں پانی پلائی کے لئے بجلی کی موٹر کا کنکشن لاہور سے منظور ہو کر آیا۔ اس منظوری کو لے کر میں حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ حضرت مسکرائے تعارف ہوا۔ اب روزانہ حاضری کی نوبت آگئی۔ مگر ابھی تک بیعت کا شرف حاصل نہ کر سکا۔ ایک بار دل میں شیطانوسوسے پیدا ہونے لگے۔ آخر ایک رات درود تاج شریف کا ورد کر کے سو گیا مگر قسمت بیدار ہو گئی۔ حضور آقائے نامہ ارفخرو موجودات، سرور کائنات، سرکار مدینہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم آپ کے ہمراہ ہیں۔ آپ نے مجھے وضو کرنے کی ہدایت فرمائی۔ بعد میں تلاوت قرآن مجید کا ارشاد فرمایا بعد ازاں آپ نے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

”جھنگ بازار والی ہستی کا دامن نہ چھوڑنا۔“

صبح ہوئی، میں حضرت محدث اعظم علیہ الرحمۃ کے حضور حاضر ہوا۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔

”رات کیسے گزری؟“

میں نے عرض کی باطن میں تو آپ سے بیعت ہو چکا ہوں، اب صرف ظاہری آداب پورے کرنے باقی ہیں۔

کرم فرمائیے اور مجھے اپنے غلاموں میں شامل فرما لیجئے۔ اس کے بعد آپ نے مجھے شرف بیعت عطا فرمایا۔ (۱)

(۱) قلمی یادداشت ماسٹر غلام نبین، پکا کھوہ، فیصل آباد، جزرہ ۲۲، نومبر ۱۹۷۱ء مخزنہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد

﴿۶۷﴾

ماسٹر غلام سلیمان مذکور، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی ایک کرامت کا ذکر یوں کرتے ہیں۔

ایک روز بھوانہ بازار (فیصل آباد) میں ایک ریڑھی پر ”میٹھا“ (ایک پھل) نظر آئے۔ چونکہ اس پھل کو میں بہت پسند کرتا ہوں، جی میں آیا کہ دو تین میٹھے خرید لوں، مگر اس وقت جیب بالکل خالی تھی۔ اسی نامکمل آرزو کے ہمراہ حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نماز عصر سے نماز مغرب تک حاضری رہی۔ نماز مغرب کے لئے مجلس برخواست ہونی لگی، تو آپ نے فرمایا۔

”غلام سلیمان! ذرا ٹھہر جانا“

جب تمام احباب تشریف لے گئے تو آپ نے دو میٹھے مجھے عنایت فرمائے اور فرمایا، ”خود ہی کھا لینا“

اس طرح حضرت نے میری قلبی کیفیات اور احساسات پر مطلع ہو کر تسکین قلب کا سامان بہم پہنچا دیا۔ یہی ذرہ نوازی ہے جو اکابر اولیاء اللہ کا طرہ امتیاز ہے۔ (۱)

﴿۶۸﴾

اولیائے کاملین کی نظر لوگوں کی جیب پر نہیں ہوتی و محتاجوں بیکسوں کی نذر قبول نہیں کرتے، بلکہ بعض اوقات ان کی مالی اعانت بھی کرتے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ایک ولی کامل تھے۔ آپ کی سیرت میں ایسے واقعات بار بار مشاہدہ میں آئے۔ اسی نوعیت کا ایک واقعہ جناب غلام سلیمان پکا کھوہ، فیصل آباد سنا تے ہیں۔

ایک مرتبہ میں حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ حاضرین اپنی استطاعت کے مطابق آپ کی خدمت میں نذر پیش کرتے رہے۔

اس وقت میری جیب میں صرف پانچ روپے کا نوٹ تھا، اور انہی دنوں مجھے اپنے گھر بھی آنا تھا۔ اب میں اس

(۱) قلمی یادداشت ماسٹر غلام سلیمان، پکا کھوہ، فیصل آباد، مجرہ ۲۲، نومبر ۱۹۷۷ء، خزونہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام، فیصل آباد

کس کش میں تھا کہ اگر نوٹ نذر میں پیش کرتا ہوں تو گھر آنے کا کرایہ کہاں سے لاؤں۔ اور اگر نوٹ پیش کر کے یہ عرض کروں کہ حضور روپیہ نذر ہے، بقیہ چار روپے مجھے واپس کر دیں تو یہ بھی مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ لہذا کچھ پیش کئے بغیر واپس چلا آیا۔ جب شاہی مسجد کے دروازہ پر پہنچا تو جیب سے پانچ روپے کا نوٹ غائب تھا۔ چارو ناچار واپس حاضر ہوا۔ حضرت مسکرائے اور فرمانے لگے۔

”غلام بیگن! کیا معاملہ ہے، واپس آگئے ہو۔“

میں خاموش بیٹھا رہا۔ اچانک جب نگاہ دوبارہ اپنی جیب کی طرف گئی تو وہی نوٹ موجود پایا۔ اب میں نے ندامت کے ساتھ وہ نوٹ حضرت کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے واپس لوٹاتے ہوئے فرمایا۔

”گھبرایا نہیں کرتے۔“ (۱)

﴿۶۹﴾

مولانا علامہ محمد دین چشتی بیان کرتے ہیں۔

”میرا طالب علمی کا زمانہ تھا۔ جامعہ رضویہ میں ابتدائی کتابیں پڑھ رہا تھا۔ فیصل آباد کی گرمی، چٹائی پر سونا، محلہ خالد آباد کے ایک گھر جا کر صبح و شام کی روٹی کھانا، جامعہ میں پنکھوں کا نہ ہونا وغیرہ کئی دشواریاں تھیں اور میں زمیندار گھرانے سے متعلق تھا۔ ایک رات دھوبی گھاٹ میں میلاد شریف کا جلسہ تھا۔ شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی کی تقریر تھی۔ تمام طلبہ و اساتذہ تقریر سننے جا چکے تھے۔ میں نے دل میں مکمل طور پر فیصلہ کر لیا تھا کہ صبح ہوتے ہی گھر چلا جاؤں گا۔ اتنی مشقت و تکلیف میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اساتذہ کی دو چار پائیاں خالی تھیں۔ اسی خیال میں ایک چار پائی پر سو گیا۔ کچھ دیر بعد ایک صاحب نے جگایا۔ آنکھ کھلی تو سامنے والی چار پائی پر حضرت جلوہ افروز تھے، میں گھبرا کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ آپ نے بیٹھنے کا حکم فرمایا تو میں بیٹھ گیا۔ اب آپ فرمانے لگے۔“

(۱) قلمی یادداشت ماسٹر غلام بیگن، پکا کھوہ، فیصل آباد، محرمہ ۲۲، نومبر ۱۹۷۳ء، مجلہ ۱۹، مجلہ ۱۹، جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد

”میں بھی زمیندار کا بیٹا تھا، کھانے پینے کو اچھا ملتا تھا، مگر سب کچھ چھوڑ کر بریلی شریف چلا گیا، داخلہ تو مل گیا، مگر روٹی کا بندوبست نہ تھا۔ مگر میں نے سب کچھ برداشت کر کے علم دین حاصل کر لیا۔“

حضرت صاحب قدس سرہ کے یہ کلمات سننے کے بعد میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آپ میرے غلط خیال کا رد فرما رہے تھے۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ یہ سب کچھ قبلہ حضرت صاحب کو کیسے معلوم ہو گیا؟ جبکہ میں نے اپنے کسی ساتھی کو بھی نہیں بتایا۔ حضور محدث اعظم قدس سرہ کھڑے ہوئے اور ازراہ شفقت میرے کاندھے پر دست شفقت رکھ کر فرمایا۔

”خوب پڑھو اور دل لگا کر پڑھو“

پھر روانہ ہو گئے۔ اب میرے فاسد خیالات ختم ہو چکے تھے اور مصمم ارادہ کر چکا تھا کہ یا پڑھوں گا یا مر جاؤں گا۔ اس سال رمضان المبارک کی چھٹیوں میں بھی گھر نہ گیا۔ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں حضور محدث اعظم قدس سرہ نے مجھے بلا کر دریافت فرمایا۔

”کیا آپ کے پاس عید کے لئے نئے کپڑے ہیں؟“

میں نے نفی میں جواب دیا، آپ نے سوٹ کا کپڑا عطا فرمایا اور سلوانے کا حکم دیا۔ جب وہ کپڑے سلوا کر عید کے دن میں نے پہنے اور حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور ”طیب“ فرمایا یعنی بہت اچھا لگتا ہے۔ (۱)

﴿۷۰﴾

مولانا محمد اسلم علوی قادری رضوی بیان کرتے ہیں۔

”۱۹۲۵ء میں، میں شیخوپورہ میں رہائش پذیر تھا۔ کچھ ضروری مسائل معلوم کرنے کے لئے ایک شخص کو حضرت

(۱) علامہ محمد دین چشتی، کنز الخطیب، حصہ ہفتم، ص ۲۰۵، باختصار

محدث اعظم علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں بھیجا۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ محمد اسلم سے کہنا کہ وہ خود کسی وقت آئیں اور ان سوالات کا جواب لے جائیں۔ میں تقریباً ایک ماہ بعد فیصل آباد حاضر ہوا، اور نماز جمعہ حضور محدث اعظم قدس سرہ کی اقتداء میں ادا کی۔ نماز کے بعد گھر جانے لگے۔ کچھ لوگ مصافحہ و زیارت کے لئے قطار در قطار کھڑے ہو گئے، میں بھی قطار میں کھڑا ہو گیا۔

پیشتر ازیں آپ کی زیارت کا شرف حاصل نہ کر سکا تھا۔ جب آپ مصافحہ فرماتے ہوئے میرے پاس تشریف لائے تو ٹھہر گئے اور فرمایا۔

”کیا آپ کا نام محمد اسلم ہے، آپ شیخوپورہ سے مسائل پوچھنے کے لئے میرے بلانے پر آئے ہیں؟“

میں نے جب یہ سب باتیں تسلیم کر لیں تو آپ نے فرمایا کہ مدرسہ میں آؤ تا کہ تمہارے مسائل کا جواب دیں۔ پھر آپ آگے چلے گئے اور میں سوچنے لگا کہ آپ کو میرے نام و پتہ کی کس نے اطلاع دی۔ شاید آپ کے قبضہ میں کچھ جنات ہیں اور وہ آپ کو بتا دیتے ہیں۔ آج حقیقت کا انکشاف ہونا چاہئے۔ میں چپ چاپ شاہی مسجد میں بیٹھ گیا کہ اگر آپ ولی اللہ ہیں تو نور و لایت سے خود ہی جان لیں گے اور بلا لیں گے، کیونکہ میرے دلی خیالات کی اطلاع جنات نہیں پاسکتے۔

نماز عصر اور نماز مغرب بھی وہیں میں نے باجماعت پڑھی۔ حضور محدث اعظم قدس سرہ بھی تشریف لاتے اور نماز پڑھ کر چلے جاتے۔ نماز عشاء کے قریب تک مجھے کسی نے نہ پوچھا تو میرے دل میں الٹے سیدھے خیالات پیدا ہونے لگے کہ مولانا صاحب تو بڑے آدمی ہیں، ہم غریبوں کے مسائل سے انہیں کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ میں ایک مسافر یہاں پریشان ہوں اور مولانا صاحب اپنے گھر آرام فرما رہے ہیں۔ اس خیال کا آنا تھا کہ ایک شخص نے آواز دی کہ مولوی محمد اسلم شیخوپوری جہاں بھی ہوں حضرت صاحب کے پاس پہنچ جائیں، یہ پیغام سنتے ہی میں حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے فرمایا۔

”مولوی محمد اسلم! آپ نے میرے متعلق غلط خیال کیا ہے، میں بڑا آدمی نہیں بلکہ اہل سنت کا خادم

ہوں۔ نماز جمعہ سے اب تک احباب کا ہجوم رہا۔ میں انہیں دینی مسائل بتاتا رہا۔ آرام ہرگز نہیں کیا میں نے تو نماز کے بعد ہی آپ کو بلایا تھا لیکن آپ خود ہی نہ آئے۔ اس میں آپ کی غلطی ہے میری نہیں۔“

حضرت کی یہ باتیں سن کر میں بہت نادم ہوا اور سمجھ گیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ولی اور صاحب کشف و کرامت بزرگ ہیں۔ رازہائے دروں کی اطلاع رکھتے ہیں پھر آپ نے میرے تمام مسائل اچھی طرح مجھے سمجھادیئے۔ (۱)

﴿۱﴾

یہی مولانا محمد اسلم علوی بیان کرتے ہیں۔

”میں دوبارہ فیصل آباد حاضر ہوا اور شیخ الحدیث کے دست حق پرست پر بیعت ہوا۔ آپ نے دو کپ چائے منگوائی۔ ایک کپ خود نوش فرمایا اور دوسرا کپ مجھے مرحمت فرمایا۔ میں چونکہ چائے نہ پیتا تھا۔ اس لئے عرض کی حضور خود نوش فرما لیجئے مجھے چائے نقصان دیتی ہے۔ آپ نے قریب بیٹھے ہوئے ایک طالب علم کو وہی کپ عنایت فرمادیا۔ معاً اس کے بعد مجھے بڑا افسوس ہوا اور سوچا کہ وہ چائے حضرت صاحب کا تبرک تھی اور بزرگان دین کے تبرک بے حد مفید اور بابرکت ہوتے ہیں۔ یہ میری بد قسمتی ہے کہ میں نے تبرک قبول نہ کیا۔ میرا صدمہ بڑھتا گیا۔

حتیٰ کہ نماز عصر کا وقت ہوا اور نماز میں بھی یکسوئی حاصل نہ ہوئی اور پھر مسجد میں بیٹھا سوچتا رہا کہ اپنا نقصان اپنے ہاتھوں کیا۔ یہی تفکرات لے کر میں پیر کامل کے دربار میں حاضر ہوا۔ مجھے دیکھتے ہی آپ مسکرائے اور دو مالٹے بخشے ہوئے فرمایا کہ

”ارے بندۂ خدا! چائے نہ پینا کوئی کبیرہ گناہ ہے؟ کہ جس پر اتنا پریشان ہوئے۔ یہاں تک کہ نماز بھی صحیح طور پر نہ پڑھ سکے۔ لویہ مالٹے چائے کا بدل ہیں۔“

میں نے مالٹے لئے اور خدا کا شکر ادا کیا جس نے ایسا پیر کامل دیا جو دل کی باتیں جانتا ہے۔“ (۱)

﴿۷۲﴾

گذشتہ سطور میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضرت محدث اعظم لوگوں کے دل کی باتیں جان لیتے تھے۔ یونہی آپ لوگوں کے خوابوں سے بھی باخبر ہو جاتے تھے۔ یعنی کوئی خواب دیکھتا تھا تو اطلاع حضرت صاحب کو ہو جاتی تھی۔ چنانچہ یہی مولانا محمد اسلم علوی بیان کرتے ہیں کہ ”ایک دفعہ خواب میں مجھے حضرت صاحب نے شرف زیارت بخشا، منظر کچھ یوں تھا کہ آپ کمرے میں تشریف فرما ہیں اور آپ کے پاس سیب ہیں۔ ان میں سے آدھا سیب آپ نے مجھے عطا فرمایا۔ تیسرے روز میں فیصل آباد حاضر ہوا تو آپ نے آدھا سیب مجھے دے کر فرمایا۔

”مولوی اسلم صاحب آدھا سیب تمہیں مل چکا ہے اور آدھا یہ تمہارا حصہ باقی ہے۔“ (۲)

﴿۷۳﴾

حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی سجادہ نشین آستانہ عالیہ نیریاں شریف بیان کرتے ہیں۔

”مجھے فیصل آباد میں حضرت محدث اعظم پاکستان کی چشم عنایت اور دامن شفقت کے زیر سایہ تقریباً ڈیڑھ سال گزارنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ میں ان دنوں کو اگر حاصل زندگی کہہ دوں تو بالکل صحیح ہے۔ انہی دنوں میں نے ایک خواب دیکھا۔ کیا دیکھتا ہو کہ میں لاہور سرکار داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور وہ اپنی قبر میں آلتی پالتی مارے تشریف فرما ہیں۔ قبر پر کوئی حجاب نہیں۔ مجھے خیال آیا کہ میں داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ گزارشات کروں، تو آپ نے چشم کرم ذرا اٹھائی تو معامیں محسوس کرتا ہوں کہ میں داتا صاحب کے سامنے قبر شریف میں پاؤں کی جانب ہاتھ باندھے خاموش کھڑا ہوں اور آپ کے پیچھے محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی نظر آرہے ہیں۔

(۱) ہفت روزہ محبوب حق، لاکل پور میں، ۹ دسمبر ۱۹۶۳ء

(۲) ہفت روزہ محبوب حق، لاکل پور میں، ۹ دسمبر ۱۹۶۳ء

صبح ہوئی تو میری طبیعت فرحاں و شاداں تھی۔ بڑی کیفیت کے ساتھ میں نے اپنا لباس بدلا، وضو کیا اور دارالحدیث میں جانے کے لئے تیار ہوا۔ جب حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا ”حضور میں نے کچھ کہنا ہے“ آپ نے شفقت بھرے انداز میں فرمایا۔

”بس رہنے دو“

میں نے پھر عرض کیا ”حضور میں نے کچھ کہنا ہے“ فرمایا ”بس ٹھیک ہے۔“
میں نے جب تیسری مرتبہ کہا تو حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ
”یہی کہو گے تاکہ تم دا تا صاحب کے سامنے کھڑے تھے میں پیچھے کھڑا تھا۔“

آپ اندازہ لگائیں جو بزرگ اپنے دسترخوان فیض سے چند ریزے چننے والے کے خواب سے بھی باخبر ہوں۔
ان کی روحانی زندگی کا عالم کیا ہوگا۔“ (۱)

﴿۷۴﴾

مولانا نذیر احمد قادری (آزاد کشمیر) کا بیان ہے۔

میں اور میرا بڑا بھائی دونوں غیر مقلد وہابی تھے۔ جب حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ ہری پور ہزارہ میں تشریف لے گئے تو حضرت علامہ مولانا سید زبیر شاہ صاحب نے ہم دونوں بھائیوں کو محدث اعظم پاکستان کی خدمت میں پیش کر دیا اور عرض کیا، یہ دونوں وہابی ہیں، ان کی ہدایت کے لئے دعا فرمائیں۔ یہ سن کر حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری پشت پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا۔

”مولانا! میں اور آپ رہیں یا نہ رہیں، یہ دونوں راہ راست پر آئیں گے اور دین کا خوب کام کریں گے۔“

الحمد للہ! اب ہم سنی صحیح العقیدہ ہیں اور دین کا کام کر رہے ہیں۔ چنانچہ تحصیل باغ میں متعدد مساجد جو کہ غیروں کے قبضہ میں جا چکی تھیں میں نے وہ واپس لے لی ہیں۔ (۲)

(۱) حضور دا تا صاحب کی حضرت محدث اعظم پاکستان پر مہربانی، مشورہ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ، جلد ۳۳، شمارہ ۱۱، ص ۱۴

(۲) مفتی ابوسعید محمد امین، سیدی محدث اعظم پاکستان، ص ۲۹

﴿۷۵﴾

میا نوالی کے مولانا محمد نواز فاضل جامعہ رضویہ بیان کرتے ہیں

میں اور قاضی نور احمد اکٹھے دینی درسگاہوں میں پڑھتے رہے۔ پھر ایک وقت ایسا آیا کہ قاضی نور احمد نے دیوبندیوں کے مدرسہ میں داخلہ لے لیا، ان پر دیوبندیت کا رنگ چڑھ گیا اور جب ہم فنون سے فارغ ہوئے تو آپس میں مشورہ کیا کہ دورہ حدیث پاک کہاں پڑھیں۔ میں نے کہا لاہور حزب الاحناف چلیں اور قبلہ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث پاک پڑھیں یا پھر سننے میں آیا ہے کہ لائل پور (فیصل آباد) میں ایک مولانا تشریف لائے اور وہ بہت اچھا پڑھاتے ہیں، وہاں چلیں، مگر قاضی نور احمد دیوبندیت کے رنگ میں رنگے جانے کی وجہ سے مصر تھے کہ دورہ حدیث خیر المدارس ملتان چل کر پڑھیں۔ آخر کاریہ طے پایا کہ کہ بیک وقت تینوں جگہ خط لکھ دیں اور جہاں سے پہلے خط آجائے وہاں چلیں گے۔ یہی قرعہ اندازی ہے ہم نے تینوں جگہ خط لکھ دیئے اور بیک وقت لیٹر بکس میں ڈال دیئے۔ پھر ہوا یوں کہ سب سے پہلے لائل پور جامعہ رضویہ سے ہمیں خط موصول ہو گیا۔ اس میں لکھا تھا کہ اگر آپ لوگوں نے دورہ حدیث شریف پڑھنا ہے تو آجاؤ داخلہ مل جائے گا۔ میں نے قاضی نور احمد سے کہا قاضی صاحب! دیکھ لو فیصلہ ہو گیا ہے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ اس فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم ہے۔

ہم نے بستر اٹھائے اور لائل پور (فیصل آباد) آگئے۔ جب تیسرا دن ہوا تو قاضی نور احمد نے مجھ سے کہا کہ تو حضرت صاحب سے درخواست کر کہ مجھے بیعت کر لیں۔ میں نے ازراہ بے تکلفی کہا ”ارے قاضی! تو تو دیوبندی ہے تو اتنی جلدی بیعت ہونے کا کیا سبب ہے۔“

قاضی نور احمد نے بتایا ”کہ بے شک میں دیوبندی مسلک اپنا چکا تھا، مگر میں خاندانی تعلق کی بنا پر درود پاک بہت پڑھا کرتا ہوں۔ کچھ عرصہ ہوا میں نے درود پاک پڑھ کر دعا کی تھی۔“ یا اللہ درود پاک کی برکت سے مجھے کسی ایسے ولی اللہ کی زیارت سے مشرف فرما جو تیرا پیارا ہو، لہذا ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ کہہ رہے ہیں، چلو جس نے کیا اللہ تعالیٰ کے پیارے ولی کی زیارت کرنی ہو ہمارے ساتھ چلو، یہ سن کر میں بھی خواب میں ان لوگوں کے ساتھ

چل دیا۔ ایک جگہ پہنچے تو دیکھا کہ ایک عالی شان مکان ہے اور لوگ کہہ رہے ہیں اس کے اندر ایک بہت بڑے ولی اللہ تشریف فرما ہیں۔ ہم اندر گئے اور زیارت کر کے آگئے اور آنکھ کھل گئی۔

اب جو ہم لائل پور (فیصل آباد) حاضر ہوئے ہیں اور حضرت مولانا سردار احمد صاحب کی زیارت کی ہے تو دیکھتے ہی جان لیا کہ یہ تو وہی بزرگ ہیں جن کی خواب میں زیارت ہوئی تھی۔ پھر میرے عرض کرنے پر حضرت صاحب نے قاضی نور احمد کو بیعت کر لیا اس دن سے وہ پکے سنی بریلوی ہیں۔ (۱)

﴿۷۶﴾

حافظ محمد عطاء الرحمن قادری کے چچا جناب حکیم عبدالحمید چغتائی صاحب کا بیان ہے کہ ڈسکہ میں اہل سنت و جماعت کا عظیم الشان اجلاس تھا۔ جس کے لئے کئی دن اعلیٰ پیمانے پر کام ہو رہا تھا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا سردار احمد خاں علیہ الرحمۃ کا نورانی خطاب تھا اور عشاء کے بعد اجلاس کا آغاز ہوتا تھا، لیکن صبح سے ہی شدید بارش کا سلسلہ جاری تھا جو کسی طرح بھی رکنے میں نہیں آ رہا تھا۔ منتظمین جلسہ گہرائے ہوئے حضرت شیخ الحدیث کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بارش کی وجہ سے جلسہ کی ناکامی اور دشمنان دین کی اس پر خوشی کا حال مفصل عرض کیا۔ حضرت شیخ الحدیث نے ایک سادہ کاغذ منگوا کر اس پر ”حوالینا ولا علینا“ کے الفاظ تحریر کئے۔ اور حکم دیا کہ اس کاغذ کو کسی چھتری پر لگا کر مکان کی چھت پر یوں نصب کیا جائے کہ عبادت کا رخ آسمان کی جانب رہے۔

منتظمین نے فوراً اس پر عمل کیا۔ یقین کیجئے جیسے ہی یہ کتبہ آسمان کی طرف رخ کر کے لگایا گیا۔ بارش فوراً بند ہو گئی۔ منتظمین اجلاس نے فوراً خشک مٹی پنڈال میں بکھیر کر پنڈال کو خشک کیا۔ دریاں بچھائیں۔ رات کو حضرت شیخ الحدیث کا نورانی خطاب شروع ہوا۔ اور یوں اہل سنت و جماعت کا یہ شاندار اجلاس بھرپور کامیابی سے ہمکنار ہوا۔ (۲)

(۱) ابوسید مفتی محمد امین، سیدی محدث اعظم پاکستان، ص ۶۱

(۲) قلمی یادداشت جناب عبدالحمید چغتائی، کالج روڈ، گوجرانوالہ

﴿۷۷﴾

مولانا محمد احسن چشتی نظامی کا بیان ہے کہ ۲۰ محرم الحرام ۱۳۹۲ھ بروز منگل رات کو بندہ اپنے ایک مضمون کی تکمیل کے لئے بخاری شریف کی اس حدیث کی جستجو میں تھا جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس عزرائیل علیہ السلام کی حاضری کے وقت ”فَلَمَّا جَاءَ صَغَّهُ فَرَجَعَ إِلَى رَبِّهِ“ کے الفاظ ہیں۔ رات ساٹھے دس بجے تک حدیث مبارک تلاش کی مگر نہ مل سکی۔ اسی پریشانی کے عالم میں سو گیا۔ تھوڑا ہی وقت گزرنے کے بعد بفضلہ تعالیٰ خواب میں حضرت قبلہ محدث اعظم نے اپنی زیارت سے مشرف فرما کر ارشاد فرمایا۔ نظامی صاحب! کیا بات ہے؟ پریشان کیوں ہو؟ بندہ نے واقعہ عرض کیا۔ تو فرمایا۔

”ارے بندہ خدا اس میں پریشان ہونے والی کون سی بات ہے؟ یہ حدیث تو بخاری شریف کے صفحہ

۱۷۸ پر ہے۔ لاؤ بخاری شریف“

میں نے اصح المطالع کی شائع کردہ بخاری شریف پیش کی۔ آپ نے اسے کھولا تو وہی صفحہ ۱۷۸ تھا۔ فرمایا ”یہ حدیث شریف ہے۔“

میری آنکھ کھل گئی۔ میں جلدی میں دیکھنے لگا کہ حضرت کہاں تشریف فرما ہیں۔ پھر گھڑی دیکھی تو بارہ بج کر پچیس منٹ تھے۔ اسی وقت وضو کیا۔ دو رکعت نماز نفل ادا کی۔ فوراً بخاری شریف مطبوعہ اصح المطالع صفحہ ۱۷۸ نکال کر دیکھا۔ بعینہ اسی طرح حدیث موجود تھی۔ جس طرح حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دکھائی تھی۔

سبحان اللہ۔ بعد وصال خدمت حدیث اور خادمان دین کی راہنمائی کی کتنی عمدہ مثال ہے۔ (۱)

﴿۷۸﴾

حضرت علامہ پیر علاؤ الدین صدیقی سجادہ نشین نیریاں شریف کا بیان ہے۔

(۱) مولانا محمد حسن علی رضوی، محدث اعظم پاکستان کی جلالت علمی، مشمولہ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ، ج ۲۵، شمارہ ۱۳۵

”کشمیر کے علاقے میں مجھے بعض بے ادب لوگوں سے واسطہ پڑا تو ایک حدیث شریف کے سلسلے میں مجھے صبح
دولاکل دینے تھے کہ اس کے راوی کون ہیں، کن کن کتابوں میں یہ حدیث شریف موجود ہے، مجھے تشویش لاحق ہوئی، بعد
نماز مغرب حلقہ ذکر ہو رہا تھا میں نے احباب سے کہا تا وقتیکہ میں خود نہ کہوں کہ ذکر بند کرو ذکر جاری رہے گا۔ ذکر جاری
رہا۔ میں خاموش، نگاہیں بند، اپنی فکر میں پچھاں و غلطاں، مجھے تھوڑی سی اونگھ آئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ محدث اعظم پاکستان
رحمۃ اللہ علیہ میرے سامنے ہیں اور فرماتے ہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ لکھو! میں تمہیں لکھوادوں، حدیث
شریف کہاں ہے اور راوی کون ہیں۔ (۱)

آفتاب رضویت تابندہ تھا تابندہ ہے
سن لیں اعداء آج بھی سردار احمد زندہ ہے

(۱) حضور داتا صاحب کی حضرت محدث اعظم پاکستان پر مہربانی، بشمولہ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ، ج ۳۳، شمارہ ۱۱، ص ۱۴

اخلاف

حضرت مولانا قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی تربیت اولاد میں سب سے بڑے صاحبزادے قاضی محمد فضل رسول ہیں۔ آپ کی ولادت سے قبل آپ کے والدین کے ہاں تین صاحبزادیاں متولد ہوئی۔ ولادت سے قبل آپ کے والد گرامی نے بریلی شریف میں خواب دیکھا، جس میں حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب ہی میں بیٹے کی ولادت کی بشارت دی اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا۔

”تو مولود کا نام میرے نام پر رکھنا“

صبح اٹھ کر آپ نے طلباء جامعہ رضویہ مظہر اسلام، بریلی کو جمع فرمایا۔ محفل میلاد منعقد ہوئی۔ اختتام پر آپ نے شیرینی تقسیم فرمائی۔ چند روز بعد اپنے آبائی گاؤں دیال گڑھ میں بذریعہ خط اطلاع ملی کہ آپ کے ہاں فرزند ارجمند کی ولادت (۹ رمضان المبارک ۱۳۶۱ھ / ۱۹ ستمبر ۱۹۴۲ء) ہوئی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت اور ہدایت کے مطابق آپ کا نام ”محمد“ رکھا گیا۔ بلانے کے لئے فضل رسول تجویز ہوا۔ عرف عام میں آپ ”قاضی صاحب“ اور ”پیر صاحب“ کے نام سے متعارف ہیں۔ آپ کی ولادت سے خاندان اور احباب نے مسرت کا اظہار فرمایا۔ طریقہ مشائخ کرام کے مطابق چار ماہ اور چار دن کی عمر میں رسم بسم اللہ ادا ہوئی۔

برصغیر کی تقسیم کے وقت آپ نے والدین کے ہمراہ ہجرت کی۔ سارو کی ضلع گوجرانوالہ میں ہوش سنبھالا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ جب لائل پور (فیصل آباد) میں قیام پذیر ہوئے تو آپ بھی والدین کے ہمراہ لائل پور آگئے اور یہیں سے سکول کی تعلیم شروع کی۔ چھٹی جماعت تک سکول کی تعلیم حاصل کی۔

استاذ القراءہ علی احمد رحمتی سے ناظرہ قرآن مجید پڑھا۔ درس نظامی کی ابتدا جامعہ رضویہ لائل پور کے اساتذہ کرام سے کی۔ صرف، مولانا سید محمد منصور حسین شاہ (فاضل جامعہ رضویہ مظہر اسلام، بریلی) نحو، مولانا حافظ محمد احسان الحق، فارسی، مولانا حاجی محمد حنیف اور مولانا سید محمد منصور حسین شاہ، فقہ مولانا مفتی نواب الدین، اصول

فقہ مولانا حافظ محمد احسان الحق اور مولانا غلام رسول رضوی سے پڑھا۔ معقول و منقول کی دیگر اعلیٰ کتب کی تعلیم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں مولانا علامہ غلام رسول رضوی سے حاصل کی۔ ابھی آپ حصول تعلیم کے آخری مراحل میں تھے کہ آپ کے والد گرامی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ اور والدہ ماجدہ کی علالت نے طوالت اختیار کی۔ ان کی خدمت، تیمارداری، علاج اور گھریلو ذمہ داریوں کے پیش آپ کو گھرانے پر اڑا۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ طویل علالت کے باوجود جامعہ رضویہ، شاہی مسجد اور سنی جامع مسجد لائل پور کا انتظام و انصرام خود فرماتے تھے۔ درس و تدریس کی مصروفیات اور طویل علالت کے پیش نظر آپ نے جامعہ رضویہ کے انتظام کے لئے شہر کے مخلص احباب پر مشتمل ایک جماعت ”جمعیت رضویہ“ کے نام سے تشکیل دی، جس کا پہلا انتخاب (.....) ہوا اس اجلاس میں جمعیت کے پہلے صدر و مہتمم با تفاق رائے حضرت مولانا قاضی محمد فضل رسول منتخب ہوئے۔ اس طرح جامعہ رضویہ کے انتظام کی ذمہ داری براہ راست آپ کے کندھوں پر ڈال دی گئی۔ والد ماجد (حضرت شیخ الحدیث) کی حیات ظاہری تک اور ان کے وصال کے بعد ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء تک جامعہ رضویہ مظہر اسلام اور دیگر اداروں کا اجتماع و انتظام اس خوش اسلوبی سے کیا کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے وصال کے بعد اگرچہ آپ کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ان مشکلات سے معمولی اعصاب والا آدمی عہدہ برائے نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ آپ ہی کی غیر معمولی صلاحیتوں کا نتیجہ ہے کہ جامعہ رضویہ نہ صرف باقی رہا، بلکہ اعلیٰ ترقی کی منازل طے کر رہا ہے۔

جامعہ رضویہ کی تعمیر، شاہی مسجد کی تعمیر جدید، جامعہ رضویہ سے ملحق قادری کلاتھ مارکیٹ کی ایک سو کے قریب دکانوں کی تعمیر آپ کے حسن تدبیر اور اعلیٰ کارکردگی کا نتیجہ ہے۔ جامعہ رضویہ کی تعمیر میں آپ نے اپنا ذاتی مکان (ملحقہ جامعہ رضویہ) بھی جامعہ میں شامل کر دیا۔ جذبہ ایثار کی یہ مثال ہمارے ہاں علماء کرام، مشائخ عظام اور ناظمین مدارس کے لئے قابل تقلید ہے۔

جامعہ رضویہ کے مدرسین میں ملک بھر کے ممتاز اور تجربہ کار اساتذہ کا اضافہ کیا۔ جامعہ رضویہ کی لائبریری میں ہر فن کی کثیر کتب کا اضافہ کر کے جدید انداز سے مرتب کروایا۔

سٹی مدارس اسلامیہ کی تنظیم کے لئے جب حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی شیخ الحدیث ملتان نے تحریک کی تو آپ نے اس آواز پر لبیک کہی۔ مدارس اسلامیہ کو مربوط کرنے میں آپ نے بھرپور تعاون فرمایا۔ حضرت علامہ کاظمی، حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری، مولانا مفتی محمد حسین نعیمی، مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی اور دیگر علماء اکابر سے مل کر تنظیم المدارس کی سند کو سرکاری طور پر منظور کرانے میں اپنے اثر و رسوخ سے بھرپور کام لیا۔ تنظیم المدارس کے نصاب مرتب ہونے پر اس کا نفاذ جامعہ رضویہ میں بھی کر دیا۔ اب طلباء جامعہ رضویہ تنظیم المدارس کے امتحان میں شرکت کرتے ہیں۔

۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء کے عرس رضوی قادری کے موقع پر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے علماء و مشائخ کی موجودگی میں اپنے خلف اکبر کو حج سلاسل کی خلافت عطا فرما کر اپنا سجادہ نشین مقرر کر دیا۔ دستار سجادگی زینب سرکی گئی۔ ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۳ء کو عرس چہلم حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے موقع پر ملک بھر سے آئے ہوئے علماء و مشائخ اور خلفاء حضرت شیخ الحدیث نے آپ کو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا سجادہ نشین قرار دیتے ہوئے خراج تحسین و عقیدت پیش کیا۔

۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء کو سالانہ جلسہ دستار فضیلت کے موقع پر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے آپ کو جملہ علوم و فنون کی روایت کی سند عطا فرمائی اور دستار فضیلت سے مشرف فرمایا۔

حضرت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی، جامعہ رضویہ کے وسیع انتظام کے ساتھ ساتھ مرکزی سنی رضوی جامع مسجد، فیصل آباد، مزار حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ اور آستانہ عالیہ کی تعمیر و ترقی میں شانہ روز مصروف رہے، تا آنکہ آپ کی صحت کمزور ہوتی گئی۔ جامعہ رضویہ کے وسیع تر مفاد کی خاطر آپ نے جمعیت رضویہ کے اراکین کو اعتماد میں لے کر ۱۹۸۲ء میں اپنے برادر خورد مولانا غازی فضل احمد کو جامعہ رضویہ کا مہتمم و صدر اور حاجی محمد فضل کریم کو جمعیت رضویہ کا سیکرٹری نامزد کر دیا اور جامعہ رضویہ کے تمام انتظام ان کے سپرد کر دیئے اور خود پوری توجہ سے آستانہ عالیہ حضرت محدث اعظم کی تعمیر و ترقی میں مصروف ہو گئے۔

مولانا قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی نے اپنے عقنوان شباب ہی سے مختلف سیاسی اور مذہبی تحریکات میں حصہ لے کر قوم و ملک سے اپنی قائدانہ حیثیت کا لوہا منوایا ہے۔ مجھہ تعالیٰ آپ نے جن تحریکات میں عملی طور پر حصہ لیا، ان کو کامیابی سے ہمکنار کر کے ہی دم لیا۔ چند تحریکات میں آپ کے عملی کردار کا مختصر جائزہ پیش خدمت ہے۔

۱۹۶۸ء میں سابق صدر پاکستان محمد ایوب خاں کے خلاف اسلام اقدام اور وہاندلیوں کے خلاف جو تحریک چلی، آپ نے اس میں بھرپور حصہ لیا۔ جمہوریت کی اس تحریک میں اکابر سیاسی قائدین کے شانہ بشانہ کام کیا۔

اسی دور میں جمعیت العلماء پاکستان کے جمود کو ختم کرنے اور اس کی تنظیم نو کا مرحلہ پیش آیا۔ آپ نے مولانا مفتی محمد حسین نعیمی، مولانا عبدالنبی کوکب، مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، مولانا عبدالخامد بدایونی کی ہمراہی میں جمعیت علمائے پاکستان کو فعال بنایا اور آپ ہی کی کوششوں سے محمد عبدالغفور ہزاروی جمعیت کے صدر منتخب ہوئے۔ تنظیم نو میں آپ کو جمعیت علماء پاکستان کا صوبائی صدر منتخب کیا گیا۔ اس حیثیت سے آپ نے جمعیت کو ہر سطح پر فعال بنا دیا۔

۱۹۷۰ء میں سوشلزم، مودودی ازم، اور دیگر باطل نظریات نے سر اٹھایا۔ انتخابات کے اس ہنگامہ خیز دور میں آپ نے ان باطل ازموں کی بلا خوف لومہ لائے اعلانیہ تردید کی۔ اعلان حق کی خاطر آپ کے جلسوں میں ہنگامہ آرائی کی گئی، مگر آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔ اسی سلسلہ میں لاہور میں موچی دروازہ سیرت کانفرنس کے جلسہ میں جماعت اسلامی کی ہنگامہ آرائی کی مثال کافی ہے۔ ہنگامہ آرائی کے باوجود آپ نے صدارتی خطبہ جو کلمہ حق کہنا تھا وہ کہہ کر دم لیا۔

۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت میں آپ نے تحریک کے بانی اور مرکزی حیثیت سے کام کیا۔ مجلس میں عمل تحریک ختم نبوت کے مرکزی قائدین کے ساتھ مل کر مسئلہ ختم نبوت کو ہمیشہ کے لئے طے کروادیا، اور مرزاہیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے حکومت اور قومی اسمبلی پر مسلسل دباؤ ڈالا۔ مجھہ تعالیٰ یہ مسئلہ بھی آپ کے رفقاء کی منشاء کے مطابق حل ہو گیا۔

۱۹۷۷ء میں حکومت کی غیر اسلامی روش کے خلاف جب تحریک نظام مصطفیٰ چلی تو آپ نے بنفس نفیس

جلوسوں کی قیادت فرمائی۔ حکومت نے مزاحمت کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کے سر پر چوٹیں آئیں، مگر آپ اپنے موقف سے دستبرداری نہ کی۔ اس تحریک میں آپ کے برادر خورد مولانا حاجی فضل کریم آپ کے شانہ بشانہ کرتے رہے۔ عوامی دباؤ اور دیگر علماء کے ساتھ آپ کی مساعی سے نام نہاد عوامی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

بحیثیت سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ، سالانہ عرس کا انعقاد، حضرت الحدیث کے متوسلین، زائرین کی دلجوئی وغیرہ امور، سلسلہ عالیہ کے معمولات کی پابندی آپ اپنا اہم فریضہ سمجھتے فرماتے ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ کا کردار سجادہ نشین حضرات کے لئے قابل تقلید ہے۔ پاکستان کی عظیم ترین کے متولی کی حیثیت سے سنی رضوی جامع مسجد کی تعمیر وترقی، تزئین و آرائش اور دیگر انتظامات آپ کی ذاتی اور سرپرستی میں انجام پاتے ہیں۔ ایک عرصہ سے احاطہ مسجد میں مزار شریف سے ملحقہ زمین پر چند خاندانوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا تھا، آپ نے ان سے یہ جگہ خالی کروائی۔ وہاں مہمان خانہ کی تعمیر شروع کروادی ہے۔

بمجد اللہ بڑی تیزی سے تکمیل کے مراحل طے ہو رہے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا آپ نے اپنے خلف اکبر قاضی فیض رسول کو سنی رضوی مسجد اور مزار حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا متولی بنا دیا ہے تاکہ آپ کی مصروفیات کم ہو سکیں اور پوری توجہ سے سلسلہ شریفہ اور متوسلین حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی خدمت میں مصروف رہ سکیں۔ صاحبزادہ قاضی محمد فیض رسول ابھی زیر تعلیم ہیں، اس لئے ان اداروں کی سرپرستی ابھی تک خود فرماتے ہیں۔

۱۹۶۶ء میں آپ نے شادی کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولاد سے نوازا ہے۔ اس وقت تک آپ پانچ مزار حج و زیارت حرمین طہیین سے مشرف ہو چکے ہیں۔ ہندوستان میں مارہرہ شریف، بریلی شریف، اجمیر شریف، شریف، کلیر شریف، شیخ پور سیکری شریف، بدایوں شریف وغیرہ کے علاوہ بغداد شریف، موصل، کربلا، نجف اشرف اور عراق کے دیگر مزارات کی زیارت سے مشرف ہو چکے ہیں۔

آپ قد و قامت، شکل و صورت اور حسن و جمال میں اپنے والد ماجد کا حسین پرتو ہیں۔ آپ کو دیکھ کر اللہ سرلابیہ کے قول کی صداقت واضح ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں صرف ایک مثال پیش خدمت ہے۔

پہلی مرتبہ جب آپ بریلی شریف حاضر ہوئے تو آپ کے ہمراہ آپ کے اہل خانہ بھی تھے۔ آپ

اپنے قیام کے لئے ہوٹل کا کمرہ مخصوص کروایا۔ آپ ہوٹل میں داخل ہو رہے تھے تو پیچھے سے دہلی سٹور و مرمت کرنے والے ایک مستری نے آپ کا دامن پکڑ لیا اور پوچھا۔ ”آپ کہاں سے آئے ہیں؟ آپ نے بتایا کہ پاکستان سے آیا ہوں۔ اس نے دوسرا سوال کیا کس شہر سے آئے ہو؟

آپ نے لائل پور کا نام لیا۔ اس نے تیسرا سوال کیا کہ شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد سے آپ کا کیا تعلق ہے؟ آپ نے بتایا کہ وہ میرے والد گرامی ہیں۔ اتنا کہنا تھا کہ وہ مستری آپ سے لپٹ گیا اور سو جان سے تصدق ہونے لگا۔ بعد ازاں اس نے قیام بریلی کے عرصہ میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے واقعات کو بڑے پیار و محبت سے بیان کیا اور بتایا کہ میں نے پہلی ہی نظر میں محسوس کر لیا کہ آپ ان کے صاحبزادہ ہیں۔ آپ کے بیان نے میرے وجدان کی تصدیق کر دی ہے۔

حضرت مولانا قاضی محمد فضل رسول اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں۔ صورت و سیرت، گفتار و کردار، جذبہ خدمت، ایثار، محبت، سخاوت، صبر و تحمل اور دیگر اخلاق فاضلہ میں اپنے والد ماجد کا حسین پرتو ہیں۔ طبیعت ہمیشہ ہشاش بشاش رہتی ہے۔ مرنجیاں مرنج مزاج پایا۔ اپنی طبیعت پر ایسا ضبط ہے کہ بڑے بڑے حادثات کے باوجود حاضرین مجلس آپ کے چہرے پر کسی قسم کے حزن و ملال کے آثار نہیں پاتے۔ کوئی سائل آپ کے دروازہ سے کبھی خالی نہ گیا۔ علماء اور طلباء کی حوصلہ افزائی کے علاوہ درپردہ ان کی مالی امداد بھی کرتے ہیں۔

سلسلہ شریفہ کے وظائف، بڑی باقاعدگی سے ادا فرماتے ہیں۔ اس سلسلہ میں کوئی رکاوٹ مانع نہیں بن سکتی۔ آپ کے مریدین ہزاروں کی تعداد میں ہیں جو ملک اور بیرون ملک مقیم ہیں۔ مریدین کو نماز باجماعت اور دیگر فرائض و واجبات کی ادائیگی کی تاکید فرماتے ہیں۔ بے دینوں اور بد مذہبوں سے کی اجتناب کی ہدایت فرماتے ہیں۔ اس وقت آپ کے خلفاء میں سے مولانا غازی محمد فضل احمد، فیصل آباد، مولانا قاری محمد غفران، امریکہ، صوفی نیاز احمد منصور آباد، فیصل آباد، کیپٹن ڈاکٹر سید عبدالرشید فیصل آباد، سید محمد سعید الحسن شاہ چندیاں تھلاواں فیصل آباد، مولانا نذر محمدی الدین جہانگیر کلاں، فیصل آباد کے اسمائے گرامی معلوم ہو سکے ہیں۔ (۱)

(۱) حضرت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی نے اپنی زندگی کے حالات خود ایک مجلس میں بیان فرمائے۔ اخلاق و سیرت کو آپ کے دیرینہ واقف کار حکیم محمد رمضان فیصل آباد نے بیان کیا ہے۔ (فقیر قادری عفی عنہ)

پیر طریقت حضرت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی اور

آپ کی خدمات

از قلم جناب محمد زبیر صاحب

رہنمائے سالکان، عالم علم حدی، مایہ لطف و عطاء، ماہر راہ ہدایا، جمال اصفیاء، نگار اولیاء، مثال تقیاء، پیکر صدق و صفا، نازش اہل بصیرت، آفتاب علم و حکمت، افتخار دین و ملت، رفیع المرتبت، نائب اعلیٰ حضرت، مظہر صدر الشریعت، امام اہل سنت، شیخ الحدیث علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہستیاں روز روز پیدا نہیں ہوتیں۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچار آپ نے جس محبت اور جس انداز میں کیا ہے اس کی نظیر عالم میں ملنا مشکل ہے۔ حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مسند اس طرح بچھائی کہ اس کی مثال ملنا ناممکن ہے۔ دنیا کے طول و عرض میں آپ کے سینکڑوں تلامذہ و شاگرد آپ کی تعلیمات کو عام کر رہے ہیں۔

پیر طریقت و شریعت، مخدوم اہل سنت آقائے نعمت، نائب محدث اعظم، حضرت علامہ مولانا قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی دامت برکاتہم القدسیہ کی شخصیت تعارف کی محتاج نہیں۔ زیب سجادہ آستانہ عالیہ محدث اعظم پاکستان نے اہل سنت کے لئے عظیم خدمات سرانجام دی ہیں۔ تحریک ختم نبوت ہو یا تحریک نظام مصطفیٰ، دنیائے سنیت کو کوئی مشکل درپیش ہوئی ہو یا اس کی تنظیم سازی کا مرحلہ درپیش ہو آپ نے دیگر اکابرین کے شان بشانہ اعلائے کلمۃ الحق کے لئے اپنی آواز بلند کی۔ پیر طریقت حضرت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر دامت برکاتہم ۱۹۴۲ء میں دیال گڑھ ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش سے چند یوم قبل بریلی شریف میں حضور محدث اعظم علیہ الرحمۃ کو خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت سے سرفراز فرمایا اور بیٹے کی ولادت کی خوش خبری دی اور ارشاد فرمایا کہ بیٹے کا نام میرے نام

پر رکھنا۔ صبح بیدار ہونے پر آپ نے طلباء کو اکٹھا فرمایا اور محفل میلاد کا انعقاد ہوا اور آخر میں شیرینی کا اہتمام کیا گیا۔ چند ہی روز بعد آبائی گاؤں سے بیٹے کی ولادت کی خوش خبری ملی۔ آپ نے محمد نام رکھا اور بلانے کے لئے نام فضل رسول تجویز ہوا۔

قیام پاکستان کے بعد آپ نے والد گرامی کے ہمراہ ہجرت فرمائی۔ پہلے سارو کی ضلع گوجرانوالہ میں قیام پذیر ہوئے، پھر حضور مفتی اعظم ہند شہزادہ اعلیٰ حضرت علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق لائل پور میں (فیصل آباد) مستقل قیام پذیر ہوئے۔ صاحبزادہ فضل رسول صاحب نے سکول کی ابتدائی تعلیم فیصل آباد ہی میں حاصل کی اور جامعہ رضویہ مظہر اسلام میں ناظرہ قرآن حکیم استاذ القراء قاری علی احمد روہتکی علیہ الرحمۃ الرحمن سے اور ابتدائی کتب علامہ مولانا سید منصور حسین شاہ صاحب فاضل بریلوی شریف مولانا حافظ احسان الحق صاحب مولانا حاجی محمد حنیف صاحب اور مولانا مفتی نواب الدین صاحب سے پڑھیں۔ اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے لاہور تشریف لے گئے اور معقول و منقول کی دیگر کتب شارب بخاری شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی سے جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں پڑھیں۔ حصول تعلیم کے آخری دنوں میں محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ناسازی طبع کے باعث سنی رضوی جامع مسجد کے انتظام کے لئے آپ کو اس کا متولی مقرر فرمایا۔ جامعہ رضویہ کے انتظام و انصرام کے لئے ایک انجمن تشکیل دی گئی۔ جس کا نام ”جمعیت رضویہ“ رکھا گیا۔ اتفاق رائے سے حضور صاحبزادہ صاحب اس کے پہلے صدر و مہتمم منتخب ہوئے اور ۱۹۸۲ء میں جامعہ رضویہ کے انتظام سے علیحدگی تک بحسن و خوبی آپ نے تمام ذمہ داریاں احسن طریقے سے نبھائیں۔ ۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۱ء میں عرس اعلیٰ حضرت کے موقع پر آپ کو حضرت محدث اعظم پاکستان نے جید علماء و مشائخ کی موجودگی میں جمیع سلاسل طریقت کی خلافت عطا فرمائی اور دستار سجادگی سے سرفراز فرمایا۔ اور آپ کو سجادہ نشین مقرر فرمایا۔ ۱۹۶۱ء ہی میں جامعہ رضویہ مظہر اسلام کے منعقدہ سالانہ جلسہ دستار فضیلت کے موقع پر آپ کو دستار فضیلت عطا کی گئی اور جملہ علوم و فنون کی روایت کی سند عطا ہوئی۔

دنیا نے سنیت کو جب کبھی بھی ضرورت محسوس ہوئی قبلہ صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر دامت برکاتہم نے دامے درمے، سخنے اس کی آبیاری کی۔ سنیت کا درد آپ کو ورثے میں ملا ہے۔ جس طرح

حضور محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے ہر ممکن طور اہل سنت کو زمانے کی اقداد اور چیرہ دستیوں سے محفوظ رکھنے کی سعی کی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دے کر اہل سنت کو تعلیم دی کہ یہی وہ بنیادی نقطہ ہے جس سے سنت گھاٹو پ اندھیروں سے نکل کر روشن و منور صبح کی جانب گامزن ہو سکتی ہے۔ اسی طرح قبلہ صاحبزادہ صاحب نے دنیائے سنت کی بہتری کے لئے انتھک کوشش کی ہے۔ جب سنی مدارس کی تنظیم قائم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو آپ نے غزالی زماں علامہ احمد سعید کاظمی، علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری، علامہ مولانا مفتی محمد حسین نعیمی اور علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی اور دیگر اکابرین کے ساتھ مل کر تنظیم المدارس کی تشکیل کی اور اس کو منظم کرنے کے لئے اپنی بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔

۱۹۶۸ء میں ایوب خاں کے خلاف چلنے والی تحریک میں آپ نے صف اول کے رہنما کے طور پر حصہ لیا۔ سوشلزم، مودودی ازم اور دیگر باطل نظریات کی سرکوبی کے لئے آپ سینہ سپر ہو گئے۔ ۱۹۷۳ء میں چلنے والی تحریک ختم نبوت میں آپ نے تحریک کے بانی کی حیثیت سے کام کیا اور اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے پارلیمنٹ پر بھرپور انداز میں دباؤ ڈالا اور ہمیشہ کے لئے مرزائی قادیانی فتنہ کا قلع قمع کروایا۔ ۱۹۷۷ء میں تحریک نظام مصطفیٰ میں بھرپور انداز میں مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ جلسے جلوسوں کی قیادت فرمائی۔ حکومتی تشدد کے نتیجہ میں آپ زخمی بھی ہوئے مگر پایہ استقلال میں لغزش نہ آئی۔

حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ۱۹۶۲ء میں وصال فرمانے سے لے کر ۱۹۸۲ء تک جامعہ رضویہ مظہر اسلام کا انتظام و انصرام آپ نے جس خوبی اور جانفشانی سے کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ جامعہ رضویہ مظہر اسلام کا جو مقام حضرت محدث اعظم پاکستان کی پرکشش شخصیت اور آپ کے صاحب علم و فضل ہونے کی وجہ سے تھا، اس کو قائم رکھنا ایک مشکل امر تھا، لیکن حضور محدث اعظم کا یہ روحانی فیض تھا کہ جامعہ کا وہ مقام برقرار رہا جو حضور محدث اعظم پاکستان کی زندگی میں تھا۔ ۱۹۸۲ء میں آپ نے پوری توجہ عظیم الشان اور پر شکوہ سنی رضوی جامع مسجد اور آستانہ عالیہ محدث اعظم پاکستان کی تعمیر، احباب اہل سنت سے ملاقات اور دعوت و ارشاد پر مرکوز کر دی، اس کا ثمر آج سب کے سامنے ہے۔ آستانہ عالیہ کی خوبصورت بلڈنگ مکمل ہو چکی ہے، جس پر زر کثیر خرچ ہوا ہے۔ آستانہ عالیہ پر اٹھنے والے قبلہ پیر صاحب نے اپنی گرہ سے ادا کئے ہیں۔ مسجد کا ایک بھی روپیہ آستانہ عالیہ پر خرچ نہیں ہوا۔ عظیم الشان سنی رضوی جامع مسجد بھی

تعمیر کے آخری مراحل میں ہے۔ مزار محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے عقبی حصہ میں عملہ کے مکانات اور مہمان خانہ تعمیر کے آخری مراحل میں ہے۔ وہ مسجد جس کا سنگ بنیاد حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲ ربیع الاول ۱۳۷۳ھ / ۸ نومبر ۱۹۵۴ء کو رکھا تھا، آج تعمیر کا نادر اور شاندار نمونہ ہے، اس کا شمار پاکستان کی چند ایک بڑی مساجد میں ہوتا ہے۔ بطور سجادہ نشین عروس و دیگر محافل و ایام و تقریبات کا انعقاد بھی آپ پوری توجہ اور جانفشانی سے فرماتے ہیں۔ سماجی بہبود کے کاموں میں قبلہ پیر طریقت صاحبزادہ قاضی فضل رسول حیدر رضوی صاحب کی خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے۔ دینی امور کے علاوہ فلاحی کاموں اور سماجی بھلائی کے کاموں پر آپ خصوصی توجہ فرماتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے ایک ٹرسٹ ”محدث اعظم فاؤنڈیشن“ کے نام سے رجسٹرڈ کروایا گیا ہے، آپ اس کے مینجنگ ٹرسٹی ہیں، اس ٹرسٹ کا بنیادی مقصد فلاحی کاموں پر بھرپور توجہ دینا ہے۔ اس ٹرسٹ کے تحت محدث اعظم میڈیکل کیمپلیس قائم کیا گیا ہے، جس میں فری ڈسپنری، ایکس رے، کلیمیکل لیبارٹری، الٹراساؤنڈ، ای، سی، جی اور گائنی (زچہ و بچہ) شعبہ جات کام کر رہے ہیں اور عوام کو طبی سہولیات بہم پہنچا رہے ہیں۔ اس کیمپلیس سے اب تک سو لاکھ کے قریب مریض استفادہ کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ محدث اعظم پبلک سکول کا آغاز بھی ہو چکا ہے، جس میں طلباء و طالبات دینی ماحول میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ مستقبل قریب میں محدث اعظم کمپیوٹر انسٹیٹیوٹ کا بھی آغاز کیا جا رہا ہے۔

قبلہ پیر صاحب کی مساعی جیلہ سے چنیوٹ کے قریب ۹۲ کنال اراضی خرید کر کے عظیم الشان اسلامک یونیورسٹی جامعہ محدث اعظم کی تعمیر بھی شروع کی جا چکی ہے۔ تمام کا تمام سرمایہ قبلہ پیر صاحب نے ذاتی طور پر فراہم کیا ہے۔ ان شاء اللہ یہ یونیورسٹی ہر لحاظ سے ایک مثالی ادارہ ہوگا، جس میں جدید دور کے تقاضوں کے مطابق دینی تعلیم دی جائے گی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور پیر صاحب کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور ہمیں آپ سے فیض یاب ہونے کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔

آمین۔ بجاہ سید المرسلین

حضرت مولانا غازی محمد فضل احمد

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے بچھلے صاحبزادے مولانا فضل احمد کی ولادت سارو کی ضلع گوجرانوالہ میں ۱۳ شعبان ۱۳۶۹ھ / یکم جون ۱۹۵۰ء بروز جمعرات ہوئی۔ قیام پاکستان اور ہجرت کے بعد حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ان دنوں سارو کی میں مقیم تھے۔

حافظ غلام یسین بھیردی مدرس جامعہ رضویہ، لائل پور سے ناظرہ قرآن مجید پڑھا۔ لائل پور میں سکول کی تعلیم حاصل کی۔ میٹرک کی تیاری کی، مگر امتحان نہ دے سکے۔

درس نظامی کی ابتداء دارالعلوم نوریہ رضویہ، بھکھی ضلع منڈی بہاؤ الدین سے کی۔ بعد ازاں جامعہ قطبیہ، قطب آباد ضلع جھنگ میں مولانا حافظ محمد عبدالرشید رضوی جھنگوی (فاضل جامعہ رضویہ، بریلی) سے کنز الدقائق اور شرح ملا جامی وغیرہ تک کتابیں پڑھیں۔

تعلیم سے فراغت کے ساتھ ہی ۱۹۶۶ء میں آپ کی شادی ہو گئی۔

۱۹۷۸ء کو آپ نے حج کیا اور زیارت گنبد حضراء سے مشرف ہوئے۔

بیعت کا شرف خلف اصغر و خلیفہ امام احمد رضا، حضرت مولانا مصطفیٰ رضا مفتی اعظم بریلی سے بذریعہ خط حاصل کیا۔ ان دنوں آپ زیر تعلیم تھے۔ بریلی سے واپس آ کر حوالدار غازی محمد حسین نے یہ اجازت نامہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ بعد ازاں برادر اکبر مولانا قاضی محمد فضل رسول نے آپ کو سلاسل طریقت کی اجازت دی۔

مولانا محمد فضل احمد "غازی صاحب" کے نام سے مشہور تھے۔ سیاسی بصیرت سے ممتاز اور ملی خدمات کے جذبہ سے سرشار تھے۔ پاکستان میں نظام مصطفیٰ اور مقام مصطفیٰ کے تحفظ کے لئے عملی طور پر متحد و متحدہ تحریکوں میں حصہ لیتے تھے۔

۱۹۶۹ء میں جمعیت علماء پاکستان کو فعال بنانے اور اس کی تنظیم نو میں اپنے برادر بزرگ مولانا قاضی محمد فضل رسول کے شانہ بشانہ کام کرتے رہے۔

۱۹۷۴ء میں جب تحریک ختم نبوت شروع ہوئی تو آپ نے مرکزی مجلس عمل میں بحیثیت صدر انجمن فدا یان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اہم رکن کی حیثیت سے کام کیا۔ سرگودھا ڈویژن میں آپ مجلس عمل کے صدر منتخب ہوئے۔ دیگر علماء کے ساتھ آپ کی مساعی جیلہ سے تحریک ختم نبوت کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ مجلس عمل کے مطالبات کے سامنے حکومت کو جھکنے پڑا۔

اسی دور میں ملک میں فاشی کی ایک نئی لہر دوڑ گئی۔ بلیو پرنٹ فلم کے نام سے فاشی، اور بے حیائی نے فروغ حاصل کرنا چاہا۔ اس صورت حال کا علماء نے سختی سے نوٹس لیا۔ جن علماء نے اس فاشی کی لہر کو ختم کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا، ان میں آپ کا نام نامی سرفہرست ہے۔

جامعہ رضویہ کے صدر ہونے کی حیثیت سے آپ اس کی تعمیر و ترقی میں مصروف رہتے۔ مسلسل کام کرنے سے آپ کی صحت کمزور ہو گئی۔ مقامی طور پر بھی علاج معالجہ ہوتا رہا مگر افاقہ نہ ہوا۔ ۱۹۷۷ء کو آپ بغرض علاج برطانیہ تشریف لے گئے۔

باوجود علالت طبع کے آپ کو ملی مفادات کا حصول ہمیشہ عزیز رہا۔ جہاں بھی سنیت کی ترقی کا مرحلہ آتا، وہاں آپ غازیانہ حیثیت سے دیکھے جاسکتے تھے۔ فیصل آباد میونسپل کارپوریشن حدود میں مساجد کی الاٹمنٹ کمیٹی کے آپ رکن تھے۔ حکومت نے امن عامہ بحال کرنے کے لئے جو ڈویژنل کمیٹی بنا رکھی تھی، اس میں آپ شامل تھے۔ رویت ہلال کمیٹی اور انسداد منشیات کمیٹیوں کے آپ ممبر رہے۔ محرم اور ربیع الاول کے جلوسوں میں امن عامہ بحال رکھنے اور احترام رمضان کمیٹیوں کے آپ رکن رہے۔ (۱)

چند سال قبل خواتین و بچوں کی دینی تعلیم و ترویج کے لئے گلستان کالونی میں عظیم الشان تین منزلہ ”مدرسہ

(۱) یہ تمام واقعات حضرت مولانا غازی محمد فضل احمد نے جامعہ رضویہ فیصل آباد میں ایک مجلس میں خود بیان فرمائے۔ فقیر قادری عفی عنہ

سلطانیہ بنات الاسلام“ کا اجراء فرمایا۔ جہاں الحمد للہ کثیر تعداد میں طالبات قرآن و حدیث کی تعلیم سے اور فیضانِ قرآن حضرت اور محدث اعظم سے بہرہ مند ہو رہی ہیں۔ آپ کی اکلوتی صاحبزادی اس کی ناظمہ ہیں۔ دیگر اسلامی تقریبات کے علاوہ آپ ہر سال ۱۰ ربیع الآخر کو عرسِ غوثِ اعظم علیہ الرحمۃ اور مدرسہ سلطانیہ کا جلسہ چادرِ فضیلت و تقسیمِ اعطامات بڑی دھوم دھام سے منعقد فرماتے جو کہ وصال سے ۲۴ روز قبل بھی بڑی شان و شوکت سے منعقد ہوا۔ ۱۳ جمادی الاول ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء بروز جمعرات آپ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ جمعہ المبارک کو بعد نماز عصر اقبال پارک دھوبی گھاٹ میں آپ کی نماز جنازہ شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی نے پڑھائی اور بعد نماز عشاء محدث اعظم کے جوار میں دفن کیا۔ کافی وقت گزرنے کے باوجود لحد میں اتار تے وقت تک آپ کا چہرہ چمک دک رہا تھا۔

حضرت مولانا حاجی محمد فضل کریم

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے سب سے بڑے چھوٹے صاحبزادے مولانا حاجی محمد فضل کریم کی ولادت شب برات (۱۵ شعبان) ۱۳۷۳ھ / ۱۹/ اپریل ۱۹۵۴ء بروز پیر لائل پور میں ہوئی۔ ان دنوں آپ کے والد گرامی بغرض تبلیغ ہارون آباد تشریف لے گئے تھے۔ نماز عشاء کے بعد تقریر فرمائی اور رات کو سو گئے۔ خواب میں نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت باکرامت سے مشرف ہوئے۔ بچے کی بشارت دی گئی اور ساتھ ہی ایک نورانی تختی پر سنہری حروف سے ”محمد شفیع“ لکھا دکھائی دیا۔ لائل پور واپسی پر بچے کی پیدائش کی نوید ملی۔ محمد نام رکھا گیا اور بلانے کے لئے فضل کریم تجویز ہوا۔ بچپن ہی سے آپ ”حاجی صاحب“ کے عرف سے مشہور ہوئے۔

ہوش سنبھالا، تو حضرت مولانا مفتی نواب الدین مدرس جامعہ رضویہ سے قرآن مجید ناظرہ پڑھا۔ درسیات کی تعلیم اساتذہ جامعہ رضویہ مولانا سید منصور حسین شاہ (فاضل مظہر اسلام بریلی) مولانا علامہ غلام رسول (فاضل مظہر اسلام بریلی) اور دیگر علماء سے حاصل کی۔ والد ماجد حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے انہیں بچپن ہی میں دیگر بھائیوں کی طرح حضرت مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا نوری بریلوی سے بیعت کروادیا تھا۔

لائل پور ہی میں آپ نے سکول کی تعلیم حاصل کی۔ حاجی صاحب نے جس علمی و روحانی ماحول میں آنکھ کھولی، اس کا تقاضہ تھا کہ آپ ملک و ملت کی مذہبی خدمت سے سرشار قلب عطا فرمایا ہے۔ اپنوں کے لئے ریشم سے نرم دل اور باطل قوتوں کے لئے اہنی پیچ کے مالک ہیں۔ زبان و بیان کی حلاوت اور قوت فیصلہ اور قوت اظہار کی بے کراں دولت ودیعت ہوئی۔

آپ نے اس جوانی کے عالم میں اب تک جتنی مذہبی و سیاسی تحریکوں میں حصہ لیا ہے، ان سے آپ کے درخشاں مستقبل کا پتہ چلتا ہے۔ سیاسی مدبرین جہاں حکومت کی ہر قسم کی مزاحمت سے بے بس نظر آتے ہیں، وہاں آپ کے جوہر کھلتے ہیں۔ حکومت کی ہر قسم کی مزاحمت اور دباؤ کے باوجود آپ اپنے عزائم کو پورا کر کے دم لیتے

ہیں۔ اس وقت اعلیٰ حکام اور سیاسی مدبرین آپ کی کارکردگی پر حیرت کناں ہوتے ہیں۔

اختصار کے پیش نظر آپ کی ملی، مذہبی اور سیاسی خدمات کو مختصراً انداز میں بیان کیا جاتا ہے۔

۱۹۷۴ء میں تحریک تحفظ ختم نبوت میں آپ کا عملی کردار، غیرت ایمانی کا آئینہ دار تھا۔ مجلس عمل کی تنظیم

مختلف مکاتب فکر کے لوگوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا اور مرزائیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دلانے میں حکومت

مسلل دباؤ کے لئے شبانہ روز جلسوں جلوسوں میں شرکت اور قیادت بڑی تفصیل کی متقاضی ہیں۔ ان جلسوں

جلوسوں میں ولولہ انگیز تقاریر نے تحریک تحفظ نبوت کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔

۱۹۷۷ء میں حکومت کے غیر آئینی اور غیر اسلامی اقدام کے خلاف تحریک نظام مصطفیٰ شروع ہوئی، اسلامی

آئین اور نظام مصطفیٰ کے مکمل نفاذ کے جذبہ و جنون نے ایک مرتبہ پھر آپ کو فعال بنا دیا۔ حکومت نے تحریک نظام

مصطفیٰ کو دبانے اور ختم کرنے کے لئے جتنے حربے استعمال کئے وہ سب آپ کی راہ نہ روک سکے۔ جلسوں جلوسوں

پر مکمل پابندی اور انتظامیہ کے سخت حفاظتی تدابیر کے باوجود آپ نے ان جلسوں کی قیادت کی۔ سیاسی مدبرین بھی

آپ کے طرز عمل سے حیران رہ گئے۔ حکومت کے تشدد سے آپ زخمی بھی ہوئے۔ گرفتاری بھی عمل میں آئی، مگر

سب حربے آپ کے لئے ہمیز کا کام دیتے تھے۔ بالآخر حکومت کا تشدد ہانہ حکومت رہی۔

۱۹۷۸ء میں کل پاکستان سنی کانفرنس، ملتان کے عدیم الشال اجتماع کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا۔ اور یہ فیصلہ

کیا گیا کہ اہل سنت کی غیر سیاسی ایک ایسی تنظیم کا ہونا ضروری ہے جو اہل سنت کے مفادات کا تحفظ کر سکے۔ جماعت

اہل سنت اگرچہ ایک عرصہ سے قائم ہو چکی تھی، مگر اس کی حیثیت محض علاقائی جماعت کی تھی۔ اس موقع پر ملک بھر کے

مقتدر جدید علماء کی موجودگی میں جماعت اہل سنت کی تنظیم نو کی گئی اور اس کو پورے ملک بلکہ پوری دنیا میں سنیت

تحفظ کے لئے فعال بنایا گیا اور ملتان کانفرنس کے موقع پر حضرت سید احمد سعید کاظمی کو جماعت اہل سنت کا مرکزی

صدر اور مولانا حاجی محمد فضل کریم کو جنرل سیکرٹری نامزد کیا گیا۔

جماعت اہل سنت کے جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے آپ نے سنی مفادات کا تحفظ فرمایا۔ حضرت علامہ

کاظمی علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد جب جماعت اہل سنت کا دوبارہ انتخاب ہوا تو آپ کو دوبارہ جنرل سیکرٹری چن لیا گیا۔ یہ آپ کی اسلامی آئین اور نظام مصطفیٰ کے عملی نفاذ کی کوششوں کی بدولت قوم نے آپ کو یہ اعزاز دیا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کی مساعی جیلہ کا احاطہ اس مختصر مقالہ میں ممکن نہیں۔ جماعت اہل سنت کی تنظیم اور اس کو فعال بنانے کے لئے آپ ملک بھر کے دوروں کے علاوہ بیرونی ممالک برطانیہ، مصر اور دیگر ممالک کا بھی متعدد بار دورہ کر چکے ہیں۔

ان مصروفیات کے علاوہ آپ ان دنوں مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ، فیصل آباد کے مہتمم ہیں۔ آپ کے اہتمام سے جامعہ رضویہ ترقی کی طرف گامزن ہے۔

۱۹۷۷ء میں آپ کی شادی ہوئی۔ آپ صاحب اولاد ہیں۔

﴿ خلفاء ﴾

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے جن خوش نصیب حضرات کو اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا ان میں سے حضرات کا علم ہو سکا ہے وہ یہ ہیں۔

- ۱ مولانا قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی، خلف اکبر
- ۲ مولانا حافظ محمد احسان الحق، مدرس جامعہ رضویہ فیصل آباد
- ۳ مولانا حافظ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی، ماریشس
- ۴ مولانا اللہ بخش واں پھراں، ضلع میانوالی
- ۵ مولانا اکبر جان
- ۶ مولانا محمد اسلم ڈچکوٹ روڈ فیصل آباد
- ۷ مولانا ابوسعید مفتی محمد امین، مہتمم جامعہ امینیہ رضویہ، فیصل آباد
- ۸ مولانا محمد الیاس ہزاروی، جڑانوالہ، ضلع فیصل آباد
- ۹ مولانا حافظ سید جلال الدین، شیخ الحدیث بھکھی ضلع منڈی بہاؤ الدین
- ۱۰ مولانا محمد حسن علی میلسی
- ۱۱ مولانا سید زبیر، چکوال
- ۱۲ مولانا سید زاہد علی شاہ، فیصل آباد
- ۱۳ مولانا شمس الزمان قادری رضوی، لاہور
- ۱۴ مجاہد ملت مولانا ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی، گوجرانوالہ
- ۱۵ منظر اعظم مولانا عنایت اللہ قادری رضوی، ساٹنگلہ ہل

- ۱۶ مولانا حافظ عبدالرشید، جھنگوئی، خطیب سنی رضوی جامع مسجد فیصل آباد
- ۱۷ مولانا عبدالقادر احمد آبادی، فیصل آباد
- ۱۸ مولانا سید محمد عبداللہ قادری رضوی، مہتمم انوار الابرار ملتان
- ۱۹ مولانا غلام رسول مہتمم انوار القرآن ملتان
- ۲۰ مولانا حافظ فضل احمد، ضلعی خطیب محکمہ اوقاف، فیصل آباد
- ۲۱ مولانا محمد شریف، ملتان
- ۲۲ مولانا معین الدین شافعی، مہتمم جامعہ قادریہ رضویہ، فیصل آباد
- ۲۳ مولانا محمد حسین، مہتمم جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر
- ۲۴ مولانا سید مراتب علی، عارف والا، ضلع ساہیوال
- ۲۵ مولانا حافظ منظور حسین خطیب راجہ چوک فیصل آباد
- ۲۶ مولانا محمد یوسف گدگت، فیصل آباد
- ۲۷ مولانا مفتی نواب الدین، جامعہ رضویہ فیصل آباد
- ۲۸ مولانا حکیم سید وارث جیلانی، فیصل آباد
- ۲۹ مولانا سید محمد یعقوب، پھلوان (۱)

- (۱) ا۔ موت کا پیغام (دیباچہ) از مولانا محمد اصغر علوی، مطبوعہ راست گنٹار پریس لائل پور ص ۱۳۳
- ب۔ ماہنامہ نوری کون، بریلی (مضمون حسن علی سلیمی)۔ مارچ اپریل ۱۹۶۳ء، ص ۶۰
- ج۔ قلمی یادداشت مولانا شمس الزمان قادری، لاہور، مجاز، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
- د۔ قلمی یادداشت مولانا علی احمد سندیلوی، لاہور، مکتبہ فقیر قادری شیخینہ
- ه۔ قلمی یادداشت مولانا غلام رسول، فیصل آباد، مجاز، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔ ماہنامہ فیضان، لائل پور دسمبر ۱۹۶۹ء

۳۰ شیخ الحدیث شارح بخاری علامہ غلام رسول رضوی۔ فیصل آباد

۳۱ شیخ الحدیث مولانا محمد نواز نقشبندی گوجرانوالہ

۳۲ علامہ ابو الفیض محمد عبدالکریم ابدالی۔ خانقاہ ڈوگرال

۳۳ شیخ الحدیث مولانا محمد شریف رضوی بھکر

﴿خلفاء عرب﴾

۱ مولانا محمد طیب دمشق مدرس جامع مسجد دمشق

۲ مولانا محمد علی حموی، حماة۔ دمشق

۳ مولانا محمد تیسیر دمشق، مدرس جامع مسجد دمشق

۴ مولانا محمد منیر لطفی امام جامع المسعود، حماة، شام

۵ مولانا محمد بدر الدین الحسینی الشہید بالفلائی مدرس و حضور رابطہ العلماء دمشق

۶ مولانا محمد حسین فہمی الترمذی شرع عینیہ الحرجی المدینہ المنورہ

﴿پرتو تجلیات سیرت مصطفیٰ﴾

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی سیرت و سوانح پر صاحب خلق عظیم، محبوب رب کریم، حضور نبی رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت طیبہ کی بے شمار تجلیات پڑیں اور انہیں اپنے رنگ سے منور فرما دیا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے زندگی بھر حضور نبی کریم ﷺ کے ارشادات، افعال و اعمال پر اس طرح عمل کیا کہ گویا وہ آپ کی عادات بن گئیں۔ اسی کمال اتباع کی برکت سے مولا کریم جل و علانی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے سوانح کو ایسا شرف بخشا کہ وہ احوال رسول کریم ﷺ سے مستنیر ہو گئے۔ مثلاً

﴿۱﴾

حضور اکرم ﷺ کا شباب کا دور ایسا پاکیزہ تھا کہ دوست و دشمن اس کی طہارت و عظمت کے قائل تھے۔ دور جاہلیت میں ہر طرف اخلاقی گراؤٹ کے باوجود آپ کی طہارت، شرافت اور امانت دیانت اعلان نبوت کے بعد آپ کی صداقت و عدالت کی علامت ٹھہری۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا بچپن اور جوانی ایسا حسن اخلاق سے گزرا کہ دوست و دشمن سبھی آپ کی اخلاقی طہارت اور نفاست کے معترف ہیں۔

﴿۲﴾

اعلان نبوت سے کچھ عرصہ قبل حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے ماحول سے خلوت اختیار فرمائی۔ غار حرا کا کئی کئی دنوں بلکہ ہفتوں کا قیام اسی خلوت گزینی کے لئے تھا۔ یہ خلوت گزینی توجہ الی اللہ اور یکسوئی سے اپنے مقاصد عالیہ کے حصول کی ایک صورت تھی۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ کی زیارت کے بعد رسوخِ علم و عمل کی اعلیٰ منزل کے حصول کے لئے اپنے خاندان اور ماحول سے اس طرح خلوت اختیار فرمائی کہ کئی سال مرکز عشق و محبت بریلی اور دارالخیر اجمیر میں کمال یکسوئی سے علم و فضل کے حصول میں صرف فرمائے۔ تا آنکہ باوجود عالم شباب کے علم و فضل میں آپ اپنے دور کے اکابر علماء میں محسوب ہونے لگے۔

﴿۳﴾

طائف کے نا سمجھ کفار نے حضور اکرم ﷺ پر اس وقت پتھر برسائے جب آپ انہیں دین حق کی تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ پتھر کھا کر بھی آپ نے ان کے لئے دعائے ہدایت فرمائی۔

لائل پور کے قیام کے ابتدائی دور میں بعض مقامات پر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ پر عین اس وقت پتھر برسائے گئے جب آپ ان کے سامنے عظمت و محبوبیت مصطفیٰ ﷺ کا بیان فرما رہے تھے۔ اغیار کی اس انتہائی نازیبا اور ناروا حرکت کے باوجود حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے ان کے لئے دعائے ہدایت فرمائی۔ زبان سے بددعا کا کوئی کلمہ نہ نکلا اور یہی ان سے بدلہ کا تصور پیدا ہوا۔ بالآخر آپ کی برکت سے گرد آلود ابر سے حق و صداقت کا آفتاب جب طلوع ہوا تو ہر طرف عشق و محبت کی لہر پھیل گئی۔

﴿۴﴾

غزوہ احد میں حضور علیہ السلام کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا اور دندان مبارک شہید ہوئے۔ قیام بریلی کے دوران ایک مرتبہ آپ کے چہرہ انور پر زخم آ گیا۔ جس سے خون بہہ گیا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ سنت بھی پوری کر لی۔ اس طرح آپ شان اولیٰ کا مظہر بن گئے۔

﴿۵﴾

کفار کے حملہ کی شدت اور صحابہ کرام کے منتشر ہو جانے سے احد ہی میں ایک لحد ایسا بھی آ گیا کہ جس میں حضور اکرم ﷺ کی خبر شہادت غلط طور پر مشہور ہو گئی۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ بعد حقیقت حال واضح ہو گئی اور خبر شہادت کی تردید ہو گئی۔

تحریک قیام ریاست الہیہ (تحریک قیام پاکستان) کے دوران بریلی میں ہندوؤں کے فسادات اور حملوں کی خبر سے یہ خبر بھی بطور غلط مشہور ہو گئی کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ شہید ہو گئے ہیں۔ مگر چند دنوں بعد اخبارات کو خبر شہادت کی تردید کرنا پڑی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خبر شہادت اور پھر تردید نے آپ پر ایسی تلخی فرمائی کہ اسی نوعیت کے سوانح میں بھی موجود ہے۔

﴿۶﴾

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی سنت حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے قیام پاکستان کے وقت ہجرت کر کے پوری کر لی۔

﴿۷﴾

ہجرت کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک مدت بعد مکہ معظمہ میں نزول اجلال فرمایا۔ مگر مکہ معظمہ میں یہ قیام ثانی چند روز کا تھا..... حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ گورداسپور سے ہجرت کے بعد پاکستان سے دوبارہ بریلی تشریف لے گئے۔ ارادہ تھا کہ بریلی ہی میں قیام کریں گے۔ مگر حضور نبی کریم ﷺ کی سنت یوں پوری ہوئی کہ آپ کا بریلی کا یہ قیام ثانی قلیل عرصہ رہا۔ پاسپورٹ اور ویزا کی پابندی کے باعث آپ کو پاکستان آنا پڑا اور پھر یہیں قیام رہا۔

﴿۸﴾

غزوہ بدر کے بعد قریش مکہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قتل کے لئے صفوان بن امیہ نے عمیر بن وہب کو زہر آلود تلو واردے کر دینے روانہ کیا۔ دربار رسالت میں حاضری کے بعد یہی عمیر مسلمان ہو گئے۔

ایک رات حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ مطالعہ کتب حدیث میں مصروف تھے کہ مخالفین اہل سنت نے ایک شخص آپ کے قتل پر آمادہ کیا۔ یہ شخص خنجر چادر میں چھپائے آپ پر قاتلانہ حملہ کے لئے آیا۔ مگر آپ کی صورت دیکھتے ہی کانپ گیا۔ قدموں میں گر کر معافی کا طالب ہوا۔ بالآخر آپ سے بیعت ہوا۔ اس طرح سیرت مصطفیٰ کی یہ سنت بھی آپ نے پوری کر لی۔

﴿۹﴾

فتح خیبر میں نبی اکرم رسول معظم ﷺ کو ہدیہ کے روپ میں زہر کھلانے کی کوشش کی گئی۔ آپ نے زہر آلود گوشت کو چکھ کر چھوڑ دیا اور زہر دینے والی یہودی عورت کو معاف کر دیا۔

اسی نوعیت کا ایک واقعہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سے پیش آیا۔ مخالفین نے دوستی کے بہروپ میں آپ کو

چائے میں زہر ڈال کر دیا۔ لیکن بحمدہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ نے آپ کو محفوظ رکھا۔

﴿۱۰﴾

حضور اکرم ﷺ کے وصال کے وقت خیبر کا زہر عود کر آیا۔ اس طرح آپ کا وصال شہادت سری کا درجہ رکھتا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے اپنے وطن سے دور کراچی میں (غریب الوطنی کی حالت) میں وصال فرمایا۔
فقہائے حدیث ”مَوْتُ الْغَرِيبِ شَهَادَةٌ“ (ابن ماجہ وطبرانی عن ابن عباس) آپ کا وصال بھی شہادت سری تھا۔

﴿۱۱﴾

قریش مکہ نے اسلام دشمنی میں حضور اکرم ﷺ کے قتل کے بارہا منصوبے بنائے۔ مگر ناکام رہے۔ مولوی عبدالرحمن دیوبندی، فیصل آباد نے اعتراف کیا کہ ہمارے ہاں مولوی غلام غوث ہزاروی نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے قتل کا ناپاک منصوبہ بنایا۔ (۱)

﴿۱۲﴾

حضور اکرم ﷺ کے وصال کے موقعہ پر صحابہ کرام آخری زیارت اور صلوة و سلام پیش کرنے میں مصروف ہوئے۔ یہ سلسلہ تین روز تک جاری رہا۔ تیسرے روز حضور اکرم ﷺ کی تدفین عمل میں آئی۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے کراچی میں وصال فرمایا۔ آپ کے جنازہ کو لائل پور لایا گیا۔ نماز جنازہ کے بعد تیسرے روز آپ کو لحد میں رکھا گیا۔ اس طرح آپ نے زندگی بھر اور بعد وصال بھی حضور اکرم ﷺ کی سنتوں کو ادا فرمایا۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعہ کاملہ۔

جس کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ
ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام

(۱) منصوبہ کی تفصیل کے لئے روزنامہ رہبر تجارتی، فیصل آباد کی ۶ نومبر ۱۹۸۵ء کی اشاعت خاص ”علامہ کائناتی نمبر“ کا صفحہ نمبر ۱۲ ملاحظہ فرمائیں۔

عکس نوادرات

مزید عکس و خطوط ”نوادرات محدث اعظم پاکستان“
میں ملاحظہ فرمائیں۔

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وصلى الله وسلم على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم وبعد
فانتى قد حضرت الامام الفاضل الحاج محمد سكرت دارالاجل الباوي صاحب العوارض
والصواعق والمسائير والسنن والاخبار وكل ما اريد به سئلا انك
وانها الى سيدنا الحق المصطفى صلى الله تعالى عليه وسلم وعلى آله وصحبه
وقد لجاننا العلامة الامام الشيخ تبارك الذين يحسنى شيخ دارالاجل
سيد مشق وهو عن الشيخ ابراهيم السقاين شيخ الامير الصغير عن
الشيخ الامير الكبير وثبت مطبوعه واجازنا العلامة السيد محمد عبدالحق
الكتاتفي القامعي وقد ثبت مطبوعه والسيد مائة الله عن والده
الحافظ الشيخ عبد الغنى الزهوي وثبت مطبوعه السيد محمد بن عبد الله
بمصر امين والمعلم الامام لا يخرج اوصاف الله تعالى عليه وسلم محمد

والله

كتبه محمد بن قنطريته

في يوم الاحد ١٠ محرم الحرام سنة ١٢٧٠
حرم ابو وضو في مدينة القاهرة
عليها كتبها فمستور وانشاء

تذکرات صحاح بتدویرات شیخ اعجاز محمد الحافظ الشیبانی : ١٩٠
محرم ١٩٠٠

تذکرہ محدث اعظم پاکستان



مستند... (Arabic text describing the subject's lineage and scholarly achievements)

Table with multiple columns and rows, likely a genealogical chart or list of works. Includes handwritten notes and signatures.



Main body of handwritten Urdu text, appearing to be a biographical or historical account. The text is densely packed and spans most of the page's width and height.

اولیٰ شیعہ العجمیہ

Lower section of handwritten Urdu text, possibly a continuation or a separate entry related to the main text.



Main body of handwritten Urdu text, likely a biographical entry or a collection of letters, arranged in several paragraphs.

Handwritten text in a box, possibly a signature or a specific note related to the document.



Handwritten text at the bottom of the page, possibly a date or a reference.

درد محمد سردار احمد، خادم این سنت ...

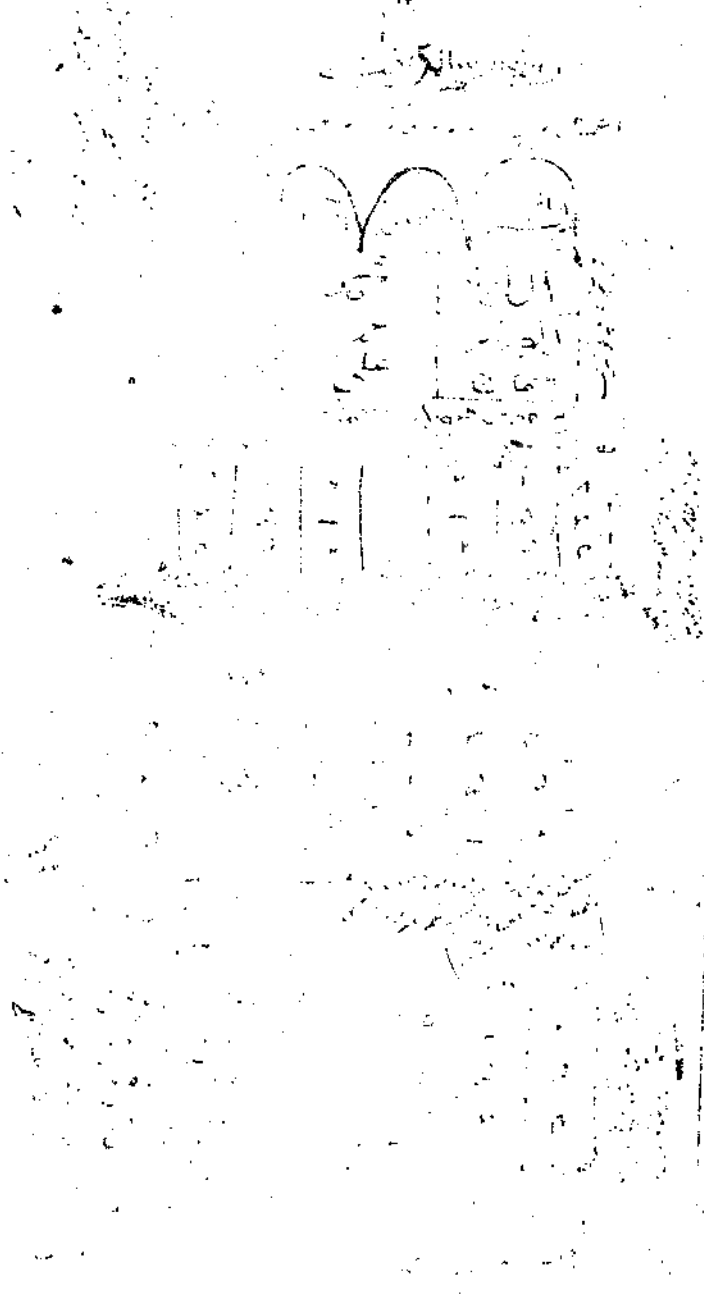
Handwritten text in Urdu script, likely a list or record of names and dates, arranged in columns. The text is mostly illegible due to the quality of the scan.

۷۸۲

(۱) سورۃ واقفہ شریفہ
 کہ جس کی ایک آیت
 میں بزرگی ہے
 (۲) لا الہ الا اللہ
 (۳) یا تنادق
 وقت جاہل
 (۴) استغفر اللہ الذی
 قاتلہ الیوم
 (۵) بیاد و کلمہ
 (۶)

(Handwritten text in Urdu script, likely a biographical entry or a list of names and titles. The text is dense and spans most of the page, with some lines appearing to be underlined or separated by horizontal lines. The handwriting is in a traditional style, possibly from the late 19th or early 20th century.)

سند اجازت نقوش حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز، نظام صوبائی اقدار تھا، عراقی، مدینہ منورہ



Certificate of Registration of Societies

ACT XXI OF 1860

No. 34 of 1955 - 1956

If hereby certify that Panjwan Firdaus-ul-Haq
has this day been duly registered under the
Societies Registration Act, XXI of 1860.

Given under my hand at Lahore
this 20th day of September 1955
ONE THOUSAND NINE HUNDRED & FIFTY FIVE.
Fee Rs. 500 (Rupees only).

Attested by me
at Lahore, Punjab, 20th September 1955
Lahore Region.

تذکرہ محدث اعظم پاکستان

e) In case of emergency the Sadar will be empowered to take any ^{financial} action so to meet the emergency.

f) The Sadar may increase the number of Executive by adding to it by number out of the number of it is also appointed. But Sadar out of 200 members.

g) The Sadar may also have the power to take any other action.

6. Executive

a) The Executive shall have the right to manage and exercise all the affairs of the Society.

b) The Executive shall consist of the Sadar and such other members as may be appointed by the Society.

7. Officers

a. Secretary

The Secretary shall be elected by the members of the Society and shall be responsible for the management of the Society.

b) The Secretary shall have the power to sign all the orders and to receive all the moneys of the Society.

c) The Secretary shall have the power to call for the attendance of the members of the Executive and to report to the Society.



d) The Secretary shall be entitled to spend up to Rs. 25/- in one month for the purpose of his office.

e) The Secretary shall be responsible for the collection of the moneys of the Society and for the payment of the expenses of the Society.

8. General

a) The Executive shall have the power to...

b) All the affairs shall be decided by the majority of votes.

c) There shall be an annual General Meeting to be held on a date to be fixed by the Executive for the purpose of electing the members of the Executive.

d) The Executive shall have the power to elect the members of the Executive.

e) The Executive shall have the power to...

f) To prepare and submit the financial statement of accounts.

g) To prepare the annual budget.

h) A motion for the dissolution of the Society may be moved by the...

i) In case of emergency the Sadar may be empowered by the...

j) The Executive shall be responsible for the management of the Society.

Contd..... 3



[Faint handwritten notes on the right side of the page]

Part V
(See Rule 194)

2

PAKISTANI
Khatib-ul-
Madrassa

This subject has been by the Authority of the Government-General of Pakistan, and the Government of Punjab, to refer to the person mentioned herein, going on Hajj with a view to assistance and protection.

As Officer of the Government of Punjab

M. S. Khan

Secretary to the Government of Punjab

Minister of Education, Government of Punjab
Lahore

Registered by the Government of Punjab

23/6/51

[Handwritten signature and notes]

Standard of the work of the Hajj Commission

Passport No. ~~500~~ H. N. 1115

Photo, if any, of the holder

3

Certificate

A Score mark as the Hajj
Board has given



Handwritten text in Urdu script, likely a biographical entry or a list of names and titles. The text is arranged in a columnar format within a rectangular frame. The script is dense and appears to be a historical record or a collection of names and titles.

Handwritten notes at the top of the page, including the name 'Abul Hasan Ali Nadwi' and other illegible text.

Main body of handwritten text in Urdu script, enclosed in a rectangular border. The text is dense and appears to be a biographical or historical account.

Handwritten notes at the bottom left of the page, including the name 'Abul Hasan Ali Nadwi' and other illegible text.

تذکرہ محدث اعظم پاکستان

ہر روز سنیۃ ۵ بجے رسی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ سب کچھ کیم جنورس سے ہے
 یک مسیحی سے نروجا شو ان اسٹینس مغرب کی موت
 فقرو بان پنچا گھر بران نودنا مبات کدو کدو کدو
 احسان الحق و صوموں کا فیروز شرف سہا سہا سہا
 نماز عشاء کے بعد کلمت خوان اور قرآن میں بیویں
 تقریباً بارہ بجے شب سے سو نا تپو اس رات خواب
 کیا نہ فقیر پر ملی تریف اعلیٰ حضرت منعم بہرکت قدس
 صدر العزیز کے بیجا ملک میں موجود ہے جس کی کلمت
 حضرت ابلاسلم قدس سرہ العزیز بلقان کے اندر کیا گیا
 میں تریف کے فقیر کو دیکھا کہ گزرتے وقت کے دل میں
 یہ بات مٹی کو اب بہت گزری لا تھا کوئی ہے اور نہ لگا
 اکثر و انت نکل گئے ہیں اب تقریر و بیان مشکل ہے حضرت
 حضرت ابلاسلم قدس سرہ تریف اور بیویوں اور بیویوں
 تریف کی موت اشارہ فرمایا اور فرمایا کہ اسے جو سب کچھ
 فقیر نے حضرت قدس سرہ تریف کو جو سب کچھ طبیعت کو

تذکرہ محدث اعظم پاکستان
 ہر روز سنیۃ ۵ بجے رسی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ سب کچھ کیم جنورس سے ہے
 یک مسیحی سے نروجا شو ان اسٹینس مغرب کی موت
 فقرو بان پنچا گھر بران نودنا مبات کدو کدو کدو
 احسان الحق و صوموں کا فیروز شرف سہا سہا سہا
 نماز عشاء کے بعد کلمت خوان اور قرآن میں بیویں
 تقریباً بارہ بجے شب سے سو نا تپو اس رات خواب
 کیا نہ فقیر پر ملی تریف اعلیٰ حضرت منعم بہرکت قدس
 صدر العزیز کے بیجا ملک میں موجود ہے جس کی کلمت
 حضرت ابلاسلم قدس سرہ العزیز بلقان کے اندر کیا گیا
 میں تریف کے فقیر کو دیکھا کہ گزرتے وقت کے دل میں
 یہ بات مٹی کو اب بہت گزری لا تھا کوئی ہے اور نہ لگا
 اکثر و انت نکل گئے ہیں اب تقریر و بیان مشکل ہے حضرت
 حضرت ابلاسلم قدس سرہ تریف اور بیویوں اور بیویوں
 تریف کی موت اشارہ فرمایا اور فرمایا کہ اسے جو سب کچھ
 فقیر نے حضرت قدس سرہ تریف کو جو سب کچھ طبیعت کو

سکون و قرار حاصل فرمایا ایسا فیض ملا کہ جس سے پھر کے دل میں
 یہ بات آئی کہ اب فقیر بیان نہ تو میرا سکتا ہے پھر سوئی دیر کے بعد

